



(اک آزمائش)

فتنہ

شمینہ فیاض

فتنہ (اک آزمائش)

طاہر بھائی اسلام علیکم۔۔۔ سب خیر خیریت ہے آج بڑی دیر سے آئے۔۔۔

ہاں بس آج کچھ دیر سے آنکھ کھلی۔۔۔ شفیق صاحب سے طاہر سرسری سی بات کر کے اپنے کیمین میں آگئے۔۔۔ طاہر آفس آئے تو شفیق ان کا ہی بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ اسی لیے ان کے پیچھے پیچھے ان کے کیمین میں آگئے تھے اور اب چیئر پر بیٹھتے ہوئے ان سے بہت فکر مندی سے کہہ رہے تھے۔۔۔۔۔ طاہر بھا ئی! آپ سے اک بات کرنی ہے۔۔۔

جی جی کہیے۔۔۔ وہ بھی کوٹ اتار کر چیئر پر رکھ چکے تھے اور اب اپنی چیئر پر بیٹھ کر ان کی جانب ہی متوجہ تھے آفس کے معاملات مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے۔۔۔ شفیق صاحب طاہر سے کہہ رہے تھے۔ کیوں کیا ہوا؟۔۔۔ طاہر چونک گئے!

کچھ غلط لگ رہا ہے۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے جیسے کوئی سازش ہو رہی ہو ویسے مجھے کچھ شک بھی ہے۔۔۔ شفیق ہر چھوٹی چھوٹی بات پر نظر رکھتے تھے اور آخر میں جب بات کھلتی تو سوائے ان کے وہم کے کچھ نہیں نکلتا تھا اور ان کی اس عادت سے طاہر بھی واقف تھے اسی لیے کوئی خاص توجہ نہیں دی۔۔۔

شفیق بھائی آپ بھی بس ہر بات پر شک کرتے ہیں کوئی بھی معاملہ ہوگا سامنے آئی جائے گا۔ چھوڑیں ان سب باتوں کو مجھے یہ بتائیں آپ کا نور کیسا رہا؟۔۔۔ طاہر نے بات کو ٹالنا چاہا۔

بہت زبردست۔۔۔ انسان ایسی تبلیغی درس کی محافل میں جا کر بہت کچھ سیکھتا ہے۔ دل جیسے شیشے کی طرح صاف ہو گیا ہے۔ میرے دل پر جو گناہوں کے بوجھ تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے میں اچانک ہلکا پھلکا ہو گیا ہوں۔ میرا تو خیال ہے کہ آپ بھی میرے ساتھ اگلی بار چلے گا بہت سکون ملے گا۔۔۔

ارے شفیق بھائی! ہمیں کہاں زندگی سے فرصت ملتی ہے۔۔۔ اکیلا آدمی ہوں اور پورے گھر کی ذمہ داری ہے۔ بیوی، بچے، ماں، گھر سب کو مجھے ہی دیکھنا ہوتا ہے۔ بس یہی اک چھٹی کا دن ملتا ہے۔ وہ بھی گھر کے کاموں میں گزر جاتا ہے۔ کبھی گھر کی مرمت، تو کبھی کسی کی بیماری، کبھی کوئی ضروری کام، تو کبھی کچھ اور ان ہی چھوٹے موٹے کاموں میں پورا دن گزر جاتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں ورکنگ ڈیز سے زیادہ مصروف دن گزرتا ہے میرا بس فرصت ہی نہیں ملتی۔۔۔ طاہر نے اپنی پریشانیاں بتا کر جان چھڑانا چاہی۔

یہ تو نہ کہیں آپ طاہر بھائی اکیلا تو میں بھی ہوں اور سارے گھر کی ذمہ داری مجھ پر بھی ہے لیکن پھر بھی اپنی اصلاح کے لیے میں تقریباً ہر ہفتے درس کی محفل میں جاتا ہوں۔ کونسا پورا دن لگتا ہے۔ رات میں سارے کاموں سے فارغ ہو کر چند گھنٹے نکال ہی لیتا ہوں۔ رہی بات فرصت کی تو وقت تو نکالنا پڑتا ہے۔ آخر اسی مصروفیت میں سے کچھ وقت آپ بچوں کے لیے بھی تو نکالتے ہوں گے۔ کہیں نہ کہیں اتوار کے دن گھومنے بھی تو جاتے ہوں گے۔ آپ یا گھر والے بیمار ہو جائیں تو ڈاکٹر کے پاس بھی تو جانے کا وقت نکالتے ہیں۔ بات صرف اپنی اہمیت دینے کی ہے۔ ہم لوگ ہمیشہ یہی سوچتے رہ جاتے ہیں کہ جب کبھی موقع ملے گا۔ دین کو بھی سیکھ ہی لیں گے۔ ابھی تو دنیا کے کام ہی جان نہیں چھوڑتے اور اسی میں ساری زندگی گزر جاتی ہے۔ گناہ بھی تو ہماری روح کی بیماری ہیں۔ ان کے علاج کے لیے ایسی محافل میں ضرور جانا چاہیے۔۔۔

جی! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن بس۔۔۔ طاہر نیم راضی ہو گئے تھے۔

بس دس کچھ نہیں اگلے اتوار کو آپ میرے ساتھ چل رہے ہیں۔ ہمارے اک بزرگ ہیں۔ مولانا اکبر صاحب ان کے گھر درس ہے۔۔۔ اب انکار نہ کیجیے گا یقیناً میں آپ کو بہت سکون ملے گا۔۔۔

اچھا چلیں آپ اتنا اصرار کر رہے ہیں تو اگلے اتوار کو آپ کے ساتھ چلوں گا۔۔۔
یہ ہوئی نہ بات بس اسی بات پر اچھی سی چائے ہو جائے۔۔۔ شفیق صاحب مسکرا رہے تھے۔
ضرور ضرور۔۔۔ اور طاہر نے چائے منگوانے کے لیے پیون کو بلا لیا تھا۔

☆.....☆.....☆

شاہین جب اس گھر میں شادی ہو کر آئیں تو اس گھر میں ان کی نند نفیسہ اور ساس موجود تھیں۔ سر کا پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا۔ سارا بزنس سر نے اسٹبلش کیا تھا۔ ان کے بعد گھر کا شیرازہ بکھر سا گیا۔ شاہین نے ساس اور شوہر کے دل میں اپنی کچھ دار باتوں سے بہت جلد مقام پالیا تھا۔ وہ جلد سے جلد نند کی شادی کر کے اس سے جان جھڑانا چاہتیں تھیں۔ اسی لیے جو رشتہ بھی آیا اس کے لیے ساس اور شوہر کو اس انداز میں بوتل میں اتارا کہ لڑکا بہت شریف ہے۔ دولت تو آنی جانی چیز ہے اور ویسے بھی نفیسہ خود اتنی جائداد کی مالک ہے کہ اسے کوئی کمی نہیں ہو گی اصغر علی کے حالات اس وقت اچھے تھے ان کی اپنی گارمنٹس فیکٹری تھی پھر نفیسہ کی عمر بھی نکلی جا رہی تھی۔ دونوں ماں بیٹے راضی ہو گئے خیر نفیسہ شادی ہو کر اس مڈل کلاس گھرانے میں آ گئیں۔ اپنی زندگی کے اتنے سال جس پر آسائش انداز میں گزارے تھے۔ اس کے بعد یہ ذرا مشکل تھا مگر پھر بھی نفیسہ نے ایڈجسٹ کیا۔ وہ ذہنی طور پر مطمئن ہو گئی تھیں لیکن حالات کی ستم ظریفی کے چند ماہ بعد ہی ان کی فیکٹری میں آگ لگ گئی۔ سب جل کر خاک ہو گیا اور قرضہ اتارنے کے لیے اصغر علی کو اپنا رہا سہا سب مال متاع بھی خرچ کرنا پڑ گیا۔ گھر بھی بگ گیا۔ وہ مڈل کلاس کیٹیگری سے نکل کر لوئر مڈل کلاس طبقے میں شامل ہو گئے تھے۔ نفیسہ اپنی زندگی میں روپے کی کمی کو اتنا محسوس نہ کرتیں تھیں۔ کیونکہ ان کی طبیعت ہی بڑی صوفیانہ سی تھی۔ انہیں مادی چیزیں اپنی جانب نہیں کھینچتیں تھیں۔۔۔ مگر اس معاشرے کے رہن سہن نے ان کے نفس کو مارنے کی صلاحیت کو کمزور کرنا شروع کر دیا تھا۔۔۔ ان کی شادی کو دس سال گزر چکے تھے وہ اب تک اپنے نفس سے بڑی بہادری سے مقابلہ کر رہی تھیں۔ اس دوران نفیسہ کی ماں کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔۔۔

آج جب ٹیلی فون کی بیل بجی تو نفیسہ کپڑے دھو رہی تھیں۔ جلدی جلدی ہاتھوں کو صاف کر کے تو لیا سے خشک کیا اور فون ریسیو کیا۔۔۔ انہوں نے جلدی میں نمبر بھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔ اسلام علیکم کون؟۔۔۔

والعلیکم سلام ارے بھئی تم تو ہم کو بھول ہی گئی ہو۔۔۔ شاہین بات کر رہی ہوں۔ اب تم کو بتانا پڑے گا کہ میں بات کر رہی ہوں۔ نمبر بھی نہیں پہچانتیں۔۔۔

ارے نہیں بھابی میں اصل میں کپڑے دھو رہی تھی۔ ہاتھ گیلے تھے۔ جلدی سے پونچھے اور فون پک کر لیا۔ بہت دیر سے بچ رہا تھا تو جلدی میں نمبر نہیں دیکھا یہ بھی ڈر تھا کہ بند ہی نہ ہو جائے۔۔۔ نفیسہ نے جلدی سے صفائی پیش کر دی۔۔۔

چلو یہ تو رہنے ہی دو۔۔۔ تم ہم سے ملنے بھی نہیں آئیں۔ بھئی جاتے ہوئے ہم تم سے ملنے آئے تھے تو اب تو تمہارا فرض تھا کہ آتیں ملنے لگتا ہے تمہیں ہمارے فرانس ٹرپ کی کوئی خوشی نہیں ہوئی۔۔۔

نہیں نہیں بھابی ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ اصل میں انس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ اس لیے میں رک گئی۔ ابھی دو دن بعد آنے کا سوچ رہی تھی یہ ذرا ٹھیک ہو جائے تب آؤ گی اور میرا اک ہی تو بھائی ہے۔ ان کے اس طرح گھو منے جانے پر مجھے خوشی نہیں ہو گی تو کس کو ہو گی۔۔۔

ارے یہ میں نے نہیں کہا! یہ تو تمہارے بھائی کہہ رہے تھے۔ میں تو ان سے کہہ رہی تھی کہ بھئی ہماری نفیسہ بہت رکھ رکھاؤ والی ہے۔ وہ کبھی کسی سے نہیں جلتی اسے تو بہت خوشی ہو گی۔۔۔ شاہین نے میٹھی چھری سے اک اور دار کیا۔ نفیسہ اندر ہی اندر کٹ کر رہ گئیں۔

جی بھابی آپ نے اچھا کیا ان سے کہیے گا کہ ہم پرسوں آئیں گے آپ سب سے ملنے۔۔۔

اچھا چلو ٹھیک ہے پھر پرسوں تم ہمارے ساتھ ہی کھانا کھانا اچھا تمہارے بھائی کو بھی اچھا لگے گا اور مجھے بھی ارے نہیں بھابی کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ بس ہم رات میں تھوڑی دیر کے لیے ہی آئیں گے۔۔۔ ورنہ کنگ ڈیز میں نکلنا بھی ذرا مشکل ہی ہوتا ہے۔۔۔ اور پھر یہ آتے بھی رات میں دیر سے ہیں۔۔۔

تم بھی نافیسہ اتنا تکلف کرتی ہو بھئی تمہارا میکہ ہے۔ تم جب دل چاہے آؤ میں تو بھئی تم سے بہت محبت کرتی ہوں اب تم مانو یا نہ مانو۔۔۔

جی بھابی مجھے یقین ہے کہ آپ ہم سے بہت محبت کرتی ہیں، بس وقت ہی نہیں نکل پاتا کہ کہیں جائیں۔

ہاں یہ تو ہے آج کل ہر کوئی مصروف ہو گیا ہے۔ چلو ہم پرسوں تمہارا انتظار کریں گے۔۔۔ آنا ضرور اور کھانا

بھی ہمارے ساتھ ہی کھانا۔۔۔ ان کے اتنے اصرار پر نفیسہ کو ہاں کرنی ہی پڑی۔۔۔

شام میں اصغر علی آئے تو نفیسہ نے کہا کہ شاہین بھابی نے پرسوں رات کھانے پر بلایا ہے۔۔۔

ارے یار کوئی بہانا کر دیتیں۔۔۔ تمھیں معلوم تو ہے۔ ان کے گھر سے آنے کے بعد تمھاری اپنی طبیعت

خراب ہونے لگتی ہے اتنا ٹینشن لیتی ہو تم۔۔۔

لیکن وہ اتنا اصرار کر رہی تھیں کہ مجھ سے انکار ہی نہ ہو سکا۔۔۔ نفیسہ مروت میں ماری گئی تھیں۔



اگلی اتوار عشاء کی نماز کے بعد مولانا اکبر صاحب کے گھر درس تھا۔ شفیق صاحب وعدے کے مطابق طاہر کو لینے ان کے گھر آ گئے تھے۔ پھر وہ دونوں مولانا صاحب کے گھر پہنچ گئے۔ لوگوں کی کثیر تعداد ان کے درس کو سننے کے لیے آئی ہوئی تھی۔ تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی اسی لیے انہیں پارکنگ میں بڑی مشکل سے جگہ ملی تھی۔ اس کے باوجود انہیں ہال کے کونے میں تھوڑی جگہ مل گئی تھی۔ دو ہزار گز کی اس کوٹھی کی چھت پر پلہز کے ذریعے اک اور چھت کھڑی کر کے اک اچھا بڑا ہال بن گیا تھا۔ لاوڈ اسپیکر کی آواز اتنی ہی رکھی گئی تھی۔ جو اس چھت پر موجود لوگ آرام سے سن سکیں۔ پورے ہال کو چند سرچ لائٹس سے روشن کیا گیا تھا۔ دریاں اور چاند نیاں بچھا کر بیٹھنے کا بہت عمدہ اہتمام تھا۔ لوگوں کی سہولت گرمی اور جس سے بچنے کے لیے ہر کچھ فاصلے پر پیڈل فینز رکھے گئے تھے۔ مولانا صاحب کے بیٹھنے کے لیے چھت کے اک طرف تخت پر رکھے صوفے کا انتظام کیا گیا تھا۔ جسے اسٹیج کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ تاکہ تمام حاضرین محفل انہیں آرام سے دیکھ اور سن سکیں۔

مولانا صاحب تشریف لا چکے تھے۔ ان کے چہرے کا نوران کے پاکیزہ اور نیک اعمال کی گواہی دے رہا تھا۔ سفید لٹھے کے شلوار قمیض میں وہ بہت بردبار سنجیدہ اور نورانی لگ رہے تھے۔ ماتھے پر سیاہ نشان ان کے نمازی ہونے کی گواہی دے رہا تھا۔

طاہر جواب تک یہی سوچ رہے تھے کہ یہ سارے پیر فقیر جعلی ہوتے ہیں نہیں معلوم شفیق بھائی کس ڈھونگی کے پاس لے جا رہے ہیں۔ انہیں اپنے خیالات پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔۔۔

طاہر نے شفیق صاحب سے پوچھا یہ اس درس و تدریس کا کتنا حد یہ لیتے ہیں؟۔۔۔ شفیق صاحب نے اک

ناگوار سی نظر طاہر پر ڈالی۔۔۔ یہ کوئی ڈھونگی بابا نہیں ہیں جو حد یہ لیں گے۔ یہ خود بھی بزنس کرتے ہیں۔ پیشے کے اعتبار سے یہ کپڑے کا کام کرتے ہیں اپنی دکانیں ہیں ان کی۔ جس کے یہ مالک ہیں درس و تدریس یہ فی سبیل اللہ کرتے ہیں۔ اسی لیے ہفتے میں اک دن عشاء کے بعد درس کا اہتمام ہوتا ہے۔ طاہر بھی مطمئن ہو گئے۔ طاہر تو لوگوں کی اتنی بڑی تعداد دیکھ کر ہی مرعوب ہو رہے تھے۔ لیکن جب مولانا اکبر صاحب کی تقریر کے الفاظ پر غور کیا تو طاہر کو محسوس ہوا کہ ان کی زندگی میں ایسا کیا ہوا تھا جو وہ اب تک بے سکونی محسوس کر رہے تھے۔ مولانا صاحب کچھ دیر پہلے درس کا آغاز کر چکے تھے اور اس وقت سورۃ التغابن آیات نمبر چودہ، پندرہ، پڑھ کر اس کے ترجمے پر غور طلب گفتگو کر رہے تھے۔

﴿اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہیں۔

پس ان سے ہوشیار رہنا اور اگر معاف کر دو اور درگزر کر جاؤ اور بخش دو

تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے۔﴾ (سورۃ التغابن آیت نمبر 14)

﴿تمہارے اموال اور اولاد تو سراسر تمہاری آزمائش ہیں

اور بہت بڑا اجر اللہ کے پاس ہے﴾ (سورۃ التغابن آیت نمبر 15)

انہوں نے اک بار پھر اپنے درس کا سلسلہ وہیں سے جوڑ دیا تھا۔ جہاں سے منقطع ہوا تھا۔ اے ایمان والو! تمہیں یہ بتا دیا گیا ہے کہ

تمہاری عورتوں اور اولاد میں سے کچھ۔۔۔ سب نہیں!!

ہاں صرف کچھ تمہارے لیے دشمن ہیں کیونکہ وہ تمہیں آزمائش میں ڈال سکتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ تمہاری نیک اولاد اور نیک بیویاں بہت بڑی نعمت ہیں لیکن ان کے ذریعے تمہیں آزمائش میں ڈالا جاسکتا ہے۔ بہت سے لوگ ان آیات کی وجہ سے سب ہی عورتوں کو ناقص عقل اور جہنمی قرار دیتے ہیں۔ جب کہ ایسا نہیں ہے۔ نیک بیوی تمہارے لیے اللہ کا انعام ہے۔ اس آیت میں کچھ عورتوں کا ذکر بہت واضح طور پر کیا گیا ہے۔ وہ تمہیں بہکا کر آزمائش میں ڈالنے والی ہوگی۔ یہ دولت کی لالچ بھی ہو سکتی ہے۔ اللہ کے احکام سے بے راہ روی بھی ہو سکتی ہے اور نفسانی خواہشات بھی۔۔۔ عموماً لوگ اس آیت پر حضرت آدمؑ کا شجر ممنوعہ والا قصہ بیان کرتے

ہیں کہ جس میں بی بی حواؑ کے کہنے پر حضرت آدمؑ نے اس درخت کا پھل کھایا۔ جس کے کھانے سے منع فرمایا گیا تھا اور اسی وجہ سے سزا میں انہیں جنت سے نکال دیا گیا۔۔۔

تو تم لوگ بس ہوشیار ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی بہک جاؤ اور ایسا کوئی کام کر بیٹھو جو منع کیا گیا ہو۔ اسی لیے بیان کر دیا گیا کہ بچ کے رہو۔

ہوشیار ہو جاؤ۔ کہیں تم سے کوئی غلط کام نہ ہو جائے۔ کسی کے بہکاوے میں کہیں تم اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو جاؤ۔ کہیں تم کوئی حرام کام نہ کر بیٹھو، حرام نہ کھانے لگو۔ کہیں کسی پر ظلم نہ کر دینا۔ کسی یتیم کا مال نہ کھانا۔ کسی وارث کی جائیداد نہ مار لینا۔ تو ہر طریقے سے چوکنے رہو۔۔۔ تم اک گھر کے سربراہ ہو۔ حتمی فیصلہ تم کرو ایسا نہ ہو کہ عورت کے کہنے پر تم کوئی غلط فیصلہ کر بیٹھو اور پھر ساری زندگی پچھتاتے رہو۔۔۔ ہمارے مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ ہمارے معاشرے میں اکثر جب کوئی مرد کوئی اچھا کام کرنے لگتا ہے۔ کسی یتیم کی کفالت کرتا ہے کسی مسکین کو پیسے دیتا یا کسی حقدار کا حق ادا کرنے لگتا ہے چاہے وہ وارث میں ہو یا کسی اور طریقے سے حقدار۔۔۔ ان معاملات میں سب سے پہلے بیوی ہی منع کرتی ہے کہ تمہارے اپنے بچے بھی تو ہیں۔ ان کے بارے میں سوچو کیوں کسی غریب میں لٹا کر خود بھی غریب ہونا چاہتے ہو۔ جب کہ ایسا نہیں ہے۔ غلط مال کھلا کر آپ اپنے اور اپنے بچوں کے لیے جہنم خرید رہے ہیں۔ ان کی محبت میں انہیں ہی تباہ کر رہے ہیں۔ اس کے برعکس حق کی راہ میں اللہ کے حکم پر ایک روپیہ بھی خرچ کریں گے تو آپ کو اللہ اس کے بدلے دس دیں گے۔ آپ کے نامہ اعمال میں نیکی تو لکھی جائے گی بلکہ آپ کے مال میں برکت بھی ڈال دی جائے گی۔ لیکن حقداروں کا حق مار کر اللہ کی راہ میں اپنے رزق کو بڑھانے کے لیے بانٹو گے تو یاد رکھنا کہ اعمال کا دار و مدار نیّتوں پر ہے اور نیّتوں کا حال اللہ بہت اچھی طرح جانتا ہے اس لیے قیامت کے دن حق داروں کے حساب کے جواب دہ تم ہی ہو گے۔۔۔

حقوق اللہ ادا کرنا۔ نمازیں، روزے، حج، زکوٰۃ ادا کرنا بہت اچھا ہے مگر حقوق العباد ادا کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنے یہ فرائض ضروری ہیں۔۔۔ اک اور جگہ قرآن پاک میں اللہ نے سورۃ النحل آیت نمبر 28 میں فرمایا اور پھر مولانا صاحب نے اس آیت کی تلاوت کی ساتھ ہی اس کا ترجمہ بیان کیا۔

اور جان لو کہ تمہارے اموال اور اولاد آزمائش کا ذریعہ ہیں

اور اللہ کے ہاں (ان کے لیے) بہت اجر عظیم ہے جو امتحان

میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ﴿سورة انفال آیت نمبر 28﴾

میں نے جن آیات کی تلاوت کی ان میں سے پہلی میں عورت اور مال کو اور دوسری آیت میں اولاد اور مال کو فتنہ اور آزمائش کہا گیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس پورے قرآن پاک میں زندگی گزارنے کے سب طریقے بتا دیئے ہیں اور یہ بھی یاد رکھئے کہ اتنے ہزاروں سالوں بعد بھی نہ تو قرآن پاک کی تعلیمات پرانی ہوئی ہیں اور نہ ہی کبھی پرانی ہوگی اور نہ ہی اس میں کبھی تبدیلی آئے گی۔ آپ کو اس کے حساب سے اپنی زندگی میں تبدیلی لانی ہو گی۔ یہ اس قرآن کا ہی کرشمہ ہے کہ ہر دور میں تبدیلی آتی ہے یعنی زمانہ بدل جاتا ہے لیکن اگر قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھا جائے تو ہر دور کے لحاظ سے اس میں آپ کے سب سوالوں کے جوابات موجود ہیں آپ یوں سمجھ لیجئے کہ اس میں زندگی گزارنے کے سب فارمولے دے دیئے گئے ہیں اب ان کو اپنی زندگی پر اپلائی کرنا آپ کی ذمہ داری ہے یہاں تک کہہ دیا گیا کہ تمہاری کامیابی کی کنجی اس میں ہے یعنی تم میں بہتر انسان وہ ہے جو قرآن پاک کو سیکھے اور سکھائے۔۔۔ مگر کچھ لوگ نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔۔۔ اگر بیوی کہے گی رشوت لو۔ کیونکہ اچھا گھر بنانا ہے بچے کو اچھے اسکول میں پڑھانا ہے فلاں شخص تم سے کمزور ہے تو اس کا حق مار لو۔۔۔

تو یہ سوچ لینا کہ اپنی قبر میں تمہیں ہی حساب دینا ہے اس وقت یہ نہیں ہوگا کہ بیوی نے کہا تھا تو میں نے ایسا کیا اس نے بہکایا تو وہ اپنا حساب خود دے گی لیکن تم کو قرآن کیا بتا رہا ہے اس پر عمل کرنا یا نہ کرنے کا فیصلہ تمہارا ہے اس کے حساب سے جزا اور سزا تم کو ملے گی کیونکہ تم کو بھی عقل اور شعور دیا گیا ہے۔۔۔ اچھا پھر ساتھ میں اس پہلی آیت میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ان عورتوں کی کہی بات پر لڑنے نہ لگو درگزر کر دیا کرو معاف کر دیا کرو گھر کو لڑائی کا میدان نہ بنا دو تم بخش دو گے تو اللہ بھی تمہیں بخش دے گا بیشک وہ بہت معاف کرنے والا ہے اک طرف اللہ نے اپنے مومن کو ہوشیار کر دیا کہ دیکھو یہ کام کرنا اس میں اجر ہے نیکی ہے اور اس کام سے دور رہنا یہ حرام ہے گناہ ہے۔ اس کے باوجود انسان بہک جاتا ہے۔ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ معاف کر دینا اللہ تمہارے معاف کر دینے سے خوش ہوگا۔۔۔ انشاء اللہ

اس دوسری آیت میں مال اور اولاد کے ساتھ عربی میں لفظ فتنہ استعمال ہوا ہے کہا گیا ہے کہ یہ وہ ہیں کہ

جن کے لیے یا جن کی وجہ سے فتنہ و فساد ہوتا ہے اس کی مثال ہم حائیل قانیل کے واقع سے لیتے ہیں کہ دنیا میں پہلا قتل ہی اک عورت کی وجہ سے ہوا اسے حاصل کرنے کے لیے ہوا۔ چاہے ان دونوں بھائیوں کو بہکانے والا شیطان تھا مگر بہر حال عورت ہی فتنہ و فساد کا سبب بنی۔ تو بس تم ہوشیار ہو جاؤ۔ اور جو لوگ اس آزمائش میں پورے اترتے ہیں بچ کر رہتے ہیں اور اللہ کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھتے ہیں۔ ان کے لیے اجر عظیم ہے اور وہی لوگ کامیاب ٹھرائے جائیں گے پھر انہوں نے اک اور سورۃ ال احزاب آیت نمبر 36 پڑھی اور اس کا ترجمہ بیان کیا۔۔۔

اور نہ کسی مومن مرد کو حق حاصل ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ

کسی کام کا فیصلہ (یا حکم) فرمادیں تو ان کے لیے (مومنوں کے لیے) اپنے کام میں (کرنے یا نہ کرنے کا) کوئی اختیار ہو اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ یقیناً کھلی گمراہی میں بھٹک گیا ﴿ سورۃ ال احزاب آیت نمبر 36

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کو یہ بھی بتا دیا کہ تم دونوں میں سے کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کسی کام کا فیصلہ کریں تو تم اس کو بدل دو۔ تم یہ اختیار نہیں رکھتے اور اگر ایسا کرو گے تو سراسر نافرمانی اور گناہ کے مرتکب ہو گے۔ اس لیے لوگوں اپنے کئے ہوئے گناہ کو یہ کہہ کر نہ جھٹلا نا کہ ہم نے عورت کہہنے میں آکر ایسا کام کیا یہ سوچ لینا کہ تمہیں اپنا حساب خود دینا ہو گا۔ عورتیں بھی یہ سن لیں کہ اگر انہوں نے احکام اسلامی کے خلاف کوئی کام کرنے پر شوہر، بیٹے، باپ یا بھائی کسی سے اصرار کیا یا کسی کو اکسایا یا اس پر خود عمل کیا تو اس کی سزا انہیں بھی ملے گی۔ اس لیے وہ بھی محتاط رہیں۔۔۔

اسی چھت پر اک کو نے پر قاتیں لگا کر عورتوں کے درس سننے کا بھی اہتمام تھا جو اپنے محرموں کے ساتھ آئی تھیں۔ اس لیے ان سے مخاطب ہو کر مولوی صاحب نے یہ بات کہی۔

مولانا صاحب کی تقریر جاری تھی لیکن طاہر اپنے ماضی میں کہیں کھو گئے تھے۔ ان سوچوں میں غم وہ جسمانی طور پر تو درس قرآنی کی محفل میں شامل تھے مگر ذہن چند سال پیچھے ہونے والے اک گناہ میں الجھ گیا تھا۔ اس وقت بھی تو انہیں ان کی بیوی رومانہ نے ہی بہکایا تھا اور وہ گمراہ ہو کر ان کے کہے پر چلنے لگے تھے۔ ان کا ضمیر ملا

مت کر رہا تھا۔ دل میں کہیں اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔ ان کے جسم کے روگئے کھڑے ہوتے محسوس ہو رہے تھے یہ احساس ہی بہت تھا کہ روز قیامت کیا جواب دیں گے کس منہ سے اپنے اعمال نامے کے ساتھ معافی مانگیں گے؟ کیسے کہیں گے کہ انہیں بخش دیا جائے؟ نمی آنکھوں کی دہلیز کو پار کرنے کو بے تاب تھی۔۔۔

اف!!! یہ میں نے کیا کر دیا۔ مجھ سے کتنی بڑی خطا ہو گئی۔ اب میں اس خطا کو کیسے سدھاروں کیا مجھے اس کا کوئی کفارہ ادا کرنا چاہیے۔۔۔ وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھے اور جانے کب تقریر ختم ہو گئی۔ طاہر اس وقت اپنے ماضی سے حال میں واپس آئے جب شفیق نے انہیں کندھے سے ہلایا تھا۔۔۔ ہال میں تقریباً سب ہی جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ طاہر بھائی کیا ہوا چلنا نہیں ہے۔۔۔

ہاں چلنا ہے اور وہ ان کے ساتھ خاموشی سے گھر واپس لوٹ آئے۔ اس رات ان سے ڈھنگ سے کھانا بھی نہ کھایا گیا۔ بس اک چپ سی لگ گئی تھی۔ رومانہ نے ان کا بدلا ہوا رویہ محسوس تو کیا مگر کچھ بولیں نہیں یہی سوچ کر کہ شاید آفس کی کوئی پریشانی ہوگی۔ میں پوچھو گئی تو کہیں غصہ ہی نہ ہو جائیں۔۔۔ طاہر کی پوری رات سوچتے اور کروٹیں بدلتے گزر گئی۔ تب جا کر انہوں نے فیصلہ کیا کہ کل ہی میں اس بارے میں مولانا صاحب سے مشورہ کروں گا۔



موسم بہت خوشگوار تھا۔ دوپہر ہونے کے باوجود آسمان پر بادل تھے اور نرم گرمی ہو چلا رہی تھی۔ کوؤں کی کانیں کانیں اس سناٹے کو چیر رہی تھی۔ لاہور کے اس متوسط طبقہ کے علاقے میں دوپہر کے وقت اس گلی میں کافی سناٹا ہوتا تھا۔ عموماً لوگ یا تو سو رہے ہوتے تھے یا پھر گھروں سے باہر دفاتر اسکولوں کو گئے ہوتے تھے۔ اکا دکا کام کرنے والی ملازمائیں کسی گھر سے نکلتی یا داخل ہوتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ زورین ابھی k-g1 میں آیا تھا۔ اسی لیے اتنے چھوٹے بچوں کی چھٹی باقی سب اسکول کے بچوں سے پہلے تقریباً ساڑھے دس بجے ہو جایا کرتی تھی۔ رومانہ کو زورین کی فکر ہر ماں کی طرح رہتی۔ جب تک وہ اسکول سے گھر نہ آ جاتا۔ وہ بے چین رہتی تھیں۔ وہ رو زانہ کی طرح دروازے پر کھڑی زورین کی اسکول وین کا انتظار کر رہی تھیں۔ زورین جب اسکول سے گھر آیا تو اس کے چہرے پر ناخنوں کے نشان تھے۔ جیسے کسی نے اس کا چہرہ انورچنے کی کوشش کی ہو۔ مگر اس کے چہرے سے

ذرا بھر بھی محسوس نہیں ہوتا تھا کہ وہ رویا ہو بلکہ روز کی طرح مسکراتے ہوئے وہ مہما کی انگلی پکڑے گھر میں داخل ہوا تو رومانہ نے تجسس سے پہلا سوال یہی کیا۔ وہ اس کے پاس پنجوں کے بل بیٹھ گئیں اور پوچھنے لگیں۔

زورین بیٹا! یہ آپ کے چہرے پر کیا ہوا ہے؟ کسی نے مارا ہے آپ کو؟۔۔۔

رومانہ حیران بھی تھیں کیونکہ زورین پڑھائی میں بہت اچھا تھا۔ اس لیے کبھی کسی استاد کی طرف سے مار پٹائی تو دور کی بات شکایت بھی نہیں آئی تھی اور نہ ہی وہ کسی سے لڑتا بھڑتا تھا کہ کسی بچے سے لڑائی کا کوئی خدشہ ہو۔ رومانہ اپنی پوری توجہ سے زورین کی بات سننے کی کوشش کر رہی تھیں۔ جب اس نے کہنا شروع کیا۔۔۔ ہمارا لہجہ بریک تھا۔ سب بچے کھیل رہے تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ کھیلنے لگا۔ پھر میری نظر دور بیٹھے اس بچے پر پڑی جو کل ہی ہمارے اسکول میں آیا ہے۔ اس کا رو رو کر برا حال تھا۔ اسے گھر جانا تھا۔ میں اس کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ کیوں رو رہے ہو؟ تو وہ اور زور سے رونے لگا۔ میں اس کے پاس بیٹھ گیا اور اس کے آنسو صاف کرنے لگا تو وہ سمجھا میں پتہ نہیں کیا کر رہا ہوں۔ اس نے میرا چہرہ اچانک ہی نوچ لیا۔ غصے میں وہ سب بچوں کو اسی طرح مارتا ہے۔ اسی لیے کوئی بھی بچہ اسے اپنے پاس نہیں بٹھاتا۔ میں نے اس کا ہاتھ روکا اور منع کیا۔۔۔

رومانہ کو غصہ آنے لگا۔ آپ نے اسے مارا نہیں۔۔۔ وہ آپ کو بلا وجہ کیوں مار رہا تھا؟۔۔۔

نہیں ماما وہ بہت چھوٹا ہے۔ میں اسے کیسے مارتا؟۔۔۔ رومانہ کو زورین سے کہی اپنی بات یاد آ گئی۔ جب اک مرتبہ انہوں نے زورین سے کہا تھا کہ ایمن آپ کی چھوٹی بہن ہے اور چھوٹوں کا خیال رکھتے ہیں اس لیے اپنے سے چھوٹے اور کمزور لوگوں پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے۔ یہ ظلم ہوتا ہے اور پھر یہ تو لڑکی ہے اور لڑکیوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ ان باتوں کو ہمارے مذہب میں بھی ناپسند کیا گیا ہے۔ انہوں نے دل میں شکر ادا کیا کہ اسے ان کی بات یاد تھی۔۔۔

اوکے۔۔۔ کچھ سوچتے ہوئے رومانہ نے اک اور سوال کیا۔ تو آپ اپنی ٹیچر سے اس بچے کی شکایت کر دیتے۔۔۔ اس سوال کا رد عمل فوراً ہی سامنے آ گیا۔ جب زورین نے کہا۔۔۔ آپ ہی تو کہتی ہیں کسی کی شکایت کرنا، غیبت کرنا، چغلی کرنا ہوتا ہے۔ جو بہت بری بات ہے۔ اس لیے کسی کی شکایت نہیں لگاتے۔ پھر میں کیسے کہتا؟۔۔۔

رومانہ کو اک بار پھر اس کی بات میں وزن محسوس ہوا۔۔۔

اچھا!! پھر آپ نے کیا کیا؟۔۔۔ اب کی مرتبہ رومانہ نے جان بوجھ کر کوئی ایسا سوال نہ کیا جس پر خود ہی لا جواب ہونا پڑے بلکہ وہ زورین کا رد عمل جاننا چاہتی تھیں۔۔۔

مجھے کیا کرنا تھا میں نے اسے معاف کر دیا۔۔۔ کیونکہ بابا کہتے ہیں کہ کسی کو معاف کر دینا بہت اچھی بات ہو تی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے بہت خوش ہوتے ہیں۔۔۔

یہ بات تو ٹھیک ہے بیٹا لیکن وہ بچہ آپ کو پھر مارے گا تو کیا ہوگا۔ آپ کم از کم روہی دیتے تاکہ اسے معلوم ہوتا کہ آپ کو اس کے اس طرح نوچنے سے تکلیف ہوئی ہے۔۔۔ رومانہ نے ایک نئی بات اس کے ذہن میں ڈالنے کی کوشش کی کیونکہ اب انہیں اپنے بچے کی فکر ہونی شروع ہو گئی تھی اس طرح تو وہ بچہ زورین پر حاوی ہو جا ے گا۔ پھر آئے دن زورین پر ہاتھ اٹھائے گا۔۔۔

ماں کا مشورہ سن کر اک اور نئی دلیل زورین نے پیش کر دی جسے سن کر رومانہ کو ہنسی بھی آئی اور ہر طرح کا ڈر بھی دل سے نکل گیا۔۔۔

اک تو یہ کہ اب وہ مجھے نہیں مارے گا کیونکہ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا تھا کہ اب تم نے مجھے مارا تو میں تم کو معاف نہیں کروں گا اور میں تم سے بڑا ہوں اور بڑوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتے اور دوسرے یہ کہ۔۔۔ میں کیوں رو تا!!! روتے تو کمزور لوگ ہیں اور میں بہادر ہوں۔۔۔ اس اعتماد اور یقین سے اس نے یہ بات کی کہ رومانہ حیران رہ گئیں وہ ہر بات کی طرح اس بار بھی لا جواب ہو گئی تھیں یہ کہہ کر بہت لا پرواہی سے وہ اپنا یونیفارم چھینج کرنے اپنے کمرے کی جانب دوڑ گیا۔ زورین کی اس بات پر مطمئن ہوتی مسکراتی ہوئی رومانہ بھی اس کے کمرے کی جا نب بڑھ گئیں۔۔۔



اس دن اچانک شرجیل بھائی آفس ٹائم میں اپنی بیوی شائلہ کے ساتھ عباد کے گھر آئے تھے اور بار بار ان دونوں ماں بیٹی کو حوصلے سے بات سننے کی تاکید کر رہے تھے ملکہ خاتون کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ شرجیل بھائی آج اچانک دفتری اوقات میں ان کے گھر کیسے آ گئے جب انہوں نے دھیرے دھیرے یہ بتایا کہ عباد کی آفس میں

اچانک طبیعت خراب ہو گئی تھی اور انہیں ہاسپٹل لے جانا پڑا تھا امی جی اور ملکہ خاتون گھبرا گئی تھیں مگر پھر بھی بہت حوصلے سے ان کی بات سن رہی تھیں۔۔۔

کون سے ہاسپٹل؟۔۔۔ ہمیں بھی جانا ہے۔۔۔ کیا ہوا ہے عباد بیٹے کو؟۔۔۔ امی جی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

ان کی حالت سیریس ہے ان کے دماغ کی شریانیں پھٹ گئی ہیں۔۔۔ شرجیل بتاتے ہوئے انہیں دہنی طور پر تیار کر رہے تھے۔۔۔

امی جی اور ملکہ خاتون کی آنکھوں میں نمی صاف دیکھی جاسکتی تھی لیکن وہ دونوں اک دوسرے کو حوصلہ دے رہی تھیں۔ شرجیل بھائی آپ بتائیں ہم جائیں گے ان کے پاس میں بچیوں کو پڑوس میں چھوڑ دیتی ہوں وہ فوراً کھڑی ہونے لگیں تو شرجیل نے اپنا آنسوؤں سے ترچرا اوپر اٹھایا اور انہیں بیٹھنے کے لیے کہا وہ حیرت سے شرجیل بھائی کو روٹے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

امی جی، ملکہ بھابھی آپ دونوں کو کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔۔۔ ابھی۔۔۔ وہ۔۔۔ ابھی۔۔۔ آفس کے کچھ لوگ عباد بھائی کو یہیں لے کر آ رہے ہیں۔۔۔

یہیں لے کر آ رہے ہیں مطلب؟۔۔۔ اک طرف آپ کہہ رہے ہیں کہ ان کی طبیعت زیادہ خراب ہے دماغ کی شریانیں پھٹ گئی ہیں تو انہیں گھر کیسے؟۔۔۔ یہ کہتے کہتے جیسے ملکہ بھابھی خود سے کچھ سمجھ گئی تھیں اور بے ساختہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے صوفے پر ڈھسے گئی تھیں اس اچانک صدمے کی شدت سے ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے اور امی جی ان کی حالت دیکھ کر سمجھ رہی تھیں کہ شرجیل کیا کہنا چاہ رہے ہیں جب شرجیل نے کہا۔ بھابھی وہ ہم سے بہت دور چلا گیا ہے۔۔۔ میرا ریا مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔۔۔ ملکہ خاتون سکتے کے عالم میں ان کا چہرہ دیکھ رہی تھیں جیسے یہ بات ان کا دماغ ماننے کو تیار نہ ہو۔

شرجیل نے پھر کہا۔۔۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھیے۔۔۔

بھابھی، امی جی وہ باری باری ان روتی بکھری عورتوں کو کہہ رہے تھے جب کہ شائلہ بھابھی ان دونوں خواتین کے درمیان بیٹھی کبھی اک کو گلے لگا کر حوصلہ دیتی تو کبھی دوسری کے آنسو پوچھتی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں آفس کے کچھ لوگ عباد کی ڈیڈ باڈی لے کر گھر آ گئے ان کو غسل دینے اور کفنانے کا کام پہلے ہی ہو چکا تھا۔۔۔ شرجیل مسجد میں اعلان کروانے چلے گئے۔۔۔ جب کہ ان دونوں خواتین کے دل اپنے پیارے کی لاش دیکھ کر پھٹے جا رہے تھے ان کی چیخیں نکل گئی تھی ان کے رونے اور چیخنے کی آوازوں سے پڑوسی بھی گھر پر جمع ہونے شروع ہو گئے تھے سب انہیں سمجھا رہے تھے صبر کرو ایسے چیخنا اسلام میں منع ہے مگر ان دونوں خواتین کو کچھ ہوش نہیں تھا وہ بس اپنی دنیا کے ختم ہو جانے پر ماتم زدہ تھیں۔ ہر آنکھ اس جوان موت پر اشک بار تھی۔ عباد کی تدفین کے سارے ہی مراحل کی ذمہ داری شرجیل نے خاموشی سے اٹھالی تھی۔۔۔

☆.....☆.....☆

اگلی رات عشاء کے بعد طاہر مولانا اکبر کے گھر کے باہر موجود تھے۔۔۔ میں مولانا صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔۔۔ ملازم سے کہا تو وہ انہیں اندر لے گیا۔ جہاں چند مرد حضرات موجود تھے۔ سلام کرتے ہوئے مولانا صاحب اور دیگر اشخاص سے مصافحہ کیا اور بیٹھ کر باقی لوگوں کے جانے کا انتظار کرنے لگے۔ اک کے بعد اک شخص اپنے اپنے مسائل انہیں بتاتا گیا اور قرآن کی رو سے وہ ان کے مسائل کے حل بتاتے گئے یہاں تک کہ کمرے میں صرف مولانا صاحب، ان کا ملازم اور طاہر رہ گئے۔ طاہر نے اپنا مسئلہ بیان کیا کل میں نے آپ کی تقریر سی دل میں خوف خدا جاگ اٹھا۔ اپنے ضمیر کو جھنجھوڑا تو خیال آیا مجھ سے بھی اک بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے۔ اسی وجہ سے مجھے سکون نہیں آ رہا مجھے سمجھ نہیں آتا کہ میں کیا کروں۔۔۔

توبہ کر دھائی۔۔۔ توبہ کا دروازہ اس وقت تک بند نہیں ہوتا جب تک کہ اجل سامنے نہ آ جائے۔۔۔ مولانا نے بہت نخل سے جواب دیا۔

وہ تو میں کرتا ہوں لیکن مجھے لگتا ہے میری توبہ قبول نہیں ہو رہی مجھے سکون نہیں ملتا۔۔۔ طاہر بہت دگر فہم ہو رہے تھے الفاظ و آوازاں کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

اچھا۔۔۔ کیا آپ کو معلوم ہے توبہ درحقیقت کی کیوں جاتی ہے؟۔۔۔ مولانا نے سوال کیا طاہر کچھ نہ بولے تو مولانا نے پھر کہنا شروع کیا۔۔۔ ظاہر ہے کسی گناہ کا پچھتاوا کوئی ایسی غلطی جسے ہم ٹھیک نہیں کر سکتے۔ درحقیقت ہم توبہ کر کے اپنے آپ کو یہ باور کرواتے ہیں کہ ساری طاقت ساری بڑائی ساری قدر

تصرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ہم اس گناہ کو چھوڑنے کی کوشش اور وعدہ کرتے ہیں اس طرح اپنے ضمیر پر سے بوجھ اٹھاتے ہیں۔ اس سے ہمیں سکون مل جاتا ہے۔ یقیناً آپ نے سنا ہوگا اللہ ہم سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا ہے تو یہی مثال لے لیں کہ جب بچہ کسی تکلیف میں ہوتا ہے کوئی مشکل کوئی پریشانی ہوتی ہے تو ماں کی ممتا سے بے چین رکھتی ہے جب تک کہ بچہ سکون میں نہ آجائے بالکل ویسے ہی ہمارا پروردگار ہم سے بہت محبت کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ بندہ لوٹ آئے ان حدود و قیود کی طرف جو اس نے مقرر کیے ہیں کیونکہ درحقیقت وہی اصول انسانی بقا کے لیے بہترین ہیں باقی میں سراسر تکلیف ہے بیماری ہے عذاب ہے۔۔۔۔۔ طاہر خاموشی سے سنتے رہے۔۔۔۔۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنی غلطی پر نادم ہوتے ہیں کیونکہ انہیں توبہ کا موقع مل جاتا ہے اور جو لوگ اپنی غلطی کو تسلیم ہی نہیں کرتے وہ سراسر خسارے میں ہیں۔ جب غلطی کا احساس ہی نہیں ہوگا تو معافی کیسے مانگیں گے معافی اور توبہ کے لیے پہلا قدم نادم ہونا ہے۔۔۔۔۔

تسلیم کرنا، قبول کرنا اک بڑا کام ہے کیونکہ انسان اپنی انا کو چھوڑ کر ہی اپنی غلطی تسلیم کرتا ہے۔ اگر آپ اپنی غلطی تسلیم کرتے ہیں اور نادم ہیں اور اس گناہ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں تو یقین جانے وہ رب بہت معاف کرنے والا ہے۔ جہاں تک آپ کے سکون کی بات ہے تو آپ واپس وہ وقت نہیں لا سکتے کہ پھر سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے تو اگر آپ اس میں کسی طرح کچھ بہتری کر سکتے ہیں تو کریں اس شخص کی مدد کر سکتے ہیں جسے آپ کی وجہ سے نقصان ہوا تو کوشش ضرور کیجیے گا کہ اس کے لیے کچھ اچھا کر سکیں آپ کے دل کو بہت سکون ملے گا۔ شاید اسی طرح اللہ آپ سے راضی ہو جائے۔ مولانا اکبر کی باتیں سن کر ان کے دل کو قدرے اطمینان ہوا تو گھر کو چل دیئے۔۔۔۔۔



سوئم کے دن جب ملکہ خاتون اپنی دونوں بچیوں کو چپ کرواتے ہوئے خود بھی اپنے غم پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اک دور کی رشتے دار خاتون نے امی جی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔ یہ آدمی کون ہے؟ شرجیل کی جانب اشارہ دیکھ کر امی جی نے بتایا تھا۔ یہ شرجیل ہیں عباد کے کو لیگ اور ہمارے کرائے دار عبادان کے بہت

اچھے دوست تھے۔ عباد کے والدین کا تو آپ کو پتہ ہی ہے ان دونوں کا بہت پہلے ہی انتقال ہو گیا تھا لیکن عباد نے مجھے کبھی اپنی ساس نہیں سمجھا ہمیشہ اپنی سگی ماں کی حیثیت دیتے تھے۔ میرے لیے جیسے میری ملکہ میری بیٹی ہے ویسے ہی میں نے ہمیشہ عباد کو اپنا داماد نہیں بیٹا مانا ہے۔ اک بہن ہیں عباد کی جو بیرون ملک رہتی ہیں وہ پر سوں ہی آگئی تھیں لیکن نندوئی نہیں آسکے ایک ہی سیٹ ملی تھی آج اس بچے شرجیل نے ہی ہمارا بہت ساتھ دیا ہے وہ تفصیلات بتا کر بیٹی کو غم سے نڈھال دیکھ کر گھبرائے جا رہی تھیں۔۔۔ تھوڑی دیر بعد دودھ کا گلاس ہاتھ میں لیے امی جی ملکہ بیٹی کے پاس چلی آئیں۔ ملکہ بیٹی تم یہ دودھ تو پی لو ایسی حالت میں تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا اپنا نہیں تو آنے والے بچے کا ہی خیال کر لو وہ بھوکا ہوگا۔۔۔

نہیں امی جی!! میرا کچھ کھانے پینے کا دل ہی نہیں ہے۔۔۔

نہیں بیٹی ایسے نہیں کہتے چلو میرے کہنے سے تھوڑا سا پی لو اور ان کے اصرار پر ملکہ نے تھوڑا سا دودھ پی لیا۔ ان کی دونوں بچیاں چھ اور چار سال کی تھیں وہ بھی بابا جانی کے جانے سے بہت اداں تھیں۔ شرجیل کبھی ان کو باہر گھمانے لے جاتے تو کبھی کوئی ٹوفیاں لسٹ دلا کر بہلانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان کے ساتھ کچھ پڑوسی بھی ان تمام کاموں کو کرنے میں مدد کر رہے تھے۔ درحقیقت شرجیل ہی وہ انسان تھے جو عباد کے آفس کے سارے لوگوں کو جاننے کے ساتھ ساتھ سارے محلے والوں کو بھی جانتے تھے کیونکہ عباد نے شرجیل کو اپنے گھر کا اوپری پورشن کرائے پر دیا ہوا تھا اور کئی مہینوں سے وہ وہیں اپنی بیوی کے ساتھ رہ رہے تھے۔ پورے محلے اور خود ملکہ خا تو ن اور امی جی بھی ان کے خود سے ساری ذمہ داریاں اٹھانے پر مamon تھیں۔

وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ چند دنوں بعد عباد کے تیسری بیٹی نے بھی اس دنیا میں جنم لے لیا تھا جس کا نام بہت پیار سے عباد کی فرمائش پر انزلہ رکھا گیا تھا۔ انہوں نے ملکہ خا تو ن کے امید سے ہونے کی خبر سنتے ہی بیٹے کے ساتھ ساتھ بیٹی کا نام بھی بتایا تھا اور کہا تھا بیٹا اور بیٹی میں سے جو بھی ہمارے نصیب میں ہوگا اس کا نام پہلے ہی سوچ رہا ہوں تاکہ تم یہ نہ سوچو کہ تیسری اگر بیٹی ہوئی تو میں تم سے ناراض ہوں گا میں اتنا کم ظرف انسان نہیں ہوں ہمارے حق میں جو بہتر ہوگا وہ ہی ہماری زندگی میں شامل کیا جا رہا ہوگا اور اللہ سے ہمیشہ بہتری کی ہی امید رکھنی چاہئے۔ آج پھر اک بار سارے زخم تازہ ہو گئے تھے۔ عباد کی یاد میں ملکہ کی آنکھیں سوچ گئی تھیں۔ امی جی

ان کی حالت دیکھ دیکھ کر کڑھتی رہتی تھیں۔ تین بچیوں کا ساتھ تھا اور کوئی مرد اس فیملی کا سربراہ نہیں تھا۔ ایسے میں شرجیل ان کے لیے بہت بڑا سہارا ثابت ہو رہے تھے ان کی ہر مشکل کے وقت وہ ساتھ کھڑے ہوتے تھے ایک بیٹے اور بھائی کی طرح وہ امی جی اور ملکہ بھابی کا خیال کرتے تو عباد کی بچیوں کو اپنے بچوں کا سا پیار دیتے۔ خود ان کے اپنے تو بچے تھے نہیں اس لیے سارا پیار ان بچیوں پر ہی لٹاتے۔ اکثر ملنے والوں سے امی جی یہی کہتی نظر آتیں ملکہ کا کوئی سگا بھائی یا دیور جیٹھ ہوتا تو وہ بھی ایسے ہی اس مشکل وقت میں ہمارے ساتھ کھڑا ہوتا جیسے اس وقت شرجیل ہمارا ساتھ دیتے ہیں ایسے ہی وقتوں میں سچا خلوص نظر آتا ہے۔ اسی لیے شرجیل ہمارے لیے غیر ہو کر بھی اپنوں سے بڑھ کر ہیں۔۔۔۔



صبح سے انتظار کرتے کرتے اب شام ہو چلی تھی اور اماں لاونج میں بیٹھے ہوئے رومانہ بیٹی کے آنے کا انتظار کر رہی ہیں۔۔۔ سمرہ تم نے کھانے تو تیار کر لیے ہیں نابیٹا کسی چیز کی کمی نہیں رہنی چاہیے۔۔۔ میری رومانہ اتنے سالوں بعد کراچی آرہی ہے۔ میرا تو بس ہی نہیں چل رہا کیا کچھ بنوا لوں اس کے لیے۔ زورین اور ایمن بھی اب بڑے ہو گئے ہونگے خیر سے میری تو آنکھیں ترس گئیں۔ اپنے دونوں بچوں کو دیکھنے کو اب تو زورین اسکول بھی جانے لگا ہے۔ رومانہ بتا رہی تھی بہت باتوں ہی ہو گیا ہے لیکن ذہن بھی اتنا ہے ہر بات کو غور سے سنتا ہے وہ کہہ کر بھول جاتے ہیں مگر اسے اک اک بات یاد رہتی ہے۔۔۔ اماں اپنی سوچوں میں گم اپنی بہو سمرہ سے کہہ رہی تھیں۔

(سمرہ کمرہ سمیٹتے ہوئے چڑ کے بولی) اماں دیکھیں نہ ان بچوں نے تنگ کر رکھا ہے مجھے ابھی سب صفائی کی تھی کچن میں گئی ہوں اور دیکھیں ایسا لگ ہی نہیں رہا کہ صفائی ہوئی ہے۔ سب کھلونے بکھیر کے رکھیں ہیں۔۔۔ ان سب کو اک کمرے میں بیٹھا دو کھلونے دے کر کہہ دو کہ کھلونے نہ بکھیریں۔۔۔ اماں نے کہہ تو دیا تھا مگر بچے مانتے کب تھے۔۔۔

(گلاس ٹونے کی آواز آئی) سمرہ کچن کی طرف بھاگتے ہوئے۔۔۔ پھر ٹوٹ گیا کوئی گلاس (اماں فکر مند سی) دیکھنا کسی بچے کو نہ لگ جائے کالج۔۔۔ گلاس تو پھر آجائے گاشق جو ابھی ۴ سال کی تھی روتی ہوئی آئی اور

ٹوٹی ہوئی گڑیا دکھا کر کہہ رہی تھی۔۔۔ دادی دیکھیں نہ! شعر بھائی نے گڑیا توڑ دی (اماں بڑے پیار سے گود میں بیٹھا کر چپ کر آتے ہوئے) ارے میرا بچہ بھائی بہت گندا ہے بہت تنگ کرتا ہے میری گڑیا کو میں اپنی گڑیا کے لئے نئی گڑیا منگو کے دوں گی (شفق آنسو پوچھتے ہوئے) وعدہ (اماں مسکراتے ہوئے) پکا وعدہ۔ گھر میں خوب شور مچا ہے۔ بچے سمرہ کو پاگل کیے دے رہے ہیں اور وہ صفائی کرتے کرتے کبھی بچوں کو مارنے دوڑتی تو کبھی کسی بچے کے رونے پر اسے دیکھنے بھاگتی۔۔۔۔

رومانہ کے بچے زورین اور ایمن کراچی انٹرپورٹ پر آغا جی (اعجاز ماموں) کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔ طاہر بھائی نہیں آئے اعجاز نے پوچھا تو رومانہ ان کے کام کی مصروفیت کا بتا رہی تھیں مگر اتنی دیر میں اعجاز طاہر کو فون ملا چکے تھے۔۔۔ سلام دعا کے بعد وہ پوچھ رہے تھے۔۔۔ جی طاہر بھائی کدھر غائب ہیں آپ آئے کیوں نہیں؟ ہم نے کہاں جانا ہے یا یہیں ہیں میرا آنے کا ارادہ تو تھا مگر اچانک اک ضروری میٹنگ آگئی اس لیے نہیں اسکا۔۔۔

اچھا اچھا ٹھیک ہم تو سمجھے کوئی ناراضگی ہو گئی چلیں کوئی بات نہیں میٹنگ سے فارغ ہو کر آجائے گا۔۔۔ نہیں نہیں! ایسی کوئی بات نہیں بس مصروفیت ذرا زیادہ ہے۔۔۔ پہنچ گئیں تمھاری بہن۔۔۔ طاہر نے مسکراتے ہوئے بات بدل دی۔۔۔ جی جی! بالکل خیریت سے پہنچ گئیں ہیں ہم ابھی ایئرپورٹ پر ہی ہیں بس گھر جا رہے ہیں۔۔۔ اعجاز نے خوش دلی سے خیریت بتائی ٹھیک ہے پھر بعد میں بات ہوگی۔ اصل میں میٹنگ میں بیٹھا ہوں

ok ok no problem---

take care

☆.....☆.....☆

مما آپ نے بھی خواہ مخواہ ہی نفیسہ پھوپھو کو ڈنر پر انوائٹ کر لیا۔۔۔ اب زبردستی ان کے سامنے بیٹھے رہو اور ان کے سوالوں کے جواب دیتے رہو۔ پڑھائی کیسی چل رہی ہے؟ کیا کرتی ہو سارا دن؟۔۔۔ عروہہ نفیسہ پھوپھو کی اسٹینڈرڈ سے چڑی رہتی تھی اور ماں کے اس طرح انہیں گھر کھانے پر بلانا اسے بہت ہی برا لگا تھا اور اب

ماں سے برے برے منہ بناتے کہہ رہی تھی۔۔۔

کیا ہے بیٹا پھوپھو ہیں تمھاری۔۔۔ شاہین نے بات کو ٹالنے کی کوشش کی

مجھے تو ان کے آؤٹ ڈیٹڈ کپڑے دیکھ کر ہی عجیب سی لگتی ہیں آپ لوگ پتا نہیں کیسے کہتے ہیں کہ ایم اے کیا ہے انہوں نے۔۔۔ ہر مرتبہ وہ لوکل اسٹائل کے ٹیلر کے ہاتھ کے سلع عجیب سے کپڑے پہن کر آ جاتی ہیں کوئی اسٹائل سینس ہے ہی نہیں انہیں کبھی کسی اچھے برینڈ کے سوٹ پہنے نہیں دیکھا۔۔۔ اور دوسرا ڈریہ لگتا ہے کہ اس وقت کوئی ہمارے گھر آ گیا تو کیا کہے گا۔۔۔ اس نے سوچ کر جھرجھری سی لی۔۔۔ اف ہمارے بھی کیسے کیسے عجیب رشتے دار ہیں اور جب وہ آتی ہیں تو توبہ۔۔۔ اس نے انتہائی برا سامنہ بنایا تھا۔۔۔ دور تک ان کی صابن دانی جیسی چھوٹی سی پھٹچر گاڑی کی آواز آتی ہے پورے ایریا میں کوئی ایسے نہیں آتا سب کے پاس اک سے اک کلاسیک گاڑیاں ہیں مجھے تو اتنی شرمندگی ہوتی ہے کسی سے کیسے تعارف کرائیں کہ یہ ہماری پھوپھو ہیں زاہد بھائی اور شاہین بھابی کی بیٹی عرو بہ فون پر ماں کے نفیسہ پھوپھو سے بات کرنے اور انہیں دعوت دینے پر بھڑک رہی تھی۔۔۔

ارے سمجھا کرو یار۔۔۔ شاہین مزے لے کر کہہ رہی تھیں تمہیں تو پتہ ہے وہ ہم سے کتنا جلتی ہیں اب ہم فرانس سے آئے ہیں تو ساری داستان بھی تو کسی کو سنانی تھی بغیر اس کے مزہ ہی نہیں آ رہا اور وہاں کے قصے کسی ایسے انسان کو جو کبھی نہ گیا ہو اور نا ہی کبھی جانے کی امید ہوسنانے میں کتنا مزہ آتا ہے ان کی آنکھوں میں حسرت اور خواہش کے ملے جلے تاثرات سے میں بہت محظوظ ہوتی ہوں۔۔۔ جسٹ چل بے بی اپنی انجوائے منٹ کے لیے بلایا ہے تم کو نہ بیٹھنا ہو تو تم اپنے کمرے میں چلی جانا میں کہہ دوں گی تم سو گئی ویسے بھی وہ لوگ رات دس سے پہلے تو آئیں گے نہیں اصغر بھائی آتے ہی اتنی دیر سے ہیں آفس سے۔۔۔

مما آپ بھی نا بہت اسمارٹ ہیں۔۔۔

عرو بہ ماں کی چالاکی کی داد دے رہی تھی۔۔۔ دونوں ماں بیٹی ہنس پڑیں۔۔۔



فرانس کے ٹور سے واپسی پر شاہین بھابی نے اپنے گھر میں انہیں دعوت پر بلایا تھا۔ نفیسہ، اپنے شوہر اصغر علی

اور نو سال کے بیٹے انس کے ساتھ بھائی کے گھر گئی تھیں۔ مگر بھائی بھابی کے علاوہ ان کے ساتھ کوئی نہیں بیٹھا تھا ان کے تینوں بچے اپنے اپنے کمروں میں بیٹھے تھے اے سی چلانے کی وجہ سے سب کے کمرے بند تھے نفیسہ کو بہت عجیب لگ رہا تھا جب کہ انس شدید بور ہو رہا تھا اس کی بوریت دور کرنے کے لیے ٹی وی پر کارٹون لگا دئے تھے تھوڑی دیر بیٹھ کر زاہد بھائی بھی اپنے کمرے میں آرام کرنے چلے گئے تھے میں بہت تھک گیا ہوں اب آرام کرونگا تم لوگ کھانا کھا کر جانا۔۔۔ اور نفیسہ اصغر علی کا چہرہ دیکھتی رہ گئی تھیں شاہین بھابی بڑی میٹھی زبان میں کہہ رہی تھیں۔۔۔ سارا دن کام کرتے رہتے ہیں آرام کی فرصت ہی نہیں ملتی اب ویسے بھی دو ہفتے بعد واپس آئے ہیں تو کام کالوڑ زیادہ ہے۔۔۔

جی جی۔۔۔ کہتی نفیسہ کی خودداری پر چوٹ لگی تھی لیکن اصغر علی کے سامنے کیا کہتیں تھا تو یہ ان کا میکہ لڑ بھی نہیں سکتیں تھیں۔۔۔

اصغر علی بیوی کے تاثرات دیکھتے ہوئے ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کی کوشش کر رہے تھے انہوں نے موضوع ہی بدل دیا۔۔۔ پھر کہاں کہاں گئیں آپ بھابی اور بچوں نے تو خوب انجوائے کیا ہوگا۔۔۔

اصغر علی بیوی کو اک لفظ نہیں کہتے تھے کبھی کوئی طعنہ نہیں دیا تھا وہ اک بہت نیک اور سلجھے ہوئے انسان تھے۔ جو بیوی سے بہت پیار کرتے تھے اسی لیے سالے اور ان کے بچوں کی اس حرکت کو خاموشی سے برداشت کر گئے تھے۔۔۔ نفیسہ اندر ہی اندر شرمندہ ہو رہی تھیں اور شوہر سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھیں۔۔۔ اصغر بھائی کے سوال کی جیسے شاہین منتظر ہی تھیں ان کی تو باچھیں ہی کھل اٹھیں جس مقصد کے لیے انہوں نے کھانے کا خرچہ کیا تھا وہ مقصد تو اب پورا ہونے جا رہا تھا۔۔۔

جی اصغر بھائی اب کیا بتاؤں بچوں نے تو بہت انجوائے کیا ہم پورے دو ہفتے وہاں رہے پہلے جب ہم فرانس پہنچے تو میں تو پیرس شہر دیکھتی ہی رہ گئی کیا حسین شہر ہے۔ یہ بڑی بڑی صاف ستھری سڑکیں ہر طرف ہریالی اور پوری گرین بیلٹس بنی ہوئی تھیں مٹی کا تو نام و نشان بھی نہیں ہوتا ہوٹل پہنچے تو اس کی اپنی ہی شان تھی کیا شاندار کمرے اف بندہ بس اس میں داخل ہو تو ساری سفر کی تھکن دور ہو جائے دیکھ کر دل خوش ہو جائے ہم مسلمان ہیں لیکن ہماری باتیں ان انگریزوں نے اپنی ہی صفائی کا بہت اچھا انتظام ہے اور ہمارا نصف ایمان ہی صفائی ہے

تو یہاں کچرے کے ڈھیر لگے پڑے ہیں وہاں بچوں نے کہا ہم سب سے پہلے ڈزنی لینڈ جائیں گے نام تو ہم نے بھی سنا تھا پر میں ہمیشہ سمجھتی تھی کہ وہ امریکہ میں ہے لیکن وہاں جا کر پتہ چلا کہ ڈزنی لینڈ تو پیرس میں بھی ہے پھر اگلے دن ہی ہم وہاں گئے۔ پورا دن اسی اک جگہ پر نکل گیا وہ ہے ہی اتنا بڑا اور اتنا زبردست اور خوبصورت کہ بس اپنا بچپن یاد آ جائے۔۔۔

انس کو ان کی باتوں میں ڈزنی لینڈ کا نام سن کر دلچسپی ہونے لگی وہ بڑے غور سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔ مکی ماوس اور ڈاگڈ ڈک کے ساتھ ساتھ ہر طرح کے کارٹونز کے بڑے بڑے پتلے سے بنے کھڑے ہیں اتنے خوبصورت کہ لگتا ہے ابھی بولنے لگیں گے بالکل زندہ لگتے ہیں اک سے اک جھولے کسی میں بیٹھ کر خوف آئے تو کسی میں بہت مزہ بچوں کا تو دل ہی نہیں چاہ رہا تھا وہاں سے آنے کا۔۔۔

مامی وہاں تو بہت مزہ آیا ہوگا آپ لوگوں کو وہ کیسے دکھتے تھے؟۔۔۔ انس بہت حسرت سے پوچھ رہا تھا جبکہ نفیسہ پہلو بدل کر رہ گئیں۔۔۔ شاہین مزید محظوظ ہوئی تھیں۔۔۔ ارے بیٹا کیا بتاؤں بہت ہی مزا آیا ایسا لگ رہا تھا جیسے خوابوں کی دنیا میں آگئے ہوں پاکستان میں کہاں ہیں ایسے امیوز میٹ پارکس ان کارٹونز میں سے بہت سوں کے تو مجھے نام بھی نہیں معلوم تھے یہ تو بچے دیوانے ہو گئے اور ہاں وہیں پر ان کارٹونز کی پریڈ ہو رہی تھی یہ کہتے کہتے وہ ملازمہ سے جوس لینے لگیں جو انہوں نے سب کے لیے بنوایا تھا جب کہ نفیسہ اور اصغر علی اپنے گلاس اٹھا چکے تھے انہوں نے اپنے بولنے کا سلسلہ جاری رکھا ہم لوگ رات تک وہیں رہے دن کا نظارہ جتنا خوبصورت تھا اتنا ہی حسین رات کا منظر بھی تھا سارا ڈزنی لینڈ لائیکس سے سجا ہوا تھا لگ رہا تھا جیسے زمین پر ستارے اتر آئے ہوں بہت بہت خوبصورت نظارہ تھا پھر اگلے دن یہ ہمیں ایفل ٹاور لے کر گئے تھے بہت سنا تھا اس کا نام۔۔۔ وہ بتار کے بولے ہی جا رہی تھیں جب کہ نفیسہ کو نیند آنی شروع ہو گئی تھی اصغر علی بھی تھکن سے چور تھے جبکہ انس کی نیند ڈزنی لینڈ کے ذکر نے اڑادی تھی۔۔۔ جب کہ شاہین اپنی ایکسٹینٹ میں بھرپور انجوائے کرتے ہوئے بتا رہی تھیں وہاں ایفل ٹاور اتنا بڑا تھا کہ دیکھو تو بس دیکھتے ہی رہ جاؤ اس کے ساتھ ہی پارک ہے ہم لوگ وہاں بیٹھ گئے تھے وہیں دو پہر کا کھانا کھایا پھر یہ اس کی گیلری پر بچوں کو لے گئے میں تو اوپر نہیں چڑھ سکی بھئی مجھے اونچائی سے ڈر لگتا ہے بچے ہی بتا رہے تھے وہاں اوپر دو بیٹنیں لگی ہیں جن سے پورا شہر دکھتا ہے اور پھر وہاں

سے ہم اگلے دن۔۔۔ ابھی وہ مزید کچھ کہنا چاہتی تھیں لیکن نفیسہ نے ٹوک دیا۔۔۔۔

بھابھی یہ بھی بہت تھک گئے ہیں کھانا لگوادیں۔۔۔ صبح انس نے بھی اسکول جانا ہے۔۔۔

ارے چلی جانا جلدی کیا ہے اتنے دنوں بعد تو ملی ہو۔۔۔ انہیں اپنی بات پر ٹوکا جانا برا لگا تھا پھر نفیسہ کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے انہوں نے مجبوراً ملازم کو کھانا لگانے کو کہہ دیا

رات کے تقریباً ایک بج رہے تھے اور وہ کھانے کے دوران مسلسل پیرس کی باتیں کئے جا رہی تھیں کھانا لگا اور وہ دونوں میاں بیوی اور انس بیٹھ کر اکیلے کھاتے رہے شاہیں بھابی اور زاہد بھائی کے بچے سو گئے تھے بیٹی کمرے سے نہیں نکلی بھائی بھی سو گئے تھے جب کہ بھابی ڈائننگ پر تھیں نفیسہ کے حلق سے نوالے اتارنا مشکل ہو رہا تھا جب کہ اصغر علی بیوی کی خاطر خاموشی سے اس بے توقیری پر کھانا زہر مار کر رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر انہوں نے کوئی رد عمل ظاہر کیا تو سب سے زیادہ نفیسہ کو دکھ ہوگا اور وہ اپنی بیوی کو پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے اس لیے خاموشی سے صبر کرتے رہے۔۔۔

اتنی خوبصورت اور صاف ستھری جگہیں تھیں صفائی وہاں پر اتنی تھی کہ دل چاہے کہ سڑک پر ہی بیٹھ جاؤ۔۔۔ ان کے قصے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے اصغر علی بار بار بیوی کا چہرہ دیکھتے اب وہ دونوں ہی بور ہو نے لگے تھے لیکن بھابھی کی بڑائیاں ہی ختم نہیں ہو کر دے رہی تھیں وہاں ہوٹل کے کمرے ایسے تھے تو ہم نے مختلف پارکس میں یہ کھایا مختلف ریستورانٹس بھی گئے تھے اور بچے تو ڈزنی لینڈ جا کر دیوانے ہی ہو گئے تھے ہر چیز چاہ رہے تھے کہ خرید لیں اب ظاہر ہے ہر چیز تو خریدی نہیں جاسکتی نا آپ کو پتہ ہے اتنی مہنگائی ہے اور وہاں تو ہمارے ملک سے بھی کتنا ہر چیز مہنگی ہے۔۔۔ وہ دونوں جی جی کہہ کر کبھی سر ہلاتے تو کبھی خالی مسکرا کر ان کی بات کو سننے کا اظہار کرتے۔۔۔ پھر شاہین بھابھی نے فرانس سے لائے ہوئے گفٹ دیتے اور دکھاتے ہوئے اک اک چیز کی قیمت بھی گنوائی تھی۔۔۔ یہ سب چیزیں میں نے تمہارے لیے لی ہیں جن میں دو پرفیوم اصغر بھائی کے لیے یہ ٹی شرٹ اور پینٹ انس کے لیے دیکھو کتنی اچھی ہے اور ہاں یہ خاص طور پر میں انس کے لیے وہاں سے مکی ماؤس کا اتنا مہنگا بیگ لے کر آئی ہوں دیکھو کتنا پیارا ہے انس اک دم ہی خوش ہو گیا تھا اور اچھل کر بیگ پکڑ لیا تھا اس کے چہرے پر آئی مسکراہٹ سے دونوں میاں بیوی کو خوشی ہوئی تھی۔۔۔ اور نفیسہ یہ دیکھو تمہارے لیے یہ پیور لیڈر

کا برینڈ ڈپرس لائی ہوں یہ تو پاکستان میں ملتا بھی نہیں ہے۔۔۔ ساتھ ساتھ وہ بہت عامیانا انداز میں کہہ رہی تھیں۔۔۔ ظاہر ہے وہاں سے لائے ہیں تو ان کی کوالٹی بھی بہترین ہے لیکن پھر قیمت بھی اسی حساب سے ہے۔۔۔ یہ تو کہہ رہے تھے کہ اور جو بھی لینا ہے تم لے لو مگر میں نے کہہ دیا کہ سب کچھ تو ملتا ہے پاکستان میں اب کیا لا کر لے کر جاؤں بچے بہت خوش ہوئے دیکھیں کتنی پیاری تصویریں آئی ہیں نفیسہ ان کے اس طرح شوآف کر نے پر خاموش تھیں۔۔۔ ان کے پاس اور کوئی راستہ بھی تو نہیں تھا جب کہ نفیسہ اور اصغر علی خاموشی سے سب سنتے جلدی کھانا ختم کر کے اٹھ گئے تھے۔۔۔ پھر وہ لوگ گھر واپس آ گئے۔۔۔

اصغر علی آپ کو برا تو نہیں لگا بھائی جی ایسے اٹھ کر چلے گئے تھے اور بچے بھی سب گھر میں ہوتے ہوئے بھی کمرے سے نہیں نکلے۔ بیٹی بھی ان کی ایسی بدتمیزی ہے وہ بھی نہیں آئی۔ حالانکہ جاگ رہی تھی سلام کر کے کمرے میں جا بیٹھی اور اس کا حلیہ دیکھا تھا۔ عجیب اچنگی سی قمیض اور پجامے نما وہ اسکن ٹائٹ پجامہ مجھے یاد ہے جب عروہ دس سال کی تھی تو میں نے دبی زبان میں بھابی سے کہا تھا اسے ایسے کپڑے نہ پہنایا کریں۔ اس عمر میں بھی وہ اسے سیلیولیس اور بیک لیس فراکیں پہناتیں تھیں۔ میں نے کہا تھا بچی کی شرم ختم ہو جائے گی۔ ہمارے مذہب اور مشرقی روایات کا تقاضہ ہے حیا لیکن انہوں نے کتنا کھر در اساجواب دیا تھا۔ اب تمہیں کیا معلوم فیشن کس چڑیا کا نام ہے۔

میں خاموش تو ہو گئی تھی مگر یہ ضرور جانتی ہوں کہ اسلام میں اتنی بڑی بچی کے لیے بھی لباس پر ممانعت ضرور ہوگی۔ کپڑے پہنانے کا طریقہ ضرور مقرر ہے۔ فیشن کے نام پر بے شرم کر دیا۔ اب وہ کچھ بھی پہنتی رہے بس اک فیشن کا نام دے کر سب بے ہودگی پر پردہ ڈال دیتی ہیں۔۔۔

اصغر علی جو خاموش بیٹھے تھے انہیں دیکھ کر اک بار پھر نفیسہ کو اپنا سوال یاد آیا آپ نے بتایا نہیں آپ کو برا تو نہیں لگا۔۔۔ وہ جیولری اتارتے ہوئے سوال کر رہی تھیں۔ جب کہ اصغر علی انس کے جوتے اتار کر اسے کپڑے بدلنے کا کہہ رہے تھے۔ وہ تقریباً سوچا تھا اور اصغر علی اس کی مدد کروا رہے تھے۔۔۔ برا تو لگا ہے نفیسہ بیگم لیکن وہ تمہارا میکہ ہے اب میں منع بھی نہیں کر سکتا تمہیں ان لوگوں سے ملنے سے۔۔۔

نفیسہ اپنے اندر کہیں آنسو گراتی رہیں جب بھائی ہی نہیں بیٹھا ملنے تو بھابی سے کیا شکایت کروں اور ظاہر ہے

بچے تو وہی کچھ سیکھتے ہیں جو ماں باپ کر رہے ہوتے ہیں۔۔۔

نفیسہ دل ہی دل میں یہ ارادہ کر رہی تھیں کہ اب وہ ان کے گھر کم ہی جایا کریں گی۔ ویسے بھی حضرت علیؑ کا قول ہے کہ جس جگہ تمھاری عزت نہ ہو وہاں نہیں جانا چائیے۔۔۔ ابوجی کے بعد میکہ میکہ نہیں رہا۔۔۔ وہ ٹھنڈی آہ بھر کر کہہ رہی تھیں۔۔۔

ماں باپ ہی وہ ڈھال ہوتے ہیں۔ جن پر اعتماد کرتے ہوئے بیابانی بیٹیاں بہت مان سے اپنے میکے جاتی ہیں اور اس نفسا نفسی کے دور میں جب ہر شخص پیسے کے پیچھے پڑا ہے۔ ایسے میں اگر شادی شدہ بیٹی غریب ہو تو ویسے ہی اس کی قدر کم ہو جاتی ہے اور چند گھنٹے یا اس کا اک وقت کا کھانا بھی بوجھ لگنے لگتا ہے مگر سسرال میں عزت رکھنے کو بہت سی بیٹیاں یہ بے توقیری بھی برداشت کرتی ہیں۔ ہاں! اگر ان کے پاس دولت ہو تو ان کی اہمیت شاید برقرار رہتی ہو کیونکہ وہ تحفے تحائف دیتی رہتی ہیں۔ نفیسہ بیگم محبت بھی اب دولت سے خریدی جاتی ہیں اب خلوص کا زمانہ نہیں رہا وہ دل ہی دل میں خود سے باتیں کر رہی تھیں۔۔۔ نفیسہ بہت دیر با آواز بلند مستقبل کے خواب بنتی رہیں اور اصغر علی خاموشی سے ان کی پلاننگ سنتے رہے۔۔۔



رومانہ اپنے میکے آئیں تو سب بچے خوشی سے اچھلنے لگے۔ اماں بی کی خوشی کی انتہا نہیں تھی۔ سب سے دعا سلام کے بعد ابھی بیٹھے ہی تھے کہ ایمن کو ضد سوار ہو گئی کہ شفق کی گڑیا نکال کر دیں۔ جو ہم اس کے لیے لائے ہیں۔ رومانہ بہت سے تحفے اعجاز بھائی اور ان کی فیملی کے لیے لے کر آئی تھیں اور پھر اک اک کر کے سارے سوٹ کیس کھلنے لگے۔ سارے بچے پر جوش تھے۔ سب چھوٹے بڑوں کو ان کے تحفے دئے گئے۔ بچے کھلونے لے کر دوسرے کمرے میں خوب شور مچا کر کھیل رہے تھے۔ گھر بھر میں اک رونق سی آگئی تھی۔ ویسے شور تو ظفر، اشعر اور شفق بھی بہت کرتے تھے۔ لیکن ان میں ان دو بچوں زورین اور ایمن کے شور نے مزید اضافہ کر دیا تھا۔ دو پہر کا کھانا لگا تو سب بچے کھیلتے کودتے یوں ہی بیٹھ گئے۔

زورین اور ایمن نے اک دوسرے کی جانب دیکھا اور خاموشی سے اٹھ کر چلے گئے۔۔۔ اماں بی کو تعجب ہوا یہ کہاں گئے تو رومانہ سے پوچھنے لگیں یہ دونوں کہاں جا رہے ہیں؟۔۔۔

رومانہ مسکراتے ہوئے۔۔۔ اماں! ہاتھ دھونے گئے ہیں ابھی آجائیں گے۔۔۔

ارے ابھی تو نہائے تھے دونوں۔۔۔ اماں بی حیرانی سے کہہ رہی تھیں

جی اماں! نہائے تھے لیکن انہیں عادت ہے کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی اس کے بغیر وہ کھا ہی نہیں سکتے۔۔۔ جب کہ سرمہ نے بھی ڈانٹ کر اپنے بچوں کے ہاتھ دھلوائے دیکھو تم لوگ۔۔۔ یہ دونوں کتنے اچھے بچے ہیں بغیر کہے ہاتھ دھونے چلے گئے زورین اور ایمین کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں اور اک تم لوگ ہو دس دس بار کہو تب جا کر سنتے ہو۔۔۔ جاؤ تم لوگ بھی ہاتھ دھو کر کھانے بیٹھو۔

سب آکر بیٹھ گئے تو زورین نے با آواز بلند کھانا کھانے سے پہلے کی دعا پڑھ کر کھانا شروع کیا اور اسی طرح اختتام پر بھی دعا پڑھی۔ اماں بی تو زورین کی اس عادت پر واری داری جا رہی تھیں۔ اس نے اتنے سلیقے سے کھانا کھایا تھا کہ اک دانہ بھی چاول کا نیچے نہیں گرا تھا اور چند دانے جو دسترخوان پر گر گئے تھے۔ وہ اس نے اٹھا کر کھالیے۔

اشعر ایک دم اسے دیکھ کر مذاق اڑانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔ درحقیقت وہ اس کی تعریفیں سن کر جل رہا تھا۔۔۔ ارے یہ زورین کتنا گندا ہے نیچے کے گرے ہوئے چاول کھا رہا ہے۔۔۔

اس سے پہلے کہ کوئی بڑا اس بارے میں کچھ کہتا زورین نے کہا۔۔۔ اشعر بھائی یہ سنت ہے کہ دسترخوان پر گرا ہوا کوئی بھی دانہ ضائع نہ کرو جو بھی اس بات کو مانے گا وہ کبھی غریب نہیں ہوگا۔ اسے کبھی بھوکا نہیں سونا پڑے گا اور جو نہیں مانے گا اس کے پاس پیسوں کی کمی ہوتی جائے گی۔۔۔

۔۔۔ سب اس کی اتنی بڑی بات سن کر حیرانی سے شکل دیکھ رہے تھے۔ جب اس نے اپنی ذہانت سے چمکتی آنکھوں کو مزید پھیلاتے ہوئے دوبارہ کہنا شروع کیا۔۔۔ اور پیسوں سے تو وہ سائیکل بھی آئے گی نا جو آغا جی (اعجاز ماموں) کو وہ آغا جی ہی کہتا تھا (اعجاز کے اپنے بچوں کی طرح) آپ کو دلوانے والے ہیں اگر ان کے پاس پیسے کم ہو گئے تو پھر سائیکل کیسے آئے گی۔ زورین نے ظفر کی کمزوری پر ایسے چوٹ کی کہ وہ گھبرا گیا۔۔۔ زورین کے کہنے کے انداز میں اتنا اعتماد تھا کہ بے ساختہ اشعر نے اماں بی اور سرمہ کی جانب دیکھا۔ جب ان دونوں کی جانب سے زورین کی بات پر گرین سگنل مل گیا کہ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے تو وہ کچھ سوچنے لگا۔۔۔ زورین نے اسے

کشمکش میں دیکھا تو اک بار پھر کہا سنت، حدیث اور قرآن کبھی غلط نہیں ہو سکتے جو اس میں فائدہ نقصان لکھا ہے وہ تو ہوتا ہی ہے۔۔۔ یقین نہیں تو آزما کے دیکھ لیں پھر بعد میں پچھتا نا نہیں۔۔۔ جلدی سے اشعر نے بھی اپنے سارے چاول اٹھا کر کھالیے حالانکہ وہ زورین سے ۲ سال بڑا تھا لیکن زورین کے بات کرنے کا انداز اتنا سلجھا ہوا ہوتا کہ بڑے بھی اس کی بات سے متفق ہوئے بنا نہیں رہ سکتے تھے۔۔۔ کچھ ایسی ہی بات اس نے ظفر سے اس وقت کہی جب وہ بڑی محویت سے کارٹون دیکھتے ہوئے بے دھیانی میں اپنے ناخن چبا رہا تھا۔ زورین نے اس کے ویڈیو گیم کا یاد دلایا جس کی فرمائش وہ کئی دن سے آغا جی سے کر رہا تھا اور یہ بھی بتایا کہ اس طرح پیسے سے برکت ختم ہو جاتی ہے اور ظفر نے اس کی بات سن کر ناخن دانتوں سے کتر بنا بند کر دیا۔۔۔

جب اماں بی زورین کی ان عادات کو سراہتیں ان دونوں بچوں ظفر اور اشعر کے دلوں کو کچھ ہونے لگتا۔ کبھی جلتے تو کبھی اس جیسا بننے کی کوشش میں خود بھی وہی کام کرتے۔ اماں کو تو زورین پر اتنا پیارا رہا تھا کہ وہ ان کے کمرے میں ہی سوتا اور روزانہ سونے سے پہلے چاروں قفل، سورۃ ملک اور آیات الکرسی پڑھ کر اماں کو سنا تا جو اسے زبانی یاد تھیں۔۔۔

اعجاز اور سمرہ بھی اس سے بہت متاثر ہو رہے تھے۔ وہ لوگ پورا شہر خوب گھوم رہے تھے۔ مختلف پارکس اور سی سائیڈ پر جانے کے پروگرام بنا رہے تھے۔ ایسے ہی اک پکنک کے دوران سارے بچے سی سائیڈ پر کھیل رہے تھے۔ اک ہٹ بک کر لیا گیا تھا اور جب بہت دیر ہو گئی سب بچوں کو نہاتے ہوئے تو اماں نے اعجاز سے کہا اب بلا لوسب بچوں کو ایسا نہ ہو کہ بچے بیمار ہو جائیں۔ آغا جی سب بچوں کو آواز دینے لگے۔۔۔ اب آ جاؤ بچوں بہت دیر ہو گئی ہے۔۔۔ مگر ان کے بچے نہیں آئے وہ کتنی ہی دیر آوازیں دیتے رہے مگر بچے کھیلنے میں مدہوش تھے۔ جب کہ زورین اور ایمن کو جیسے ہی رومانہ نے آواز دی وہ دوڑتے ہوئے آگے۔ اعجاز کو زورین کے فرمانبردار ہونے پر رشک آیا کیونکہ وہ اپنے ساتھ بہن کو بھی لے آیا تھا اور ساتھ ہی اپنے بچوں پر غصہ کہ سب کے سامنے شرمندہ کرواتے ہیں۔ بات نہیں سنتے لیکن پھر بھی بچوں سے کچھ نہیں کہا سارا شہر گھومنے پھرنے اور ہلے گلے میں چند دن بہت جلدی گزر رہے تھے لیکن سمرہ اور اعجاز نے یہ بات خوب نوٹ کی کہ زورین اور ایمن کی بہت اچھی تربیت ہو رہی تھی۔ محض نو سال کی چھوٹی سی عمر میں وہ بغیر کہے اذان کی آواز سنتے ہی پانچوں وقت کی نماز پڑھتا

اور سفر کی، سونے سے پہلے، سو کر اٹھنے کے بعد کی، دودھ پینے کی اور ایسی ہی بہت سی دعائیں اسے زبانی یاد تھیں جو اس کی عادت میں شامل ہو چکی تھیں۔ اپنی ماں کی آواز پر سب کام چھوڑ کر فوراً جاتا اور جس بات کو رومانہ اک بار منع کر دیتیں۔ وہ رک جاتا جب کہ باقی سارے بچے زورین کی اتنی تعریفیں سن کر اس سے جلے جا رہے تھے اور اب ان کی خواہش تھی کہ وہ جلد واپس چلا جائے اس لیے کبھی ظفر اس کی جھوٹی شکایت لے کر آتا کہ زورین نے مارا ہے تو کبھی اشعر بھائی کی حمایت کرتے ہوئے اس کے خلاف گواہی دیتا جب کہ ان الزامات پر سوائے نفی میں سر ہلانے کے وہ کچھ بھی نہیں کر پاتا تھا۔۔۔

اک شام سارے بچے گھر کے لان میں کھیل رہے تھے جب گھر کے باہر سے فقیر کی سدا سنائی دی اماں بی نے ظفر اور اشعر کو اس فقیر کو روکنے کے لیے کہا مگر ہمیشہ کی طرح وہ دونوں اپنے کھیل میں محو رہے جب کہ اماں بی کو غصہ آنے لگا پھر ان کی نظر زورین پر پڑی تو اسے آواز دے کر کہا کہ بیٹا میں کھانا نکال رہی ہوں تم فقیر کو روکو زورین دروازہ کھول کر کھڑا ہوا۔ تو فقیر گلی کے آخری کنارے تک پہنچ چکا تھا اسے سمجھ نہیں آئی کہ فقیر کو کیسے بلائے بابا تو ہمیشہ کہتے ہیں کہ بڑوں کو ان کے نام سے نہیں بلاتے اور پھر اس نے آواز دی فقیر انکل۔۔۔ فقیر انکل۔۔۔ فقیر انکل رک جائیں۔۔۔

جسے سن کر ظفر اور اشعر کے بلند و بانگ قہقہے گونج اٹھے۔ وہ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوئے جا رہے تھے۔ یہ فقیر کو بھی انکل کہتا ہے اور زورین کی سمجھ میں نہیں آیا اسے کیا کرنا چاہیے تھا۔۔۔ اس نے تو ہمیشہ ہی بابا سے سنا تھا کہ جس انسان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ وہی دوسروں کو دیتا ہے اللہ نے اگر آپ کو تعلیم کے ذریعے شعور دیا ہے اور یہ بات سمجھا دی ہے کہ دوسروں کو عزت دیں تو فقیر جو عمر میں لازمی اس سے بڑا تھا انہیں انکل کہنے میں کیا حرج تھا۔ وہ دونوں پچھلے دودن سے اس کا ریکاڈ لگا رہے تھے۔۔۔ تم تو کچرے والے کو بھی انکل کہتے ہو گے وہ تمہارا انکل ہے کیا؟۔۔۔ ہا ہا ہا ہا۔۔۔ ہا ہا ہا ہا۔۔۔

اگلے دن جب کچرے والا آیا تو دروازے پر کھڑے کھڑے ظفر نے آواز لگائی۔۔۔ ماما زورین کے انکل کچرے والے آئے ہیں۔۔۔ اک بار پھر کمرے میں سارے بچوں کی ہنسی گونج اٹھی۔ ان کے ہاتھ اس کی کمزوری آگئی تھی۔ اور زورین سوچ رہا تھا کہ اگر میں ان کو بدتمیزی سے کچرے والا آیا

ہے یاوائے۔۔۔ ہیلوووو۔۔۔ فقیر۔۔۔ کہہ کر مخاطب کرتا تو یہ لوگ اسے ٹھیک سمجھتے مگر اس سے یہ ثابت ہو جاتا کہ تعلیم حاصل کرنے سے بھی مجھے تمیز نہیں آئی۔۔۔ وہ چھوٹا تھا اور کئی جگہ پر اپنی بات سمجھا نہیں سکتا تھا ایسے موقعوں پر وہ خاموش ہو جاتا۔

اگلے دن سب بچے گھر پر تھے اور سرمہ ڈھیر سارے مٹر چھیلنے بیٹھیں تھیں۔ انہوں نے بچوں سے اپنی مدد کرانے کو کہا تو سوائے زورین کے کوئی نہیں آیا۔ زورین ان کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔

بڑی امی میں آپ کی ہیلپ کرواؤں۔۔۔ سرمہ کو حیرت ہوئی اچھا لیکن آپ اکیلے کیسے اتنے سارے مٹر چھیلو گے آپ تو اتنے چھوٹے سے ہو وہ مسکرایا اور کہا آپ دیکھتی جائیں۔۔۔

اس نے ان سارے مٹروں کو تین حصوں میں تقسیم کیا اس نے سارے بچوں میں مقابلہ رکھ دیا۔۔۔ آؤنیا گیم کھیلتے ہیں دیکھتے ہیں کہ کون جیتتا ہے مٹر چھیلنے میں۔۔۔ ظفر نے منع کر دیا یہ بھی کوئی گیم ہے۔۔۔ مجھے نہیں چھیلنے مٹر اشعر نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی تو ایمن اور شفق بھی ٹھٹک کر رک گئیں۔۔۔ اوہو تو یہ کہونا کہ تم لوگ مجھ سے ہارنے سے ڈر گئے ہو۔۔۔ زورین نے مذاق اڑاتے انداز میں کہا۔۔۔ ڈرتا ورتا کوئی نہیں ہے بس یہ کوئی گیم نہیں ہے۔۔۔ ظفر نے اک بار پھر اپنی ٹانگ اڑائی۔۔۔ ڈرتے نہیں تو ہو جائے مقابلہ۔۔۔ زورین نے اسے چیلنج کر دیا تھا۔۔۔ ٹھیک ہے۔

ٹھیک ہے اک ڈھیر کو میں، ایمن اور شفق چھیلیں گے اور دوسرے کو ظفر بھائی اور اشعر بھائی چھیلیں گے بڑی امی بھی کھیلیں گی نا۔۔۔

انھوں نے بھی اس کی بات سمجھتے ہوئی رضا مندی دی تو ٹھیک ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ بڑی امی جب تک اپنا ڈھیر ختم کریں اس سے پہلے پہلے ہمیں اپنے اپنے ڈھیر ختم کرنے ہوں گے اور جو پہلے چھیل لے گا وہی جیتے گا۔۔۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے مٹر چھل گئے۔ سرمہ تو حیرت سے بس زورین کو دیکھتی ہی رہ گئیں۔ وہ ہر کام میں ایسی لاجک لاتا کہ سامنے والا جب تک اس کی بات سمجھنے کی کوشش کرے کام ہو چکا ہوتا سرمہ زورین کی ذہانت

اور سمجھداری کی قاتل ہو چکی تھیں۔

اگلی شام میں جب چڑیا گھر جانے کا پروگرام بنا تو شفق سب سے آگے آگے چل رہی تھی وہ بمشکل اس وقت اک چار سال کی بچی تھی۔ جوزورین اور ایمین کو یہ دکھانا چاہتی تھی کہ وہ اس شہر میں رہتی ہے تو اسے اس شہر کے سارے راستے معلوم ہیں لیکن سمرہ بہت زیادہ رش ہونے کی وجہ سے ڈر رہی تھیں کہ کہیں شفق کم نہ ہو جائے چلتے چلتے ان کا سارا دھیان شفق پر تھا۔ اسی وجہ سے وہ کسی سے بھی بات نہیں کر پارہی تھیں۔

سمرہ بار بار اسے آواز دیتیں لیکن وہ تو جیسے سننے کو تیار ہی نہ تھی۔ وہ بہت دور تک ان سے آگے چلی جاتی۔ سمرہ کے آواز دینے پر چند سیکنڈ کے لیے رکتی اور پھر وہی فاصلہ ہو جاتا۔ سمرہ نے ڈانٹا بھی لیکن وہ تو جیسے سننے کو تیار ہی نہ تھی۔ پھر جوزورین کی آواز آئی۔۔۔ شفق تم کو سارے راستے معلوم ہیں اس نے بڑی فخر سے گردن اکڑا کر ہاں کہا۔۔۔ اچھا تو ہمارے ساتھ چلونا ہمیں تو راستہ ہی نہیں معلوم۔۔۔ اگر بڑی امی، آغا جی (اعجاز ماموں) یا ہم میں سے کوئی کھو گیا تو کیا ہوگا۔۔۔ اس لیے تم ہم سب کے ساتھ چلو تاکہ ہمیں راستہ دکھا سکو۔۔۔ ٹھیک ہے۔ وہ بڑے فخر سے اور زیادہ اکڑ کر ان لوگوں کے قریب مگر ان سے ذرا آگے چلنے لگی۔ جیسے انہیں راستہ دکھا رہی ہو سب بڑے زورین کی بات سن کر شفق کے اس رد عمل کو دیکھ کر محظوظ ہو رہے تھے۔ تو دوسری جانب اپنے طور پر وہ سب کو راستہ دکھا کر خوش تھی۔ زورین نے اک بار پھر اپنی ذہانت سے اس ضدی بچی کی ضد کو فخر سے بدل کر سب کو مطمئن کر دیا تھا۔۔۔ اور ایسے ہی یہ چند دن ہنستے کھیلتے معلوم ہی نہیں ہوا کہ گزر گئے جتنے دن روما نے کراچی میں رہیں اتنے دنوں میں زورین کی باتوں سے متاثر ہو کر ظفر اور اشعر کو بھی کھانا کھانے سے پہلے اور بعد کی دعائیں یاد ہو گئی تھیں۔ وہ دونوں نماز سیکھنے کی کوشش کر رہے تھے جس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہو گئے تھے ظفر نے پوری کوشش کر کے سیدھے ہاتھ سے کھانا شروع کر دیا تھا۔

رومانہ، زورین اور ایمین کے ساتھ واپس لاہور چلی گئیں۔ ہوائی جہاز میں بیٹھی رومانہ اپنے بچوں کی تعریفوں کا سوچ کر خوش ہو رہی تھیں۔ جب انہیں ماضی نے اپنی جانب کھینچ لیا آنکھیں بند کئے وہ یادوں میں کھو گئیں جو اکثر اب ان کی زندگی میں ہر خاص موقع پر ذہن کے کسی کونے سے جھانکنے لگتیں۔۔۔ وہ آنکھیں موندے دھیرے دھیرے مسکار رہی تھیں جو بھی میں نے کیا بالکل ٹھیک کیا مجھے کوئی پچھتاوا نہیں۔۔۔ اگر میں اس

وقت یہ قدم نہ اٹھاتی تو آج اتنی خوش نہ ہوتی۔۔۔ وہ ماضی کا تانہ بانا بننے فلا میٹ انجوائے کرنے لگیں۔۔۔



آج بہت جلدی آگئے بیٹا؟۔۔۔ امی جی جولان میں بیٹھی چھوٹی سی انزلہ کے سر میں تیل سے مالش کرتے سردی کی ہلکی سی دھوپ دے رہی تھیں شرجیل کو گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ کر کہہ رہی تھیں۔۔۔۔۔
جی بس میں نے جو ب چھوڑ دی ہے اسی لیے جلدی آ گیا۔۔۔ مگر کیوں بیٹا؟۔۔۔ امی جی حیران تھیں۔۔۔۔۔
امی جی میرا اس آفس میں اب دل نہیں لگتا جس آفس میں میرا دوست نہیں رہا مجھے ہر وقت عباد یاد آتا ہے۔
امی جی ان کے دل کی حالت سمجھ سکتی تھیں ان کی آنکھوں میں بھی نمی آگئی۔ اور اسی دن انھوں نے فیصلہ کیا کہ اب سے ہم شرجیل سے اس اوپر والے پورشن کا کرایہ نہیں لیں گے گوکہ اس سے پہلے بھی عبادان سے برائے نام ہی کرایہ لیا کرتے تھے لیکن ان کا خلوص دیکھ کر امی جی نے اپنی بیٹی ملکہ خاتون سے کہا تھا۔۔۔

ملکہ میں سوچ رہی ہوں کہ ہمیں شرجیل سے گھر کا کرایہ نہیں لینا چاہیے بیچارہ ویسے ہی آج کل اس کی نوکری نہیں ہے۔۔۔ بڑی مشکل سے گزارہ کر رہا ہے جب تک کوئی نوکری نہ ہو جائے اسے کرائے کے لیے منع کر دو وہ ہمارے گھر کے فرد کی طرح ہے جب سے عباد گئے ہیں وہ ہی تو ہمارا ساتھ دیتا رہا ہے ورنہ تو کسی رشتے دار نے پلٹ کر بھی نہیں پوچھا کہ ہم کس حال میں ہیں۔۔۔

جی امی جی میں بھی یہی سوچ رہی تھی۔ شرجیل بھائی نے واقعی سکے بھائی کی طرح ہمارا ساتھ دیا ہے۔ ایسے مشکل وقت میں اب ہمیں بھی ان کا ساتھ دینا چاہیے۔۔۔ ملکہ نے بھی ان کی اس بات کی تائید کی تھی۔۔۔۔۔
اگلی بار جب شرجیل کرایہ دینے آئے تو ملکہ خاتون نے صاف منع کر دیا۔۔۔ شرجیل بھائی آپ اس گھر کے اک فرد ہیں میرے سکے بھائی کی طرح ہی ہیں میں آپ سے کرایہ نہیں لے سکتی۔۔۔ یہ کیا کہہ رہی ہیں بھی۔۔۔ شرجیل حیران ہوئے۔

ٹھیک کہہ رہی ہیں ملکہ۔۔۔ امی جی نے بھی ان کی بات کی تائید کی
لیکن امی جی آپ لوگوں کا تو گزارہ ہی ان کرایوں پر ہوتا ہے میں اگر آپ کو یہ کرایہ نہیں دوں گا تو کیسے گزارہ ہوگا؟۔۔۔ پھر آپ لوگوں کو مشکل ہو جائے گی۔۔۔

دوپیسے کم سہی مگر ہم اپنے بیٹے سے پیسے لے کر خود غرضی کا مظاہرہ نہیں کر سکتے۔۔۔ امی جی نے دو ٹوک الفاظ میں کہہ دیا۔۔۔ تو آپ مجھے خود غرض سمجھتی ہیں کہ آپ لوگوں پر بوجھ بن جاؤں۔۔۔

ارے نہیں بیٹا!! تم ہمارے خلوص کو غلط سمجھ رہے ہو جب ہمیں تمہاری ضرورت تھی تو تم نے ہمارا ساتھ دیا آج ہم جانتے ہیں کہ تمہاری نوکری چھوٹ گئی ہے تو کیا ہم تمہاری اتنی مدد بھی نہیں کر سکتے میرا سگا بیٹا یہاں رہتا تو کیا میں اس سے کرایہ لیتی۔۔۔

امی جی مگر پھر بھی۔۔۔ وہ تھوڑا متذبذب تھے تم ہماری فکر نہ کرو ہمارے پاس عباد کی بہت سی پراپرٹی ہے جو ان کو وراثت میں ملی تھی کچھ انہوں نے بنائی تھی اچھا گزارہ ہو رہا ہے ہمارا۔۔۔ امی جی نے تسلی دی۔۔۔

لیکن۔۔۔ وہ ابھی بھی اس بات پر تیار نہ تھے

لیکن ویکن کچھ نہیں اگر تم مجھے ماں سمجھتے ہو تو میری بات ماننی پڑے گی۔۔۔ شرجیل ان کے خلوص پر انکار نہ کر سکے ٹھیک ہے ایسی بات ہے تو مجھے منظور ہے لیکن آپ کو بھی میری اک بات ماننی پڑے گی۔۔۔ شرجیل نے بھی اک شرط رکھ دی تھی۔

اب سے آپ کی پراپرٹی کے سارے کرائے میں وصول کر کے لاؤنگا اس کے لیے آپ لوگوں کو دھکے کھانے کی ضرورت نہیں اور گھر کا جو بھی کام ہوگا آپ مجھے بلا جھجک بتائیں گی۔۔۔

چلو ڈن۔۔۔ ملکہ خاتون نے مسکراتے ہوئے کہا تو شرجیل اور شاملا کے ساتھ امی جی بھی مسکرا دیں۔۔۔

اس طرح شرجیل نے ملکہ خاتون کی ساری پراپرٹی کے کرایوں کی ذمہ داری خود اٹھالی اور ان کو لا کر دینے لگے۔۔۔ امی جی!! آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں آپ کا یہ بیٹا ابھی زندہ ہے اور امی جی نے انہیں ڈھیروں دعائیں دی تھیں۔۔۔ اپنی اسی بات سے امی جی اور ملکہ خاتون کی نظر میں ان کی عزت اور بڑھ گئی تھی۔



اس دن صبح ہی انس اٹھ گیا تھا۔ بچہ تھاملے میں بکر اعید کے لیے آنے والے جانور بھی اسے بہت اچھے لگتے تھے۔ وہ جلدی اٹھ کر کچھ دیر ان کو ٹھلانا کبھی کسی دوست کا بکرا تو کبھی کسی پڑوسی کے ساتھ اس کی گائے کو چارہ کھلاتا اور پھر گھنٹے بعد گھر آ کر اسکول کے لیے تیار ہو کر جاتا ہر بقر عید سے پہلے اس کا یہی معمول ہوتا تھا مگر اس بار وہ

انتا سمجھدار ہو گیا تھا کہ لوگوں کے رویئے پہچان سکے اسے کسی نے کہہ دیا تھا تم لوگ کبھی اپنا جانور نہیں لاتے یہ تو ہمارا بکرا ہے ہم خود ٹھلانیں گے تم اپنا خود لاؤ اور اس کے دل میں خواہش جاگ اٹھی تھی۔۔۔ یہ ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والا علاقہ تھا۔ جہاں عموماً گھروں میں قربانی کی جاتی تھی۔ اصغر علی کا یہ پشتینی گھر تھا۔ جس کے وہ اب وارث تھے لیکن ذریعہ معاش کم ہونے کی وجہ سے نفیسہ بڑی مشکل سے اپنی سفید پوشی کا بھرم رکھے ہوئے تھیں اور ان کی اس کوشش کو اصغر علی بہت سراہتے تھے۔

ابو جی! عید پر ہم بھی بکرا لائیں گے۔ انس نے بڑی معصومیت سے ابو جی سے پوچھا تو اصغر علی کو جواب دینا مشکل ہو گیا اس مہنگائی کے دور میں وہ اکثر ہی لا جواب ہو جایا کرتے تھے۔ جسے بڑی خوبصورتی سے نفیسہ بیگم کسی نہ کسی ترکیب سے بات بدل کر بات ہوا میں اڑا دیا کرتیں۔

ارے بکرا کیا ہم تو سوچ رہے تھے اس بار گائے کریں اسی لیے تو تمہارے ابو نے مسجد میں حصہ بھی لے لیا ہے۔ اب ظاہر ہے گائے تو بکرے سے بڑی بھی ہوتی ہے اور مہنگی بھی انس کا منہ بن گیا۔ مسجد میں وہ تو وہیں بندھی رہے گی پھر ہم اسے اپنے ساتھ ٹھلا لیں گے کیسے؟ ہر بار آپ مسجد میں حصہ ڈال دیتے ہیں اس دفعہ بکرا ہی چاہیے بس۔

بیٹا آپ کے امتحان بھی ہونے والے ہیں اور بکرا آئے گا تو اسے رکھو گے کہاں؟ پھر اس کی دیکھ بھال کون کرے گا اتنی گرمی میں بیمار ہو کر مر گیا تو کوئی فائدہ تو نہیں ہو گا نا۔۔۔

امی امتحان تو تین دن میں ختم ہو جائیں گے اور اس کے بعد تو لا سکتے ہیں نا اور اب میں اتنا بڑا ہو گیا ہوں کہ اپنے بکرے کو سنبھال سکتا ہوں۔۔۔ آپ اس بات کی بالکل بھی فکر نہ کریں۔

اصغر علی پہلو بدل کر بے چینی سے بیٹھ گئے۔ جب کہ نفیسہ بیگم اچھا چلو دیکھیں گے ابھی تو جا کر پڑھو کہہ بات کو ختم کرنے کی کوشش کرنے لگیں۔۔۔ بچے کی خوشی ان دنوں کو بھی اسی طرح عزیز تھی جیسے سب ماں باپ کو ہوتی ہے لیکن اس قلیل آمدنی میں وہ اسکول کی فیسوں اور بجلی گیس کے بلوں کو بھرنے کے بعد بمشکل دال روٹی کا ہی بندوبست کر پاتے تھے۔ ایسے میں بیٹے کی یہ خواہش ان کے اختیار سے باہر تھی۔۔۔

مہینے کی آخری تاریخیں ہیں میرے پاس تو پیسے بالکل ہی ختم ہو گئے ہیں۔ آج تو آفس جانے کے لیے بھی

پیٹرول کے پیسے نہیں تمہارے پاس ہیں کچھ پیسے؟۔۔۔

کل اتوار ہے اور پرسوں تو انشاء اللہ تنخواہ بھی آجائے گی تو پھر مسئلہ حل ہو جائے گا۔۔۔ تمہارے پاس راشن تو ہے نا تم کل کہہ رہی تھیں گھر میں دال سبزی کچھ نہیں ہے پھر آج کیا پکاو گی۔۔۔
آپ فکر نہ کریں میں کچھ نہ کچھ کر ہی لوں گی۔۔۔ وہ مسکراتی ہوئی انہیں بہت پرسکون اور مطمئن لگیں تو اصغر علی بھی اطمینان سے دفتر چلے گئے۔۔۔ وہ دل میں سوچ رہی تھی ہر سال میں اپنے بچے کی خواہش کو رد کر دیتی ہوں ہم بھی کتنے کمزور ماں باپ ہیں جو اپنے بچوں کی ان چھوٹی چھوٹی خواہشات کو بڑی بڑی حسرتیں بنا دیتے ہیں۔۔۔ میں اس بار کچھ نہ کچھ ضرور کروں گی اپنے بچے کی اس خواہش کو ضرور پورا کروں گی۔۔۔ یہ سوچتی وہ کچن میں بڑھ گئیں۔

☆.....☆.....☆

طاہر آپ بھی چلتے تو بہت مزہ آتا وہ سب لوگ آپ کو کتنا یاد کر رہے تھے۔۔۔ رومانہ لاہور آ کر کہہ رہی تھیں وہ تقریباً ہر سال یہی بات کہہ رہی ہوتی تھیں لیکن طاہر کراچی جانے پر تیار ہی نہیں ہوتے تھے۔
رومانہ تم جانتی تو ہو کہ میں کیوں نہیں جاتا پھر بھی خواہ تنخواہ ضد کرتی ہو۔۔۔ طاہر بات ٹالنے کی کوشش کر رہے تھے۔

وہ لوگ کتنا خیال رکھتے ہیں آپ کا پھر بھی آپ کو پتا نہیں کیا پر اہلم ہے۔۔۔ رومانہ چڑ گئی
تم جانتی ہو اس شہر میں کیا کچھ ہوا ہے میں اس شہر کا قرض نہیں اتار سکتا وہاں میرا دم گھٹنے لگتا ہے مجھے اپنے جرم کا شدت سے احساس ہوتا ہے۔ اب تو معافی بھی نہیں مانگ سکتا بتا بھی نہیں سکتا کبھی کبھی زندگی کی کچھ غلطیاں بہت سنگین صورت حال اختیار کر لیتی ہیں۔ گلے میں پھنسی ہڈی کی طرح نہ آپ اگل سکتے ہیں اور نہ ہی نکل کر سکون کا سانس لے سکتے ہیں میں بھی ایسے ہی دورا ہے پر کھڑا ہوں۔۔۔
۔۔۔ بہت افسوس اور نرمی سے کہتے طاہر کھڑکی کے باہر لان میں زورین اور ایمین کو سائیکل چلاتے دیکھ رہے تھے۔

بھول بھی جائیں سب باتوں کو کس چیز کی کمی ہے آپ کو۔۔۔ رومانہ نے بات ٹالنے کے لیے کہا

اگر اس وقت میں تمہاری باتوں میں نہ آیا ہوتا تو آج میرے ضمیر پر اتنا بوجھ نہ ہوتا۔۔۔ کاش۔۔۔ سگار سلگا تے ہوئے اپنے دل پر رکھے بوجھ پر افسوس کرتے طاہر نے کہا۔

اک تو میں آپ کے اس ضمیر سے بہت تنگ ہوں۔ جو ہو گیا سو ہو گیا اب بیتی باتوں کو سوچ کر ان کے غم میں ڈوبے رہنا کہاں کی عقل مندی ہے۔۔۔ زندگی نے آپ کو وہ سب کچھ عطا کر دیا ہے جو ہم نے چاہا تھا اب لوگوں کو اپنی کمزوریوں سے آگاہ کر کے مذاق بنانے کا کیا فائدہ۔۔۔ رشتوں میں تلخی گھول کر آپ کو کیا ملے گا۔ ماضی کو بھول کر اپنے مستقبل کی فکر کریں ابھی بہت لمبی زندگی پڑی ہے اسے جینے کے بارے میں سوچیں نہ کہ ماضی کی گرد کو ہٹانے میں اپنے حال کو بھی خراب کر لیں۔۔۔ رومانہ ہر بار کی طرح ان کے افسوس کو کم کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔۔

ماضی کو بھولنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔۔۔ وہ چہرے بدل بدل کر آپ کے سامنے وہ کچھ رکھ دیتا ہے جو آپ بھو لنا چاہتے ہیں شاید اس لیے کہ ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیں کبھی کبھی میں سوچتا ہوں اگر یہ راز کھل گیا تو کیا ہوگا اس وقت ہم کیا جواب دیں گے۔۔۔

اف آپ کو سمجھانا بھی سنس کے آگے بین بجانے کے برابر ہے میں نے جو بھی کیا آپ کے کہنے کے بعد ہی کیا تھا اگر میں نے غلطی کی تھی تو آپ بھی برابر کے شریک تھے اس لیے اک دوسرے کو الزام دینے کے بجائے اس بات کو ختم کر دینا چاہیے۔۔۔ رومانہ کہہ کر چپ ہو گئیں۔۔۔

یہی تو افسوس ہے کہ اتنی بڑی بات بغیر سوچے سمجھے میں نے کیسے کہہ دی تھی۔۔۔ طاہر افسردگی سے سوچ رہے تھے۔ آج پھر طاہر کی نیند آڑ گئی تھی۔ آج پھر وہ سگار جلانے اس دھوئیں میں خود کو گم کر لینا چاہتے تھے۔۔۔ ان بیتے سالوں میں کبھی کبھی ایسی راتیں آتیں تھیں۔ جن میں طاہر ساری دنیا سے بے خبر اپنے ماضی کی تلخیادوں میں کھوجایا کرتے تھے۔

اک پچھتاوا تھا جو ان کی جان ہی نہیں چھوڑتا تھا۔ ان کے اعصاب پر یوں آن سوار ہوتا کہ اس سے جان چھڑانا ان کے لیے ناممکن ہو جاتا انہیں اپنے سینے پر اس راز کا بوجھ اتنی شدت سے محسوس ہوتا کہ سانس لینا بھی دو بھر ہو جاتا۔ پھر اپنے گناہوں کی بخشش اور اس ساری صورت حال سے نکلنے کے لیے انہوں نے اک ہی راہ

فرار تلاش کر لی اور وہ بھی مذہب انہیں جب جب شدید احساس شرمندگی ہوتا وہ مصلہ بچھا کر نفلی نمازیں پڑھنے بیٹھ جاتے وقتی طور پر ان نمازوں سے انہیں بہت سکون ملتا لیکن وہ اب بھی اپنے ضمیر کی آواز کو مار نہیں سکے تھے۔ کبھی کبھی وہ آوازیں ان کے کانوں میں گونجنے لگتیں وہ سسکیاں ان کی نیندیں آڑا دیتیں وہ اپنے مالک سے اپنے گناہوں کی معافی تو مانگتے تھے مگر ایسا محسوس ہوتا کہ اپنے گناہ کی تلافی نہیں کر رہے اور پھر اک دن انہوں نے اس تلافی کا بھی اک راستہ ڈھونڈ نکالا تھا۔ جس پر بہت پابندی سے عمل کر رہے تھے۔ اب وہ کافی حد تک پر سکون تھے۔ جیسے ان کا ضمیر اس کفارے کی لوری سن کر گہری نیند سو گیا ہو۔ اپنے سکون کے لیے زیادہ سے زیادہ مصروف رہتے۔ وہ طویل نمازیں پڑھتے اسلامی کتب پڑھتے۔ ان کی طبیعت میں بہت سادگی اور انکساری آگئی تھی پہلے کی طرح فیشن ایبل کپڑوں کی جگہ اکثر سادہ شلواری قمیض میں نظر آتے۔ کھانے اور دیگر زندگی کے معاملات میں بھی انہوں نے سادگی کو اپنالیا تھا۔ ان کا دل جیسے اس دنیا کے جھمیلوں سے اب گیا تھا۔



اس دن جب زورین اسکول سے گھر آیا تو حسب معلوم اس کے چہرے پر وہ خوشی نہیں تھی۔ جیسے وہ ہمیشہ شاد اور مسکراتے ہوئے آتا تھا۔

ذہانت کی چمک آنکھوں میں تو اس کے ہمیشہ ہی رہتی تھی پر آج ان آنکھوں میں نمی بھی تھی۔ وہ کپڑے بدل کے کھانا کھاتے بہت چپ چاپ سا تھا اور اس میں یہ واضح فرق رومانہ کی جانچتی نگاہوں نے خوب محسوس کیا۔ وہ جانتیں تھیں کہ پچھلے اک ہفتے سے وہ آج کے دن کے لیے بہت ایکسائٹڈ تھا۔ آج اس کے اسکول میں اسپورٹس ڈے منایا جانا تھا۔ جس میں اس نے بھی حصہ لیا تھا۔

رومانہ نے دل میں سوچا شاید آج زورین کسی بھی مقابلے میں نہیں جیت سکا اسی لیے وہ اداس ہے۔ آج وہ اسے خوش کرنے کے لیے کھانے کے فوراً بعد آئس کریم بھی نکال کر لے آئی تھیں لیکن دو تین اسپون کے بعد اس نے بس کر دیا تھا اور اپنے کمرے میں سو نے چلا گیا تھا۔

رومانہ حیران تھیں۔۔۔ آئس کریم کو منع کر دیا اس کا مطلب ہے کہ میرا بیٹا کچھ زیادہ ہی اداس ہے۔ انہوں نے طاہر کے آنے کے بعد بیٹے سے بات کرنے کا سوچا بس اس سے صرف اتنا کہا آپ کی طبیعت

ٹھیک ہے بیٹا۔

جی ماما میں ٹھیک ہوں بس نیند آرہی ہے۔۔۔ وہ سر جھکائے اپنے کمرے میں چلا گیا اور رومانہ کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا۔۔۔ زورین کبھی بھی ایسے اداس تو نہیں ہوتا۔ مجھے حیرت ہے کہ وہ ہر سال اس اسپورٹس ڈے پر تقریباً ہر ہی مقابلے میں فرسٹ آتا ہے پر آج کیا ہوا یہ کوئی بھی مقابلہ نہیں جیت سکا۔ رومانہ نے اسی لیے اس مقابلے کے بارے میں کوئی سوال ہی نہ کیا شاید میرے پوچھنے سے وہ اور بھی پریشان ہو جائے مگر دل میں آنے والے خیالات سے اس کی پریشانی کا اندازہ ضرور کرتی رہیں مگر پھر بھی کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکیں۔ جب ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو زورین کے کمرے میں چلی آئیں۔ متا بھرادل ماننے کو تیار جو نہ تھا مگر لگتا تھا کہ زورین گہری نیند سو رہا ہے۔ وہ دیکھ کر واپس لوٹ آئیں۔ ٹھیک ہے جب وہ سو کر اٹھے گا تو تب بات کروں گی۔ ہو سکتا ہے وہ تھک گیا ہو۔ آج تو اس کے بہت سارے گیمز تھے بھاگ بھاگ کر تھک گیا ہو گا۔۔۔ وہ خود کو تسلی دیتی اپنے کمرے میں آگئی تھیں۔ ایمن بھی گہری نیند سو رہی تھی۔ ان کے پاس کرنے کو کچھ نہ تھا اس لیے وہ بھی سو گئیں۔ شام کو طاہر گھر آئے تو سب کو سوتا دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی۔۔۔

زورین آج کیسے سو رہا ہے؟ انھوں نے اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے رومانہ کو اٹھتے دیکھ کر پہلا سوال ہی یہی کیا تھا۔۔۔

جی آج بہت اداس اداس سا ہے مجھے نہیں معلوم کیوں میں نے پوچھا بھی نہیں۔۔۔

پوچھ تو لیتیں نایار۔۔۔ وہ اپنا بیگ رکھتے ہوئے اب شوز اتار رہے تھے

مجھے لگتا ہے آپ اس سے بات کریں تو زیادہ اچھا ہے آپ اسے زیادہ اچھے سے باتیں سمجھاتے ہیں۔۔۔

طبیعت تو ٹھیک ہے اس کی تم نے ٹیم پر پچر چیک کیا؟۔۔۔ طاہر پریشان ہو گئے تھے

جی! طبیعت ٹھیک ہے اس کی مگر مجھے لگتا ہے آج اس کا اسپورٹس ڈے تھا اور وہ شاید کوئی گیم نہیں جیت سکا اسی لیے اداس ہے ورنہ اگر وہ جیتا تو کچھ تو مجھے دکھاتا اس کے ہاتھ میں بھی کچھ نہیں تھا بڑی خاموشی سے کھانا کھا کر سو گیا۔۔۔ رومانہ نے تفصیل سے بتایا

اچھا تم چائے بناؤ میں فریش ہو جاؤں اور اسے بھی اٹھا دو پھر بات کرتا ہوں۔

جب تک طاہر فریش ہو کر آئے تو زورین بھی تیار ہو کر لان میں آ گیا تھا مگر بس اک چیر پر خاموشی سے بیٹھا تھا نہ تو اس نے سائیکل کو ہاتھ لگایا تھا اور نہ ہی اس کے ہاتھ میں بال تھی۔ ورنہ لان میں ہوا اور بھاگ دوڑ نہ رہا ہو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔

طاہر اس کے پاس چیمپر پر آ کر بیٹھ گئے تھے۔۔۔ کیا بات ہے؟۔۔۔ آج میرا بیٹا بہت اداس ہے۔۔۔ آج تو آپ نے سائیکل بھی نہیں چلائی۔۔۔

کچھ نہیں بابا بس بھاگنے کا دل نہیں چاہ رہا۔ زورین نے اداس آواز میں کہا
اوکے تو کوئی بات نہیں اگر دل نہیں چاہ رہا تو کیا ضرورت ہے۔ آج آپ مجھ سے باتیں کریں ہم دونوں مل کر مزے مزے کی باتیں کرتے ہیں۔ سارے دن کیا کیا ہوا وہ اک دوسرے کو بتاتے ہیں۔ پہلے آپ بتاؤ گے یا میں بتاؤں۔۔۔ طاہر نے سرسری انداز میں پوچھا۔۔۔

آپ بتائیں؟۔۔۔ زورین نے ہلکے سے کہا
یار میرا دن تو آج بہت اچھا اور تھوڑا سا برا بھی گزرا۔۔۔ طاہر نے کہا
وہ کیسے بابا؟۔۔۔ زورین غور سے سن رہا تھا

پہلے جب میں گھر سے نکلا تو راستے میں سی این جی ختم ہو گئی۔۔۔ اور آج سی این جی پمپ بھی سارے بند تھے۔ بڑی مشکل سے اک گاڑی والے کی مدد سے ٹوکروا تے ہوئے گاڑی کو اک پیٹرول پمپ تک لے کر گیا۔۔۔ پھر اتنی لمبی لائن لگی ہوئی تھی اس لائن میں لگ گیا مجبوری تھی۔۔۔ اک گھنٹہ اس میں نکل گیا پھر آفس گیا تو دیر ہونے کی وجہ سے میرے باس غصہ تھے انھوں نے غصہ کیا۔۔۔ میرا موڈ بھی آف ہو گیا میری پریزنٹیشن تیار تھی مگر میرا موڈ خراب ہو گیا تھا۔۔۔ مگر میں نے بھی اپنے موڈ کو ٹھیک کیا اور اک چھوٹا سا بریک لیا پھر میں نے سوچا کہ اگر دن کی شروعات خراب ہو بھی گئی تو کیا ہوا میں اس کو اچھا بھی تو کر سکتا ہوں اور میں نے میٹنگ میں اتنی اچھی پریزنٹیشن دی کہ میری ساری تھکن دور ہو گئی وہی باس جو کچھ دیر پہلے مجھ سے ناراض ہوئے تھے مجھے مبرا رک باددے رہے تھے اور سب اسٹاف کے سامنے میری تعریف کر رہے تھے۔۔۔ میری پریزنٹیشن کی وجہ سے ہمیں بہت اچھا ٹینڈر ملا ہے اور یہ سب کچھ کچھ دیر ٹھنڈے دماغ سے اپنے غلط کو صحیح کرنے کے بارے میں سوچ

کر ہوا۔۔۔ اچھا سوچنے سے ہمیشہ اچھے نتیجے نکلتے ہیں۔۔۔

وہ اب بھی خاموش تھا۔۔۔ تو اب آپ بتاؤ کیسا رہا آپ کا دن کیا کیا پورے دن۔۔۔ وہ بہت سادگی سے اسے کھل کر بات کرنے کا حوصلہ دے رہے تھے۔

بابا آج میرا اسکول میں اینول اسپورٹس ڈے تھا۔۔۔ میں نے کئی گیمز میں حصہ بھی لیا تھا مگر۔۔۔

مگر کیا۔ آپ ہار گئے؟۔۔۔ طاہر نے اس کی مشکل آسان کرنے کی کوشش کی

نہیں میری سب میں پہلی پوزیشن آئی ہے۔ ارے واہ یہ تو بہت اچھی بات ہے آپ نے کتنے گیمز میں حصہ لیا تھا بابا میں نے تین ایکٹیویٹیز میں حصہ لیا تھا اک ڈبیٹ میں، پھر ریس میں اور پھر ٹیبل ٹینس میں۔۔۔ بیٹا یہ تو خوشی کی بات ہے کہ آپ سب گیمز جیت گئے۔ پھر اتنے اداس کیوں ہو۔۔۔

بابا جب میں نے پہلے کا میٹیشن میں حصہ لیا تو ڈبیٹ بہت جوش سے کی میں سب سے زیادہ پوائنٹس کے سا تھ جیتا تھا مگر میری کلاس کے کچھ دوست جنہیں میں اپنا دوست مانتا تھا وہ مجھے تنگ کرنے لگے۔۔۔ کیا مطلب تنگ کرنے لگے؟۔۔۔ طاہر حیران ہوئے۔

اس کی آنکھوں میں مزیدنی آگئی تھی۔۔۔ میں ان کے ساتھ ہمیشہ اچھا رہتا ہوں۔ اپنا لچ بھی شکر کرتا ہوں اور ان کو کوئی مشکل ہو کسی سبجیکٹ میں تو وہ بھی انہیں سمجھا دیتا ہوں۔ پروہ سب میرا مذاق اڑا رہے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ۔۔۔ وہ انک گیا۔

کہ کیا۔۔۔ طاہر نے پرتجسس انداز میں پوچھا۔

کہ جو کچھ نہیں کر سکتا وہ صرف باتیں بتاتا ہے اس لیے میں یہ ڈبیٹ جیت گیا کیونکہ مجھے باتیں بنانی آتی ہیں اوہ تو یہ بات ہے۔۔۔ طاہر کو اس کی بات سن کر حیرانی ہوئی۔

مجھے بہت افسوس ہو رہا تھا بابا۔ وہ لوگ مجھ پر ہنس رہے تھے۔ میں جیت کر بھی ہار گیا تھا کیونکہ وہ میرا مذاق

اڑا رہے تھے۔۔۔

ہوتی ہے بیٹا کچھ لوگوں کی عادت دوسروں کا مذاق اڑانے کی اسلام میں منع ہے۔ کسی کا مذاق اڑانا سخت گناہ ہے اور ایسے لوگ کبھی کامیاب نہیں ہوتے صرف مذاق ہی اڑاتے رہ جاتے ہیں۔۔۔ اچھا پھر کیا ہوا؟۔۔۔ طا

ہرنے بات آگے بڑھائی۔

اتنی دیر میں ہماری ریس کا کامپٹیشن شروع ہو گیا۔ میں نے اس میں بھی پارٹیسپیٹ کیا تھا اور اپنے ان ہی کلاس فیلوز کو جیت کر دکھا دیا کہ میں صرف باتیں نہیں بناتا ہوں۔ میں جیت بھی سکتا ہوں میں نے سب کو ہرا دیا لیکن اس بار بھی وہ سب میرا مذاق اڑا رہے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ جو کچھ نہیں کر سکتا وہ بھاگنا سیکھ لیتا ہے تاکہ مشکل میں بھاگ سکے۔۔۔ وہ کہتے کہتے مزید اس ہو گیا تھا۔۔۔

طاہر اس کے چہرے پر آئی اداسی کو محسوس کر رہے تھے مگر کچھ کہا نہیں وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ اسے ٹوکیں تو وہ اپنے دل کی بات کہتے کہتے رک جائے۔۔۔

پھر۔۔۔

پھر میں اور اس ہو گیا تھا مجھے رونا آ رہا تھا مگر میں نہیں رویا اس کے بعد میرا ٹیبل ٹینس کا مقابلہ تھا میں اس میں بھی دل سے کھیلا اور اسے بھی جیت لیا میں خوش تھا کہ اب کی مرتبہ وہ لوگ مجھے کچھ نہیں کہہ سکیں گے لیکن اب وہ کہہ رہے تھے کہ سارا دن یہ گھر میں بیٹھ کر کھیاں مارتا ہے اس لیے اسے اتنی پریکٹس ہو گئی ہے اس لیے یہ جیت گیا۔۔۔ بابا باقی سب اسکول والے میری تعریف کر رہے تھے مگر میرے اپنے دوست میرا مذاق بنا رہے تھے۔۔۔ وہ اپنے جذبات پر قابو کرتے کرتے رو دینے کے قریب تھا مگر ضبط کر رہا تھا۔۔۔

اچھا تو یہ بات ہے آپ جیت گئے تھے تو پھر آپ کی شیلڈز ٹرائی سب کہاں ہیں؟۔۔۔

وہ سب میں اپنے اسکول کے لاکر میں رکھ کر آ گیا۔ میں کیسے لاتا ان ہی دوستوں کے ساتھ وین میں آتا ہوں وہ راستے میں بھی میرا مذاق بناتے مجھے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

اچھا چلو میری اک بات کا جواب دو جو لوگ آپ کا مذاق بنا رہے تھے ان کی تعداد اور کلپنگ کرنے والوں کی تعداد میں کتنا فرق تھا؟۔۔۔

کلپنگ کرنے والے تو سب ہی تھے۔ سب ہی مجھے پسند کر رہے تھے۔ باقی تو تین چار ہی تھے میرے دوست جو مجھے چڑا رہے تھے۔۔۔

وہ کہہ تو رہا تھا مگر اداسی پھر بھی نہیں گئی۔۔۔ اس کا مطلب زیادہ لوگ تو آپ کی تعریف ہی کر رہے تھے نا

--- طاہر نے سمجھایا۔---

جی یہ تو ہے پر میرے دوست تو مجھ سے خوش نہیں تھے نا۔۔۔ وہ معصومیت سے کہہ رہا تھا

وہ دونوں گھر کے لان میں بیٹھے تھے۔ زورین زمین پر لگے اس چھوٹے سے پودے کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ جب طاہر نے بیٹے کو مخدو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ بیٹا کبھی آپ نے زمین میں دفن کسی بیج سے کوئیل نکلتے دیکھی ہے۔۔۔ طاہر نے اک اور سوال کیا

کبھی غور نہیں کیا؟۔۔۔ وہ نا سمجھتے ہوئے کہہ رہا تھا

ٹھیک ہے اب کرنا۔۔۔ جب زمین کا سینہ چیرتی ہوئی وہ کوئیل نکلتی ہے تو سب سے پہلے اس کی سب سے قریبی زمین پھنتی ہے۔ تب ہی وہ باہر آتی ہے تب ہی وہ پودا بڑا ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح جب ہم ترقی کرتے ہیں تو کچھ لوگ جو ہم سے واقعی مخلص ہوتے ہیں ہمیں بڑھانے کے لیے ہمارا حوصلہ بڑھاتے ہیں بالکل اس بیج کی طرح جو پودے کو بڑھنے کے لیے اس کی بنیاد بناتا ہے جیسے آپ کے والدین، لیکن کچھ لوگ ہمارے ارد گرد ایسے ہوتے ہیں جنہیں اس پھٹی ہوئی زمین کی طرح اپنی جگہ چھوڑنی پڑتی ہے ایسے لوگوں کو اپنی اہمیت کم ہوتی محسوس ہوتی ہے اسی لیے سب سے زیادہ انہیں ہی تکلیف ہوتی ہے اس لیے وہ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں ہمارے ارد گرد چوں چوں چوں چوں کرتے رہتے ہیں کیونکہ وہ ہم سے جلنے لگتے ہیں تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ آپ ترقی کر رہے ہیں آپ بڑے ہو رہے ہیں اور ہر ترقی کرتا انسان اس دور سے ضرور گزرتا ہے تو بس آپ بھی خوش ہو جاؤ کہ آپ ترقی کر رہے ہو۔۔۔

مگر بابا ایسی ترقی کا کیا فائدہ جب میرے دوست ہی خوش نہیں میرا تو دل چاہ رہا تھا کسی چیز میں حصہ نہ لوں مگر میرا نام چاچکا تھا اس لیے منع بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ اس کے نازک دل میں اب بھی یہی سوال تھا۔ اگر کوئی راستے میں پتھر برسا رہا ہو تو کھڑے ہو کر پتھر مارنے والے کو ڈھونڈنا یا راستے میں رک جانا عقل مندی نہیں ہے بلکہ اپنی منزل کی طرف اور تیز قدم بڑھا دینے چاہیں تاکہ آپ اس مشکل دور سے تیزی سے گزر جائیں۔ رک جانے والے ڈر جانے والے۔ کبھی کامیاب نہیں ہوتے اور یہ بات بھی یاد رکھنا۔ کل جب تم کچھ بن جاؤ گے تو یہی لوگ تمھاری تعریف کریں گے اور لوگوں کو بتائیں گے کہ تم ان کے دوست ہو یہی زمانے کا

دستور ہے اور آپ اپنے ان دوستوں کو معاف کر دو کیونکہ رہنا تو ان ہی لوگوں میں ہے نا جیسے جب وہی کو نپل بڑی ہو کر پودا اور پھر درخت بنتی ہے تو اسی پھٹی ہوئی زمین میں ہی اپنی جڑیں مضبوط کرتا ہے تب ہی وہ قائم رہ پاتا ہے وہ خاموشی اور بہت غور سے طاہر کی ہر بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

آپ کی جیت سے میں بہت خوش ہوں ہم سب خوش ہیں۔۔۔ کل آپ اپنے سب دوستوں کے لیے اپنی جیت کی خوشی میں بہت ساری چاکلیٹس لے جائے گا پھر دیکھئے گا سب آپ کی خوشی میں کیسے شامل ہوتے ہیں۔ لیکن وہ تو میرا مذاق بنا رہے تھے کیا وہ پھر سے میرا مذاق نہیں اڑائیں گے۔۔۔

نہیں وہ آپ کا مذاق نہیں بنائیں گے کیونکہ وہ بہک گئے تھے جب آپ انہیں معاف کر کے دوستی کا ہاتھ ان کی جانب بڑھاو گے تو ضرور وہ پلٹ آئیں گے اور آپ کے پھر سے دوست بن جائیں گے۔۔۔ لیکن اگر پھر بھی ان میں سے کچھ لوگ نہ پلٹیں تو تم انہیں معاف کر دینا اک دن انہیں ضرور اپنی غلطی کا احساس ہوگا۔۔۔ بیٹا بہکنا بہت آسان ہے لیکن بہک کر واپس پلٹنا ذرا مشکل ہوتا ہے تو بہ کرنا آسان کام نہیں انا کو مارنا پڑتا ہے۔۔۔

وہ مسکرا دیا تھا اس کی سب پریشانی دور ہو گئی تھی اب سارے دوست میرے پھر سے دوست بن جائیں گے اور اگلے دن یہی ہوا سب کلاس فیلوز اس کی خوشی میں شریک تھے۔ اس کی چاکلیٹس کو انجوائے کرتے ہوئے سب اس سے ہنس بول رہے تھے اور اس کی تعریف کر رہے تھے۔ جب وہ اپنے لاکر سے گھر کی واپسی میں وہ ٹرافیز لے کر گھر آیا تو اس کے چہرے پر پریشانی کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح ہشاش بشاش تھا۔۔۔ اس نے سبق سیکھ لیا تھا اب کوئی اس کا مذاق اڑاتا تو وہ چڑتا نہیں تھا۔ بس اپنے کام سے کام رکھتے ہوئے جی جان سے محنت کرتا جاتا مذاق اڑانے والے وہیں کھڑے رہ جاتے وہ آگے نکل جاتا۔۔۔

لوگ کسی کے بہکاوے میں آکر کیوں بہک جاتے ہیں اور یقیناً بہکانے والے ابلیس کے ساتھی ہیں جو لوگوں کو بھٹکا کر خوشی محسوس کرتے ہیں۔



ملکہ خاتون عصر کی نماز پڑھ کر دعا مانگ رہی ہیں۔ جب کہ ان کی تینوں بیٹیاں مناعل۔ مینا اور انزلہ ڈانگ ٹیبل پر بیٹھ کر اپنے اسکول کا ہوم ورک کر رہی ہیں۔ شرجیل مسجد سے آئے ہیں ان کے سر پر ٹوپی ہاتھ میں تسبیح اور

چہرے پر داڑھی ہے۔

ملکہ بھابھی چائے تو بنوادیں بہت سر میں درد ہو رہا ہے۔ شائلہ بھی اپنے میکے گئی ہوئی ہیں۔۔۔ وہ سب کام چھوڑ کر چائے بنانے کے لیے کھڑی ہو گئیں۔ نانوسا منے بیٹھی تسبیح پڑھ رہی ہیں جبکہ شرجیل ماموں کوئی اسلامی کتاب لے کر بیٹھ گئے۔۔۔ ارے شرجیل بھائی وہ آپ گھروں کے کرائے لانے والے تھے۔ مہینہ شروع ہو گیا ہے۔۔۔ جب ملکہ کو اچانک یاد آیا۔

ہاں! میں اسی لیے تو آیا تھا۔۔۔ یہ کہتے کہتے وہ جیب سے اک لفافہ نکالتے ہوئے اس میں سے پیسے علیحدہ علیحدہ کر کے ملکہ خاتون کو دے رہے تھے۔ یہ اقبال ٹاؤن والے فلیٹ کا کرایہ ہے۔۔۔ یہ ڈفینس والے گھر کا۔۔۔ اور یہ انارکلی کی دونوں دکانوں کا کرایہ ہے اور یہ جو پنڈی والے گھر کا کرایہ ہے اس میں سے پانچ ہزار کم ہیں ان کے گھر میں سبچ کی پرابلم ہو گئی تھی تو سب دیواریں خراب ہو رہی تھیں کچھ پائپ بدلنے تھے اس میں لگ گیا اور یہ ان کی مرمت میں جو خرچہ ہوا ہے اس کی رسیدیں ہیں۔۔۔ شرجیل ماموں بہت سادگی اور ایمانداری سے پیسے اور رسیدوں کا سب حساب کتاب دیتے ہوئے کہہ رہے تھے۔۔۔

ارے رسیدوں کی کیا ضرورت ہے شرجیل بھائی آپ نے کہہ دیا بس یہ ہی کافی ہے ہمیں بھروسہ ہے آپ پر اور مہنگائی بھی اتنی ہو گئی ہے کہ چھوٹے سے کام میں بھی ہزاروں لگ ہی جاتے ہیں۔۔۔ ملکہ خاتون نے ان کے بڑھائے ہوئے ہاتھ سے رسیدیں لیتے ہوئے کہا۔

امی جی بھی انہیں دعائیں دینے لگیں۔۔۔ ہم تو بس تمھاری سلامتی کی دعا کرتے رہتے ہیں ہر وقت بہت کام آتے ہو تم ورنہ اس دور میں کہاں کوئی کسی کے کام آتا ہے۔۔۔

امی جی!!!۔۔۔ پیسہ بہت بری چیز ہے۔ اچھے اچھے انسانوں کو بہکا دیتا ہے بس مجھے ڈر لگتا ہے کہیں آپ کے دل میں میرے لیے کوئی بال برابر بھی شک کی گنجائش نہ رہ جائے۔ کہیں آپ لوگ یہ نہ سوچیں کہ میں بچ سے پیسہ کھا رہا ہوں۔ اسی لیے ہر بار بہت احتیاط سے رسیدیں بھی لا کر دیتا ہوں۔۔۔

کیسی باتیں کرتے ہو شرجیل ہم تم پر کیسے شک کر سکتے ہیں ہمیں تو تم پر پورا بھروسہ ہے تم اک بہت فرشتہ صفت انسان ہو تم ہمیں کبھی دھوکہ دے ہی نہیں سکتے۔۔۔

آپ تو مجھے شرمندہ کر رہی ہیں اور اک بار آپ نے بیٹا کہہ دیا تو اب کس بات کی فکر۔۔۔ میں ہوں نا آپ کے سب مسائل کو حل کرنے کے لیے ویسے بھی ملکہ بھابھی اتنی پریشان رہتی ہیں۔ عباد میرا جگری دوست تھا۔ اس کے بعد میں آپ لوگوں کو ایسے ہی تھوڑی چھوڑ سکتا ہوں بس میرے حق میں دعا کیا کریں میرے لیے یہ ہی بہت ہے۔۔۔ شرجیل ماموں نے امی جی کو تسلی دی۔

اک بار پھر امی جی اور ملکہ خاتون کے دل میں ان کے لیے عزت اور بڑھ گئی اس دنیا میں اب بھی مخلص لوگ پائیے جاتے ہیں جو بے لوث ہو کر دوسروں کی مدد کرتے ہیں۔۔۔

☆.....☆.....☆

نفسیہ ابھی نماز پڑھ کر سلام پھیر رہی تھیں کہ ان کے اس سستے سے موبائل کی بیل بج گئی۔ جس میں انتہائی ضرورت کے وقت بیس روپے کا پلینس ڈلتا تھا۔۔۔ یہ بھی شکر تھا کہ اب تک ان کمنگ فری تھی۔۔۔ انھوں نے فون ریو و کیا۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔

والعلیکم اسلام کیسی ہو بھئی نفسیہ۔۔۔

اس نے خوشی سے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ جی شاہین بھابی اللہ کا بہت کرم ہے احسان ہے مالک کا میں ٹھیک ہوں۔۔۔ گھر میں بھی سب ٹھیک ہیں۔۔۔

ہاں اچھی بات ہے ہم بھی سب ٹھیک ہیں مگر تم سے بہت ناراض ہوں میں۔۔۔ کبھی ہمیں بھی فون کر لیا کرو اب ایسی بھی کوئی مہنگی کال نہیں ہے کہ تم کبھی کر نہیں سکتیں ہر بار میں ہی کروں۔۔۔ تمھارے بھائی تو کہتے ہیں نفسیہ کو ہم سے کوئی محبت ہی نہیں کبھی پوچھتی ہی نہیں بھائی بھابھ کو۔۔۔

نہیں بھابھی بس ابھی میں یہ سوچ ہی رہی تھی کہ آپ کو کال کروں مگر بس کسی نہ کسی کام میں یاد ہی نہیں رہتا۔ ارے ایسے بھی کیا کام ہیں تمھیں اک چھوٹا سا حصہ ہی تو رہ گیا ہے تمھارے پاس باقی گھر تو تم نے کرائے پر چڑھایا ہوا ہے۔ کوئی ہماری طرح ہزار گز کا ہوتا تو سمجھ میں بھی آتا کہ تمھیں وقت نہیں ملتا فیملی بھی چھوٹی سی ہے تمھاری اک بچہ اور دو میاں بیوی کتنا کام ہوتا ہو گا یہ تو سب بہانے ہیں تمھارے۔۔۔

بھابی چلیں چھوڑیں یہ سب آپ بتائیں گھر میں سب کیسے ہیں بچے ٹھیک ہیں انہوں نے اک بار پھر بات کا رخ گھما دیا تھا۔۔۔

ہاں بچے بھی ٹھیک ہیں وہ عروہ آج کچھ اداس سی ہے اس کا بہت موڈ خراب ہے۔۔۔
نفیسہ حیران رہ گئیں۔۔۔

کیوں بھابھی اسے کیا ہوا؟۔۔۔

ارے ان بچوں کے خمرے ہیں اور کیا۔۔۔ بس۔۔۔ یہ کل تینوں بچے اپنے پاپا کے ساتھ کسی ڈیری فارم پر گئے تھے۔ وہاں تو اک مہینے پہلے ہی منڈی لگ جاتی ہے نا تو یہ لوگ جانور خریدنے گئے تھے۔ اب ہماری لاڈلی کو بچپس لاکھ سے کم کا کوئی جانور پسند ہی نہیں آرہا تھا۔ اب تم خود ہی بتاؤ بھلا اس مہنگائی کے دور میں کوئی حلال کمائی کھانے والا بھلا کیسے بچپس لاکھ کا جانور خرید لے۔۔۔

بات تو آپ کی ٹھیک ہے بھابی۔۔۔ وہ صلاح جوئی سے کہہ رہی تھیں
میں تو کہتی ہوں کہ ہم جیسے لوگ ہی پستے ہیں اس مہنگائی کے ہاتھوں ورنہ لینے والے تو دو اور چار کروڑ کے جانوروں ہی کھڑے کھڑے خرید رہے تھے مگر وہ بھی دیکھنے سے تعلق رکھتے تھے۔۔۔
جی بھابھی ظاہر ہے اتنے مہنگے جانور ہونگے تو خوبصورت بھی اتنے ہی ہونگے۔۔۔

ہاں یہی تو میں کہہ رہی ہوں مگر اب کیا کر سکتے ہیں اپنی چادر دیکھ کر ہی پاؤں پھیلانے چاہیں ناب کسی کے آگے ہاتھ تو نہیں پھیلا سکتے بس اپنے بچوں کی ضرورتوں کا ہی گلا گھونٹ سکتے ہیں وہ ہم کر رہے ہیں۔۔۔
جی بس بھابھی کیا کہہ سکتے ہیں بس اللہ کا شکر ہے حق حلال کی کمائی سے گزارہ ہو رہا ہے۔ اللہ سب کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے۔ آپ کی بھی سب ضرورتیں پوری کرے گا انشاء اللہ۔۔۔

ہاں تم اپنے بھائی کے لیے دعا کیا کرو بس ان کی تنخواہ میں کچھ اضافہ ہو جائے تو اچھا گزارہ ہو جائے گا۔ ویسے تو اس دفعہ بڑھی ہے کوئی پندرہ فیصد تو اب جا کر کہیں دو لاکھ ہوئی ہے مگر وہ بھی اس مہنگائی میں کہاں پتہ چلتے ہیں چٹنی ہو جاتے ہیں اب تمہیں کیا بتاؤں کتنی مہنگائی ہو گئی ہے گزارہ کرنا کتنا مشکل ہو گیا ہے۔۔۔ جی بھابھی مجھے کیا معلوم کتنی مہنگائی ہو گئی ہے وہ یہ صرف دل میں سوچ کر ہی رہ گئی۔۔۔

جی یہ تو ہے!۔۔۔

ارے تم نے حمید صاحب کے بچوں کا قصہ سنا۔۔۔

وہ آپ کے پڑوسی۔۔۔ نہیں۔۔۔ کیوں کیا ہوا؟۔۔۔ ان کی بیٹی نے تو بھی فاریہ کا ناک میں دم کر رکھا ہے ایسی لالچی عورت میں نے زندگی میں نہیں دیکھی۔۔۔

کیوں بھابھی کیا ہو گیا؟۔۔۔

ارے فاریہ بتا رہی تھی اس کے سر حمید صاحب کے انتقال کو ابھی عرصہ ہی کتنا گزر رہا ہے ان کی بیٹی ہے نا کلثوم فاریہ کی نند۔۔۔

جی جی پہچان گئی۔۔۔

وہ تو ساجد بھائی سے کہتی ہے کہ مجھے اپنے باپ کے ورثے میں سے حصہ چاہیے۔۔۔ ابھی باپ کا کفن بھی میلا نہیں ہوا اور اسے اپنی جائیداد کی پڑ گئی کوئی غم ہی نہیں ہے باپ کے مرنے کا ایسی ہی اولاد ہے آج کل کی میں تو کہتی ہوں خون ہی سفید ہو گیا ہے قیامت کی نشانی ہے۔۔۔

مگر بھابھی حمید صاحب کے انتقال کو تو کوئی تیرہ سال ہو رہے ہیں مجھے اس لیے یاد ہے کیونکہ ہمارا انس ان ہی دنوں پیدا ہوا تھا اور اسی لیے میں ان کے گھر تعزیت پر بھی نہیں جاسکتی تھی بہت دن بعد گئی تو فاریہ بھابھی نے بہت برا مانا تھا کہ اب تمہیں خیال آیا ہے۔۔۔

ہاں وہ بس ایسی ہی ہے دل میں جو کچھ ہوتا ہے کہہ دیتی ہے مگر دل کی بری نہیں ہے میری طرح وہ بھی بہت صاف گو ہے۔۔۔

اچھا پھر کیا کیا فاریہ بھابھی نے۔۔۔

ارے کیا کرنا تھا اس نے تو صاف صاف کہہ دیا دیکھو بی بی ابھی کوئی پانچ سال تک تو تم نام بھی نہ لینا جائداد کا ویسے ہی اتنی مہنگائی ہے اوپر سے ہمارے بچے چھوٹے ہیں ان کے خرچے بھی زیادہ ہوتے ہیں اور ویسے بھی سا جد نے اک زمین خریدی ہے اس کی قسطیں ہی اتنی مشکل سے ادا کر پارہے ہیں ہمارا تو اپنا ہاتھ ہی تنگ ہے تمہیں کیسے دے سکتے ہیں ان کے ابو جی کی جائداد کے کرایوں پر اب اتنا حق تو ہے کہ ان سے کوئی پراپرٹی بنا سکیں۔۔۔

اتنی دیر میں شاہین بھابی کے گھر کی بیل بجنے لگی ارے سرین دیکھو کون آیا ہے اس وقت تو ڈریور آتا ہے۔۔۔ وہ بے دھیانی میں سرین کو آواز دے کر کہنے لگیں۔۔۔ پتہ نہیں کہاں رہ گئی ارے مجھے یاد آیا آج تو وہ آئی ہی نہیں ہے مجھے خود ہی دروازہ بھی کھولنا پڑے گا اب ہر کام گھر کا میرے ہی ذمے ہے یہ سرین آجاتی ہے تو پھر ہاتھ بٹالیتی ہے آج دیکھو سارا گھر اوندھا پڑا ہے جھاڑو پونچھا کپڑے برتن سب یوں ہی پڑیں ہیں کل بھی محتر مہ غائب ہو گئی تھی تو کھانا بھی نہیں بناتا تھا پھر یہ تو اک سہولت ہے عروہ نے جلدی سے ہوٹل والوں کو فون کر کے پیزا کے آرڈر دے دیا تھا تو کھالیا اور مہنگائی تو دیکھو کتنی ہو گئی ہے ذرا سے کھانے میں ہی چار ہزار روپے لگ گئے۔ اف یہ ساری بوتلیں بھی خالی پڑی ہیں اور یہ کپڑے بھی مجھے ہی استری کرنے پڑیں گے۔ عروہ کے تو امتحان ہو رہے ہیں۔ میں بچی کو ڈسٹرب تو نہیں کر سکتی نا۔۔۔

اچھا میں تم سے پھر بات کرونگی ورنہ یہ ڈرائیور بھی بھاگ جائے گا ویسے ہی آج مجھے عید کی شاپنگ کرنے جا نا تھا۔۔۔ ویسے تو تمہارے بھائی کا بھی ذرا ہاتھ تنگ ہے لیکن اب اپنی سفید پوشی کا بھرم بھی تو رکھنا پڑتا ہے نا میں انارکلی جا رہی ہوں سنا ہے بڑی اچھی سیل لگی ہوئی ہے تین تین ہزار کی کرتیاں مل رہی ہیں اور ان کے ساتھ ہزار روپے کا کوئی بھی پجامہ لگا لو تو بڑا اچھا اور سستا سا سوٹ بن جاتا ہے یہ تو شکر ہے آج کل دوپٹے کا فیشن نہیں ورنہ اس کا الگ خرچہ کرو کچھ دن پہلے میں لائی تھی ایسے ہی گھر میں پہنے کے کپڑے گرمیوں کے اتنی گرمی میں تو ہر سال ہی کپڑے بنانے پڑتے ہیں ورنہ پچھلے سال کے تو پسینے سے خراب ہی ہو جاتے ہیں پھر سب سے بڑھ کر آؤٹ آف فیشن بھی ہو جاتے ہیں کیا کسی کے سامنے جائے بندہ ایسے کپڑوں میں مجھے تو سچی بڑی شرم آتی ہے تم بھی جانا میں تمہیں بوتیک کا ایڈرس دے دوں گی بلکہ یاد آیا اس کے برابر میں ہی اک اور شاپ پر لان کے سوٹوں کی بھی سیل چل رہی ہے وہ بھی بہت اچھے ہیں۔۔۔

جی بھابھی جاؤنگی کسی دن۔۔۔ بس انہیں ٹائم ہی نہیں ملتا۔۔۔ وہ کتراتے ہوئے بہانا بنانے لگی۔۔۔ ارے لان کے سوٹوں سے یاد آیا میں تمہارے لیے بھی دو جوڑے لائی ہوں تم آنا کسی دن تو مجھے یاد دلادینا تمہیں دے دوں گی۔۔۔ اسی سیل میں سستے اور بہت اچھے مل گئے اصل میں میں گئی تھی اپنی میڈز کے لیے کپڑے لینے تو لگے ہاتھوں تمہارے لیے بھی لے لیے بھئی جب میں ان غریبوں کو دے سکتی ہوں تو تم تو میری نند ہو تمہارا

تو پورا حق ہے مجھ پر۔۔۔ وہ بغیر کچھ سوچے کہے جا رہی تھیں انہیں اس کے احساسات کی پرواہ بھی کب تھی۔۔۔ یہ سنتے ہی نفیسہ کے دل پر چوٹ سی لگی تھی جیسے بغیر کسی آواز کے چپکے سے کچھ ٹوٹ گیا ہو۔ آنکھ سے خود بخود آنسو نکلنے لگے تھے۔۔۔ وہ کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں تھی اس لیے خاموش ہی رہی۔۔۔

اچھا چلو میں چلتی ہوں دیر ہو رہی ہے۔۔۔ تم اپنا خیال رکھنا۔۔۔ جی بھابھی آپ بھی اپنا خیال رکھئے گا۔۔۔ وہ مرجھائی ہوئی آواز میں بولی تمھاری آواز کو کیا ہوا طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔۔ وہ گاڑی میں بیٹھتے بیٹھتے پوچھ رہی تھیں۔۔۔ جی بھابھی بس شاید ذرا نزلہ ہو گیا ہے اپنی آنکھ میں آئے آنسو اور آواز میں آئی اداسی کو نفیسہ نے اک اور بہا نے سے چھپایا تھا۔۔۔

خیال رکھا کرو بھئی اپنا دودھ پیا کر دھل کھایا کرو آج کل تو بڑی اچھی اسٹراپیروز آئی ہوئی ہیں آم کا ٹیک ہی بنا کر پی لیا کرو سچ میں بڑی کاہلی کرتی ہوں۔۔۔ تمھارا تو وزن بھی زیادہ نہیں ہے مجھے تو اپنی ڈائٹنگ کی فکر لگی رہتی ہے اسی لیے بڑا ناپ تول کر کھاتی ہوں پھر بھی کبخت میرا وزن پانی پینے سے بھی بڑھ جاتا ہے۔۔۔ وہ لکھنت اپنے اک اور مسئلے پر آگئی تھیں

نفیسہ بس جی کر کے رہ گئی کیا باتیں کھینچ تان کر مہینہ پورا ہوتا ہے پھل کہاں سے لاتیں خاموشی کو لبوں پر سجا ئے وہ انہیں اطمینان دلا رہی تھیں۔۔۔ جی بھابی بس دل ہی نہیں کرتا۔۔۔

ارے تم سے باتوں میں وقت کا پتہ ہی نہیں چلا اور دیکھو اصل بات تو کرنا ہی بھول گئی پرسوں ابو جی کی دسویں برسی ہے اور امی جی کے انتقال کو بھی آٹھ سال ہو گئے لیکن یہ صرف مجھے یاد ہے تم لوگ تو اپنے ماں باپ کی برسی بھی یاد نہیں رکھتے بہر حال میں نے مدر سے کے کچھ بچوں کو قرآن خوانی کے لیے بلایا ہے تم بھی آجانا بریانی کی دیکیں پکیں گی تم لوگ بھی آکر کھالینا پرسوں ضرور آنا اچھا اور یاد سے اپنے جوڑے بھی لے جانا ٹھیک ہے۔

جی بھابھی۔۔۔ اللہ حافظ کہہ کر اس کی نظر اپنے ہاتھوں کی لکیروں پر پڑی یہ لکیریں بھی تو اسے پڑھنی نہیں آتیں تھیں کیا لکھا تھا اس کی قسمت میں صبر شکر کے علاوہ کیا اس کے نصیب میں کچھ اور بھی تھا۔۔۔ کیا وہ بھی کبھی دل کھول کر کہہ سکے گی کہ آج وہ مارکیٹ گئی تھی اور فلاں چیز ان کے لیے لائی تھی۔۔۔ بے

اختیار ہی نفیسہ کے دل میں یہ خواہش جاگ اٹھی تھی جسے اپنے ذہن سے جھٹک کر اک بار پھر وہ اپنے کام میں لگ گئیں تھیں۔۔۔



رومانہ نے طاہر کے آفس فون کیا تا کہ انہیں یاد دلایا کہ آج زورین اور ایمن کا فاسٹ رزلٹ آنا ہے تو وہ اسکول چلے جائیں لیکن جو کچھ انہوں نے سنا تھا اس کے بعد مزید کچھ سننے کی ان میں تاب نہ تھی۔ وہ سمجھتی تھیں کہ طاہران سے کبھی جھوٹ نہیں کہتے مگر اس وقت وہ جس بات کو سن کر رشک کی آگ میں جل رہی تھیں وہ کوئی عام بات نہ تھی ان کے دل و دماغ میں جھکڑ سے چل رہے تھے۔ کیا طاہر کا کسی اور سے انصاف چل رہا ہے طاہر اب ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟۔۔۔ وہ رو رہی تھیں اور سارا وقت وہ رو رہی تھیں۔ انہیں طاہر کی واپسی کا انتظار تھا وہ صاف صاف بات کرتا چاہتی تھیں۔ زندگی کے اتنے سالوں بعد انہیں کیا انعام ملا۔ طاہر نے بچوں کے بارے میں بھی نہ سوچا ان ہی بچوں کو پانے کے لیے انہوں نے وہ گناہ بھی کر ڈالا کہ جس کے بارے میں سوچ کر آج روح بھی کا نپ جاتی ہے۔ یہی بات سوچتے سوچتے انہیں وہ وقت یاد آیا جب ان کے گھر بچے نہیں تھے۔ ماضی کی کتاب کے چند اوراق ان کی آنکھوں میں پھر آن ٹھیرے وہ بیڈ پر بیٹھے بے سبب سوچنے لگیں۔۔۔

سالگرہ کا ایک کٹ رہا تھا اور بہت سارے بچے ایک کے گرد کھڑے شور مچاتے جھومتے گارہے تھے۔ تا لیوں، پورے جوش سے گایا جانے والا برتھ ڈے سونگ اور سب کی باتوں کا شور ہونے کے باوجود انہیں اپنا آپ بہت سونا بہت تنہا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ وہاں موجود تھیں مگر شاید نہیں تھی۔ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ غباروں کے پھٹنے کے شور سے واپس حقیقی دنیا میں آئی جو کافی تلخی بھری تھی۔ اس کا موڈ اچانک بہت خراب ہو گیا تھا کیونکہ ہمیشہ کی طرح ابھی اک خاتون اسے بظاہر بہت مخلصانہ انداز میں علاج کا مشورہ دے کر بیٹھی تھیں۔ جو اسکے دل پر زہر میں ڈوبے تیر کی طرح لگا تھا۔ جس کی جلن سے آنکھوں میں نمی سی آگئی تھی۔ وہ یہاں خوش ہونے آئی تھی مگر ہمیشہ کی طرح یہاں بھی وہی اک بات اس کے دل کو دکھا گئی تھی۔ وہ بات جس کے ہونے نہ ہونے میں اس کا اپنا کوئی اختیار نہ تھا۔

کچھ لوگ ہمدردی کے خنجر کو ریشم کے طعنوں میں لپیٹ کر میٹھی چھری سے وار کرتے ہیں کہ انسان آہ بھی نہ کر

سکے اس بات کی پروا کئے بغیر کہ کسی دوسرے کے دل پر کیا گزرے گی مگر یہ آہ بہت دور آسمانوں میں سنی جاتی ہے
تقریب ختم ہوئی تو رومانہ طاہر کے ساتھ گھر واپس آ گئیں۔ وہ اپنی سہیلی کے بچے کی سالگرہ میں شرکت کرنے گئی
تھیں۔ چینیج کر کے بیٹھی تھیں مگر نیند ہی نہیں آرہی تھی۔ وہ اپنے اندر کی مایوسی کو کسی سے کہنا چاہتی تھیں۔ وہ طاہر
سے اپنی پریشانی شیر کرنا چاہتی تھی مگر اس پریشانی کا حل تو طاہر کے پاس بھی نہیں تھا پھر اس نے طاہر سے بات کر
نے کا فیصلہ کیا۔

طاہر آپ سے اک بات کرنی تھی۔۔۔ رومانہ ان کے پاس آ کر بیٹھ گئیں۔

ہاں کہو!۔۔۔ ٹی وی کا چینل چینیج کرتے ہوئے طاہر نے کہا

میں سوچ رہی تھی کہ اگر کل آپ کے پاس تھوڑا وقت ہو تو۔۔۔ ہم کسی یتیم خانے جا کر کوشش تو کرتے ہیں
شاید کوئی۔۔۔ رومانہ نے طاہر کے چہرے کے تاثرات دیکھنے کے لیے بات ادھوری چھوڑ دی۔

رومانہ میں نے تمہیں کتنی بار کہا ہے اس بارے میں میری رائے نہیں بدلے گی تم سمجھتی کیوں نہیں ہو۔۔۔ طا
ہر نے بہت نارل انداز میں کہہ دیا اور توجہ ٹی وی پر ہی تھی۔

رومانہ بہت دھیمے انداز میں۔۔۔ میں تو صرف اک کوشش کی بات کر رہی تھی کہ شاید۔۔۔ رومانہ نے اپنے
ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھتے ہوئے اس بار پھر ادھوری بات کی۔

رومانہ میں اس روز روز اک ہی بات سے تنگ آ گیا ہوں کتنی بار کہا ہے کہ ہمارے نصیب میں ہوگا تو اولاد
ضرور ہوگی تم مایوس کیوں ہوتی ہو۔۔۔۔۔ طاہر کوئی بحث نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اسی لیے دھیمے مگر تمہیں انداز میں
کہہ رہے تھے۔

میں مایوس نہیں ہوں مگر آپ بھی جانتے ہیں سچ کیا ہے۔ میں کبھی ماں نہیں بن سکتی۔ دوسری شادی کرنے
پر آپ آمادہ نہیں۔ بچہ گود لینے کو کہتی ہوں تو آپ اس پر بھی تیار نہیں پھر اداس نہ ہوں تو کیا کروں۔۔۔ (رومانہ
رندھی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھیں)

ٹی وی بند کر کے اب طاہر کی ساری توجہ رومانہ پر تھی۔۔۔ تم کیا سمجھتی ہو مجھے بچے کی خواہش نہیں دیکھو فرض
کرو ہم کسی غیر سے یا کسی ادارے سے بچہ لے بھی لیں تو کیا پتہ وہ کس کا بچہ ہو۔ کس نسل سے کس خاندان سے ہو

اور اگر کسی جاننے والے سے بھی لیں تو ساری زندگی یہ تلوار ہمارے سروں پر لٹکی رہے گی کہ نہ جانے کب وہ اپنا بچہ مانگنے آجائیں پھر سب سے بڑھ کر ہمارے نصیب میں اولاد نہیں تو اس میں تمھارا یا میرا کوئی قصور نہیں۔ کیا معلوم اس میں ہمارے مالک کی کیا مصلحت ہے۔۔۔ (طاہر دھیمے لہجے میں سمجھا رہے تھے)

اسی لیے تو کہتی ہوں دوسری شادی کر لیں۔ اپنا پھر اپنا ہی ہوتا ہے اور آپ کا بچہ بھی تو میرا ہی ہوگا۔ کسی کے چھیننے یا لے جانے کا خوف بھی نہ ہوگا۔۔۔ رومانہ خوشامد آنہ انداز میں طاہر کا ہاتھ پکڑ کر منانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ کتنی بار سمجھا چکا ہوں تمہیں میں دو بیویوں کے جھنجھٹ میں پڑنا نہیں چاہتا۔۔۔ طاہر جھنجھلائے ہوئے انداز سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

مگر رومانہ کی آنکھوں میں تیرتے آنسو دیکھ کر انکا دل پکھل گیا پھر اسے پیار سے سمجھانے بیٹھ گئے رومانہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے تسلی دیتے ہوئے کہہ رہے تھے۔۔۔ دیکھو رومی میں تمھارے دل کی حالت جانتا ہوں تم تو سارا دن گھر پر رہتی ہو کم ہی لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لیے سوچتی رہتی ہو۔ خود کو مصروف کرو مصروف ہو جاؤ گی تو ان فضول قسم کی سوچوں سے بھی دور ہو جاؤ گی۔ تمھارا دھیان بٹ جائے گا۔۔۔

میں تم سے کبھی کچھ نہیں کہتا حالانکہ مجھے بھی اس کی کاشدیت سے احساس ہے لیکن میں خود کو مصروف رکھنے کی کوشش کرتا ہوں تم مجھے دیکھو سارا دن آفس میں لوگوں کی گفتگو کا محور ان کے بچے ہی ہوتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یار بہت پریشان ہوں۔ اپنے بچے کی ایڈمیشن فیس کے لیے کیا کروں لون لے لوں یا کسی سے ادھار لوں۔۔۔

کل میرے کولیک احمد کے بچے کی طبیعت خراب ہو گئی۔ اس کے گھر سے فون آیا تھا۔ وہ فوراً بھاگا ہوا گیا کہ پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔ کوئی اپنے بچے یا بچی کی بیماری کی وجہ سے پریشان ہے۔ تو کوئی اس کے اسکول فیس کی فکر میں گھل رہا ہے۔ کسی کے بچے نے ٹوپ کیا ہے کسی امتحان میں تو کوئی کسی کھیل مقابلے میں فرسٹ آیا ہے۔ کسی کے بچے چھٹیوں میں انھیال گئے ہیں تو اسے بچوں کی یاد آ رہی ہے۔ ہم مرد زبان سے نہیں کہتے تو کیا ہمیں اولاد کی خواہش نہیں۔ تم سمجھتی ہو کہ میں پتھر کا انسان ہوں۔ جس کے دل میں ممتا نہیں جسے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا مگر ایسا نہیں ہے۔۔۔

ان کی آواز سے دکھ صاف جھلک رہا تھا۔ وہ یہ کہہ کر زردیر کے اور رومانہ کا چہرہ دیکھنے لگے کہ شاید یہ کچھ کہے مگر وہاں تو خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔ اس لیے دوبارہ کہنا شروع ہوئے۔

رومی میں زندگی کے اس موڈ پر ہوں جس کی راہیں تو بہت ہیں مگر شاید منزل کوئی نہیں جس چیز کا اختیار سوائے ہمارے مالک کہ اور کسی کے پاس نہ ہو اس بات اس چیز کے لیے کیا رومانہ سوچ کر مطمئن رہو کہ نہیں معلوم اس میں ہمارے لیے کیا مصلحت پوشیدہ ہو۔ اس یقین پر یقین رکھو کہ جو کچھ بھی تمہارے ساتھ ہو رہا ہے۔ وہی تمہارے لیے سب سے بہتر ہے۔ فرض کرو کہ ہمارے یہاں اولاد تو ہوتی مگر اس کو خدا نخواستہ کوئی معذوری یا بیماری ہوتی تو جتنی تکلیف اب ہے شاید اس سے ہزار گنا زیادہ ہوتی یا ہم جس اولاد کی تربیت میں دن رات اک کر کے پالتے اور وہ بڑی ہو کر نافرمان ہو جاتی تو کتنی شدید تکلیف ہوتی بدنامی کا خوف ذلت سے بھری لوگوں کی نگاہیں کیا تم برداشت کر پاتیں۔ (رومانہ پھر کچھ کہنے کی کوشش کرتی ہے) اگر کسی اور کا بچہ۔۔۔ رومانہ کی سوچ وہیں انکی ہوئی تھی طاہر اس کے کہنے سے پہلے اس کی بات سمجھ چکے تھے۔ تم صبر تو کرو ہماری شادی کو ابھی صرف ۶ سال ہوئے ہیں ابھی بہت عمر پڑی ہے۔ اللہ کی ذات سے ناامید نہیں ہوتے جو کچھ ہوگا اچھا ہی ہوگا۔ تم فکر نہ کیا کرو لوگوں کے یہاں دس دس سال بعد بھی اولاد ہو جاتی ہے۔ ہمارے یہاں بھی ہو ہی جائے گی۔

وہ ذرا غصے میں آگئی جھنجھلاہٹ کا شکار ہوتے ہوئے بولی طاہر آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ ڈاکٹر سارے ٹیسٹ کر چکی ہیں آپ کے بھی اور میرے بھی کوئی امید نہیں ہے پھر بھی آپ۔۔۔ طاہر بات کو ختم کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور وہ چپ ہو گئی۔۔۔

تمہیں کتنی بار سمجھا چکا ہوں کسی اور کا بچہ لینے میں بہت مشکلات ہیں۔۔۔ ٹھیک ہے جو تم مناسب سمجھو وہ کرو لیکن بعد کے حالات کے لیے تم خود ذمہ دار ہوگی اور اب بس کرو یا رسر میں درد ہو رہا ہے چائے بنا کے دو مجھے اور آئندہ اس ٹوپک پر کچھ نہیں سنوں گا میں نہیں چاہتا گھر کا ماحول خراب ہو۔۔۔ (طاہر نے انتہائی بے رخی اور دھمکی بھرے انداز میں کہا تھا)

اپنے خیالوں سے رومانہ اس وقت چونکیں جب طاہر بچوں کو گھر لے آئے تھے کارپورج میں گاڑی کے رکنے کے ساتھ ہی طاہر نے زور سے ہارن بجایا تھا۔ طاہر ایمین اور زورین ہنستے مسکراتے گھر میں داخل ہو رہے تھے اور

ایمن کہہ رہی تھی بابا آج تو پارٹی ہونی چاہیے ہم آؤں کریم بھی کھائیں گے ہاں میں اپنے بچوں کو آؤں کریم بھی کھلاؤنگا وہ بھی بیٹے کے سالانہ امتحانات کے نتیجے میں پورے اسکول میں ٹاپ کرنے پر بہت خوش تھے۔ زورین ماما کے پاس کمرے میں آیا تھا ساتھ ہی طاہر اور ایمن بھی تھے لیکن رومانہ کا روتا ہوا چہرہ ادیکھ کر طاہر پریشان ہو گئے تھے۔ تم لوگ چینیج کرو میں ابھی بلاتا ہوں۔ زورین پلٹ کر سیدھا اپنے کمرے میں چینیج کرنے چلا گیا تھا جب کہ طاہر رومانہ کو زورین کا نتیجہ بتانے اپنے بیڈروم کی جانب بڑھ گئے تھے۔ ایمن کمرے کے باہر لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی ماما کا انتظار کر رہی تھی۔

زورین ابھی کمرے سے چینیج کر کے نکلا ہی تھا کہ۔۔۔

ماما بابا کے کمرے سے آنے والی آوازوں نے جیسے اس کے قدم روک لیے تھے۔ وہ وہیں کھڑا ان دونوں کو بلند آواز میں لڑتا ہوا سن رہا تھا جبکہ ایمن صوفے پر ڈری سہمی بیٹھی تھی۔ اس نے ایمن سے پوچھا۔۔۔ کیا ہوا ہے؟۔۔۔ وہ حیران تھا اس نے کبھی بابا کو ماما سے اور ماما کو بابا سے اس طرح اونچی آواز میں بات کرتے نہیں سنا تھا لیکن آج ایسا کیا ہو گیا تھا کہ وہ باقاعدہ لڑ رہے تھے۔ تم میرے کردار پر شک کر رہی ہو۔۔۔ طاہر غصے سے کہہ رہے تھے۔ جی کر رہی ہوں!۔۔۔ کیونکہ مجھے سب معلوم ہو گیا ہے آپ کے اور آپ کی سیکریٹری کے بیچ کیا چل رہا ہے۔۔۔ ماما بھی اسی غصے سے کہہ رہی تھیں۔۔۔

تم مجھ پر شک کر رہی ہو۔۔۔ طاہر کی آواز میں واضح دکھ تھا۔۔۔ تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ تم مجھ سے کل کربات کرو۔ میں تمہاری ہر بات کا جواب دوں گا لیکن پلیز گھر چھوڑ کر نہیں جاؤ ایسا کچھ نہیں ہے جو تم سمجھ رہی ہو ہم بیٹھ کربات کرتے ہیں کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔۔۔ بابا بات کو ختم کرنے کو کوشش کر رہے تھے۔ لیکن ماما کو پارہہ نیچے آنے کو تیار ہی نہیں تھا۔ وہ روتی جاتیں تھیں اور اپنا سامان سوٹ کیس میں ڈالتیں جاتیں تھیں۔ زورین کمرے کے کھلے دروازے سے یہ سارے مناظر دیکھ رہا تھا اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس لڑائی کو کیسے روکے ایمن بھی خوف زدہ تھی۔۔۔ اب بات کرنے کو رہی کیا گیا ہے جب آپ چند دن بعد اس سے شادی بھی کر لیں گے تو تب بھی تو مجھے جانا ہی ہوگا تو آج کیوں نہیں۔۔۔ میں سمجھ گئی ہوں اب میری اس گھر میں کوئی جگہ

نہیں ہے۔۔۔

دیکھو پلیز!!!! رومی ہمارے بچے بھی خوفزدہ ہو رہے ہیں۔ تمہارے اس بی ہیویر سے بچوں پر کتنا برا اثر پڑے گا۔۔۔ طاہر اب بھی ٹھنڈے مزاج سے رومانہ کو سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔

وہ تیز تیز ہاتھ چلا کر اپنے کپڑوں کو الماری سے نکال کر سوٹ کیس میں رکھتے رکھتے کی تھیں۔ اک لمحہ طاہر کو دیکھا اور پھر بولی تھیں۔۔۔ ہاں میں تو ہوں ہی بری ہر بات ہی میری بری ہے۔ اب تو میرے بات کرنے کا انداز میری ہر بات آپ کو بری ہی لگے گی۔۔۔ وہ غصے سے پاگل ہوئے جا رہی تھی۔

پلیز رومی! مجھے بتاؤ تو صحیح تم کیا سمجھ رہی ہو ایسا کچھ نہیں ہے میرا کسی کے ساتھ کوئی افسیر نہیں ہے۔۔۔ طاہر ہر ممکن کوشش کر رہے تھے کہ وہ ان کی بات سن لیں۔

میں بالکل ٹھیک سمجھ رہی ہوں اور آپ چاہے بچوں کا حوالہ دیں یا کچھ بھی کہیں جب آپ کو میری ضرورت ہی نہیں تو یہاں رہ کر کیا کروں گی میں اپنے بچوں کو بھی ساتھ لے جاؤں گی۔ اب مجھے اللہ رو کے تورو کے اب یہ بچے بھی مجھے نہیں روک سکتے۔۔۔ مجھ پر آپ کی اصلیت واضح ہو گئی ہے۔۔۔ سسکیوں کے ساتھ رومانہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنی بات قدرے اونچی آواز میں کہہ رہی تھیں۔

اور اب طاہر بھی سمجھا سمجھا کر تھک گئے تھے۔ اس لیے انہیں غصہ آنا شروع ہو گیا تھا۔ وہ جو اس کو منانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اچانک بیڈ سے کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔ ٹھیک ہے تم علیحدگی چاہتی ہو تو میں بھی تیار ہوں لیکن اس کا الزام مجھ پر مت ڈالو جو کچھ بھی ہو گا اس کی ذمہ دار صرف تم ہو گی کیونکہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میرا کسی کے ساتھ کوئی افسیر نہیں ہے آگے تمہاری مرضی۔۔۔ وہ یہ کہہ کر زور سے دروازہ بند کرتے کمرے سے باہر آئے تھے لیکن باہر ایمن کو خوفزدہ دیکھ کر اسے گود میں اٹھائے ان کی نگاہیں زورین کو ڈھونڈنے لگیں تھیں۔

اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہ گھر کے مین انٹرنس اور ایگزٹ پر پہنچ گئے تھے اور کچھ سمجھتے ہوئے ان کے چہرے پر غصے کے تاثرات اب ختم ہونے شروع ہو گئے تھے اور اک نامحسوس سی مسکراہٹ ان کے لبوں پر پھیل گئی تھی۔ وہ وہیں صوفے پر ایمن کو گود میں لے کر بیٹھ گئے تھے۔ جس کے ساتھ اب کھیل رہے تھے۔ رومانہ غصے سے تن فن کرتی کمرے سے نکلی اور ایمن کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ یہ اب میرے ساتھ رہے گی اور آگے بڑھی تھی مگر گھر

سے نکلنے کا راستہ بند تھا کیونکہ مرکزی دروازے پر مصلہ بچھا کر زورین نماز پڑھ رہا تھا اور اندر باہر جانے کا راستہ بند تھا۔ وہ وہاں کافی دیر کھڑی رہیں لیکن زورین کی نماز لمبی سے لمبی ہوتی جا رہی تھی وہ چیختی رہیں۔۔۔ زورین تم مجھے ایسے نہیں روک سکتے تم کیا سمجھتے ہو تم نماز پڑھ کر فارغ ہو گے تو کیا میں نہیں جاؤں گی۔۔۔ وہ وہاں کھڑی رہی مگر زورین کا سجدہ طویل سے طویل ہوتا جا رہا تھا۔ وہ کافی دیر غصے سے ٹہلتی رہی پھر سامان لاؤنج کے موز انک پر پٹخ کر خود بھی صوفے پر بیٹھ گئیں۔ طاہر یہ سب کچھ بڑی خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔ وہ ذرا دھیمی پڑی تو آنسوؤں کی اک لڑی سی ان کے گالوں پر بہنے لگی۔ اب وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھیں۔ چہرے پر ہاتھ رکھے دونوں ہاتھوں میں سر تھا مے شدید ٹینشن کی وجہ سے ان کے سر میں درد ہو رہا تھا۔ طاہر اک گلاس میں ٹھنڈا پانی اور سردرد کی دوا رومانہ کے لیے لے آئے اور ایمن کو دے کر ماما کو دینے کا اشارہ کیا ایمن ماں کو پانی پلانے کے لیے آگے بڑھی تو اپنے ننھے ہاتھوں سے ان کے چہرے پر آئے آنسو صاف کرتی جاتی تھی اور خود بھی روتی جا رہی تھی۔ جب کہ طاہر اے سی بھی آن کر چکے تھے اور اب کمر کسی حد تک ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ رومانہ نے غصے سے پانی کو پرے ہٹا دیا لیکن بار بار خاموشی سے ایمن کے دوا اور پانی دینے پر وہ سمجھ گئی کہ جب تک وہ پانی نہیں پیئے گی اس کی جان نہیں چھوٹنے والی زورین اب بھی سجدے میں تھا۔ ایمن ماں کے قدموں میں بیٹھی خاموشی سے آنسو بہا رہی تھی۔ وہ ماں تھی ایمن کا رونا برداشت نہیں ہو رہا تھا اس لیے دوا کھا کر پانی پیا۔ اور ایمن کو سینے سے لگا کر چپ کرانے لگیں۔ جب طاہر نے کہنا شروع کیا دیکھو رومی! میں یہ نہیں جانتا کہ تم کو یہ غلط فہمی کیسے ہوئی کہ میرا انفیر کسی کے ساتھ ہے اور تم کیا سمجھ رہی ہو میں بس اتنا جانتا ہوں کہ ایسا کچھ نہیں ہے اور تم گواہ ہو میرے کردار کی رومانہ خاموشی سے بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔۔۔

اگر مجھے کسی سے شادی کرنی ہوتی یا کسی سے انفیر چلانا ہوتا تو اس وقت جب تم مجھے شادی کے لیے مجبور کرتی تھیں تب ہی کر لیتا اس وقت میں نے انکار کیا تھا۔ جب تمہاری بھی اجازت تھی تو اب جب میری زندگی پوری طرح مکمل ہے۔ میرے بچے تم، میں، ہم اک اچھی پرسکون زندگی جی رہے ہیں تو اب میں یہ سب کرونگا تم خود ٹھنڈے دماغ سے سوچو۔۔۔

تو پھر خالد صاحب نے مجھے یہ کیوں کہا کہ آپ سیکریٹری کے ساتھ صبح سے گئے ہوئے ہیں۔ جب کہ میں

نے آپ سے جلدی آنے کے لیے کہا تو آپ نے کہا کہ کام زیادہ ہے اس لیے نہیں آسکتا۔۔۔ اور جب میں نے آپ کے موبائل پر فون کیا تو آپ نے کہا کہ میں آفس میں ہی بیٹھا ہوں مجھ سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ رومانہ اپنے غصے سے پھٹ پڑیں اور جو لا وہ ان کے اندر پک رہا تھا تمام تر شدت کے ساتھ ان کے الفاظ کی صورت باہر آنے لگا۔۔۔

میں سارا دن آفس میں ہی تھا میں تو نکلا ہی نہیں۔۔۔ طاہر حیران ہو کر وضاحت دے رہے تھے۔
تو پھر خالد صاحب نے ایسا کیوں کہا؟ وہ کیوں جھوٹ کہیں گے؟۔۔۔ اپنی بھرائی ہوئی آواز پر قابو کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں جس کی وجہ سے آواز بھاری اور لرز رہی تھی۔
اچھا اک منٹ رکو۔۔۔ یہ کہتے کہتے طاہر نے موبائل اسپیکر پر ڈال کر خالد صاحب کو فون کر دیا تھا۔
اسلام وعلیکم خالد صاحب آپ سے بات کرنی تھی۔۔۔
جی جی وعلیکم سلام سر بولیے بولیے۔۔۔ میں سن رہا ہوں۔۔۔ آج میں کہاں گیا تھا؟ آفس ٹائمنگ میں۔۔۔

کہیں نہیں آپ تو سارا دن آفس میں ہی تھے۔۔۔ کیوں کیا ہوا؟۔۔۔
تو پھر آپ نے میری مسز سے یہ کیوں کہا کہ میں آفس میں نہیں ہوں اور سیکریٹری کے ساتھ باہر گیا ہوں۔۔۔ نہیں میں نے تو۔۔۔ اوہ! تو وہ آپ کی مسز تھیں دراصل میں سمجھا کہ وہ اختر صاحب کی وائف ہیں۔ جب انہوں نے کہا کہ میں آپ کے باس سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ ان کی وائف بات کر رہی ہوں تو میں سمجھا کہ اختر صاحب کی وائف ہیں کیونکہ میرے باس تو وہ ہی ہیں آپ تو میرے کو لیگ ہیں۔ میں نے اختر صاحب کی وائف سمجھ کر جواب دیا تھا لیکن پھر میں پوچھنا چاہتا تھا مگر وہ فون کاٹ چکی تھیں۔ اس لیے بات واضح نہیں ہو سکی تھی۔ یہ سب سن کر رومانہ کے چہرے پر سکون تو آیا مگر شرمندگی بھی تھی۔ اس کا غصہ دودھ کے جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔۔۔

طاہر بہت اطمینان سے شکر یہ کہتے فون کاٹ چکے تھے۔ جب کہ زورین بھی سلام پھیر رہا تھا۔ رومانہ شرمندہ شرمندہ ہی اپنے کمرے کی جانب سامان اٹھائے بڑھ رہی تھیں۔۔۔

رومانہ نے بچوں اور طاہر کے لیے کھانا لگایا اور سب کے ساتھ کھانا کھا کر بچوں کو کچھ دیر کے لیے سلا دیا۔۔۔ طاہر کمرے میں ہی تھے جب بچوں کو سلا کر رومانہ کمرے میں آئیں تو اپنی غلطی کا شدید احساس ہو رہا تھا وہ روہی تھیں آئی ایم سوری طاہر میں نے آپ پر شک کیا۔۔۔

تم نے جو کچھ بھی سمجھا انسان ہو غلط نہیں ہو سکتی ہے کوئی بات نہیں مجھے اس پر افسوس نہیں ہے روہی مگر تمہارے کہنے کا انداز بہت غلط تھا میرے بار بار کہنے پر بھی تمہیں اس بات کا پورا یقین تھا کہ میرا انصاف ہے کسی کے ساتھ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ تم مجھے اتنے سالوں میں بھی نہ سمجھ سکیں۔۔۔

میں کہہ تو رہی ہوں کہ آئی ایم سوری بس کبھی کبھی اپنے اندر کا ڈر جاگ جاتا ہے اور میرے اعصاب پر سوار ہو جاتا ہے کہ کہیں آپ کسی اور کے ساتھ۔۔۔

تم بالکل پاگل ہو۔۔۔ اسی لیے تو غصے کو حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ وہ آپ سے آپ کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت چھین لیتا ہے اور پھر جب اس کا نشانہ اترتا ہے تو ہوش آتا ہے کہ ہم نے کیا غلط کر دیا ہمارے الفاظ اور ہمارے رویے دوسروں کو کتنی تکلیف دیتے ہیں ہمیں اندازہ ہی نہیں ہوتا۔۔۔ اگر زورین تمہیں نہ روکتا تو شاید یہ انا کی دیوار اتنی بڑھ جاتی کہ کبھی نہ گرتی۔۔۔ یہ رشتہ ہی ختم ہو جاتا۔۔۔

ایسے نہ کہیں پلیز طاہر میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔ آپ کے بغیر رہنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ بس اس وقت غصے میں کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا پر میں اب سمجھ گئی ہوں۔ میری غلطی تھی اب کبھی ایسا نہیں ہوگا۔۔۔ پلیز اب معاف بھی کر دیں۔۔۔

میں تم سے ناراض ہی کب تھا وہ تو تم ہوئی تھیں میں تو جب سے تمہیں ہی منارہا ہوں۔۔۔ رومانہ طاہر کی مسکراہٹ کو دیکھ کر ایک دم ہی پلٹ گئیں۔۔۔ اور آپ کو تو منانا بھی نہیں آتا۔۔۔

اچھا مجھے منانا نہیں آتا۔۔۔ طاہر اس کی شرارت سمجھ گئے تھے اور کیا!!!۔۔۔ منانا آتا تو کوئی اچھا سا گانا گاتے کوئی رومینک سا سونگ۔۔۔

ہاں تاکہ تم کہتیں دیکھا دیکھا اب اپنی سیکریٹری کے ساتھ گانے گا کر ایسی پریکٹس ہو گئی ہے کہ گانے بھی لگے۔ رومانہ مصنوعی خنکی سے دیکھنے لگی۔۔۔ طاہر کو مذاق سوچا ویسے یہ سیکریٹری بھی بری نہیں ہے میں نے اب

تک تو ایسے سوچا ہی نہیں تھا افیمیر چلانے کے لیے پرفیکٹ ہے۔۔۔

رومانہ نے طاہر کے کندھے پر زور سے تکیہ مارا تھا۔۔۔ قتل کر دوں گی اسے جو ہمارے درمیان آیا۔۔۔ اور دونوں ہنستے مسکراتے دلوں کی کدورتیں مٹاتے محبت کی وادی میں کھو گئے۔۔۔

شام تک سب کے موڈ ٹھیک ہو چکے تھے۔ رومانہ اور طاہر اب لان میں بیٹھے چائے پی رہے تھے اور زورین اور امین سائیکل چلا رہے تھے زورین کو دیکھ کر رومانہ کو خیال آیا کہ پوچھوں تو یہ نماز پڑھنے کیا سوچ کر کھڑا ہوا تھا اور وہ بھی مین ڈور پر انہوں نے زورین کو بلا کر پوچھ لیا۔۔۔ تم کیوں نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے تھے وہ بھی مین اینٹرنس اور ایگزٹ پر؟۔۔۔ آپ نے ہی تو کہا تھا کہ اب مجھے اللہ کے سوا کوئی نہیں روک سکتا اور بابا نے مجھے بتا یا تھا کہ کوئی بھی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی نماز کے آگے سے نہیں گزرتا جب تک کہ نماز ختم نہ ہو جائے۔۔۔ با آپ سے دو منٹ مانگ رہے تھے مگر آپ سن ہی نہیں رہیں تھیں اس لیے آپ کو روکنے کے لیے میں نے مین گیٹ پر نماز پڑھنی شروع کر دی۔۔۔

وہ بڑی معصومیت سے مگر بڑی لاجکل بات کر رہا تھا۔ اس کی بات سن کر جہاں رومانہ اور طاہر کو اپنے تیرہ سا لہ بچے کی ذہانت پر پیار آیا تھا۔ وہیں ان کے چہروں پر مسکراہٹ بھی ابھری تھی۔ اب ان تینوں کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی جبکہ امین حیرت سے اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے سب کے چہرے دیکھ رہی تھی۔۔۔



جو کبھی نفیسہ کامیکہ تھا۔ اب زاہد بھائی کا گھر کہلاتا تھا۔ زاہد بھائی کے گھر نفیسہ پچھلے دنوں گئیں بھی تھیں اور شاہیں بھابی نے زبردستی انہیں وہ جوڑے دے دیئے تھے۔ میں اتنی محبت سے تمہارے لیے لائی ہوں اور تم نخرے دکھا رہی ہو۔ میں ناراض ہو جاؤ گی تم سے تمہیں ہماری محبت کی ذرا بھی پروا نہیں ہے۔۔۔ یہ بھابی کے الفاظ تھے جسے سن کر وہ مجبور ہو گئیں تھیں اور خاموشی سے کپڑے لے آئی تھیں۔۔۔

گھر آ کر جب کپڑے سینے بیٹھیں تو دیکھا کئی جگہ سے پرنٹ غائب تھا اور دوسرے جوڑے میں کان کے سا تھ دو چار سوراخ بھی تھی یعنی یہ وہ کپڑے تھے جو ریحیکلڈ تھے۔ جنہیں بہت احسان اور محبت جتا کر دیا گیا تھا وہ اپنا دل مسوس کر رہ گئیں میکے کی عزت کا بھرم بھی رکھنا تھا۔

بھابھی بار بار بھائی کے سامنے جتا تیں میں نے نفیہ کے لیے اس بار بھی گرمیوں کے دو جوڑے بنائے ہیں مگر وہ اک لفظ بھی نہ کہہ سکیں۔۔۔ عید میں چند دن رہ گئے تھے۔ ان کے بچے کی خواہش اپنی جگہ تھی اور ان کے ہاتھ میں محدود رقم اب تو وہ بھائی بھابی سے یہ بھی نہیں کہہ سکتی تھیں کہ جس گھر میں وہ رہ رہے ہیں وہ ان کے بھی باپ کا ہے اسے بھی کچھ وراثت میں حصہ دے دیں۔ بزنس کا کچھ شیر ہی دے دیں لیکن کہیں ان کی پڑوسی کی نند کلثوم کی طرح وہ بھی لالچی نہ گردانی جائیں انہیں اپنے لیے کچھ نہیں چاہیے تھا اس نے کبھی اپنے لیے کچھ مانگا بھی نہ تھا مگر اک ماں ہونے کے ناتے اپنی متا سے مجبور تھی اپنے بچے کی چھوٹی چھوٹی خواہشات کو پورا کرنے کی استطاعت نہیں تھی ان میں۔۔۔ وہ اپنا حق مانگا چاہتی تھی لیکن رشتوں کو کھونا نہیں چاہتی تھی۔ بھائی کے جیسا رشتہ جو دنیا میں دوسرا ہو ہی نہیں سکتا وہی تو اس کا واحد میکا تھا کیسے اتنی آسانی سے ختم کر دیتی۔ چند روپوں کی لالچ میں اس انمول رشتے میں دراڑ ڈال دیتی اس لیے اک بار پھر بیٹے کو بہلا کر اگلے سال کا وعدہ کر لیا تھا۔۔۔ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ اگلے سال کیا ہوگا لیکن پھر بھی وہ ناامید نہ تھیں

۔۔۔ دل میں کہیں یہ تکلیف جھپتی تھی مگر وہ کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی سوائے صبر کے۔۔۔ عید کے دن سے اک دن پہلے وہ سارے گھر کو دھو رہی تھی دو کمروں کے چھوٹے سے اس گھر کا دالان پورے گھر کی طرح اپنے سلیقے کا منہ بولتا ثبوت تھا اور نہ گھر میں فرنیچر کے نام پر چند انتہائی ضروری چیزیں تھیں جن میں سے اکثر انہیں جہیز میں ملی تھیں۔۔۔ مگر صبر کا دامن پکڑے وہ بہت مطمئن زندگی گزار رہی تھی۔۔۔

انس نے یہ دن بھی بہت افسردگی اور حسرت سے گزار دئے۔۔۔ بھابھی کا پھر فون آیا نفیہ تم نے حصہ لیا ہے کیا مسجد میں۔۔۔ لیا تھا بھابی لیکن ان کی بانیک میں مسئلہ ہو گیا تو کینسل کروا کر ان کی بانیک بنوائی تھی اس لیے نہیں لے سکے مجبوراً حصہ کینسل کروانا پڑا ارے کوئی بات نہیں تم کیوں فکر کرتی ہوں ابھی تمہارے بھائی بھابھی ہیں سلامت ہم تمہیں گوشت بھجوا دیں گے تم بالکل بھی فکر نہ کرو میں قربانی کرواؤں گی پہلے تمہارے لیے بڑی ران نکلوادو گی بھی میں تو تمہیں اپنی بہن ہی سمجھتی ہوں جیسے اپنی بہنوں کو اک اک ران بھیجوں گی

ویسے ہی تمہیں بھی پوری ران بھیجوں گی بلکہ کیونکہ تمہارے گھر قربانی نہیں ہوئی تو سوچ رہی ہوں کچھ علیحدہ سے بھی گوشت بھج دوں بھی ہم تمہارے کام نہیں آئیں گے تو کون آئے گا اچھا وہ بچے مجھے بلارہے ہیں یہ جانور

لے آئے ہیں میں دیکھنے جا رہی ہوں۔ ماشا اللہ سے اس بار پانچ بکرے اور تین گائیں کر رہے ہیں ہم۔۔۔

جی پھر بات ہو گئی اللہ حافظ۔۔۔ عید کے دن بارہ بجے تک زاحد بھائی کا ڈرائیور گوشت دے گیا تھا۔۔۔
نفیسہ بیگم گوشت لے کر بیٹھیں تو بیٹے پر یہی ظاہر کیا کہ یہ ان کا حصہ آیا ہے وہ بھی خوش خوشی ماں باپ کے ساتھ گوشت بنانے بیٹھ گیا۔۔۔

نفیسہ بیگم نے بہت سلیقے سے اس ایک ران سے گوشت بنا کر اس کے چھوٹے چھوٹے پیکٹ بنا کر فریزر میں رکھ دیے تھے اور اس وقت گھر کے لیے تھوڑا سا پکا یا تھا۔۔۔ عید کا پورا دن انس دوسروں کے گائے بکرے ذبح ہوتے دیکھتا رہا اس کی آنکھوں میں حسرت تھی۔۔۔ وہ دونوں ماں باپ اپنے بچے کی آنکھوں کو پڑھ سکتے تھے لیکن اس سے زیادہ ان کے اختیار سے باہر کی بات تھی۔۔۔

شام کے وقت اچانک نفیسہ بیگم کی مندی یعنی اصغر علی کی بہن بمع اہل و عیال تشریف لے آئی تھیں وہ مہینوں کے بعد آئی تھیں اس لیے ان کی خاطر داری کا بھی خاطر خواہ اہتمام کرنا تھا دوسرے عید کا موقع تھا اور شام ڈھل رہی تھی۔ ایسے میں کھانے پر نہ روکنا نفیسہ کو بہت برا لگ رہا تھا اس لیے انہیں رات کے کھانے پر روک کر کھانے کے اہتمام میں لگ گئیں۔۔۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ شاہین بھائی کی کال آگئی ہاں بھئی کیسی گزر رہی ہے عید۔۔۔ جی بھائی اچھی ہی گزر رہی ہے وہ میری مندی ہیں کوثر وہ اپنے میاں اور بچوں کے ساتھ آئی ہوئی ہیں تو بس سوچا ان کے لیے کچھ کھانے کا بندوبست کر لوں وہی کر رہی تھی۔۔۔

اچھا چلو پھر تم مصروف ہو تو ہم کسی اور دن آجائیں گے۔ ورنہ ہم سوچ رہے تھے کہ تمہاری طرف چکر لگائیں عید کی چھٹی بھی ہے پھر تمہارے بھائی کو کہاں ٹائم ملتا ہے۔۔۔ ارے آجائیں آپ بھی کوئی مسئلہ نہیں میں چھت پر دسترخوان لگا لوں گی سب آجائیں گے آپ لوگ بھی آجائیں ورنہ واقعی بھائی کو کہاں ٹائم ملتا ہے۔۔۔

اچھا چلو تم اتنا کہہ رہی ہو تو آجاتے ہیں اچھا ہے تمہاری مندی سے بھی ملاقات ہو جائے گی ان سے بھی سالوں گزر گئے ملاقات نہیں ہوتی۔۔۔

جی جی میں انتظار کر رہی ہوں۔۔۔

رات کا کھانا پھر ساتھ ہی کھائیں گے۔۔۔ جی چلیں جلدی آئے گا۔۔۔

اسی وقت فریزر میں رکھا ہوا باقی کا گوشت بھی نفیسہ نیگم نے نکال کر پکانے چڑھا دیا تھا اس طرح پوری ران سے بریانی اور قورمہ کی دو ڈشز بن گئی تھیں لیکن باقی سامان جن میں چاول، دہی، ٹماٹر، مصالحے وغیرہ شامل تھے ان کے لیے پیسے مہینے کے خرچے میں سے نکالنے پڑے

وہ جانتیں تھیں کہ اگر وہ ابھی اہتمام نہ کریں گی تو یہ لوگ ناراض ہو جائیں گے لیکن اگر خرچ کرتی ہیں تو پیسے آدھے مہینے میں ہی ختم ہو جائیں گے لیکن پھر بھی اپنی ضرورت کو رد کر کے انہیں نے رشتوں کو اہمیت دی اسی لیے باقی کھانے کے ساتھ ہی انہوں نے میٹھے کے لیے بھی چاول بھگودے تھے۔۔۔

اپنی پوری کوشش کر کے انہوں نے زردہ بریانی اور قورمہ بنایا تھا تا کہ سب کو اچھے طریقے سے کھانا کھلا سکیں۔ آج انس بہت خوش تھا۔ کبھی کبھی ہی ایسا کوئی موقع آتا تھا جب کوئی مہمان ان کے گھر آتا اور اسکے لیے کھانے کا اہتمام کیا جاتا تو وجہ نفیسہ نیگم کا اخلاق یا کابلی نہ تھی پیسے کی تنگی تھی لیکن وہ اس کے باوجود کبھی شوہر پر دبا نہیں ڈالتیں تھیں۔

رات دعوت میں شاہین بھابھی اور بھائی اپنے تینوں بچوں کو خوب تیار کر کے لائے تھے۔۔۔ وہ سب چھت پراک طرف ہو کر پلنگ پر بیٹھے تھے جب کہ شاہین بھابھی نفیسہ کی نند سے باتوں میں مشغول تھیں۔

جب نفیسہ کچن سے نکلیں تو ان کے کانوں میں چند جملے پڑے ہماری نند نہیں یہ تو میری بہن ہے میں بہت خیال کرتی ہوں۔۔۔ ظاہر ہے کرنا بھی چاہیے آخر کو میری اک ہی نند ہے ہم خیال نہیں رکھیں گے تو کون رکھے گا۔۔۔ ارے نفیسہ آؤ ہمارے پاس بھی آکر بیٹھو تھوڑی دیر۔۔۔ تم تو بس کھانا پکانے میں ہی لگ گئی ہو۔۔۔ شاہین کے لہجے سے شہد پٹک رہا تھا

بس بھابی ہونے ہی والا ہے چاول دم پر ہیں پھر سکون سے بیٹھ کر بات کرتی ہوں۔۔۔ ابھی میں کوثر کو یہی بتا رہی تھی کہ ہم تمہارا بہت خیال کرتے ہیں بھئی دنیا میں کوئی بھی ایسی بھابھی نہیں ہوگی جو اپنی نند کو بہن سمجھے ابھی یہی مثال لے لو میں نے اپنی چاروں بہنوں کو جیسے دو دورانیوں بھجوائی تھیں ویسے ہی دو رانیں نفیسہ کے لیے بھی بھجوائی اللہ بھی انصاف کو پسند کرتا ہے میرا تو ماننا ہے کہ رزق کو جتنا بانٹا جائے اللہ اتنا ہی برکت دیتا ہے اور جو لوگ گن گن کر خرچ کرتے ہیں۔ انہیں پھر وہی نصیب رہتا ہے ہم تو جتنا دیتے دلاتے رہتے

ہیں۔ ہمارا ہاتھ بھی پیسیوں سے بھرا ہی رہتا ہے خوب برکت ہے ہمارے گھر ماشا اللہ سے۔۔۔

جی آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں مگر کیا کریں ہر نند آپ کی نند کی طرح خوش نصیب نہیں ہوتی ناکہ اپنی نند کو بھی کبھی اہمیت دیں اس کے ہاتھ پر بھی کبھی کچھ رکھ دیں لوگ تو دودو آنے پر مرنے لگے ہیں ہر وقت اپنی کمپری کا ہی رونا روتے رہتے ہیں۔۔۔ کوثر بھی کم تو نہ تھیں انہوں نے بھی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا نفیسہ بیگم پر طنز اک نشتر گاڑ ہی دیا ان کے سینے میں۔۔۔ شاہیں دل ہی دل میں خوب محظوظ ہوئی تھیں ان کے چہرے پر اک چمک سی آکر گزر گئی تھی۔۔۔ اور نفیسہ اک بار پھر صبر کا گھونٹ پی کر رہ گئی تھیں۔

ارے یہ تم نے سی بھی لیا۔ شاہین بھابھی کی نظر اب نفیسہ کے جوڑے پر پڑی تھی جو انہوں نے بہت محبت اور احسان سے نفیسہ کو دیا تھا۔۔۔ دیکھا کوثر یہ جوڑا ہماری نفیسہ پر کتنا اچھا لگ رہا ہے۔ ابھی دو دن پہلے ہی میں نے نفیسہ کو دو جوڑے گفٹ کئے تھے اس کے ہاتھ میں کتنی صفائی ہے۔۔۔ اور اتنی جلدی اس نے سی بھی لیا بہت اچھا لگ رہا ہے۔ شاہین کی تعریف پر نفیسہ ہلکا سا مسکرا دی تھیں۔۔۔ لیکن دل میں اچھی طرح جانتی تھیں کہ ان کی تعریف محض تعریف نہ تھی کوثر کو یہ بتانا بھی مقصد تھا کہ انہوں نے دو جوڑے تحفے میں دئے ہیں اب کوئی یہ نہیں جانتا کہ ان کپڑوں میں کتنی خامیاں تھیں۔ جنہیں نفیسہ نے اپنے سلیقے میں چھپا لیا تھا۔۔۔

نفیسہ نے چھت پر کھانے کا انتظام کر دیا تھا۔ بہت محنت سے کھانا بنا کر سب کو کھلاتے اور سمیٹے ان کی اپنی حا لت خراب ہو گئی تھی۔ کمزور جسم اتنی ساری محنت کا متحمل نہیں تھا لیکن رکھ رکھاؤ اور لحاظ مروت انہیں یہ سب کرنے پر مجبور کر گئی تھی۔۔۔ سب کے جانے کے بعد سمیٹے سمیٹے بھی اچھی خاصی رات ہو چکی تھی وہ جب بستر پر آ کر لیٹیں تو سارے ہی جسم میں شدید درد تھا اور تھکن سے بخار چڑھ گیا تھا۔۔۔ دوا کھا کر سو گئیں

لیکن آدھی رات کو ان کی نیند فکر سے کھل گئی اب باقی کا آدھا مہینہ کیسے گزرے گا؟۔۔۔ اس سب کے با وجود وہ اللہ کی مشکور تھیں کہ ان کی سفید پوشی کا بھرم رکھ لیا تھا۔ سب مہمانوں کو کھانا کھلایا وہ سرخرو ہو گئی تھیں۔ افسوس صرف اس بات کا تھا کہ جو چیز انہیں احسان جتا کر دی جاتی تھی دراصل ان کا حق مار کر اسمیں سے چند روپے دئے جاتے تھے۔ زاہد بھائی اور شاہیں بھابی کو اس بات کا احساس بھی نہیں کہ وہ کسی حقدار کا حق مار کر جنت نہیں کما رہیں بلکہ اپنے لیے دوزخ کما رہی ہیں لیکن جب بھائی کو ہی اس بات کا احساس نہ ہو کہ میری بہن

بھی اس جانداد میں حصے دار ہے اور اسے بھی مجھے اس کا حق دینا ہے تو وہ بھابھی سے کیا شکوہ کرتی صرف آنسو تھے جو اس کے درد میں اس کے ساتھی تھے

☆.....☆.....☆

اس دن شرجیل گھر آئے تو کافی گھبرائے ہوئے تھے۔۔۔ شامکہ انہیں گلو کو زگھول کر دے رہی تھیں اور ساتھ ہی ملکہ اور امی جی کو بھی اوپری منزل پر جہاں وہ رہتے تھے بلا لیا گیا تھا۔۔۔ کیا بات ہے شرجیل بھائی کیا ہوا ہے آپ بہت پریشان ہیں۔۔۔ ملکہ ان کی حالت دیکھ کر پوچھ رہی تھیں بات تو ذرا پیچیدہ ہے بھابھی لیکن کہنی تو پڑے گی۔۔۔ شرجیل نے گھبراتے ہوئے کہا۔۔۔ آپ بے فکر ہو کر کہیے شرجیل بھائی۔۔۔ میں سن رہی ہوں ملکہ خاتون اور امی جی دونوں متوجہ تھیں آپ کو معلوم ہے بھابھی کہ میں کرایہ لینے اور مکانوں کی حالت دیکھنے پنڈی گیا تھا۔۔۔ شرجیل نے ملکہ خاتون سے کہا۔۔۔

جی میں جانتی ہوں شرجیل بھائی۔۔۔

اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ پنڈی والا اک گھر پچھلے تین مہینے سے خالی پڑا ہے کوئی کرائے دار نہیں آیا اس میں۔۔۔

جی میں یہ بھی جانتی ہوں۔۔۔

میں نے اس گھر کے لیے اسٹیٹ ایجنسی پر بات کی ایجنٹ نے مجھے بتایا کہ وہ گھر بدنام ہو گیا ہے اس لیے اس گھر میں کوئی نہیں آ رہا اس دوران ان لوگوں نے کوئی چار پانچ فیملیز کو گھر دکھایا مگر جب بھی کوئی اس گھر کو دیکھنے کے لیے اندر جاتا ہے تو کوئی نہ کوئی ایسی آوازیں آنے لگتی ہیں یا پھر گھر کی لائٹس خود بخود جلنے بجھنے لگتی ہیں کہ کوئی بھی اس گھر کو لینے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ میں خود بھی اندر گیا لیکن اک عجیب وحشت سی ہے اس گھر میں عجیب و غریب آوازیں آرہی تھیں مجھے مارنے کی کسی نے کوشش کی لگا جیسے کوئی میرا گلہ دبا رہا ہو میں بڑی مشکل سے اس گھر سے نکل کر بھاگا ہوں۔ پھر بھی میں نے محلے والوں سے انکو آڑی کی کہ اب اچانک ایسا کیا ہو گیا تو معلوم ہوا کہ جو لوگ پہلے اس گھر میں رہتے تھے ان کے جوان بیٹے نے اس گھر میں خودکشی کر لی تھی۔ اس لیے

اب اس گھر میں اس کا آسیب رہتا ہے۔ میں نے پھر بھی ہمت نہیں ہاری میں کئی اسٹیٹ ایجنسی والوں کے پاس گیا مگر بے سود ان سب کا اک دوسرے سے لنک ہوتا ہے۔ کسی نے بھی اس گھر کو کرائے پر چڑھانے کی ہامی نہیں بھری چل چل کر میرے پیر سوچ گئے مگر میں نا کام ہو گیا۔۔۔

افسردگی سے کہتے کہتے شرجیل سر جھکا کر رہ گئے۔۔۔

آپ پریشان نہ ہوں شرجیل بھائی ہم سوچتے ہیں اگر کوئی حل نہیں نکلا تو گھر بیچ کر کہیں اور لے لیں گے یا پھر کسی عالم کو گھر دکھا دیتے ہیں۔۔۔ اب یہ کیا نئی مصیبت لگ گئی۔ ملکہ خاتون کچھ سوچتے ہوئے کہہ کر مزید پریشان ہو گئی تھیں۔



عید کے اگلے دن نفیسہ نے بھائی کے گھر جانے کا سوچا اور اصغر علی اور انس کے ساتھ ان کے گھر پہنچ گئیں جو کیدار پچھانتا تھا اس لیے دروازہ کھول دیا اور وہ گھر کے افراد کی طرح ان کے گھر میں داخل ہو گئیں ابھی لان کر اس کر کے وہ لاؤنچ تک آئی ہی تھی کہ اپنی بھتیجی عروہ کے الفاظ خنجر کی طرح اس کے دل میں گھپ گئے کتنی کنجوس ہیں ہماری پھوپھو ہمارے دے ہوئے گوشت سے ہی بریانی تو رمہ پکا کر رکھ دیا میں تو گائے کا گوشت کھا تی بھی نہیں۔ اس میں سے اتنی اسمیل آتی ہے مگر قسمت جس گوشت سے ہم نے جان چھڑائی تھی وہی کھانا پڑ گیا یہ بھی کوئی کھانے کی چیزیں ہیں لوئر مڈل کلاس کی سالوں پرانی فضول سی ڈشز۔۔۔

۔۔۔ تم کیوں جل رہی ہو میں نے تم تینوں بہن بھائیوں کو پیزا منگوا کر کھلا تو دیا تھا اب جیسے گن گن خرچ کر تی ہے۔ کنجوسی سے اللہ بھی ویسے ہی گن گن کر دے رہا ہے۔ تمہارے پاپا کو بھی بہت برا لگا اک تو اس کے گھر بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے اوپر سے اپنی نند کو بھی بلالیا تھا سالوں بعد گئے تھے لیکن ہر کوئی ہماری طرح تھوڑی سوچتا ہے۔ بس ہم ہی قربانی دیئے جائیں دیتے ہی رہتے ہیں کبھی وہ تو ہمارے بچوں کو کچھ دیتی نہیں اور دے بھی تو ہر چیز بہت ہی گھٹیا کوالٹی کی دیتی ہے ہم بھلا کیا پہنیں ان سب اسٹینڈرڈ کی چیزوں کو حالانکہ ہر مرتبہ ہم بہترین سے بہترین کپڑا اور تحفے دیتے ہیں۔۔۔ (یہ اور بات کہ انہیں خود اندازہ تھا کہ انہوں نے نند کو کیا دیا تھا اس لیے دل میں سوچ رہی تھیں۔۔۔) مگر بھی کیا ڈھیٹ عورت ہے بھائی کو خوش کرنے کے لیے سی بھی لیے اور پہن

بھی لیے صرف یہ جتانے کے لیے کہ دیکھو میں تم لوگوں سے کتنی محبت کرتی ہوں) کبھی شرم تک نہیں آئی کہ میں ہر مرتبہ ہی خالی ہاتھ جا رہی ہوں۔۔۔ کبھی کچھ دے بھی دوں۔۔۔ یہ شاہین بھابھی کے الفاظ تھے۔۔۔ اور آپ بھی سن لیں ابھی ہمارے خرچے ہی اتنے پڑے ہیں اس کی شادی کرنی ہے۔۔۔ بیٹی کی طرف اشا رہ کرتی وہ تیز لہجے میں کہہ رہی تھیں بچوں کو پڑھانا ہے کیسے پورے ہونگے یہ سارے خرچے مجھے تو لگتا ہے کہیں وہ اپنے حالات کا رونا رو کر آپ سے کچھ مانگنے ہی نہ لگے آپ بھی صاف صاف کہہ دیجئے گا ہمارے اپنے بہت خرچے ہیں۔۔۔ ابھی تو اپنا ہاتھ ہی تنگ ہے۔

نفیسہ کمرے کے باہر کھڑی حیرت سے سن رہی تھیں۔ آنسو آنکھ سے بہہ جا رہے تھے۔ اصغر علی انہیں سنبھالتے ہوئے گھر کے باہر لے آئے تھے اور انس حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ ممایوں رو رہی ہیں۔۔۔ میں بھائی جی سے بات کروں گی۔ وہ ہچکیوں کے ساتھ کہہ رہی تھیں جب کہ اصغر علی ان کو سمجھا رہے تھے کوئی فائدہ نہیں ہوگا تم نے سنا نہیں شاہین تمہارے بھائی سے ہی کہہ رہی تھیں اگر انہیں کچھ کہنا ہوتا تو اسی وقت کہہ چکے ہوتے۔۔۔ وہ دونوں اپنے بچے کو لے کر گھر آ چکے تھے۔ جب نفیسہ بیگم نے اصغر علی سے کہا ہم کتنے کمزور ماں باپ ہیں جو اپنے بچے کی چھوٹی سی خواہش بھی پوری نہیں کر سکے اک قربانی بھی نہ دے سکے۔۔۔ اصغر علی جو اپنے بچے کو اکثر جواب نہ دے پاتے تھے بہت مطمئن انداز میں بیوی کے پاس آ کر بیٹھے اور کہا ہم بہت مضبوط اور اچھے والدین ہیں کیونکہ ہم کسی کا حق مارے بغیر اپنے بچے کو حق حلال کی کمائی کھلا رہے ہیں۔۔۔ اور ہماری قربانی اس کی نظر میں ضرور قبول ہوگی جو دلوں کے بھید جانتا ہے اور جانور قربان کر دینا قربانی نہیں اپنے نفس کو مار کر سیدھی راہ پر چلنا اصل قربانی ہے۔۔۔ نفیسہ یہ سن کر مطمئن ہوتی نماز شکرانہ ادا کرنے کھڑی ہو گئی تھیں۔



زورین نے میٹرک کر لیا تھا اور ایمن بھی آٹھویں کلاس میں تھی گرمیوں کے چھٹیوں میں پروگرام بنا اور اک بار پھر رومانہ اپنے دونوں بچوں کے ساتھ کراچی آئی تھیں۔ جب کہ ہمیشہ کی طرح طاہر نے اپنی مصروفیت کا بہانا کر کے چلنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس بار رومانہ نے کراچی والوں کو سر پر اتار دیا تھا۔ وہ دونوں بچوں کے ساتھ جب اپنے میکے کے دروازے پر کھڑی تھیں اور ڈور بیل بجائی تھی اشعر نے دروازہ کھولا اور اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ

گیا۔۔۔ پھوپھو۔۔۔ اسلام علیکم۔۔۔ کچھ دیر میں سلام کرتا وہ زورین سے ہاتھ ملا کر گلے ملتا ان کا سامان اٹھاتے ہوئے اندر آنے کی دعوت دے رہا تھا۔ آپ لوگ آئیں آئیں امی، شفق، دادی دیکھیں پھوپھو آئی ہیں۔ لا ونج میں آتے آتے وہ چیخ چیخ کر سب کو بلارہا تھا جب کہ بچن میں آنا گوندھتی شفق اپنے ہاتھوں میں آنا بھرے ایسے ہی بچن سے باہر نکلی۔ اور اسی کے پیچھے ہاتھ میں لکڑی کی ڈوئی لیے سرہ نے بھی جھانکا تھا اور جلدی سے پلٹ کر چولہا بند کرتی ڈوئی رکھ کر لا ونج میں رومانہ سے ملنے چلی آئی تھیں۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔ رومانہ ایسے اچانک بھی کیا زبردست سر پرانز دیا ہے تم نے لیکن بتا دیتیں تو یہ اشعر یا ظفر میں سے کوئی لینے آ جاتا تا تم لوگوں کو۔۔۔ وہ آگے بڑھ کر گلے مل رہی تھیں۔

پھر سر پرانز کیسے رہتا؟۔۔۔ بچوں نے کہا۔۔۔ نہیں۔۔۔ اس بار تو ہم سر پرانز ہی دیں گے۔۔۔ میں نے بھی سوچا چلو اب یہ لوگ بھی تھوڑے بڑے ہو گئے ہیں تو ایسا بھی کر کے دیکھتے ہیں۔۔۔ رومانہ اپنے مخصوص انداز میں مسکرا رہی تھیں۔

تو اور کیا!!!! دیکھا نہیں آپ نے اشعر بھائی کا منہ کیسے کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔۔۔ ایمن نے بھی مسکرا ہٹ دبا تے ہوئے ان لوگوں کی بات پر اپنی رائے دی۔۔۔

تم لوگ بھی بہت شرارتی ہو گئے ہو بتاتی ہے رومانہ مجھے تم دونوں کی شرارتیں۔۔۔ سرہ ہنستے ہنستے کہہ رہی تھیں اور پھر ایمن کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئی ان کی نگاہ اب زورین پر پڑی۔ ماشاء اللہ زورین نے تو خوب قد نکال لیا ہے بھئی اسمارٹ بوائے کیسے ہوتے؟۔۔۔ جی بڑی امی ٹھیک ہوں ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ گردن کو خم دیتا وہ اور بھی اچھا لگ رہا تھا۔۔۔

اماں کہاں ہیں؟۔۔۔ رومانہ کو ماں کا خیال آیا تو فوراً پوچھ لیا۔ وہ ابھی سو رہی تھیں۔۔۔ اب انہیں رات میں زیادہ اچھی نیند نہیں آتی تو ناشتے کے بعد وہ اک بار پھر سو جا تی ہیں۔۔۔ نیند پوری کر لیتی ہیں تو طبیعت بھی ٹھیک رہتی ہے ان کی۔۔۔

اماں ابھی تک سو رہی تھیں اس شور سے وہ بھی جاگ تو گئی تھیں لیکن نیند میں ہونے کے باعث انہیں یہ سمجھ نہیں آیا تھا کہ کیا ہوا ہے۔ سنگل بیڈ کے سائیڈ پر رکھے چشمے کو لگا کر اپنی چپل پہنتی وہ بھی کمرے سے باہر آنے

کے لیے کھڑی ہوئی رہی تھیں جب رومانہ ماں کے کمرے میں ان کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور وہ رومانہ کو دیکھ کر کھل ہی اٹھیں۔ میری بچی آئی ہے اسے گلے لگاتی انہوں نے ایمن اور زورین کو بھی پیار کیا تھا تم لوگ اچانک کیسے؟۔۔۔ باری باری رومانہ، ایمن اور زورین نے سلام کیا تو وہ جیسے اس سر پرانز سے باہر آئیں۔ خوشی اب بھی ان سب کے چہروں پر رقصاں تھیں۔ وہ سب اماں بی کے کمرے میں ہی بیٹھ گئے۔ سرمہ جلدی سے شفق سے شربت بنا کر بھجوا چکی تھیں۔۔۔

ارے شربت کیوں پلا رہی ہو؟۔۔۔ یہ لوگ تو کھانا کھائیں گے اب تو چند دن یہی رہیں گے نا۔۔۔ اماں کو اچانک ہی سب کے کھانے کی فکر ہوئی۔۔۔

جی جی!! اماں کھانا بھی تیار ہو رہا ہے ابھی تو بس گرمی بہت ہے اتنی تیز دھوپ سے آرہے ہیں اس لیے شربت بنا دیا۔۔۔ مجھے تو کچھ معلوم بھی نہیں تھا کہ یہ لوگ آرہے ہیں۔۔۔ ورنہ کچھ اچھا بنا لیتی ابھی تو میں نے ملکہ مسور کی دال اور چاول بنائے ہیں ساتھ میں لوکی کا رائیہ ہے رات کے لیے کچھ اچھا بنا لوں گی۔۔۔

ارے بھابھی زیادہ کچھ اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ گرمی بہت ہے اتنی گرمی میں تو کچھ کھایا بھی نہیں جاتا یہی سب سے بیسٹ کھانا ہے۔۔۔ رومانہ شرمندہ ہوئے جا رہی تھیں اور ایمن جب تک شفق کے پاس کچن میں جا چکی تھی۔۔۔ کیا کر رہی ہو؟۔۔۔ ایمن نے کچن میں قدم رکھتے ہوئے کہا

کیا کر رہی ہوں؟ دادی کے لیے روٹی بنا رہی ہوں۔۔۔ ماتھے پر آئے ہوئے پسینے کو دوپٹے سے پوچھتی شفق روٹی سینک رہی تھی۔۔۔

لیکن ابھی تو بڑی امی نے کہا کہ چاول بنے ہوئے ہیں ہاں وہ تو بنے ہوئے ہیں لیکن دادی کو نقصان کرتے ہیں نا اسی لیے ابھی کچھ دن ڈاکٹر نے پابندی لگائی ہوئی ہے۔۔۔ اور امی کو مجھے اتنی گرمی میں ٹریک دینے کا موقع مل گیا ہے۔۔۔

اوہ!! چلو میں بھی تمہاری کچھ مدد کروادیتی ہوں۔۔۔ مسکراتے ہوئے ایمن نے مدد کی پیشکش کر دی۔ ارے نہیں بس ہو ہی گیا ہے تم بیٹھو وہاں اے سی میں یہاں گرمی میں کہاں آگئی ہو میں بھی آرہی ہوں وہیں۔۔۔ شفق نے اسے زبردستی کمرے میں بھیج دیا تھا۔

زورین اشعر کے ساتھ بیٹھا اپنے اسکول کے مضامین کے بارے میں بات کر رہا تھا جب کہ اشعر اپنے کالج کے بارے میں بتا رہے تھے۔

رومانہ نے ان دونوں کو اپنی سرگرمیوں کے بارے میں بات کرتے سنا تو خوش ہو کر بتانے لگیں ماشاء اللہ ہمارا زورین بہت ذہین ہے ابھی اس نے پنجاب بوڈ میں ڈیپٹ کا میٹیشن ہوا تھا اس میں گولڈ میڈل اور اگلے دو سال کی اسکا لرشپ جیتی ہے اگلے دو سال کے اس کے تعلیمی اخراجات گورنمنٹ ادا کرے گی۔

اچھا۔۔۔ واہ بھئی بہت مبارک ہو ہمارا زورین تو شروع سے ہی بہت ذہین رہا ہے۔ سمراد دادے بنانہ رہ سکیں

اور ایمن کو کون سا میڈل مل گیا۔۔۔ اشعر نے ایمن کو کمرے میں آتے دیکھا تو اپنا بدلہ لینے کی کوشش کی۔ انہیں گولڈ میڈل ملا ہے۔۔۔ زورین نے مسکراتے ہوئے کہا ایمن حیرت سے زورین کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔ زورین نے اس کی حیرت دور کرنے کے لیے پھر کہا مجھے گولڈ میڈل ملا ہے تو تم کو گولڈ میڈل ملا ہے بس تمہارا میڈل اپنے نام کی طرح گولڈ (غائب) ہو گیا ہے۔۔۔ اور سب ہنس پڑے۔۔۔ اور ساتھ ہی یہ بات بھی گولڈ ہو گئی۔۔۔

سب لوگ فریش ہو کر کھانے سے فارغ ہو چکے تھے اور تقریباً عصر کی نماز کا وقت ہو رہا تھا جب زورین اشعر کو اپنے ساتھ زبردستی مسجد لے گیا واپسی پر اشعر کے کچھ دوستوں سے زورین کا تعارف ہوا اور پھر ان لوگوں سے دوستی ہو گئی۔ وہ لوگ ساتھ میں کرکٹ کھیل رہے تھے جب کہ ظفر بھی ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو چکے تھے۔ رومانہ نے زورین کو چائے ناشتے کے لیے گھر بلا یا تھا جب کہ اسنے لان میں بیٹھی شفق کو منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے دیکھا تھا اسے بہت حیرت ہوئی اسے کیا ہوا لیکن نظر انداز کرتا ہوا اندر کی جانب بڑھ گیا۔ شفق اور ایمن دونوں لان میں منہ پھلائے بیٹھی تھیں جب وہ ان دونوں کے پاس آ کر بیٹھ گیا کیا ہوا تم دونوں منہ لٹکا کر کیوں بیٹھی ہو لیکن دونوں میں سے کسی نے کچھ نہیں بتایا۔ اس نے اصرار بھی نہیں کیا اور اک بار پھر اپنے دوستوں کے ساتھ کرکٹ کھیلنے میں مصروف ہو گیا۔

مغرب کے بعد تک وہ لوگ گھر آئے تو اعجاز گھر آ چکے تھے۔ وہ بھی اس سر پرانز پر بہت خوش تھے اور ان پو

رے ہفتے کے پروگرام سیٹ کر رہے تھے کہ کہاں کہاں جانا ہے۔ ظفر گریجویشن کر چکے تھے جب کہ اشعر انٹر میں تھا۔ شفق اور ایمن تقریباً ہم عمر ہونے کے باعث اچھی دوستی تھیں وہ دونوں اک دوسرے کے ساتھ سارا دن کھی کھی کھی کرتی رہتیں۔ رومانہ اور سمرا کہتیں بھی کہ ان کی باتیں ہی نہیں ختم ہوتیں۔ ہر وقت ہنستی رہتیں ہیں۔ اماں بی ان کے اچھے نصیبوں کی دعائیں کرتیں تو ساتھ ہی کبھی کسی پڑوسن کا تو کبھی کسی رشتے دار کے ساتھ ہونے والے اندوہناک واقعے کا ذکر چھڑ جاتا اور اک نئی داستان شروع ہو جاتی۔ رات دیر تک سب کز نزل کر یا تو بیڈ منٹن کھیلتے رہتے یا پھر کیرم بورڈ زورین سب سے زیادہ چیٹنگ کرتا باقی بھی کرنے کی کوشش کرتے مگر پکڑے جاتے۔۔۔ جب کہ سب زورین کو چیٹنگ کرتے دیکھ رہے تھے لیکن جس کے ساتھ وہ چیٹنگ کرتا اسے علم نہ ہو پاتا اس طرح اکثر گیمز وہ ہی جیت رہا تھا اور بار بار کمرہ چیئر چیئر کے نعروں سے گونجنے لگتا تھوڑی دیر کو گھر مچھلی بازار بن جاتا اور پھر دوسرا گیم شروع ہو جاتا۔۔۔

اگلے دن پھر شام میں ایمن اور شفق منہ بنا کر لان میں بیٹھی تھیں جب زورین نے ایمن سے خاموشی سے پوچھا کوئی مسئلہ ہے تو بتاؤ شاید میں تم لوگوں کی کچھ مدد کر سکوں تب ایمن نے بہت جھجکتے ہوئے اسے بتایا تھا کہ شفق اور میں گھر سے باہر اس کی کسی سیمپلی کے گھر جو کچھ دور پر تھا جانا چاہتی ہیں مگر عین ان کے دروازے پر بہت سا رے لڑکے ڈیرا ڈالے لگی میں ہونے والے کرکٹ میچ سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ گھر سے نکلنے کا راستہ ہی نہیں بچتا اور یہ اک دن کی بات نہیں روز کا معمول ہے کسی سے کب تک لڑا جاسکتا ہے۔ کئی مرتبہ آغا جی بھی ان کو یہاں بیٹھنے سے منع کر چکے ہیں لیکن یہ لڑکے باز ہی نہیں آتے۔

زورین نے ایمن کی پوری بات بہت غور سے سنی پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ بس اتنی سے بات ہے ابھی خالی کرواتا ہوں۔ شفق نے آگے بڑھ کر روکنے کی کوشش کی زورین بھائی کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ان میں کچھ غنڈے ٹائپ کے لڑکے بھی ہیں خواہ مخواہ بات بڑھ جائے گی۔۔۔۔

تم فکر نہ کرو میں کسی سے کچھ نہیں کہہ رہا۔۔۔ اور پھر وہ گھر کے اندر کی جانب گیا اور اک پانی سے بھری بالٹی لے آیا وہ دونوں سمجھ نہیں پا رہی تھیں کہ وہ کیا کرنے والا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے مین اینٹرینس ڈور کے نیچے سے جہاں دروازے اور فرش کے بیچ اک ہلکا سا گپ تھا۔ بہت سکون سے پوری بالٹی الٹا گیا سارا پانی گھر

کی باہری سیڑھیوں پر پھیلتا گیا باہر بیٹھے سارے لڑکے اک اک کر کے ہڑبڑا کر کھڑے ہو گئے ان میں اچانک ہلچل مچ گئی تھی۔۔۔ اوے!!! پانی آ رہا ہے۔۔۔ کسی کی پینٹ گیلی ہو گئی تھی تو کوئی لیٹنے کی وجہ سے کمر پر سے شرٹ کے گیلے ہونے کے غم سے دو چار تھا۔ چند ہی لمحوں میں بیرونی گیٹ کی سیڑھیاں پوری طرح خالی ہو گئی تھیں۔ اسے کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی اور کام بھی ہو گیا تھا۔ امین اور شفق کی ہنسی ہی بند نہیں ہو رہی تھی اور ان روئی منہ لٹکائے بیٹھی لڑکیوں کے چہرے پر آئی ہنسی دیکھ کر وہ بھی کھل کر ہنس دیا تھا۔۔۔ میں کسی کو چھیڑتا نہیں اور کوئی ہمیں چھیڑے تو چھوڑتا نہیں۔۔۔ کارا چکاتے ہوئے وہ اس طرح فلمی انداز میں کہہ رہا تھا کہ یہ روتی بسورتی لڑکیاں اور زور سے ہنسنے لگیں۔۔۔



کچھ عرصے بعد پنڈی والے گھر کے بارے میں ملکہ خاتون نے شرجیل بھائی سے پھر پوچھا تو جواب آیا۔۔۔ نہیں ملکہ بھابھی میں نے بہت کوشش کر لی اس کا تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ آسیب زدہ کوئی گھر مشہور ہو جائے تو اسے تو نہ کوئی کرائے پر لیتا ہے اور نہ ہی بکتا ہے حالانکہ میں نے کرایہ بھی بہت کم کروا دیا ہے کئی اسٹیٹ ایجنسی والوں سے بات کر چکا ہوں مگر پھر بھی کوئی آنے کو تیار ہی نہیں ہوتا اور اب تو ویسے بھی کئی سال ہونے والے ہیں۔ آسیب زدہ ہی لگنے لگا ہے سوچ رہا ہوں۔ اگلے مہینے اس کی صفائی کروا کر کوئی رنگ و روغن کروادوں تو شاید کوئی بات بن جائے۔۔۔ شرجیل بھائی نے ہمدردانہ مشورہ دیا۔

ہاں آج کل مہنگائی اتنی ہو گئی ہے سوچ رہی تھی کہ کرائے پر نہیں جاتا تو اسے بیچ کر کہیں اور لے لوں تو کوئی آمدنی میں ہی اضافہ ہو جائے مگر آپ کہہ رہے ہیں کہ کوئی خریدنے کو بھی تیار نہیں تو کیا کیا جاسکتا ہے۔۔۔ شدید دکھ کے ساتھ ملکہ خاتون نے کہا۔۔۔

ان ہی دنوں شرجیل مناعل کے لیے اپنے جاننے والوں کا بہت اچھا رشتہ لے کر آئے۔ لڑکے کی اچھی جوہر ہے لڑکے والے کہتے ہیں کہ شادی کے بعد لڑکا ہماری بیٹی کو جاپان ساتھ لے جائے گا۔۔۔

امی جی نے بھی یہ سن کر خوشی کا اظہار کیا یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اس طرح سسرال والوں سے بھی بچی کی جان چھوٹ جائے گی۔۔۔ تم کیا کہتی ہو ملکہ؟ نانوں نے ماما سے مشورہ لیا۔

اگر شرجیل بھائی کو لڑکا پسند ہے تو یقیناً اچھا ہی ہوگا لیکن پھر بھی ہم اک بار ان لوگوں سے مل لیں تو اچھا ہے خود بھی مطمئن ہو جائیں گے۔۔۔ ملکہ خاتون بچیوں کے بارے میں فکر مند رہتی تھیں اور اب جب اک اچھا رشتہ آ رہا تھا تو وہ ملنے پر فوراً راضی ہو گئی تھیں۔

ٹھیک ہے پھر میں کل ہی ان لوگوں کو کھانے پر بلا لیتی ہوں۔۔۔ ناںو بھی ان کی بات سے متفق تھیں اگلے دن بہت اہتمام سے ناںو نے سارے گھر کی صفائی کروا کر کھانے کا بندوبست کیا تھا۔۔۔ لان سے لے کر ڈرائنگ روم تک ہر چیز پر ان کی گہری نظر تھی۔۔۔ ڈائننگ ٹیبل پر تازہ گلابوں کی کلیوں کا اک بو کے اور پلیٹس کٹری ہر چیز کو بہت خوبصورتی سے سجا کر مینا بچو ناںو کی داد وصول کر رہی تھیں۔ وہ ان کاموں میں سلیقہ مندی کی اک مثال رکھتی تھیں۔۔۔

جب کہ منال آپنی گھبرائی گھبرائی بوکھلائی بوکھلائی پھر رہی تھیں۔ ان کے کپڑے ہلکی سی جیولری اور سینڈل مینا پہلے ہی نکال چکی تھیں اور اب ان کا فیشنل کر رہی تھیں۔۔۔

افو آپنی!! آپ سکون سے کیوں نہیں بیٹھ رہیں۔۔۔ وہ بار بار اپنے بیٹھنے کے انداز کو بے چینی سے بدل رہی تھیں کہ فیشنل کرنا مشکل ہو گیا تھا اور آخر مینا کو انہیں ٹوکنہ ہی پڑا۔۔۔

میں کیا کروں مینا۔۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا جب وہ لوگ آئیں گے تو میں کیسے ان لوگوں کے سامنے جاؤں گی۔۔۔

ان کی بات سن کر مینا زور سے ہنس دی تھی۔ اپنے پیروں سے جائیں گی اور کیسے جائیں گی۔۔۔

یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔۔۔ منال لرزتے ہوئے کہہ رہی تھیں

آپنی پلیز!! اب یہ نہ کہہ دینا کہ آپ کو گود میں بھی اٹھا کر لے کر جاؤں۔۔۔ میں نے آپ کے سارے کام کر دیے ہیں مگر اب آپ کی جگہ خود نہیں جاسکتی۔۔۔

مینا ان کی وحشت دیکھ کر مذاق میں کہتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔

اوہو میں یہ کب کہہ رہی ہوں۔۔۔ مینا کے ہنسنے اور مذاق اڑانے والے انداز پر وہ جھنجھلا گئی تھیں اک تو پہلے

ہی کنفیوز ہو رہی ہوں اوپر سے تم مجھے تنگ کئے جاؤ۔۔۔

اچھا یہ بتاؤ مجھے کیا کرنا ہوگا۔۔۔ انھوں نے بے بسی سے پوچھا تو مینا کو شرارت سو جھی۔۔۔

آپی کچھ زیادہ نہیں اک بڑا سا گھونگھٹ نکال کر ہلکے ہلکے چلتے جانا ہوگا۔ جھک کر سلام کیجئے گا اور ان لوگوں کو چائے بنا کر اپنے ہونے والے شوہر صاحب کو بھی دیجئے گا اور باقی کے سرالیوں کو بھی۔۔۔ مینا انزلہ کو آنکھ مارتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔ حالانکہ انزلہ ابھی آٹھویں میں ہی تھی مگر مینا کا اشارہ سمجھ گئی تھی اور اب مناحل آپی کی گھبراہٹ کو محسوس کر کے ہنس رہی تھی۔۔۔

۔ مناحل اس سچویشن کا سوچ کر اک بار پھر گڑبڑا گئی تھیں۔۔۔ پھر اگر میں گھونگھٹ نکالوں گی تو چلو گئی کیسے؟ اور وہ بھی ٹرے لے کر میں گر گئی تو اور پھر وہ لوگ مجھے دیکھیں گے کیسے؟

مینا اور انزلہ ان کے بھولے پن پر زور سے قہقہہ لگا کر ہنسی تھیں آپی آپ نے بھی پڑھ لکھ کر سب گنوا دیا ہے۔ انہیں پھر تپ چڑھ گئی تھی۔۔۔ پڑھنے سے اس بات کا کیا تعلق نصابی کتابوں میں تھوڑی لکھا ہوتا ہے کہ لڑکے والے آئیں تو کیا کیا کریں۔۔۔ مینا اور انزلہ کی ہنسی رک ہی نہیں رہی تھی۔۔۔ ان کی بوکھلاہٹ کو وہ دونوں پوری طرح انجوائے کر رہی تھیں۔۔۔

جلے پیر کی بلی بنی وہ سارہ دن گھر میں ادھر سے ادھر پھرتی رہیں۔۔۔ اور جب شام میں وہ لوگ آئے تو مینا نے انہیں اچھا سا تیار کیا تو وہ گھونگھٹ نکالنے لگیں آپی آپ اب تک نہیں سمجھیں۔۔۔ اف میرے اللہ آپی آپ کا کیا بنے گا میں مذاق کر رہی تھی ایسا کچھ نہیں کرنا ٹرائی میں لے کر آ رہی ہوں آپ بس جا کر ان لوگوں کے پاس بیٹھیں اور سلام کر کے جیسے وہ سوال وغیرہ کریں نارمل انداز میں جواب دے کر تھوڑی دیر بعد واپس آجائے گا اوکے۔۔۔ بیسٹ آف لک۔۔۔

اک بات بتاؤ تم کو یہ سب کیسے معلوم ہے؟۔۔۔ وہ حیرت سے مینا کا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔۔۔

اف آپی آپ واقعی بہت بھولی ہیں ہمارے کون سے رشتے آئے ہیں جو ہمیں پتہ ہو کیا کرنا ہے۔۔۔ پر آپ نے کبھی ٹی وی ڈراموں میں نہیں دیکھا کیسے ہیروئن سر پر ڈوپٹہ لیے چائے کی ٹرائی لے کر کمرے میں جاتی ہے اور شرماتے شرماتے ساس صاحبہ کے برابر میں بیٹھ جاتی ہے وہ دو چار سوال کرتی ہیں اور لڑکی وہاں سے اٹھ کر

چلی جاتی ہے بس۔۔۔

وہ کانپتے پیروں پر چلتی بڑی مشکل سے کمرے میں داخل ہوئیں تو حلق میں کانٹے پڑنے لگے سلام تو کیا نکلتا تھا اک ہلکی سے آواز نے سب کو ان کی جانب متوجہ کیا تو ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ پلٹ کر واپس اپنے کمرے میں بھاگ جائیں کمرے میں بیٹھے ہر شخص کی نگاہ اک ساتھ ہی ان پر اٹھی تھی وہ ملکہ خاتون کے برابر میں سہمی سی بیٹھ گئیں تھیں جب کہ عمران ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ان کا بغور جائزہ لے رہے تھے مگر ان میں اتنی ہمت ہی نہیں تھی کہ اک نظر اٹھا کر اس شخص کی جانب بھی دیکھ لیں جو ان سے شادی کا خواہش مند تھا۔۔۔ عمران کے والدین اور بہنیں ملکہ اور امی جی سے سوال جواب کرتی رہیں جب کہ اک آدھ بات پوچھ کر بیٹا آپ کی تعلیم کیا ہے؟۔۔۔ کیا کرتی ہو۔۔۔ گھر کے سب کام آتے ہیں۔۔۔ یہ روایتی سوالات جن کے جواب بڑی مشکل سے جی اور نہیں میں ان کے حلق سے نکلے تھے عمران ان کے جھکے ہوئے سر اور کانپتے ہاتھوں کو بغور دیکھ رہے تھے جب مینا چائے کی ٹرالی گھسیٹتی کمرے میں داخل ہوئیں۔

نانو نے مینا کا سب سے تعارف کروایا یہ ہماری دوسرے نمبر کی بیٹی ہے۔ مینا جب کہ مینا بچو نے اپنے ازیلی اعتماد کے ساتھ نہ صرف سلام کیا تھا بلکہ چائے بنانا بھی شروع کر دیا تھا۔۔۔

جس پر عمران کی والدہ نے کہا بھئی ہم تو اپنی ہونے والی بہو کے ہاتھ کی چائے پئیں گے وہ چاہتیں تھیں کہ ان ہلکی پھلکی باتوں سے ان کی جھک ختم ہو جائے تاکہ کھل کر وہ مناحل سے بات کر سکیں مگر وہ تو منہ میں کھنکھریاں ڈالے بیٹھی تھیں۔۔۔ مینا کو بحالت مجبوری مناحل کے لیے جگہ چھوڑنی ہی پڑی۔۔۔ کانپتے ہاتھوں سے مناحل نے بڑی مشکل سے چائے بنائی چینی ڈالنے کے لیے انہیں سب سے پوچھنا پڑا کتنی چینی لیں گے۔۔۔ خیر سے یہ مرحلہ بھی پورا ہوا جب کہ وہ ساس سر کے کپ میں چینی ڈالتے ڈالتے ہاتھوں کے کاغذ کی وجہ سے ٹرالی میں چینی جو چمچے میں بھری تھی گرا بھی چکی تھیں عمران ان کی مشکل کو سمجھ رہے تھے۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے اٹھے اور اپنے کپ میں چینی اور چائے ڈال کر اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔۔۔

تھوڑی دیر بیٹھ کر جب وہ کمرے میں آئیں تو ان کا رنگ سفید لٹھے کی طرح ہو چکا تھا گویا موت سے بچ کر آئی ہوں یا کوئی بھوت اچانک سامنے آ گیا ہو۔۔۔

جاتے ہوئے عمران کی والدہ اپنی رضامندی ظاہر کر گئی تھیں۔۔۔

نانو کو لڑکا بہت پسند آیا تھا لیکن ملکہ خاتون عمران کے رنگ کو لے کر تھوڑا کشمکش کا شکار تھیں ویسے تو لڑکا بہت اچھا ہے پڑھا لکھا ہے۔ خاندان بھی بہت اچھا ہے۔ ماں بھی سادہ طبیعت کی لگیں مجھے لیکن اس لڑکے کا رنگ کچھ زیادہ ہی ساناؤلا ہے۔۔۔

لیکن نانو نے ان کی بات کو رد کر دیا تم نے دیکھا نہیں اس نے کیسے بچی کی مشکل آسان کر دی۔ خود ہی اٹھ کر اپنی چائے میں چینی بھی ڈالی اور کپ بھی اٹھا لیا ورنہ یہ لڑکی تو ساس کا کپ بھی پرچ پر ایسے لہرا ہی تھی کہ میں سوچ رہی تھی۔ چائے ابھی گری کہ ابھی گری اگر یہ لڑکے کو دیتی تو یقیناً بیچارہ آج چائے سے نہا کر ہی جاتا۔۔۔ ان کے اس بات پر مینا انزلہ اور ملکہ سمیت سب ہی ہنس دیئے تھے۔۔۔

خفگی کے ساتھ نانو۔۔۔ کا نعرہ لگاتی مناجل نانو کی بات پر منہ پھلا کر کمرے میں چلی گئی تھی۔۔۔ اور شرجیل نے اطمینان دلایا تھا کہ مجھے بھی لڑکا پسند ہے رنگت سے کیا ہوتا ہے ٹھنڈے ملک میں رہے گا تو رنگ بھی ٹھیک ہو جائے گا عادت کا اچھا ہے بس آپ لوگ بسم اللہ کریں اور آج ہی انہیں جواب دے دیں۔۔۔ یوں چٹ مگنی اور پٹ بیاہ کی مثال پر عمل کرتے ہوئے یہ شادی بس دس دن کے اندر ہونا تھی

کیونکہ اس کے بعد عمران کی فلائٹ تھی۔۔۔ مناجل آپنی بہت روٹی تھیں جب انزلہ نے انہیں یہ کہا کہ آپ اب دوسرے گھر ہی نہیں ہم سے بہت دور دوسرے ملک چلی جائیں گی لیکن شرجیل ماموں اور نانو کے سمجھانے پر وہ کسی حد تک سنبھل گئی تھیں ان کی شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں کبھی گھر میں مہندی پر گائے جانے والے گانوں کی پریکٹس ہوتی تو کبھی محلے کی بچیوں کے ساتھ مل کر انزلہ آپنی کی شادی میں ڈانڈیاں کھیلنے کی پریکٹس کرتی۔ مینا بچو اور ماما کسی ساڑھی یا دوپٹے پر نیل ٹانگ رہی ہوتیں تو کبھی جہیز کے جوڑے پیک ہو رہے ہوتے۔ شائلہ ماما بھی پوری طرح تیاریوں میں شامل تھیں باہر کے بہت سے کام شرجیل ماموں نمٹا رہے تھے گھر کی پہلی شادی تھی نانو اور ماما پیسوں کے حساب کتاب میں ہی لگی رہتیں۔ اب جہیز میں اس چیز کی کمی رہ گئی ہے کل فرنیچر بھی پسند کر کے آنا ہے درزی سے کپڑے لانے ہیں تو کبھی شادی ہال بک کروانے کے لیے ماموں کو کہتیں زیور وہ پہلے ہی بک کروا کر آ گئی تھیں مگر آخری چند دنوں میں گھر لانے کا سوچا تھا انہیں لوگوں نے مشورہ دیا تھا کہ زیور آخری

دن ہی گھر لے کر آنا حالات بہت خراب ہیں کہیں شادی کا سن کر کوئی چوری وغیرہ نہ ہو جائے وہ بھی احتیاط کے پیش نظر رک گئی تھیں۔۔۔



اعجاز آفس چلے گئے اور سمرہ، شفق اور امین کے ساتھ کچن میں کھانے کی تیاری کر رہی تھیں۔ جب کہ تینوں لڑکے اپنی بائیک پر کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ اماں بی اور رومانہ کو کوئی مہینوں بعد آمنے سامنے بیٹھ کر تنہائی میں بات کرنے کا موقع ملا تھا۔ اماں بی نے پوچھا طاہر کیسا ہے بیٹا؟ کوئی مسئلہ تو نہیں۔۔۔

نہیں مسئلہ کیا ہونا ہے بس ان کو کبھی کبھی وہی ضمیر کے جاگنے کا دورہ پڑ جاتا ہے۔۔۔ تو پوری پوری رات روتے رہتے ہیں۔ میں کئی بار سمجھا چکی ہوں کہ بچے اب بڑے ہو گئے ہیں آپ کو یوں روتا دیکھیں گے تو کیا سوچیں گے لیکن وہ تو جیسے کچھ سننے کو تیار ہی نہیں۔۔۔

اب تو ان کو کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہیے۔۔۔ ہر طرح سے انہوں نے اپنی غلطی کا کفارہ ادا کر دیا ہے۔ اپنے بچوں کی بھی اچھی تربیت کر رہے ہیں بلکہ سچ پوچھو تو مجھے زورین اور امین کی تربیت اپنے ظفر، اشعر اور شفق سے زیادہ اچھی لگتی ہے۔ تمہارے بچوں کی عادتیں بہت اچھی ہیں۔۔۔ بس اماں کیا کروں میں تو صرف سمجھا ہی سکتی ہوں اب اگر وہ نہیں مانتے تو میں کیا کر سکتی ہوں۔۔۔

کسی مولوی صاحب کے پاس بھی سالوں سے جا رہے ہیں۔ ان کا درس سن کر سکون محسوس کرتے ہیں میں نے تو انہیں وہاں جانے سے بھی نہیں روکا ہے۔۔۔

اچھا ہے اگر وہ سکون میں رہتا ہے تو جانے دو۔ چار اچھی باتیں ہی تو سیکھے گا۔۔۔ اماں اچھی باتیں ہی تو سیکھ کر اپنے گناہ کا اور زیادہ شدت سے احساس ہوتا ہے یہی تو مشکل ہے۔۔۔ اگلے دن پھر پورا دن رات مصلہ بچا کر بیٹھے روتے رہتے ہیں لیکن اک دن میں سکون ہو جاتا ہے۔ پندرہ بیس دن آرام سے گزر جاتے ہیں لیکن اگر نہیں جاتے تو ساری ساری رات سگار پیتے پیتے لان میں ٹہکتے رہتے ہیں۔۔۔ کوئی بات نہیں تمہیں تو کچھ نہیں کہتا بس تم خوش رہا کرو۔ گھر کا ماحول خوشگوار رکھو گی تو وہ بھی خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ کوشش تو کرتی ہوں اماں لیکن کبھی کبھی مجھے بھی لگتا ہے ہم نے ٹھیک نہیں کیا۔۔۔

اب تمام باتوں کو بھول جاؤ بس جو ہو گیا وہ ہو گیا اب پچھتانے سے کچھ نہیں ہوگا۔ اماں نے رومانہ کو تسلی دی دروازے کے کھلنے کی آواز پر دونوں ہی چوکی تھیں۔ سمرہ اندر داخل ہوئیں۔ تو رومانہ نے انہیں مخاطب کیا بھا بھی کیا کرنے لگ گئیں آپ اتنی گرمی میں۔۔۔ رومانہ نے بات کا رخ بدل دیا تھا

بس تھوڑا سا کچھ اچھا تو بنانا ہی چاہیے نا آخر تم لوگ بھی تو مہینوں سالوں کے بعد آتے ہو۔۔۔ چند دن کی بات ہے پھر دیکھو کب آتے ہو۔۔۔ سمرہ پورے خلوص سے کہہ رہی تھیں اب آپ لوگ آئیے گا۔۔۔ رومانہ نے انہیں کھلے دل سے دعوت دی۔۔۔

ارے سال بھر پہلے تو آئے تھے ہم سب اب بچوں کے کالج یونیورسٹی کی پڑھائی ہو گئی ہے ذرا مشکل ہوتا ہے نکلنا اور پھر اماں کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں رہتی ان کے لیے سفر کرنا ذرا مشکل ہوتا ہے۔۔۔

یہ تو ہے بچوں کی تعلیم کو پہلے دیکھنا پڑتا ہے۔۔۔

جی بالکل آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں یہ تو ہے ہماری بھی پہلی توجہ بچے ہی ہیں بعد میں اپنی زندگی کے بارے میں سوچتے ہیں۔۔۔

رومانہ میں پوچھنے آئی تھی یہ دونوں بچے میٹھے میں کیا چیز شوق سے کھاتے ہیں وہی بنا لیتی ہوں۔۔۔

جو بھی آسانی سے بن جائے بنا لیں بھابھی میرے بچوں کے کوئی نخرے نہیں ہیں سب کچھ کھاتے ہیں آپ ان کے آگے کر لیے کا حلوہ بھی رکھ دیں گی تو بغیر چوں چوں کئے خاموشی سے کھالیں گے۔۔۔ رومانہ مسکرا رہی تھیں۔۔۔

خوش قسمت ہو جو اتنی اچھی اولاد ملی ہے اک ہمارے بچے ہیں کچھ بھی پکا لو کوئی نہ کوئی مسئلہ رہتا ہے اک کو کچھ پسند ہے تو دوسرے کو کچھ اور۔۔۔ سمرہ کا بقی انداز میں کہہ رہی تھیں

جی یہ تو ہے میرے بچے دوسرے بچوں کی نسبت زیادہ نخرے لیتے نہیں ہیں لیکن میں نے ان کی تربیت پر بہت محنت کی ہے شروع میں یہ لوگ بھی بہت نخرے کرتے تھے پھر آہستہ آہستہ سب کھانے لگے۔۔۔

مجھے تو تمہارا زورین بہت ہی اچھا لگتا ہے ماشا اللہ اتنا سمجھ دار ہے اور ہر ایک کی پروا کرنے والا ابھی میں تھک کر بچن میں بیٹھ گئی تھی تو جلدی سے اک گلاس پانی کا بھر کر لایا بیڑی امی پانی پی لیں گرمی بہت ہو رہی ہے۔

بہت سلجھا ہوا بچہ ہے۔۔۔ سمر اکواس کی ہر بات اچھی لگتی تھی۔

جی بالکل!! اس میں مجھ سے زیادہ ان کے بابا کی تربیت کا ہاتھ ہے وہ تو ہر وقت ان کو کچھ نہ کچھ بیٹھ کر سمجھا تے رہتے ہیں بچوں کے ساتھ بچے بن جاتے ہیں۔ کبھی ان کے ساتھ کرکٹ کھیل رہے ہیں تو کبھی ریس لگا رہے ہیں۔۔۔ بس چھٹی والے دن تو سارا دن گھر بھر میں ہلا گلا مچا رہتا ہے۔۔۔



مناعل بجو کے مایوں سے اک دن پہلے شرجیل ماموں زیور لینے گئے تھے۔ واپس آئے تو ان کے سر پر زخم لگا ہوا تھا۔ ماتھے سے خون بہہ رہا تھا اور کپڑے کسی حد تک مٹی سے گندے اور پھٹے ہوئے ہو رہے تھے جیسے کسی سے لڑ کر آ رہے ہوں وہ گھر میں داخل ہوئے تو نانا اور ملکہ خاتون جولان میں ہی بیٹھی تھیں ان کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ وہ دونوں فوراً ان کے پاس پہنچیں۔۔۔

شرجیل یہ کیا ہوا امی جی نے ان کی حالت دیکھتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔۔۔ وہ کچھ نہ بولے ان کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے۔۔۔ پانی پلا دیں پہلے اور لان میں رکھی چیئر پر آ کر بیٹھ گئے ان کی سانس پھول رہی تھی جیسے پیدل بہت دور سے چل کر آ رہے ہوں۔۔۔

تھوڑی دیر بعد جب ان کے حواس کچھ بحال ہوئے تو کہنے لگے میں دکان سے زیور لے کر نکلا ہی تھا کہ مجھے محسوس ہوا کہ کوئی پیچھا کر رہا ہے میں گلیوں گلیوں ان سے بچتا سڑک تک آ گیا تھا جب ہی دوڑ کے بانیٹ پر میری موٹر سائیکل کے سامنے آ کر رک گئے اور بولے زیور دو ان کے ہاتھ میں گن تھی انھوں نے میری مزاحمت پر میرے سر پر گن کا پچھلا حصہ بھی مارا تھا میں لڑکھڑا کر گرنے لگا تو دوسرے نے تیزی سے بانیٹ پکڑ لی اور مجھے بائیک سے اتار کر وہ بھی لے گئے والٹ بھی لے گئے اور جاتے ہوئے میرے شور مچانے پر میرے سر پر اک بار پھر نیک سے اتار کر وہ بھی لے گئے والٹ بھی لے گئے پہلے تھانے گیا تھا اپنی بانیٹ اور زیور کی چوری کی رپورٹ کروانے پھر گھر آیا ہوں۔۔۔

ہائے میری بچی کا زیور کہہ کر ملکہ خاتون آنسوؤں سے رونے لگی تھیں۔۔۔

ملکہ بھابھی مجھے بہت افسوس ہے کہ میں اپنی بچی کا زیور نہیں بچا سکا میں نے بہت مزاحمت کی لیکن انہوں

نے میرے سر پر پستول کا دست مارا میں لڑکھڑا کر گر گیا اور جب ہوش آیا تو لوگ میرے چاروں جانب جمع تھے جب کہ سب زیور اور میرا الٹ وغیرہ غائب ہو چکا تھا۔۔۔ میں تو خود بڑی مشکل سے آیا ہوں میرے بس میں اگر ہوتا تو شام تک کا زیور اٹھا کر دے دیتا لیکن میں وہ بھی نہیں کر سکتا کہ میرے پاس وہ بھی نہیں ہے۔ اور اب بائیک بھی نہیں کہ وہ ہی بیچ کر اس مشکل وقت میں بچی کے زیور کے لیے کچھ کر سکتا۔

گھر کا ماحول جیسے سوگوار ہو گیا تھا۔ مناجل آپنی نے تو رو کر اپنی آنکھیں سجائی تھیں۔ مینا بھو انہیں اور نانو، شرجیل ماموں اور ماسب کو سمجھا رہی تھیں کبھی کسی کو پانی پلاتیں تو کبھی کسی کو تسلی دیتیں۔ جب کہ انزلہ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے اس کی خوشی کے راستے میں جیسے اسپید بریکر آ گیا تھا۔ خیر جیسے تیسے کر کے ملکہ خاتون نے تھوڑا بہت زیور کر کے بچی کی شادی تو کر دی لیکن یہ ملال ان کے دل کو لگ گیا تھا ایسے خبیث لئیرے ہوتے ہیں یہ بھی نہیں سوچا یتیم بچی کی شادی کا زیور ہے۔۔۔۔۔

انہیں اس سے کیا مطلب انہیں بس پیسا چاہیے جب حرام منہ کو لگ جائے تو ضمیر اپنے آپ مر جاتا ہے۔ ملکہ خاتون نے اپنی رکھی ہوئی اک چین دو چوڑیاں مناجل کو زیور کے نام پر دیں۔ عمران کے گھر والے اور خود وہ بھی اچھے تھے جو کسی نے برائے نام زیور کو دیکھنے کے بعد بھی کچھ نہ کہا اور انہیں تسلی دی تھی کہ اس بچی کے نصیب سے اسے بہت ملے گا آپ پریشان نہ ہوں۔

رخصتی کے بعد چند مہینے کا غذات بننے میں لگے اور اس کے بعد مناجل اپنے پیار کے پاس بیرون ملک سدھار گئی تھیں۔

☆.....☆.....☆

اماں کو رومانہ کے پرسکون چہرے کو دیکھ کر وہ دن یاد آ گئے جب رومانہ کراچی میں رہتی تھیں اور اماں کے گھر صبح ہی صبح اچانک آ گئی تھیں۔۔۔۔۔

اسلام علیکم!! اماں کیسی ہیں؟ رومانہ اپنے میکے کے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی اماں کو سلام کرتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

ارے میری بچی آئی ہے وعلیکم سلام جیتی رہو۔ خوش رہو آبا د رہو۔ پھولو پھلو۔۔۔ تم سناؤ کیسی ہو؟۔۔۔

ٹھیک ہوں اماں۔۔۔ رومانہ کی آواز میں بیزاریت صاف دکھ رہی تھی۔۔۔

اماں تو جیسے ہول ہی گئیں سب ٹھیک ہے نابیٹا تم اداس اداس کیوں لگ رہی ہو؟ کوئی بات ہوئی ہے؟ طا ہر ٹھیک ہے؟ لڑائی تو نہیں ہوئی تم دونوں کی؟ طا ہر کہاں ہیں؟۔۔۔ اماں نے اک لمحہ میں ہزار سوال داغ دیے تھے ہاں سب ٹھیک ہے وہ چادر اتار کر دوپٹہ اوڑھتے ہوئے بولی لیکن اماں کے دل کو کہاں سکون آیا تھا تم دونوں کی لڑائی ہوئی ہے کیا؟ وہ اندر کیوں نہیں آیا؟۔۔۔

انہوں نے اک اور سوال کر دیا تھا رومانہ اب اماں کے کمرے میں رکھے بیڈ پر بیٹھ چکیں تھیں کوئی لڑائی نہیں ہوئی ہے انہیں جانا تھا آفس دیر ہو رہی تھی اس لیے مجھے چھوڑتے ہوئے چلے گئے گھر جاتے ہوئے لے جائیں گے۔۔۔

اس کا اطمینان دیکھ کر اماں کے دل کو کچھ تسلی ہوئی۔۔۔ مائیں بیٹیوں کے مستقبل کے لیے ہر لمحہ فکر مند رہتی ہیں۔۔۔ ہاں چلو یہ بھی ٹھیک ہے تم بھی تو سارا دن بور ہو رہی ہو شام میں چلی جانا۔۔۔ وہ صرف اثبات میں سر ہلا کر رہ گئی۔۔۔

سمرہ بھا بھی کہاں ہیں؟ رومانہ نے گھر میں خاموشی دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ سمرہ کی ماں اور بھائی آئے ہوئے ہیں امریکہ سے تو میں نے ہی کہا چلی جاؤ دو دن ان کے ساتھ بھی رہ کر آجاؤ۔ پورے چار سال بعد آئے ہیں۔ اماں نے اپنا بستر تہہ کرتے ہوئے کہا ہمہ۔۔۔ وہ اماں کی بات سن کر ہنکارہ بھر کر رہ گئی پھر کچھ خیال آتے ہی پوچھ بیٹھی کتنے دنوں کے لیے آئے ہیں۔

اماں اپنی رو میں چادریں تہہ کرتے کمرہ سمیٹتے ہوئے ہاں کوئی مہینہ دو مہینہ تو رکھیں گے ابھی۔۔۔ رومانہ بہت نارمل انداز میں پوچھتے ہوئے آپ نہیں گئیں ان لوگوں سے ملنے۔۔۔ نہیں کل گئی تھی نامیں جب سمرہ کو چھوڑنے گئے تھے تو میں بھی اعجاز اور سمرہ کے ساتھ چلی گئی تھی کوئی دو گھنٹے بیٹھی رہی سمرہ کی امی تو ویسی کی ویسی ہی بنی ہوئی ہیں جیسے سمرہ کی شادی کے وقت تھیں ان چار سالوں میں کوئی فرق ہی نہیں پڑا ان پر ہم بوڑھے لگنے لگے۔۔۔

رومانہ انہیں تسلی دیتے ہوئے اب ایسی بھی بوڑھی نہیں لگتیں آپ ابھی تو جوان ہیں میری اماں وہ بڑے لاڈ سے ماں کے گلے میں ہاتھ ڈال کر جھول گئی۔۔۔

اماں بھی بڑے پیار سے۔۔۔ ارے چلو چھوڑ یہ بتاؤ ناشتہ کر لیا تم نے کہ کچھ بنا دوں۔۔۔ جی اماں کر کے آئی ہوں آپ نے نہیں کیا تو میں بنا دوں۔۔۔ رومانہ نے محبت سے پوچھا نہیں میں نے تو صبح اعجاز کے ساتھ ہی کر لیا تھا۔۔۔ اماں نے جواب دیتے ساتھ ہی سوال بھی کر دیا اچھا یہ بتاؤ طاہرات کھانا یہیں کھائیں گے؟ کچھ خاص بنا لیتے ہیں۔۔۔ ہاں ظاہر ہے میں تو یہاں ہوں تو وہاں کون کھا نا بنائے گا یہیں ہی کھائیں گے آپ رہنے دیں میں بنا لیتی ہوں بریانی بنا لوں اور ساتھ چکن کڑاھی بنا لیتی ہوں اور میٹھے میں شامی ٹکڑے ٹھیک ہے۔۔۔ وہ اجازت لیتی نگاہوں سے ماں سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

چلو ٹھیک ہے لاؤ مجھے پیاز اور ٹماٹر دے دو میں کاٹ دیتی ہوں اور ذرا فریزر میں دیکھو چکن ہے یا ختم ہو گئی اب مجھے تو چکن کا کچھ معلوم نہیں ہوتا سب سمرانے ہی سنبھال رکھا ہے۔ تم مجھے یہ بتاؤ۔۔۔ کیا ہوا تم ڈاکٹر کے پاس گئیں تھیں کیا کہا ڈاکٹر نے۔۔۔

کیا کہنا ہے اماں سب کچھ ٹھیک ہے ان کے بھی سارے ٹیسٹ ہو چکے ہیں اور میرے بھی ساری رپورٹس کلیئر ہیں بس اب اللہ جب چاہے گا۔۔۔ وہ آدھی بات چھوڑ کر چپ ہو گئی۔ ہاں بیٹا۔۔۔ اک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے۔۔۔ اللہ کی مصلحت ہوگی۔ تم پریشان نہ ہوا کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تمھاری گود ضرور بھرے گی۔۔۔ اماں میں تو ان سے کہہ چکی ہوں کہ کوئی بچہ گود لے لیتے ہیں لیکن یہ مانتے ہی نہیں۔۔۔

کوئی بات نہیں بیٹا ٹھیک ہی تو کہتا ہے وہ معلوم نہیں کس کی اولاد ہوتی ہے ذرا صبر سے کام لو لوگوں کے گھر تو بیس بیس سال بعد بھی اولاد ہو جاتی ہے ابھی تمھاری شادی کو تو صرف چھ سال ہی ہوئے ہیں۔۔۔ میں نے تو ان سے دوسری شادی تک کا کہہ دیا تھا کہ آپ کر لیں لیکن وہ تو۔۔۔

کیا!!!۔۔۔ اماں اک دم ہی اچھل پڑیں۔۔۔ کیا کہہ رہی ہو!!! اپنے ہوش میں تو ہوتی تھیں پتہ بھی ہے دوسری شادی کا مطلب۔ تمھاری زندگی عذاب ہو جائے گی کب آئے گی تمھیں عقل انتہائی بے وقوفی کی تم نے۔

وہ تو شریف آدمی ہے جو انکار کر رہا ہے ورنہ کوئی اور ہوتا تو اس موقع سے فائدہ اٹھا کر فوراً شادی کر بھی لیتا آئندہ تمہارے منہ سے ایسی کوئی فضول بات نہ سنوں میں۔۔۔ بے وقوف کہیں کی اماں کو اچانک ہی اس پر غصہ آنے لگا تھا۔ وہ کیا کچھ کہہ رہیں تھیں لیکن وہ خاموشی سے سب سنتی رہی

اب نہیں کروں گی نہ ایسے۔۔۔ اس موضوع کو بند کرنے کے لیے اس نے پھر ٹا پک چینج کر دیا تھا۔
آج نئی ترکیب سے بناتی ہوں بریانی یہ ٹی وی پر سیکھی تھی گھر میں بنائی تھی۔ انھیں تو بہت پسند آئی۔۔۔
اماں نے اپنے غصہ پر کسی حد تک قابو پا لیا تھا اور اب خاموش تھیں۔ اس نے اس خاموشی کو توڑنے کے لیے وہ ہمارے۔۔۔ چھوٹے ظفر اور اشعر کیسے ہیں؟۔۔۔ رومانہ نے پوچھا

اماں اس کے جواب میں بولیں۔۔۔ ہاں ٹھیک ہیں بہت شرارتی ہو گئے ہیں۔ موسم بدل رہا ہے۔ ظفر کو زکام ہو گیا ہے اور اشعر اسے تو بس باہر جانے کی پڑی رہتی ہے۔ جہاں باپ آفس سے آیا کہتا ہے مجھے باہر لے کر چلو اعجاز کی تو جان ہے ان دونوں بچوں میں باہر لے کر جاتے ہیں چاہے کتنا ہی تھکے ہوئے کیوں نا ہوں۔۔۔ سمرہ یہی تو کہتی ہے سارا دن ہم ان دونوں کے ساتھ لگے رہیں اور بابا کی شکل دکھتی ہے تو ہمیں بھول کر بابا کی گود میں چڑھ جاتے ہیں۔

رومانہ اور اماں دل سے ہنس رہیں تھیں۔۔۔
ہاں میں ان دونوں کے لیے کھلونے لائی تھی بس گھر سے جلدی جلدی میں نکلی ان کو آفس کے لیے دیر ہو رہی تھی تو ٹیبل پر ہی بھول آئی اگلی بار آؤں گی تو ضرور لاؤں گی۔ اماں ماضی سے حال میں لوٹ آئی تھیں اور اب رومانہ سے باتیں کر رہی تھیں۔



اصغر علی نے بڑی محنت سے اک چھوٹی سی دکان کھول لی تھی۔ گھر کے حالات اب قدرے بہتر ہو گئے تھے انہوں نے اک نئی موٹر سائیکل بھی لے لی تھی وہ صبح نوکری کرتے اور شام میں اپنی اس کریا نے کی دکان پر بیٹھ جاتے۔ انس اب بڑا ہو رہا تھا اور انہیں اس کے مستقبل کی فکر تھی وہ جانتے تھے کہ انس ذہین ہے اور اس کے میٹرک میں اچھے نمبر آجائیں گے لیکن دو سال بعد جب اسے کسی پریکٹیکل کالج میں داخلہ دلانے کی بات ہوگی تو ان کی

پاس اک خلیفہ رقم ہونی چائے تاکہ بیٹے کو اس کے خوابوں کی تعبیر دلا سکیں۔۔۔ انہیں اس بات کا بھی احساس تھا کہ ساری زندگی اپنے بچے کی ضرورتوں کا گلہ گھونٹتے رہے ہیں مگر اب انہیں اسے اعلیٰ تعلیم تو دلانی ہی ہے۔۔۔ نفیسہ اور اصغر علی کھلی آنکھوں سے بیٹے کے لیے خواب دیکھنے لگے۔۔۔

نفیسہ اپنے نفس پر آج بھی قائم تھیں۔ زندگی کی گہرائی کو اتنے قریب سے دیکھا تھا کہ اب جب حالات بہتری کی جانب بڑھنے لگے تو شکر اور ذہنی آسودگی خوشی بن کر ان کے چہرے سے چھلکتی نظر آتی تھی۔۔۔ آج تک انہوں نے اپنی وراثت کے حق کے لیے آواز نہیں اٹھائی تھی لیکن شاہین بھابھی اور زاہد بھائی کو بھی اس بات کا خیال نہیں آیا تھا ان ہی دنوں ملک میں بڑے پیمانے پر الیکشن کمپین چلنی شروع ہو گئی تھی۔ ان ہی الیکشن کے دوران اک سیاسی جماعت کے ساتھ زاہد بھائی نے بھی حصہ لیا تھا اور زاہد بھائی ایم این اے بن گئے تھے

شاہین بھابھی نے اپنے گھر پر بڑی زوردار پارٹی رکھی تھی یہ گھر اب صرف گھر نہیں رہا تھا۔ محل بن چکا تھا ان کے گھر میں نوکروں کی فوج کے ساتھ ساتھ گھر کی گاڑیوں اور دیگر آرائشی اشیاء کا بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ وہ سب بمع فیملی ہر چھٹیوں میں دنیا بھر کے ٹور پر جا چکے تھے یہی وجہ تھی کہ گھر بھانت بھانت کے ڈیکوریشن پیسز سے بھرا ہوا تھا۔۔۔ ٹی وی پر زاہد بھائی کے الیکشن جیتنے کی خبریں چل رہی تھیں۔ بچھلی مرتبہ بھی بھابھی نے بہت کچھ کہا تھا کہ تم کو بھائی کے جیتنے کی کوئی خوشی نہیں ہوئی ساری دنیا نے مبارکباد دی لیکن تم سے یہ بھی نہ ہو سکا نفیسہ کا دل چاہا کہ بھائی کو ان کی کامیابی پر جا کر مبارک باد دے دیں ہمیشہ تو وہ ان کے الیکشن جیتنے پر فون ہی کر دیتی تھیں لیکن اس بار انہوں نے سوچا کہ کیوں نا خود ان کے گھر جا کر مٹھائی دے آئیں آخر کو ان کے سگے بھائی ہیں اور ان کی کامیابی پر ہم جشن نہ منائیں گے تو کون منائے گا؟

اصغر علی ٹالنے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے۔۔۔ جلدی کیا ہے چلی جانا۔۔۔ دواک دن میں چلے جائیں گے۔۔۔ ابھی نئے نئے جیتے ہیں بہت سے لوگ آرہے ہونگے۔۔۔ میری دکان چھوڑ کر کیسے چلا جاؤں مہینے کی شروعات ہے لوگ پورے پورے مہینے کا سودا گھر میں ڈلواتے ہیں میں چلا گیا تو بہت نقصان ہوگا۔۔۔ تم انس کے ساتھ چلی جاؤ۔۔۔ مجھے کام ہے میں نہیں جاسکتا۔۔۔

انہیں سب ٹال مٹول میں کوئی مہینہ گزر گیا فون تو وہ اس بار بھی کر چکی تھیں مگر خود جا کر بھی انہیں مبارکباد دینا

چاہتیں تھیں۔۔۔

مگر آپ چلتے تو مجھے اچھا لگتا۔۔۔ نفیسہ نے اک بار پھر کوشش کی مگر اصغر علی نہ مانے تو ان کے بغیر جانے کا ہی ارادہ کر لیا

اصغر علی نفیسہ کو خود جانے سے انکار تو کر چکے تھے لیکن انہیں جانے سے نہیں روک سکے۔۔۔ نفیسہ خوش پوشی کے حالات میں پلی بڑی تھیں اس لیے اوڑھنے پہننے کا سلیقہ رکھتی تھیں۔ نفاست اور سلیقہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا نفیسہ بہت دل سے تیار ہو کر اپنا نیا ریشمی جوڑا پہن کر تیار ہو گئی تھیں ہلکا سا میک اپ اور سلیقے سے بنے جوڑے نے ان کی شخصیت کو بہت باوقار بنا دیا تھا جب کہ انس بھی اپنے حساب سے کافی اسماٹ لگ رہا تھا سفید پوشی میں اپنے حالات کو چھپانا انہیں بہت اچھے طریقے سے آتا تھا یہی وجہ تھی کہ کہیں باہر جاتے تو کوئی پہچان نہ سکتا تھا کہ ان کے گھریلو حالات کیا ہیں؟ وہ دونوں مٹھائی خرید کر زائد کے گھر پہنچے تو گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا نوکر نفیسہ کو ڈائریکٹ ہی ڈرائنگ روم میں لے آیا تھا اور چونکہ شاہیں کو اس چیز کی توقع نہیں تھی اس لیے اچانک نفیسہ کو دیکھ کر گھبرا گئیں مگر اتنے لوگوں کے سامنے انہیں کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھیں۔۔۔ نفیسہ!! تم کب آئیں یہ کہتے ہو؟ شاہیں نے پکارا تو نفیسہ کی نظر اپنے بھائی پر پڑی جو شاہیں کے برابر میں بیٹھے تھے تو بے ساختہ ہی سلام کر دیا جسے گردن کے اشارے سے جواب دیا گیا شاہن نے پجوشن کو بڑی تیزی سے کور کیا تھا۔۔۔

وہ ڈرائنگ روم سے انہیں لے کر اپنے بیڈ روم میں آ گئیں تم یہاں بیٹھو آرام سے اصل میں یہ سب ان کے سیاسی پارٹی کے رکن ہیں ان کی جیت کی خوشی میں آئے ہیں تو تم یہاں بیٹھو میں ابھی تھوڑی دیر میں آتی ہوں۔۔۔ یہ کہتے کہتے انہوں نے کمرے کا سی آن کیا اور دروازہ بند کرتی ہوئی اک بار پھر اپنے معزز مہمانوں کے پاس چلی گئیں نفیسہ اور انس بیٹھے بیٹھے بور ہونے لگے جب کوئی آدھا پون گھنٹہ ہو گیا تو اک نوکر کھانے پینے کی کچھ اشیاء کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ نفیسہ سے رہا نہیں گیا۔۔۔ ہم کھانے تھوڑی آئے تھے زائد بھائی کہاں ہیں ان سے ملنے آئے تھے

وہ توجی اسلام آباد چلے گئے۔۔۔

کیا؟۔۔۔ نفیسہ بیٹے کو اور انس ماں کی شکل دیکھ رہے تھے۔

اب ہمیں کیا کرنا چاہئے تکلیف اور غصہ دونوں بیک وقت ان کے اعصاب پر سوار ہونے کو تیار تھے۔ بے عزتی کا احساس ان کے روم روم کو چھو رہا تھا۔ انس ابھی میٹرک کر رہا تھا مگر اتنا سمجھدار ضرور ہو گیا تھا کہ رویوں کو پہچان سکے کسی نے کچھ نہیں کہا تھا لیکن پھر بھی نفیسہ کو اس مرتبہ پہلے سے کہیں زیادہ ہتک محسوس ہوئی تھی۔۔۔ مگر پھر بھی وہ خاموشی سے نوکر کی بات سن رہی تھیں۔۔۔

جی ابھی دس منٹ پہلے نکل گئے۔۔۔ اور نفیسہ بیٹے کی شکل دیکھتے ہوئے اک بار پھر دکھی ہو گئی تھیں اور بھابھی کہاں ہیں؟۔۔۔

وہ تھوڑی دیر میں آجائیں گی انکی پارٹی چل رہی ہے آپ لوگ ناشتہ کریں۔۔۔
ہم ناشتہ کرنے نہیں آئے تھے ہم تو ملنے آئے تھے۔۔۔

نفیسہ کے دل میں اک ہوک سی اٹھی بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے نکلیں اور سیدھی کارپڈور کر اس کر رہی تھیں جب عروبہ کو اپنے دوستوں کے ساتھ انجوائے کرتے دیکھا فل ولیم میں میوزک بج رہا تھا جس پر وہ بہت پھرتی سے ناچ رہی تھی اور اس کے دوست جن میں لڑکے لڑکیاں سب شامل تھے دیکھ دیکھ کر تالیاں اور سیٹیاں بجا رہے تھے۔۔۔ اک لمحے کو ان ماں بیٹے پر نظر پڑتے ہی وہ رکی تو سب کی نظر اس کی نظروں کے تعاقب میں نفیسہ اور انس پر پڑیں کسی نے اس سے پوچھا کون ہے؟ تو اس نے کہا ہمارے جاننے والے ہیں۔۔۔ غریب ہیں بے چارے ماما نے بلایا ہوگا شاید بابا کی جیت کی خوشی میں کچھ دینا ہوگا ایسے بہت سے لوگ پیسے ملنے کی آس میں آجا تے ہیں۔۔۔

اس نے اتنی نفرت سے کہا کہ نفیسہ کا تو دل چاہا کہ ابھی جا کر اس بالشت بھر کی لڑکی کی زبان گدی سے کھینچ لیں لیکن وہ بھی مجبور تھیں جب بھائی نے ہی ملنا تک پسند نہ کیا تھا تو اس کی نظر میں پھوپھو کی کیا اہمیت ہونی تھی۔۔۔ دل پر جبر کرتی وہ اب گھر سے باہر آگئیں مٹھائی کا ڈبہ وہ پہلے ہی شاہیں بھابھی کی ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ چکی تھیں۔۔۔ اور رکشہ کر کے اک بار پھر اپنے گھر لوٹ آئی تھیں جہاں حق حلال کی دو وقت کی روٹی اور تن ڈھانپنے کو کپڑے تھے مگر عزت اور مان کے ساتھ۔۔۔

گھر پہنچیں تو راستے میں دل بھر کر آنسو بہا چکی تھیں اس لیے اب ان کا دل قدرے پرسکون تھا بیٹے کو اصغر علی

کو کچھ بھی بتانے سے منع کرتی وہ گھر میں داخل ہوئیں تو اصغر علی ان کے چہرے پر آنسوؤں اور سرخ پڑتی ناک کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ کچھ تو ہوا ہے لیکن چونکہ بیوی کا دل نہیں دکھانا چاہتے تھے اس لیے کچھ بھی نہیں پوچھا۔

☆.....☆.....☆

دن مہینوں اور مہینے سالوں میں تبدیل ہوتے چلے گئے لیکن اس پنڈی والے گھر کا کچھ بھی نہ ہوسکا نہ تو کوئی اسے خریدنے کو تیار تھا اور نہ ہی کرائے پر آنے کو باقی کی پر اپرٹی کا کرایہ شرجیل باقاعدگی سے امی جی کے ہاتھ پر رکھتے تھے نا صرف یہ بلکہ کسی گھر میں کوئی کام نکل آتا تو ملکہ بھابی کی اجازت لے کر کام کرواتے اور بعد میں ساری رسیدیں بھی ان کے حوالے کرتے۔۔۔

اس گھر کا تو کتنا اچھا کرایہ آرہا تھا پینسٹھ ہزار کرایہ کم تو نہیں ہوتا میں تو اسی رقم سے بچیوں کی شادی کے لیے جمع کر رہی تھی کہ ان کو بھی تو بیاہنا ہے۔۔۔ امی جی نے پریشان ہوتے ہوئے شرجیل سے کہا۔
آپ فکر نہ کریں امی جی میں کچھ دن بعد پھر جاؤں گا کوشش کروں گا کہ کوئی کرائے دار مل جائے کوئی اک باردو چار مہینے کے لیے بھی آگیا تو کہنے کو ہوگا کہ یہ ساری باتیں پھیلائی ہوئی ہیں۔۔۔ گرمی میں چل کر تو مجھے چکر آنے لگے۔۔۔ شرجیل ماموں نے اب بھی صرف تسلی دی تھی۔

ارے شرجیل بیٹا تم آرام کرو اور شائلہ بیٹا انہیں کوئی شربت وغیرہ بنا کر دو۔۔۔ شائلہ کو تم بھی کر کے امی جی اپنے پورشن میں تو آگئی تھیں لیکن ٹینشن سے ساری رات نیند نہیں آسکی۔

مینا بچو نے بی اے پاس کیا تھا اور ان کے لیے بھی آج کل اک رشتہ آیا تھا امی جی نے شرجیل ماموں سے اسی سلسلے میں بات کرنی تھی۔۔۔

شائلہ بیٹی وہ شرجیل بیٹا آجائیں تو تم بھی ان کے ساتھ ذرا گھر آ جانا اک کام ہے امی جی نے سیڑھیاں اتر تی شائلہ کو جو شاید کچھ سامان خریدنے جا رہی تھیں روک کر کہا تھا۔۔۔
ٹھیک ہے امی جی۔۔۔

رات میں وہ دونوں ان کے گھر موجود تھے جب امی جی نے ملکہ بیٹی، شائلہ اور شرجیل سے کہا۔۔۔ میں نے اس لیے تم سب کو بلایا ہے کیونکہ مینا کے لیے محلے سے اک رشتہ آیا ہے لڑکا برسرِ زرگار ہے۔ شکل صورت کا بھی

نیوٹ تھی کسی وقت بھی جاسکتی تھی۔۔۔ دوسری مرتبہ لڑکے کی ماں بہت تیز مرج لگتی تھیں اتنی تیز ساس کے ساتھ مینا کیسے گزارہ کرے گی۔ تیسرا رشتہ لڑکے والوں نے جہیز کی ڈنڈا لڑکی تھی۔ چوتھا لڑکے کی نوکری بینک میں تھی کیا ہماری بچی سود کی رقم کھائے گی۔ استغفار۔۔۔ پانچواں لڑکے کی دو بڑی بہنوں کی شادیاں نہیں ہوئی تھیں اب ہوگئی بھی یا نہیں۔۔۔ اس طرح ہر لڑکے میں اتنی بڑی خامیاں بتائی جاتی کہ ملکہ خاتون ان کی بات سے اتفاق کئے بنا رہ نہیں پاتیں سادہ لوح امی جی بھی باتوں میں آ جاتیں۔۔۔ مگر ہر مرتبہ کی طرح اس بار بھی دل ہی دل میں یہ دو گھریلو سی خواتین (ملکہ خاتون اور امی جی)، شرجیل کی بہت شکر گزار تھیں عین وقت پر انہوں نے مینا کو بچا لیا تھا ورنہ بعد میں معلوم ہوتا تو پھر کیا کر سکتے تھے۔۔۔

شرجیل انہیں مزید ہدایات دیتے ہوئے کہہ رہے تھے۔۔۔ اور میرا خیال ہے کہ آپ لڑکے والوں کو انکار کرتے ہوئے کوئی بہانہ کر دیں یہ نہ بتائیں کہ ہم کیوں انکار کر رہے ہیں۔۔۔ ہم کسی کی دشمنی مول نہیں لے سکتے یہ بچیوں والا گھر ہے میں اکیلا آدمی کہاں کہاں دیکھوں گا بس کوئی بھی بہانا کر دیجئے گا کہ اس کے لیے خاندان سے کوئی رشتہ آیا ہوا ہے ہم ابھی اس کی شادی نہیں کرنا چاہتے وغیرہ وغیرہ کوئی بھی بہانا چلے گا مگر اس رشتے کے لیے میں راضی نہیں ہوں۔۔۔

اس طرح شرجیل نے اپنے خلوص سے ماما اور نانا کو اپنی محبت اور ہمدردی کا مزید مقروض کر لیا۔۔۔ اس انکار کے بعد شرجیل ماموں نے ایک میرج بیورو سے رابطہ کیا تھا اور مینا بچو کے لیے بھی اپنی پسند کے ایک لڑکے کا انتخاب کیا تھا۔۔۔

☆.....☆.....☆

چند دن بعد شاہین بھابھی کا فون آیا تھا۔ تم بھی کتنی عجیب عورت ہو نفیسہ تمھاری خاطر میں نے جلدی جلدی تمام مہمانوں کو بھگا دیا کہ تم سے مل لوں لیکن جب میں کمرے میں آئی تو تم جا چکی تھیں تم لوگوں نے کچھ کھایا بھی نہیں کیا تمھیں بھائی کے الیکشن جیتنے کی خوشی نہیں ہوئی؟

۔۔۔ نہیں بھابی ہمیں تو بہت خوشی ہوئی تھی اسی لیے تو ہم آئے بھی تھے لیکن شاید بھائی کو ہمارا اپنے گھر آنا پسند نہیں آیا تب ہی تو ہم سے ملے بغیر ہی چلے گئے۔۔۔ نفیسہ سالوں سے ہر بات سر جھکا کر سن لیتی تھیں لیکن آج

ان کا غصہ آسمان کو چھو رہا تھا۔۔۔ اور انہوں نے بھی جواب دے ہی دیا جس کی شاہین تو قہقہہ نہیں کر رہی تھیں۔۔۔ شاہین کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔۔۔ وہ ہمیشہ کہتی تھیں لیکن سننے کی تاب ان میں نہ تھی۔۔۔ یہ کس انداز میں بات کر رہی ہو تم مجھ سے۔۔۔ شاہین کی زبان سے مٹھاس کا سارہ ذائقہ ہٹ چکا تھا اور اب لہجے میں صرف کڑواہٹ بھری ہوئی تھی۔۔۔ ہم نے ہمیشہ تمہارا مان بڑھایا ہے۔۔۔ لوگ تو اپنے غریب رشتے داروں سے ملنا تک پسند نہیں کرتے پر ہم نے تمہیں اپنی پلکوں پر بیٹھایا ہے تمہیں بچ سڑک پر تو چھوڑ کر نہیں گئی تھی میں اپنے بیڈروم میں اے سی چلا کر بیٹھایا تھا ٹی وی وہاں چل رہا تھا نوکر کھانے کا سامان بھی لایا تھا اب تمہاری طرح ہر وقت فالتو تو ہیں نہیں ہم کہ جب دل چاہے منہ اٹھا کر کسی کے بھی گھر چلے جائیں ہماری اپنی دس مصروفیات ہیں ان میں سے بھی تمہیں ناظم دیتی ہوں انہیں فوری طور پر جانا تھا لیکن تم اچانک آگئیں تو وہ کیا کرتے اس میں ان کا کیا قصور ہے؟ یہ تو تم کو سوچنا چاہیے کہ بھائی اب عام آدمی نہیں رہا وہ اک پبلک فیکر بن گئے ہیں ہر کوئی ان سے ملنے کا خواہش مند ہوتا ہے۔۔۔

بھابی میں ہر اک نہیں ہوں میں ان کی سگی بہن ہوں اور میں ہر اک کہ گھر منہ اٹھا کر نہیں چلی آتی وہ میرے باپ کا گھر ہے جس میں میں آئی تھی۔۔۔

معلوم نہیں یہ جملے ان کی زبان سے کیسے ادا ہو گئے۔۔۔ جن کے بارے میں کبھی نفیسہ نے نہیں سوچا تھا۔ غصہ تھا یا اپنی ہتک کا احساس ان کی زبان پھسلتی ہی چلی گئی۔ دل کے زخم چھلتے چھلتے ناسور بن چکے تھے انہوں نے آج تک کبھی اف بھی ناکی تھی آج جس دولت پر وہ اتنا اترا رہی تھیں وہ ان کے باپ کی جائداد تھی جس کے کرایوں سے اتنا بڑا ایمپائر اور پراپرٹی کھڑی کر لی تھی اگر وقت پر نفیسہ کو ان کا حصہ مل جاتا تو آج وہ بھی کروڑ پتی نہ سہی لکھ پتی ضرور ہوتیں۔۔۔ اور آج ان کی بیٹی کہتی ہے کہ یہ ہمارے جاننے والے ہیں کچھ لینے آئے ہو نگے ہم نے تو اپنا حق بھی چھوڑ رکھا ہے ہم کیا لیں گے آپ سے بس یہ سب کچھ نفیسہ سوچ کر ہی رہ گئیں ان کی ہمت ہی نہ ہوئی کہ کچھ کہہ پائیں مگر شاہین کے جواب نے ان کے دل کو مزید توڑ دیا تھا۔۔۔

کون سا گھر اب اس گھر میں تمہارا بھائی رہتا ہے اور یہ گھر اور ساری پراپرٹی ہماری ہے تمہارے باپ کا تھا ہی کیا سالوں ان کے بند ہوئے بزنس کو سنبھالا ہے تب جا کر اتنا اونچا مقام حاصل کیا ہے اور تم اتنی لالچی ہو کہ

اب اپنا حصہ مانگنے کھڑی ہو گئی ہو۔

نفیسہ کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر گر گیا وہ لفظ لالچی جس سے بچنے کے لیے ساری زندگی نفیسہ نے ہر مشکل حالات سے سمجھوتہ کر لیا تھا تاکہ یہ ٹھپہ ان پر نالگایا جائے آج وہ لفظ ان کے نام کے ساتھ منسوب کر ہی دیا گیا۔۔۔ زاہد بھائی جب سے منسٹر بنے تھے ان کے پاس اب اتنا بھی وقت نہیں ہوتا تھا کہ عید بکر عید پر ہی بہن کو پوچھ لیتے نفیسہ کا میکا اس اک بھائی پر ہی مشتمل تھا لیکن اب ان کے گھر گئے ہوئے سال سال بھر ہو جاتا نفیسہ کو جب بہت یاد آتی تو سال بھر بعد خود ہی بھائی کے گھر چلی جاتیں لیکن ان کے رویوں سے اب وہ کئی سال سے ان کے گھر نہیں گئی تھیں بچے غرور سے ملنا پسند نہیں کرتے تھے خاندان کی کسی شادی یا کسی تقریب میں مل بھی جاتے تو یوں نظریں چراتے جیسے دیکھا ہی نہ ہوشا ہیں بھی اپنے اسٹینڈرڈ کے لوگوں سے ہی ملنا پسند کرتیں زاہد بھائی ذرا دیر کو سلام دعا کر کے آگے بڑھ جاتے لوگ ان کی فیملی کے آگے پیچھے ایسے پھر رہی ہوتے جیسے شمع پر پروانے نفیسہ سگے رشتوں کے کھوجانے پر شروع شروع میں بہت دکھی رہتی تھیں لیکن پھر عادی ہو گئی تھیں اب وہ ان سے ملنے کی کوشش بھی نہیں کرتی تھیں۔۔۔ ان سے دور ہی رہنے کی کوشش کرتیں۔۔۔

یہ تعلق تقریباً ختم ہی ہو گیا تھا نفیسہ اب فون بھی نہیں کرتی تھیں ہاں شاہیں بھابھی جب کہیں کسی ملک کے ٹور سے واپس آتیں یا ان کا کوئی بچہ یا میاں کوئی کامیابی حاصل کرتے تو فون کرنا نہ بھولتی تھیں کیونکہ اپنی شو بھی ماری ہوتی تھی اور ساتھ ساتھ یہ بھی جتنا جانتی جاتیں کہ وہ اپنی نند سے کتنی محبت کرتی ہیں۔۔۔ شاہین کو ان سب پارٹیز اور ہلے گلے میں بہت مزہ آتا تھا لوگ انہیں اہمیت دیتے تھے ان کی ہر طرح کی شیخیوں پر واہ واہ کرتے تھے اور ایسے ظاہر کرتے کہ ان سے زیادہ کوئی اہم نہیں تو انکی بتیسی بند ہی نہیں ہوتی تھی انہیں مختلف کامیابیوں ملنے کہ وہ کتنی خوش اخلاق ہیں ہر وقت مسکراتی رہتی ہیں جسے سن سن کر ان کا دل خوش ہوتا رہتا۔۔۔ مختلف فنکشنز میں ان کی شرکت کو اپنے لیے اعزاز مانتے ہوئے ان کو اہمیت دیتے تھے اور وہ ایسی تقریبات کی مہمان خصوصی بن کے خوشی سے پھولے نہیں ساتی تھیں۔ ساری زندگی اک مڈل کلاس طبقے سے تعلق رہا تھا لیکن اب پیسے کی فراوانی نے انکے شوق بھی مختلف کر دئے تھے۔ وہ اک منسٹر کی بیگم تھیں کسی قسم کی ٹینشن نہ تھی۔ اب انہوں نے نفیسہ سے بات کرنا بھی چھوڑ دیا تھا کیونکہ اب انہیں نفیسہ جیسی بہت سے خواتین مل گئی تھیں جن سے وہ اب اپنے پیسے کا رعب جھاڑ

تیں اور شیخیاں بھگارتیں ان کی کٹی پارٹیز اب ہر دوسرے دن ہوا کرتیں سوشل سرکل کے بڑھنے پر زاہد بھی بہت خوش تھے ان کی پولیٹیکل سرکل میں ان کی بیوی کی خوش اخلاقی کی وجہ سے ویلو بڑھ رہی تھی۔۔۔

عروہ اور دونوں بیٹوں پر شاہیں بھابھی اور زاہد بھائی کی توجہ کم ہوتی جا رہی تھی۔ ماں باپ کی سرگرمیاں ان کی پارٹیز اور ان کی لائف میں تنہائی کا شکار ہوتے بچے بڑھنے لگے لیکن لا پرواہی اور بے توجہی کا شکار یہ بچے بھٹکنے لگے جب بچوں کو روک ٹوک کی جاتی ہے اس وقت تو وہ خود گھر پر نہیں ہوتی تھیں کہیں نا کہیں گئی ہوئی ہوتی تھیں۔۔۔ یہ کچی عمر بچوں کے بڑھتے ذہن میں بہت سے سوالات کو جنم دیتی ہے اگر انہیں صحیح معنوں میں سمجھایا نہ جائے تو یہی بچے بہت جلد بھٹک سکتے ہیں۔۔۔ یہ بچے بھی نوکروں کے رحم و کرم پر تھے ان میں یہ بات بھی بہت کوٹ کوٹ کر بھردی گئی تھی کہ یہ تمہارے نوکر ہیں اور تم ان کے مالک کوئی تمہارے آگے زبان نہیں چلا سکتا اگر ایسا ہو تو فوراً نوکری سے نکال دینا سارا سارا دن وی کیبل انٹرنیٹ سے اپنا دل بہلاتے موبائل فونز گاڑیاں پیسہ ہر چیز ان کے پاس تھی پیسے کی طاقت میڈیا کی معلومات اگر کسی چیز کی کمی تھی تو وہ ٹھیک راہ نمائی تھی ان سب وجوہات کی بنا پر ان کا دل تعلیم سے اچاٹ ہو چکا تھا۔ انہیں تعلیم سے ویسے ہی کوئی شغف نہیں تھا۔۔۔ پھر جب عروہ نے ماڈل بننے کی خواہش ظاہر کی اور شاہیں نے بڑے ہی فخر سے اسے سراہا تھا

ہاں ہاں کیوں نہیں۔۔۔ جب ہماری بیٹی میں ٹیلیٹ ہے تو اسے آگے بڑھنا ہی چاہیے ہم اتنے دقیانوسی بھی نہیں کہ اپنے بچوں کی خواہشات کو پکچل دیں اور ویسے بھی ہر کوئی ماڈل بھی نہیں بن سکتا ہماری بیٹی اتنی خوبصورت ہے کہ کسی بھی بڑے چینلز، اخبارات اور میگزینز پر آئے لوگ تو اسے ہاتھوں ہاتھ لیں گے ساتھ میں زاہد بھائی کی سفارش بھی تھی شہرت کا نشہ اور یہ کچی عمر اس کے دل و دماغ پر غور و سوار ہو گیا تھا پھر ماں کی تعریفیں وہ چھوٹے بھائیوں کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتی تھی

عروہ جلد ہی ترقی کرتی چلی گئی اور مختلف ٹی وی چینلز، اخبارات اور میگزینز کی زینت بننے لگی۔۔۔ بہن کو جب گھر میں اتنا سراہا جاتا تو بھائی بھی ایسی ہی لڑکیوں کی جانب متوجہ ہوئے اسی فیلڈ کو اچھا سمجھنے لگے عروہ کی سہیلیاں اور دوست اچھے لگنے لگے

اب عروہ کئی کئی دن کے لیے مختلف شہروں میں شوٹنگ کے لیے جانے لگی ماں باپ گھر پر ہوتے تو معلوم ہوتا

کہ ان کی بیٹی کہاں ہے؟۔۔۔ اس لیے وہ بھی اس کی سرگرمیوں سے ناواقف تھے



میٹرک کے امتحانات ہو چکے تھے۔ انس ان دنوں فارغ تھا۔ جب کہ زورین بھی امتحانات کے بعد فارغ ہی تھا۔ زورین اور انس کے اک مشترکہ دوست شاکر نے سارے دوستوں کے ساتھ مری جانے کا پروگرام بنایا تھا اور ان دونوں کی پہلی ملاقات اسی پکنک پوائنٹ پر ہوئی تھی۔۔۔ وہ سب لوگ لاہور سے مری جا رہے تھے۔ یہ سب کوئی پچیس تیس لڑکے تھے۔ جنہوں نے اک بس بک کی ہوئی تھی۔ راستے بھر سب ہلا گلہ کرتے رہے۔ انس کا خرچہ اس کے اسی دوست شاکر نے کیا تھا ورنہ شاید وہ نہ جاتا لیکن شاکر نے ان دونوں کے ساتھ اپنے سب ہی دوستوں سے چندہ کر کے بس کا کرایہ، ہوٹل کی بکنگ اور دیگر اخراجات کو بانٹ لیا تھا۔ انس اور زورین نے انتظامات سنبھالنے میں اس کی مدد کی تھی۔ اس طرح اس تین دن کے ٹور پر ان دونوں کی بھی اچھی دوستی ہو گئی تھی۔۔۔ اس وقت شام کے سات بجے تھے اور مری کا ٹیمپریچر منفی دس تھا۔ گاڑی میں ہیٹر آن تھا۔ اس لیے اتنا اندازہ نہیں ہوا لیکن جیسے ہی وہ لوگ اپنے مقررہ ہوٹل پہنچے تو گاڑی سے اترتے ہی ان سب کو اندازہ ہو گیا تھا کہ ٹھنڈ سے حالت خراب ہوتی جا رہی تھی۔ وہ سب جلد ہی ہوٹل کے اندر داخل ہو گئے تھے۔ اندر کا درجہ حرارت بڑے بڑے ہیٹر جلنے کی وجہ سے قدرے بہتر تھا۔۔۔ سب جلد سے جلد فریش ہو کر کھانے کے لیے ڈانگ ہال پہنچے سب ہی اس برف باری کو انجوائے کر رہے تھے۔ اس خوبصورت سرد موسم میں اکثر فیملیز بھی آتی ہیں اور کئی نیولی میڈیکل بھی تھے۔ جو ڈانگ ہال میں اپنے کھانے کو انجوائے کر رہے تھے۔۔۔

ہوٹل سے باہر ہر طرف برف کی سفید چادر بچھی ہوئی تھی۔۔۔ انس اور زورین شاکر کے ساتھ بیٹھے تھے۔۔۔ اور چونکہ یہ دونوں ہی ان میں سے کسی کو نہیں جانتے تھے تو اک دوسرے سے باتیں کر کے اپنے اس پکنک ٹائم سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔ ان سب سے بھی ان کی اچھی بات چیت ہو چکی تھی۔ سب کھانا کھا کر اپنے کمروں میں سونے چلے گئے تھے۔ کوئی چھ کمرے بک کئے گئے تھے جن میں پانچ پانچ لڑکے اک اک روم میں ٹھہرے تھے۔ شاکر باری باری سب کے کمروں میں گیا اور ان سے ان کے آرام دہ کمرے کے بارے میں پوچھا اور یہ بھی بتا دیا کہ کوئی مسئلہ ہو تو مجھے بلا لینا۔ اس نے اس بات کا خیال ہی نہ کیا کہ کمروں میں ہیٹر چل رہے تھے

اور کاریڈور ٹھنڈے پڑے تھے اک کمرے میں تھوڑی دیر بیٹھتا اور پھر کاریڈور سے گزر کر دوسرے میں جاتا جب سب کمروں سے ہوتا ہوا وہ اپنے کمرے میں آیا تو اس کی طبیعت خراب ہونے لگی پھر اسے احساس ہوا کہ شاید بار بار سرد گرم ہونے کی وجہ سے اسے بخار سا ہو گیا ہے سر میں درد ہو رہا تھا وہ چونکہ زورین اور انس کے کمرے میں ہی تھا اور وہ لوگ سارا دن کے سفر اور تھکن سے سو گئے تھے اس لیے اس وقت تو وہ لحاف میں دبک کر لیٹ گیا لیکن آدھی رات کو اس کی طبیعت زیادہ خراب ہونے لگی۔ اسے الٹیاں ہو رہی تھیں۔ اس کی آواز سے انس اور زورین جاگ گئے تھے۔۔۔ انس شا کر کے پاس ہی رک گیا تھا۔ جب کہ زورین ڈاکٹر کا معلوم کرنے کمرے سے باہر نکلا مینیجر اور دیگر اسٹاف بھی سوچکے تھے بس اک اسٹاف کالڑکا جاگ رہا تھا جس سے زورین نے کسی ڈاکٹر کا معلوم کیا اس نے بتایا کہ اس وقت تو مشکل ہے پر ہمارے ہوٹل میں اک ایڈیٹار نے والوں کی ٹیم آئی ہوئی ہے جن کے ساتھ اک ڈاکٹر صاحب ہیں وہ اس ایڈورٹائزنگ ایجنسی میں بھی کام کرتے ہیں میں ان سے معلوم کرتا ہوں شاید وہ آپ کی کچھ مدد کر سکیں زورین اس لڑکے کے ساتھ ڈاکٹر کو بلانے چلا گیا وہ ڈاکٹر رات کے اس پہر جب پورا ہوٹل سو رہا تھا۔ کمروں کے پچھلے کاریڈور میں موجود تھا۔ جوششے سے پیک تھا مگر اس وقت اس کے ساتھ اک لڑکی موجود تھی جس کے ساتھ وہ کھڑا باتیں کر رہا تھا۔۔۔ زورین کو اس کاریڈور میں داخل ہوتے ہی قدرے تاکی اور سنائے میں ان دونوں کی موجودگی کچھ عجیب سا احساس ہوا۔۔۔ خیر وہ نظر انداز کرتا اپنے دوست کے لیے بات کرنے آگے بڑھ گیا جب اس کا ڈاکٹر سے تعارف ہوا۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔ آپ ڈاکٹر ہیں؟ زورین نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے پوچھا

جی میں ڈاکٹر کامران حمزہ ہوں۔۔۔

پھر وہ لڑکی کی جانب متوجہ ہوا اور اس سے کہا چلو بے بی۔۔۔ اب آپ بھی سو جاؤ بہت دیر ہو گئی ہے۔۔۔

اوکے ڈیر! تم بھی سو جانا صبح ملاقات ہوگی۔۔۔

جس پر بڑی عجیب سی مسکراہٹ سے اس ڈاکٹر نے کہا اب نیند کسے آئے گی۔۔۔ اور وہ محفوظ ہوتی اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

زورین کو یہ ساری پھویشن کچھ عجیب سی لگی مگر اس وقت اسے صرف اپنے دوست کی فکر تھی۔ اگر اس کی زیادہ

طبیعت خراب ہوگئی تو سب کی پکنک کا مزہ خراب ہو جائے گا۔ وہ ڈاکٹر کا مران حمزہ سے بات کر کے اسے اپنے ساتھ اپنے کمرے میں لے آیا ڈاکٹر نے شاکر کا ٹریٹمنٹ کیا اس کے پاس کچھ دوائیں اور انجیکشنز بھی تھے۔ جو اس نے لگائے جس سے شاکر کی طبیعت بہتر ہوئی تو وہ سو گیا۔ اگلے دن انہیں صبح مری کے مال روڈ کے انڈر گراؤنڈ حصے میں بنی مارکٹ میں جانا تھا۔۔۔ شاکر کی طبیعت کے پیش نظر انس اک بار پھر اس کے ساتھ کمرے میں رک گیا تھا انس کو اس بات کا بھی خیال تھا کہ اس کا بھی سارا خرچہ شاکر نے کیا ہے اس لیے بھی وہ زیادہ شاکر کی فکر کر رہا تھا۔۔۔

لڑکے شوخیاں شرارتیں کرتے اچھلتے کودتے پوری مال روڈ پر پھیل گئے تھے۔ سب ہی اپنے گھر والوں کے لیے کچھ نہ کچھ خرید رہے تھے۔ زورین نے اک بار پھر اسی لڑکی کو ڈاکٹر کا مران حمزہ کے کندھے پر سر رکھے اس کے بازوؤں میں اپنا ہاتھ ڈالے شاپنگ کرتے دیکھا۔ کبھی اسے لگتا یہ دونوں میاں بیوی تو نہیں ہیں اور کبھی اسے ان دونوں کے رویے اور انداز گفتگو میاں بیوی کی حدود کو چھوٹے نظر آتے۔ وہ اس بات کو سمجھ رہا تھا لیکن وہ اب مزید ان کو سوچ کر اپنا وقت برباد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے زورین نے بھی بابا کے لیے پشاور کی ٹوپی لی ماما اور ایمن کے لیے شال اور سوٹر لیے کچھ میوہ جات اور دیگر چھوٹے موٹے تحفے لے کر وہ بھی سب دوستوں کے ساتھ واپس ہوٹل آ گیا تھا۔

اگلے دن شاکر کی طبیعت کافی بہتر تھی۔ صبح وہ سب تازہ دم ہو کر پیٹریاٹا کے لیے نکل گئے تھے۔ وہ سب دوست برف کے گولے بنانا کراک دوسرے کو مار رہے تھے۔ کچھ دوست اسنو مین بنا رہے تھے۔ تو کچھ نیولی میرڈ کپلز پر اپنے خصوصی تبصرے کر رہے تھے اور خوب انجوائے کر رہے تھے۔ کچھ لڑکے ہارس رائڈنگ کرنے لگتے۔ تو کچھ سگریٹ پی کر سردی کے احساس کو کم کر رہے تھے۔ سب ساتھ میں تصویریں بھی بنا رہے تھے۔ کچھ نے لفٹ چیر پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب زورین کی نظر اس منظر پر پڑی رات والی وہی لڑکی انتہائی چست کپڑوں میں ملبوس تھی ڈاکٹر کا مران حمزہ اب اک ماہر پروڈیوسر کے روپ میں اس ایڈ کے شوٹنگ کروا رہا تھا۔ جس میں وہی لڑکی ایکٹنگ کر رہی تھی اور کچھ ایسی اداؤں سے اس جوس کا ایڈ کرتے ہوئے پی رہی تھی کہ ہر مرد اس کی اس ادا پر فدا ہو جائے۔۔۔ زورین پھر سے اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلنے لگا جب کچھ لڑکوں نے اس لڑکی پر آوازیں سننا شروع

کر دیں۔۔۔ ہمیں بھی پینا ہے۔۔۔ کسی نے کہا مجھے تو پیسے بغیر ہی نشہ ہو گیا ہے یا۔۔۔ باقی سارے ہنس رہے تھے زورین دل میں سوچ رہا تھا ظاہر ہے جب یہ لڑکی اپنے لباس اور اپنے انداز سے خود کو دوسروں کے سامنے پیش کرے گی تو یہ تو ہوگا۔۔۔ وہ شاکر کے پاس آ گیا تھا جہاں انس بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھا تھا یہ لوگ شوٹنگ کے مقام سے کافی دور تھے اور اک پتھر پر بیٹھے برف سے ڈھکی وادی کا نظارہ کر رہے تھے۔۔۔ اب کیسا محسوس کر رہے ہو اب کچھ بھوک لگی۔۔۔ کچھ کھانے کو لا دوں تمہیں۔۔۔ نہیں یا راب تو سیٹ ہوں۔۔۔ چلو اچھا ہے۔۔۔

وہ سب پورا دن مستی ہلہ گلہ کرتے رہے۔ کھاتے اور کھیلتے کب پورا دن گزر گیا معلوم ہی نہیں ہوا اس ٹھنڈے موسم میں کئی لڑکوں نے اسے بھی سگریٹ کی آفر کی لیکن اس نے ساتویں کلاس میں ہی بابا سے وعدہ کر لیا تھا کہ کبھی سگریٹ نہیں پیے گا اور اسے اس کا پاس رکھنا تھا اس لیے صاف انکار کر دیا۔۔۔ وہ سب لوگ لوٹ آئے تھے اور آج سب ہی بہت تھک کر سونے لیٹ گئے تھے۔۔۔ جب اچانک کمرے میں ٹھنڈ بڑھنے لگی۔ وہ سب تو گہری نیند سو رہے تھے لیکن زورین کی آنکھ کھل گئی تھی اس نے غور کیا تو اندازہ ہوا کہ کمرے کا ہیٹر کام نہیں کر رہا وہ اپنی جیکٹ پہن کر کمرے سے باہر آ رہا تھا جب انس بھی جاگ گیا۔۔۔ چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ انس بھی اس کے ساتھ چلنے کے لیے جیکٹ پہن کر کھڑا ہو گیا۔ وہ دونوں ہوٹل کے کسی اسٹاف سے اس بارے میں بات کرنے کے لیے ڈھونڈنے لگے لیکن ریسپشن اور پھر اسے پورے کاریڈور میں کوئی نظر نہ آیا تو وہ ڈانگ ہال تک چلا گیا جہاں آج بھی وہی لڑکا جاگ رہا تھا جو کل وہاں موجود تھا۔۔۔

زورین نے اسے کمرہ تبدیل کرنے کے لیے کہا یا پھر ہیٹر کو ٹھیک کروادیں یا کوئی دوسرا ہیٹر دیں ویٹر نے کہا۔۔۔ ٹھیک ہے اس وقت تو ٹھیک نہیں کروا سکتا کمرہ بھی کوئی نہیں ہے اک خالی تو ہے لیکن وہ بھی بک ہے وہ لوگ کسی بھی وقت آ سکتے ہیں پھر میں کیا کرونگا۔۔۔

اس لیے آپ کو اک ایکسٹرا ہیٹر دے دیتا ہوں صبح تک آپ کے روم کا ہیٹر ٹھیک کروادونگا۔۔۔ ٹھیک ہے

زورین اور انس نے اس کی بات سے اتفاق کیا اور تینوں ڈائیگ ہال کراس کرتے ہوئے پچھلے کاریڈو سے گزر رہے تھے جب اچانک اک کمرے کا دھڑ سے دروازہ کھلا اور وہی لڑکی جو کل رات ڈاکٹر کے ساتھ کھڑی تھی۔ بدحواسی کے عالم میں کمرے سے باہر نکلے اور تقریباً بھاگتی ہوئی ان دونوں کے پاس آ کر رکی میری مدد کریں مجھے بچالیں وہ۔۔۔ وہ ابھی یہ کہہ ہی رہی تھی جب وہی ڈاکٹر کا مران حمزہ صاحب بھی کمرے سے برآمد ہوئے۔۔۔ انس عروہہ باجی کو دیکھ کر حیران رہ گیا

وہ ابھی معاملے کو سمجھنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ عروہہ بھی اسے پہچان چکی تھی۔۔۔ انس۔۔۔ تم انس ہونا پلیز مجھے بچالو۔۔۔۔۔

ڈاکٹر بنار کے عروہہ کی جانب بڑھ رہا تھا۔ اس کی حالت سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ نشے میں ہے بہکتے اور لڑکھڑاتے قدم اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔۔۔ یہ منظر دیکھ کر وہ تینوں سارے معاملے کو سمجھ چکے تھے۔۔۔ زورین نے عروہہ سے کہا آپ اپنے کمرے میں جائیں اور اندر سے لاک کر لیجئے گا۔۔۔ مگر کیسے یہ میرا ہی تو کمرہ ہے جس میں یہ گھس آیا تھا۔۔۔ وہ گھبرا کر کہہ رہی تھی اب وہ کمرے سے باہر ہے آپ جائیں۔۔۔ انس بہت سنجیدگی اور کڑھکی سے کہہ رہا تھا عروہہ اس ڈاکٹر سے ذرا فاصلے سے گزرتی ہوئی اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگی لیکن وہ اسے راستے میں پکڑ لینا چاہتا تھا زورین نے اک زور کا مکاس کے چہرے پر مارا اور وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔۔۔ اور پھر ان تینوں نے اسے اٹھا کر جو بے ہوش ہو چکا تھا اس کے کمرے میں پہنچایا۔۔۔

صبح سب کچھ نارمل تھا۔۔۔ عروہہ اب تک کمرے میں بند تھی۔۔۔ جب کہ ڈاکٹر بھی منہ پر اک نیلے نشان کے ساتھ کمرے سے باہر آچکا تھا اور اپنی ٹیم کے ساتھ یوں بیٹھا تھا جیسے کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔ زورین اور انس ڈائیگ ہال میں اپنے دوستوں کے ساتھ پہنچے تو کوئی ڈاکٹر سے پوچھ رہا تھا یہ تمہارے چہرے پر نشان کیسے پڑا؟۔۔۔ وہ مزے سے ہنس رہا تھا۔۔۔ بس یار!!! خوبصورت لوگوں کو جلد نظر لگ جاتی ہے۔۔۔ کل رات نیند نہیں آ رہی تھی۔ ہوٹل سے باہر ٹہلنے گیا۔ چکنی برف پر میرا پیر پھسل گیا اور میں گر گیا۔۔۔ اس کی نظر زورین اور انس پر پڑی تو اس کے چہرے کی مسکراہٹ ختم ہو گئی۔۔۔ اور زورین دل میں سوچ رہا تھا۔۔۔

جی ڈاکٹر کا مران حمزہ صاحب ہم نے بھی دیکھا تھا۔ آپ واقعی بہت گر گئے تھے۔۔۔

عروہ کمرے سے باہر نکل کر ڈاننگ ہال میں آئی تو بہت نارمل لگ رہی تھی۔ وہ ساری ٹیم کے سامنے ڈاکٹر سے کہہ رہی تھی میں اپنا یہ ایڈکینسل کر رہی ہوں میں آپ کے ساتھ کام نہیں کر سکتی۔۔۔ باقی ٹیم پوچھتی رہ گئی جب کہ وہ خاموشی سے ہال سے باہر نکل چکی تھی ڈاکٹر کا مران حمزہ پلس پروڈیوسر بھی کچھ نہ کہہ سکا۔۔۔ پھر کچھ دیر بعد وہ اپنے کمرے میں تھی اور اسی ویئر کے ذریعے انس کو بلوایا تھا۔۔۔ انس نہیں جانا چاہتا تھا مگر زورین بھی اس کے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو گیا۔ انس اسے پہلے ہی بتا چکا تھا کہ یہ ہماری کزن ہے کیونکہ وہ زورین کے سامنے اس کا نام لے کر مخاطب کر رہی تھی۔۔۔ اس کے بلانے پر بھی یہ دونوں کمرے کے باہر کھڑے رہے آپ کو جو بھی کہنا ہے۔۔۔ کہیے۔۔۔ انس نے بہت سرد مہری سے کہا۔۔۔ میں بس تمہارا شکریہ کہنا چاہتی تھی کل تم لوگ نہ ہو تے تو بہت کچھ غلط ہو جاتا۔۔۔

انس بالکل خاموش کھڑا تھا جب کہ زورین کے چہرے کے تاثرات بالکل سپاٹ تھے۔ اسے اس لڑکی پر بھی غصہ تھا لیکن وہ ہمیشہ ہی اپنے غصے پر قابو کر لیتا تھا اور آج بھی بس بہت بردباری سے اس کی بات کو سن کر کہہ رہا تھا ڈاکٹر نے جو کیا غلط کیا مگر آپ نے کون سی کسر چھوڑی تھی انہیں موقع نہ دینے کی۔ آپ خود بھی تو یہی چاہتی تھیں۔ اگر آپ خود کو درست رکھتیں تو ہماری یا کسی دوسرے کی مدد کی ضرورت نہ پڑتی۔

میں نے کیا غلط کیا؟ میں نے تو ان پر بھروسہ کیا تھا۔ وہ میرے دوست تھے۔ عروہ حیران ہو کر پوچھنے لگی۔۔۔ نا محرم کبھی دوست نہیں بن سکتا کسی نہ کسی وقت میں یہ ثابت ہو ہی جاتا ہے۔۔۔ انس نے بہت گہری بات کی تھی وہ سر جھکا کر کھڑی تھی۔۔۔

جب زورین نے کہا۔۔۔ کاش آپ نے ان پر بھروسہ کرنے کے بجائے اللہ پر بھروسہ کیا ہوتا تو یہ نوبت نہ آتی۔۔۔ آپ کا حلیہ اور آپ کا اس طرح دن رات اکیلے نا محرم مرد کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور بے باکی سے باتیں کرنا اسے حوصلہ دے گیا اگر آپ نے اسے اتنا حوصلہ نہ دیا ہوتا تو ایسا کبھی نہ ہوتا۔۔۔

وہ شرمندہ لگ رہی تھی آپ ٹھیک کہتے ہو میں اب بہت احتیاط کرونگی کبھی کسی کو موقع نہیں دوں گی اور آج ہی واپس لوٹ رہی ہوں۔۔۔

ٹھیک ہے اپنا خیال رکھیے گا۔۔۔

تم پلیز انس کسی کو کچھ نہیں بتانا۔۔۔ وہ انس سے التجائیہ انداز میں کہہ رہی تھی۔۔۔ انس سر کے اشارے سے ہاں کہتا ہوا مڑ گیا۔ وہ دونوں لوٹ آئے تھے۔ جب کہ وہ اپنا سامان گاڑی میں رکھوا کر وہاں سے جا چکی تھی۔۔۔ وہ دونوں واپس ڈانگ ہال میں آئے تو ڈاکٹر انہیں گھور رہا تھا اور اب اس کے برابر اک دوسری لڑکی بیٹھی تھی جس سے وہ خوب ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔ زورین دل میں سوچ کر رہ گیا اگر کہیں عورت بہکا نے کا ذریعہ بنتی ہے تو کچھ مرد بھی بہکنے کو بے تاب رہتے ہیں ہر شخص نفس رکھتا ہے کچھ نفس پر حاوی رہتے ہیں کہ اسے بہکنے نہیں دیتے اور کچھ نفس کے غلام بن جاتے ہیں اور تباہی کا راستہ چنتے ہیں۔۔۔ اسی شام وہ سب دوست بھی لاہور واپس آ گئے تھے

☆.....☆.....☆

مناصل آپ اپنی گھر میں خوش تھیں اور اسی بات کی بنیاد پر شرجیل ماموں اپنی بات منوانے میں آسانی سے کامیاب ہو گئے تھے۔ نانو اور ممان پر آنکھ بند کر کے اعتماد کرنے لگیں تھیں اور پھر چند ہی مہینوں میں مینا کا رشتہ طے ہوتے ہی ان کی شادی کی تیاریاں بھی شروع ہو گئی تھیں۔۔۔ مناصل اپنے دو پیارے پیارے بچوں اور میاں کے ساتھ شادی کی تاریخ سے اک ہفتہ پہلے پاکستان آ چکی تھیں۔۔۔

انزلہ تو مناصل کے گولو مولو سے دونوں بچوں کو گود میں لیے کبھی اس کمرے میں کھیل رہی ہوتی تو کبھی انہیں کھانا کھلاتی اور کبھی تیار کر رہی ہوتی یہ دونوں بچے جڑواں کے تھے اور صرف سال بھر کے تھے۔ صحت میں اچھے ہونے کی وجہ سے خوب گولو مولو سے لگتے اور دیکھنے والے کو خود بخود ہی ان پر پیار آ جاتا۔۔۔ گھر میں رونق آ گئی تھی۔ مناصل کی شادی کے وقت تو انزلہ صرف ساتھویں میں تھی لیکن اب وہ میٹرک کر چکی تھی اور اس شادی کو پوری طرح انجوائے کر رہی تھی۔۔۔ اس مرتبہ حفظ ماقدم کے طور پر مناصل کے شوہر عمران بھی شرجیل کے ساتھ جیو لری شاپ پر گئے تھے اور بڑی احتیاط سے زیور ساتھ لے کر آئے تھے۔ انزلہ مینا بچو کی شادی پر مناصل آپ کی شادی سے زیادہ دکھی تھی۔ اس کی سب سے پیاری بہن اس سے دور دوسرے شہر میں بسنے جا رہی تھی۔ کبھی وہ خود رونے لگتی تو کبھی ممان اور نانو کو روتے سے بہلانا لگتی۔ کوئی نہ کوئی ایسی بات کہتی کہ سب ہنس دیتے۔ اس مرتبہ ممان

حل کے مقابلے میں ملکہ نے شادی پر کم ہی پیسہ خرچ کیا تھا۔ جب کہ مینا نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ مہندی جیسی فضول رسوں کی ضرورت نہیں یہ غیر اسلامی اور غیر شرعی ہیں۔ اس لیے سادگی سے شادی کی جائے در حقیقت مینا باقی تمام خواتین سے ذہنی طور پر زیادہ پریکٹیکل تھیں اور اس بات کو بخوبی سمجھتی تھی کہ ماں پر بلا وجہ بوجھ ڈالنا مناسب نہیں اس لیے اس نے اپنی شادی پر سادگی کی شرط رکھ کر ملکہ کے لیے آسانی بھی کر دی تھی اور لوگوں کے منہ بھی بند ہو گئے تھے۔ دوسری طرف وہ خود بھی ان رسوں کے خلاف تھیں۔ سواک تیر سے تین نشانے لگے تھے۔۔۔ بہت سادگی سے اک شادی ہال میں مخصوص قریبی لوگوں کی موجودگی میں نکاح کی تقریب ہوئی اس کے باوجود انہوں نے اپنی بچی کے کسی ارمان کو ادھورا نہیں چھوڑا تھا ساری ہی رسومات کے ساتھ ہلا گلا کرتی انزلہ نے ماما اور نانا کو دعائوں کے ساتھ بہن کو رخصت کیا تھا۔ اور پھر اگلے دن ولیمہ کر کے احسان مینا کو اپنے شہر کراچی لے گئے اس موقع پر سب سے زیادہ انزلہ روئی تھی کیونکہ وہ ہی مینا بچو سے زیادہ بچہ تھی اور اب وہ بھی شادی ہو کر کراچی جا رہی تھیں۔ وہاں جا کر احسان نے اک بار پھر اپنے سارے خاندان کی موجودگی میں بہت زوردار ولیمہ کیا۔۔۔ اگلے کئی دن تک انزلہ پر اداسی سوار رہی مگر پھر وہ اپنی لائف میں بڑی ہو گئی۔۔۔



آج کھانا شفق نے بنایا تھا اور بہت اچھا بنایا تھا گو کہ سمرہ نے اسے کھانا بنانے میں مدد کی تھی مگر جب آغا جی کو معلوم ہوا کہ آج کا کھانا شفق نے بنایا ہے تو وہ بہت خوش ہوئے بیٹی کو بہت لاڈ سے انعام بھی دیا تھا اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے ان کے دل میں خیال آیا میری بیٹی اتنی بڑی ہو گئی ماشا اللہ کہ پورا کھانا بنانے لگی۔ بچیاں دیکھتے ہی دیکھتے کتنی جلدی بڑی ہو جاتی ہیں جس کا اظہار انہوں نے اماں بی سے بھی کیا یہ ہماری شفق ابھی گڑیوں سے کھیلتی پھرتی تھی اب اتنی بڑی ہو گئی کہ گھر کے کاموں میں ماں کا ساتھ دے رہی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ دن بھی آجائے گا۔ جب یہ ہمیں چھوڑ کر اپنے سرسرا چلی جائے گی۔ اعجاز کی بات سن کر سمرہ کے دل میں وسوسے جاگ اٹھے تھے۔ بیٹی کے مستقبل کی فکر، اس کے اچھا سرسرا ملنے کی فکر ان کو تنگ کرنے لگی۔ پھر اچانک انہیں اک خیال آیا جو بات ان کے دل میں تھی۔ آج پہلی بار وہ اعجاز سے کہنے کا سوچ کر مطمئن ہو گئیں۔ رات کھانے کے بعد سونے کے لیے اعجاز لیٹے تو سمرہ کو کسی سوچ میں ڈوبے دیکھ کر انہیں احساس ہوا کہ وہ کسی

زورین نے بابا سے بایک کی فرمائش کی تھی جس پر وہ خوشی سے راضی تو ہو گئے تھے لیکن ان کے دل میں اس سواری سے متعلق کچھ شکوک و شبہات بھی تھے۔ اس لیے اب تک اسے اجازت نہیں دی تھی۔ انٹر کرتے ہی زورین کو بایک چلانے کی اجازت مل گئی تھی۔ ویسے تو وہ چھپ چھپ کر آٹھوں جماعت سے ہی بایک اور گاڑی دونوں ہی چلانا سیکھ گیا تھا لیکن طاہر نے پابندی لگائی ہوئی تھی اس لیے کسی جاننے والے کے سامنے ظاہر کرنے سے ڈرتا تھا۔ لیکن انٹر کرتے ہی جب طاہر نے اسے نہ صرف بایک دلادی تھی بلکہ اسے سمجھایا بھی تھا کہ یہ بہت خطرناک سواری ہے اس لیے بہت احتیاط سے چلانا بھلے تم سواری کی دعا پڑھ لیتے ہو اور بے شک اللہ تمہاری حفاظت کرتا ہے لیکن اس نے تمہیں عقل بھی دی ہے۔ جس کا استعمال تمہارے ہاتھ میں ہی ہوتا ہے اگر تم تیز چلاؤ گے یا کرتب دکھانے کی کوشش کرو گے تو بہتر ہے کہ اسے استعمال نہ کرو اس کوشش میں ہنستے کھیلتے ہزاروں جا نہیں جا چکی ہیں اور میری نظر میں یہ عمل خودکشی کرنے کے مترادف ہے اس لیے تم مجھ سے وعدہ کرو کہ کوئی بھی کر تب کرنے کی کوشش نہیں کرو گے۔۔۔ اور اس نے چپ چاپ وعدہ کر لیا تھا۔۔۔

بایک لے کر وہ اپنے کالج کے دوستوں کے درمیان موجود تھا ان میں سے کئی لڑکوں کے پاس بائیکس تھیں کچھ اپنے بھائیوں اور والد کی بایک بھی استعمال کرتے تھے۔

کئی لڑکوں نے زورین کو چڑھانے کی بہت کوشش کی ہفتے کی شام ریس کورس گراؤنڈ کے پاس اک ریس ہے اس میں حصہ لینا ہے وہاں جیتنے والے کو اچھی خاصی رقم بھی ملے گی لیکن اس نے صاف انکار کر دیا تھا۔ جب کہ تین دوست اس ریس کے لیے تیار ہو گئے تھے۔ دوستوں کے کہنے پر اس اور زورین ریس دیکھنے تو آئے تھے لیکن اس میں حصہ نہیں لیا تھا۔ آخری لمحے تک وہ زورین کا مذاق اڑاتے رہے

۔۔۔ یہ کہاں زندہ دلان لاہور میں پیدا ہو گیا یہ تو بزدل ہے۔ ان شیروں سے کیسے مقابلہ کرے گا مگر زورین کے چہرے کی مسکراہٹ یوں ہی قائم رہی وہ مسکراتے مسکراتے ان کو انکار کرتا رہا تم لوگ مجھے بزدل کہو یا عقل مند میں نے بابا سے وعدہ کیا ہے اس لیے کسی بھی قسم کی حماقت کا حصہ نہیں بن سکتا۔ ریس شروع ہوئی ایک لیپ دوسرا لیپ اور تیسرے لیپ میں اس کے اک دوست کا بیلنس برقرار نہ رہ سکا وہ لڑھکتا ہوا فٹ پاتھ کے کنارے سے جا ٹکرایا اور دیکھتے ہی دیکھتے زخمی حالت میں سڑک کے کنارے پڑا تڑپ رہا تھا۔ فوری طور پر اسپتال لے جایا گیا

اس کی کمر میں زیادہ چوٹ آئی تھی۔ آپریشن کے بعد جب زورین اور انس اس سے ملنے اسپتال گئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اب ان کا دوست ہل بھی نہیں سکتا اس کی ریڑھ کی ہڈی میں اتنی شدید چوٹ لگی تھی کہ ساری زندگی کے لیے مفلوج ہو گیا ہے۔۔۔۔۔

زورین اور انس اس حادثے سے بہت دکھی تھے آج وہی دوست انعام کہہ رہا تھا تم سچے شیر ہو جو اپنے بابا کے وعدے کو نبھانا جانتے ہو وعدہ تو میں نے بھی اپنے پاپا سے کیا تھا لیکن ان لوگوں کے کہنے میں آگیا کیونکہ میں بزدل تھا ڈر گیا تھا کہ کہیں وہ مجھے بزدل نہ کہیں۔۔۔ لیکن اب کیا فائدہ نقصان تو ہو چکا ہے۔۔۔ اس حادثے کے بعد کئی دن زورین نے اپنی بایک کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔۔۔ وہ کئی دن تک سوچتا رہا بہکنے والے دوسروں پر کیوں الزام دیتے ہیں کہ انہوں نے بہکا دیا کیا تم کو اللہ نے عقل نہیں دی کہ تم خود فیصلہ کر سکو۔۔۔

☆.....☆.....☆

صبح سات بجے کا الارم بجتے ہی شفق اٹھ گئی۔ کلینڈر پر نظر پڑتے ہی سن ڈے لکھا دیکھ کر جلدی سے اٹھی اور فریش ہو کر ظفر بھائی کو اٹھا رہی تھی۔ ظفر گھبرا کر یا اللہ خیر کیا ہو گیا۔ ٹائم دیکھتے ہوئے سوچتے ہیں آج تو اتوار ہے۔۔۔ شفق کھڑی ہنس رہی ہے۔۔۔ کیا ہوا؟

اسلام و علیکم ظفر بھائی۔۔۔

و علیکم اسلام!!! کیا ہو گیا؟۔۔۔ سب خیریت ہے؟ تم سنڈے کو اتنی جلدی کیوں اٹھ گئیں؟ سب ٹھیک ہے؟

شفق۔۔۔ جی جی بالکل ٹھیک ہے سب۔۔۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں۔۔۔ مجھے آپ سے کام تھا۔

ظفر بھائی جیسے کچھ سمجھ گئے ہوں منہ بنا کر۔۔۔ یا تم سنڈے کو تو سونے دیا کرو۔

شفق۔۔۔ بھائی آپ جلدی سے فریش ہو کر آجائیں مجھے آپ سے بہت ضروری کام ہے۔

ظفر بھائی۔۔۔ کام کیا ہے؟ (چہنچلاتے ہوئے)

شفق۔۔۔ وہ آغا جی نے بلایا ہے آپ کو۔۔۔

ظفر بھائی انگڑائی لیتے ہوئے۔۔۔ کہہ دو آغا جی سے آ رہا ہوں۔۔۔

ظفر منہ ہاتھ دھو کر آئے تو دیکھتے ہیں آغا جی تو سو رہے ہیں۔۔۔

آغا جی کہاں ہیں؟۔۔۔ ظفر شفق سے کہتے ہیں۔۔۔ وہ تو سو رہے ہیں۔
 ہاں تو مجھے کام ہے تو آغا جی کیا کریں گے؟۔۔۔ شفق مسکراتے ہوئے۔
 شفق کی بچی! باز نہیں آؤ گی تم اپنی حرکتوں سے۔۔۔ ظفر بھائی کہتے کہتے صوفے پر بیٹھ گئے۔
 اب اٹھ ہی گئے ہیں تو پلیز گھر کی سیٹنگ ہی کروالیں۔۔۔ شفق بڑی خوشامد آنا انداز میں کہہ رہی تھی
 اچھا جاؤ اشعر کو بھی اٹھا دو۔۔۔ کہو بھائی بلار ہے ہیں
 اشعر منہ بناتا ہوا آیا۔۔۔ کیا ہوا بھائی کیوں بلار ہے ہیں؟ وہ بھی انگڑا یاں لیتا ہوا آیا۔
 تم فریش ہو کر آ جاؤ پھر اک کام ہے تم سے۔۔۔ ظفر بھائی بہت سنجیدگی سے کہہ رہے تھے۔
 جانا ہے کہیں؟۔۔۔ اشعر سوالیہ انداز میں پوچھ رہا تھا
 نہیں کچھ اور کام ہے تم آؤ تو سہی پھر بات کرتے ہیں۔۔۔ ظفر اب بھی سنجیدہ تھے
 وہ فریش ہو کر آتا ہے۔۔۔ جی بھائی؟
 یار گھر کی سیٹنگ چنچ کر دانی ہے۔۔۔
 بھائی۔۔۔ اتوار ہے آج اسی بندر یا نے کہا ہو گا آپ کو کوئی نہ کوئی فالتو کے کام لے کر بیٹھ جاتی ہے یہ پھر کہتی
 ہے ضروری کام ہے اک دن ملتا ہے چھٹی کا اس دن تو سونے دیا کرو یا ر۔۔۔ اس کا موڈ اک دم خراب ہو گیا تھا۔
 شفق اداس ہوتے ہوئے مجھے بھی تو اک ہی دن ملتا ہے۔۔۔ جب آپ لوگ گھر پر ہوتے ہیں۔
 اشعر کا منہ اب بھی بنا ہوا تھا۔۔۔ دو گھنٹے بعد کروالیتیں تم۔۔۔
 چلو اب اٹھ گئے ہو تو کروالو آغا جی سو رہے ہیں۔۔۔ شور نہ کرو۔۔۔ ظفر مصلحت جوئی سے کہتے ہوئے
 آگے چلے گئے۔۔۔ بتاؤ شفق کیا کروانا ہے اور وہ بھی سارے گھر کے صوفے اور فرنیچر کی سیٹنگ چنچ کر دانی
 لگی۔ ان کی کھڑ پڑ سے آغا جی اور امی بھی اٹھ گئے۔۔۔ اعجاز دوسرے کمرے سے آتے ہوئے۔۔۔ اسلام و
 علیکم بچوں کیا ہو رہا ہے۔۔۔

والعلیکم اسلام آغا جی۔۔۔ ارے واہ بھی آج تو صبح صبح کام شروع کر دیا تم لوگوں نے۔۔۔ شفق بڑی
 اتراتے ہوئے۔۔۔ جی جب سے ٹی وی پر وہ انٹیر ریڈیکیشن کا پروگرام دیکھا ہے تب سے سوچ رہی تھی اپنے

گھر کو کیسے ڈیکوریٹ کریں اب بتائیں کیسا لگ رہا ہے؟

آغا جی بڑا گہرا جائزہ لیتے ہوئے۔۔۔ ہمہ اچھا لگ رہا ہے۔۔۔ واہ بھی ہماری بیٹی تو انٹیریئر ڈیکوریٹر ہو گئی۔۔۔ سمرہ جو کمرے میں داخل ہو رہی تھیں انہوں نے بھی حمایت کرتے ہوئے بیٹی کو سراہا ہاں بھی ہماری بیٹی ہے ہی اتنی ذہین۔۔۔ سب نے سلام کیا۔۔۔ ولیم سلام

واہ! یہ صحیح ہے بھی۔۔۔ سامان اٹھا اٹھا کر کمریں ہماری بول گئی اور تعریفیں اس بندریا کی ہو رہی ہیں۔۔۔

ظفر بھائی نے مذاق میں کہا۔۔۔ کیا بول گئیں آپ کی کمریں؟۔۔۔۔۔

شفق کو مستی سوار تھی اس کا کام ہو چکا تھا اور اب اس کا مودڈ بہت اچھا تھا۔۔۔

یہی بول گئیں کہ ہمیں بخشو شفق بی بی۔۔۔ جلے کٹے انداز میں اب کی بار جواب اشعر کی طرف سے آیا تھا جو

نیند نہ پوری ہونے پر کافی تپا ہوا تھا۔۔۔

واقعی بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے۔۔۔ اشعر اپنی جھنجھلاہٹ ظاہر کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔

جب کہ سب ہنس رہے تھے۔۔۔ شفق اور اتراتے ہوئے آئیڈیا تو میرا تھا کہ کیا چیز کہاں رکھنی ہے شاہاب

ہے بھی شاہاب ہے۔۔۔ صبح سنڈے کو اٹھا دیا پھر کام بھی کروایا اور آئیڈیا ان میڈم کا تھا اب تم دینا کوئی آئیڈیا

بتاتا ہوں تمہیں۔۔۔ ظفر نے بڑھتی تلخی کو کم کرنے کے لیے ہلکے پھلکے انداز میں بات کو ختم کرنا چاہا۔۔۔ اعجاز

بات ختم کرتے ہوئے چلو چھوڑو یہ سب جا کر ناشتہ بنا دو ان دونوں کو بھی کھلاؤ ہمیں بھی بھوک لگ رہی ہے۔ شفق خو

شی سے اشعر کو زبان چڑاتے ہوئے جی آغا جی ابھی بناتی ہوں۔۔۔ کہتی کچن کی طرف بڑھ گئی۔

اشعر نے آواز لگائی شفق میرا پروٹین شیک بنا دو۔۔۔ ظفر کیوں پیچھے رہتا اور میرے لیے میٹنگو شیک بنانا آج

میں وہ ہی پیونگا۔۔۔

ان دونوں کی فرمائشیں سن کر چڑنے کی باری اب اس کی تھی۔۔۔ وہ بڑ بڑ کرتی بلینڈر کیبنٹ سے نکال رہی

تھی۔۔۔ سنڈے کو بھی چین نہیں ملتا ہے کوئی ملازمہ ہی رکھ لیں۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں کسی ملازم کی۔۔۔ تم کب سیکھو گی کوئی کام کرنا۔۔۔ اس کی بڑ بڑا ہٹ سن کر کچن میں کھڑی

سمرہ نے لگا سا جواب دے دیا تھا۔۔۔ افوہ! امی سیکھ لو گئی نالا پرواہی سے ہاتھ جھلاتی وہ امی کو دیکھ رہی تھی مگر ناتو

http://sohnidigest.com

سمرہ نے ماننا تھا اور نہ وہ مانی اس لیے مجبوراً شفق کو دونوں بھائیوں کی فرمائشوں کی لسٹ پر غور کرنا پڑا تقریباً ہر سنڈے یہی اک معمول ہوا کرتا تھا۔۔۔ وہ دونوں اپنے اپنے ٹھیک پی کرواک کرنے نکل جاتے جب کہ وہ ماما با اور اپنے لیے ناشتہ بنا رہی ہوتی تھی۔ آدھے گھنٹے کی واک اور ورزش کے بعد وہ دونوں واپس آ چکے تھے اور اب ناشتے کی فرمائش کر رہے تھے، مجھے چیز آملیٹ بنا کر دینا اشعر نے ایک اور فرمائش کی جب کہ ظفر کو ہاف فرائی کھانا تھا۔ اشعر نے ساتھ اک فرمان اور جاری کیا میرے پراٹھے گول ہونے چاہئیں ورنہ نہیں کھاؤں گا۔ اور وہ جو پراٹھے بنانے شروع ہوئی تھی اور بڑی محنت کے بعد کچھ شکل گول ہوئی ہی تھی۔۔۔ سرو کرتے کرتے اشعر کے منہ سے نکلا۔۔۔

۔۔۔ ارے یہ کیا!!!! مال دیپ کا نقشہ کیوں بنا دیا۔۔۔ چچہ چچہ۔۔۔ مجھے تو پوری دنیا کا نقشہ کھانا تھا گول گول اب ٹھیک سے بنانا یہ کہہ کر بڑی بے دردی سے اشعر نے پراٹھا ظفر کی طرف پاس کر دیا تھا۔۔۔ وہ کچن سے بڑبڑ کرنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔ نخرے ہی نہیں ختم ہوتے ان لوگوں کے اک توپکا کر دو اوپر سے باتیں بھی سنو۔۔۔ وہ بڑبڑ کرتی اک بار پھر پراٹھے پر طبع آزمائی کرنے لگی تھی۔۔۔

بھائی ہمیں جغرافیہ کا سبجیکٹ لینا چاہیے تھا۔۔۔ ہر سنڈے کو ساری دنیا کے نقشے کھانے کو ملتے ہیں اب تک تو ہم ٹاپ کر گئے ہوتے۔۔۔ اشعر نے آنکھ مارتے ہوئے ظفر بھائی سے کہا تو دونوں اس تفریح پر پوری طرح محظوظ ہونے لگے ان کے قہقہے اسے شدید زہر لگ رہے تھے۔۔۔ دونوں بھائیوں کو تنگ کر کے صبح جلد اٹھانے کی سزا میں اب شفق کو اتنا تو جھگڑنا ہی تھا۔۔۔ اس کو بہت برا لگ رہا تھا لیکن آغا جی بھی ٹیبل پر بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے۔ اس لیے چپ ہو گئی۔۔۔

اوہو! میں نے کہا مجھے گول پراٹھا چاہیے۔۔۔ اشعر نے منہ بناتے ہوئے کہا پھر شفق کا منہ لال ہوتے دیکھ کر اس بار کچھ بہتر ہے مگر ابھی بھی یہ کچھ چائے اور کچھ کچھ افغانستان سے ملتا ہوا لگ رہا ہے۔۔۔ یہ نہیں چلے گا سو یہ والا پراٹھا بھی ظفر کی خندق میں اترنے کو تیار ہو گیا۔ وہ پراٹھے پر پراٹھے بنائے جا رہی تھی اور یہ دونوں کھائے جا رہے تھے۔ اب تک وہ دونوں مل کر سات ممالک کے نقشے کھا چکے تھے۔ آٹھواں بنا کر لائی تو غصے سے اس کا منہ لال ہو رہا تھا۔۔۔ دراصل پراٹھے بنانے سے زیادہ ان پراٹھوں پر ہونے والے نیچے ادھیڑتے شوخ تبصرے

اسے اندر تک کھولا رہے تھے لیکن صرف آغا جی کے لحاظ میں اب تک چپ تھی لیکن بڑی ہلکی ہلکی سی آواز پکچن سے باہر ان کی سماعتوں تک آرہی تھی جو اس ماحول کو ان دونوں کے لیے مزید پرکشش بنارہا تھا۔

براہ کتبہ کہتے بھی ۸ پراٹھے کھا گئے تو اچھا بناؤں گی تو پیہ نہیں کتنے کھائیں گے۔۔۔ یہ سوچ کر ہی اس کا دل ڈوبے جارہا تھا اسی وقت میں آغا جی اپنے کمرے میں جا چکے تھے اور شفق کو موقع مل گیا تھا اس سے پہلے کہ اب دو نوں میں سے کوئی اسے کچھ کہتا اس نے اتنے غصے سے ڈاینگ ٹیبل پر پلیٹ رکھی۔ شفق نے شعلے برساتی لال ہوتی آنکھوں سے دونوں بھائیوں کو دیکھا۔۔۔ بس!!! اب آنا ختم ہو گیا ہے اب نہیں بناؤں گی تو اشعر نے ڈاینگ ٹیبل پر رکھی اک کوائر پلیٹ اٹھا کر پراٹھے پر رکھی اور وہیں رکھی بٹر نائف سے پراٹھے کو گول کاٹ لیا شفق کے سامنے اس کے بنائے ہوئے پراٹھے کو اس بے دردی سے منطقی انجام دیا گیا تو جیسے اس کے پورے جسم میں آگ ہی لگ گئی۔۔۔ اشعر بھائی یہ آپ پہلے نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ گول پراٹھا کھاؤں گا۔۔۔ گول پراٹھا کھاؤں گا کہہ کہہ کر ۸ پراٹھے بنوا لیے۔۔۔۔

وہ انتہائی درجے تک تپ چکی تھی۔۔۔

میں اگر تم سے گول پراٹھے نہیں بناؤں گا تو تم سیکھو گی کیسے؟۔۔۔ اشعر بڑی مصومیت سے کہہ رہا تھا جیسے نیک نیتی سے پر خلوص محنت کروا رہا تھا میں تو یہ سب کچھ تمہارے اچھے مستقبل کے لیے کرتا ہوں پیاری بہنا کل کو سسرال میں جاؤ گی تو کوئی یہ نہیں کہے گا کہ شفق بی بی کو گول پراٹھے بنانے نہیں آتے تمہارے سسرال میں تمہا رے گول پراٹھوں کی تعریف ہوگی تو اس کا سارا کریڈٹ مجھے جائے گا آخر فرمائش کا آئیڈیا تو میرا تھا۔۔۔ وہ اتنی معصوم شکل بنا کر چڑچڑ کرتا کہہ رہا تھا کہ کمرے سے باہر آتے اعجاز بھی ظفر اور سمرہ کے ساتھ ہنس پڑے کچھ دیر پہلے جب ساری محنت کروا کر اس نے سارا کریڈٹ اپنے نام کروا لیا تھا۔۔۔ اشعر بھائی اب اسی بات کو دہرا رہے تھے اور مسکرا ہٹ دباتے امی آغا جی اس کی بات کو نظر انداز کر گئے تھے۔۔۔

امی دیکھ رہی ہیں ان لوگوں کو ہر بار کوئی نہ کوئی ایسا ہی شو شا چھوڑ دیتے ہیں شفق چڑ کر رہ جاتی۔۔۔ بڑبڑ کرتی وہ کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔ جاتے ہوئے اس کے کانوں نے اک قہقہے کی آواز سنی تھی۔ اپنے بچوں کی یہ مسکراہٹیں اور گھر بھر کی رونق دیکھ کر کبھی کبھی سمرہ کو مظہر کی یاد ستانے لگتی اور وہ سوچتیں کاش وہ

بھی ہمارے ساتھ ہوتا سب ناشتہ کر کے اپنے اپنے کاموں پر چلے گئے تھے جب کہ سمرہ اپنے بستر پر آ کر لیٹ گئی تھیں جب بھی ان کی یہ کیفیت ہوتی اپنے غم کو چھپانے کے لیے وہ نیند کا بہانہ بنا کر گھنٹوں اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے آنسوؤں کی بے آواز برسات کرتی رہتیں۔ آج بھی انہیں وہ دن بہت شدت سے یاد آیا تھا جب۔



اس دن زورین اور انس دونوں کا نتیجہ آنے والا تھا دونوں کو ہی بے تابی سے انتظار تھا امتحانوں کے بعد سے اب تک جانے کتنی ہی بار انس نے زورین کو یہ بتایا تھا کہ رزلٹ آتے ہی اس کی پہلے خواہش یہ ہوگی کہ اس کا ایڈمیشن کسی اچھے انجینئرنگ کالج میں ہو جائے وہ ڈگری حاصل کرنا چاہتا تھا تا کہ بہترین نوکری ملے اور اپنے ماموں اور ان کے گھر والوں پر یہ ثابت کر سکے کہ جتنا وہ انہیں گرا ہوا سمجھتے ہیں وہ اس سے کہیں قابل ہے اور کچڑ میں بھی کنول کا پھول کھل سکتا ہے اب اسے اک ضدی سوار ہو گئی تھی اس دن سے جب سے ان کے گھر اپنی اور ماما کی ہتک محسوس کی تھی اس کی چھین آج بھی اس کے دل میں تھی۔۔۔ اب جب تک وہ خود کو کسی قابل نہیں کر لیتا وہ ان کے گھر نہیں جائے گا یہ اس نے فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔

انٹرکار رزلٹ آیا تھا زورین اور انس دونوں ہی امتیازی نمبروں سے پاس ہوئے تھے اک دوسرے کے لیے بہت خوش تھے ان دونوں کی یہ دو سال سے ہوئی دوستی اب بہت گہری ہو چکی تھی۔۔۔ زورین انس کے حالات سے بہت اچھی طرح واقف تھا انس کو جنون کی حد تک شوق تھا کہ وہ اک انجینئر بنے جب کہ زورین کو وکیل بننے کا شوق تھا۔۔۔ جب رزلٹ آیا تو دونوں ہی اپنی پرنسپل پر کسی اچھے انجینئرنگ کالج میں ایڈمیشن لے سکتے تھے لیکن انس کے پاس اتنی رقم نہیں تھی کہ وہ انجینئرنگ کی فینسیں ادا کر سکتا نفیسہ کو اک بار پھر ابو جی کا مکان یاد آیا لیکن اصغر علی نے منع کر دیا۔۔۔ نفیسہ بیگم تمہارے بھائی نے جائیداد میں حصہ دینا ہوتا تو بہت پہلے ہی دے چکا ہوتا ان کے آگے ہاتھ پھیلا کر خود کو ذلیل مت کرو اب جب کہ تمہارا بیٹا جوان ہو چکا ہے تمہارا اک مضبوط بازو ہے تو تمہیں کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی کوئی ضرورت نہیں میں تمہیں اس بات کی اجازت ہرگز نہیں دوں گا۔۔۔ وہ اپنا دل اک بار پھر مار کر رہ گئیں اور شوہر سے صرف اک ہی سوال کر رہی تھیں کیا ہم ایسے ہی اپنی خوشیوں کا قتل کرتے رہیں گے اور وہ جو ہمارا حق دبا کر بیٹھے ہیں وہ سرخ رو رہیں گے۔۔۔

نہیں نفیسہ بیگم ایسا نہیں ہے جب اللہ نے فرمادیا کہ اک اک دانے کا اک اک تئکے کا حساب ہوگا تو تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو کہ تم ہمیشہ ترستی رہو گی تم بس صبر کرو اور سب کچھ اس پر چھوڑ دو اس کی لاشی بے آواز ہے جب پڑتی ہے تو سب سیدھے ہو جاتے ہیں اور دیکھ لو آج تک کتنے بھی برے حالات ہوں مگر اس رب نے ہمیں کبھی بھوکا نہیں سلا یا پیٹ بھر کر کھایا ہے شکر ہے مالک کا۔۔۔

نفیسہ کی بھی خواہش تھی کہ ان کا بیٹا انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کرے مگر اک بار پھر وہ وقت کے ہاتھوں مجبور ہو گئی تھیں وہ دل کو مار کر بیٹے کو سمجھا رہی تھیں۔۔۔ بیٹا ہمارے پاس تمہاری اتنی بھاری فیسیں دینے کے لیے رقم نہیں تم بھی اب کچھ اور سوچ لو اور پھر انس بھی زورین کی طرح وکیل بننے کا سوچ کر آگے بڑھنے لگا لیکن اس کے دل میں اپنے ماموں کے لیے نفرت ضرور ہوئی تھی اپنی ماں کی محبت میں وہ کچھ نہ کہہ سکا لیکن زورین کے پاس آکر بہت رویا تھا۔۔۔

تم کیوں روتے ہو یا ر! زورین اسے سمجھا رہا تھا۔۔۔ اور وہ ایک بار پھر پھر گیا تھا ہر بار میرے ساتھ یہی ہوتا ہے بچپن سے آج تک اپنی ہر خواہش کو قربان کرتا رہا ہوں میں۔۔۔ اب بابا کہتے ہیں کہ میں بھی وکیل ہی بن جاؤں کیونکہ ان کے پاس اتنے پیسے نہیں کہ وہ وہاں کی فیسیں ادا کر سکیں جب کہ ایل ایل بی کی فیسیں کم ہیں تو وہ انفرڈ کر سکتے ہیں۔۔۔

تو تم اتنا رویوں رہے ہو وکیل بننے میں کیا برائی ہے؟۔۔۔ زورین حیران ہو رہا تھا کوئی برائی نہیں لیکن ڈاکٹر اور انجینئر کی زیادہ ویلیو ہوتی ہے۔۔۔

کس نے کہا۔۔۔ زورین نے پوچھا میں کہہ رہا ہوں اور سب یہی کہتے ہیں۔۔۔

میرے بھائی کسی خاص پروفیشن کی ویلیو نہیں ہوتی بلکہ ہر اس انسان کی ویلیو ہوتی ہے جو محنت کرتا ہے اور اپنے پروفیشن سے ایماندار رہتا ہے آپ کو خود اپنی ویلیو بنانی پڑتی ہے اگر دنیا کا ہر شخص اک ہی پروفیشن کو اپنالے تو اس دنیا کا نظام کیسے چلے گا اور تم کیا سمجھتے ہو وکیل بڑا کام نہیں کر سکتے تو اگر تمہاری طرح قائد اعظم محمد علی جناح بھی سوچ لیتے تو کیا تم اک آزاد ملک میں جی رہے ہوتے۔۔۔ یاد رکھو تمہیں آزادی دلانے والا کوئی ڈاکٹر یا

افوہ میں نے کونسا دوسرا پاکستان بنانا ہے جو میں وکیل بنوں۔۔۔ وہ اک دم ہی لڑنے لگا تھا ٹھیک ہے تم نے پاکستان نہیں بنانا لیکن جو بے گناہ ان جیلوں میں قید ہیں انہیں تو آزادی دلا سکتے ہو جو مجرم باہر گھوم رہے ہیں انہیں تو قید کروا کر ان کے ظلم سے دوسروں کو آزاد کر آسکتے ہو۔ جو کرپٹ سیاست دان ہیں اور اپنے مقاصد کے لیے ایجن اور قوانین میں ردوبدل کرتے ہیں ان کو تو بے نقاب کر سکتے ہو اس ملک کو بچانے کے لیے ڈاکٹر انجینئر کی نہیں اک وکیل کی ضرورت ہے ہمیں دوسرا پاکستان نہیں بنانا اس پاکستان میں ہی انصاف کا حصول غریب تک پہنچانا ہے کام کوئی بھی چھوٹا بڑا نہیں ہوتا ہر کام محنت مانگتا ہے اور تم محنت کرو گے تو تم بھی سرخرو ہو جاؤ گے۔۔۔۔۔۔

اور انس نے نفی میں سر ہلادیا۔۔۔ وہ سطح جہاں سے گھاس اگتی ہے یعنی زمین اور زمین پر کھڑا ہوا شخص ہی آسمان پر گردن اٹھا کر دیکھ سکتا ہے اور گردن اٹھا کر چلنے کا مطلب سمجھتے ہو۔۔۔ فخر سے عزت سے باوقار طریقے سے اپنے زور بازو پر یقین رکھتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو پہچان کر خود بخود اس میں اتنا اعتماد آ جاتا ہے کہ اس کی نگاہ آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگتی ہیں اور جس کا باپ امیر ہوتا ہے جو خود بڑی اونچی جگہ پر بیٹھا ہوتا ہے بڑی دولت، طاقت، عزت سب ملا ہوتا ہے وہ اپنے بچے کو بھی ہر آسائش فراہم کرتا ہے وہ اپنے بچے کو اتنا محفوظ کر دیتا ہے کہ بچے کو کسی چیز کا خطرہ ہی نہیں رہتا غرض ہر دنیا کی آسائش میسر کر دیتا ہے ہر مشکل سے بچا کر رکھتا ہے یہاں تک کہ اس کے منہ سے نکلنے سے پہلے اس بچے کی ہر فرمائش پوری ہو جاتی ہے۔ اس وقت اس بچے کے پاس کچھ

سوچنے، کچھ کرنے کو چٹائی نہیں ہے۔ اس کی ساری صلاحیتیں وہیں دم توڑ دیتی ہیں یا ان میں زنگ لگ جاتا ہے اور یاد رکھو ایسے ہی بچے پھر باپ کا سر جھکوا دیتا ہے جانتے ہو ایسا کیوں ہے کیونکہ اس کے پاس کچھ کرنے کو ہے ہی نہیں وہ آسمان کو تکتے تکتے بور ہو جائے گا وہاں زندگی کے آثار نہیں ہیں مگر زمین پر زندگی کے آثار بھی ہیں اور وہاں زندگی بھاگتی دوڑتی نظر آتی ہے ایسے میں اس کے پاس دولت کی طاقت تو ہے لیکن اس طاقت کا استعمال اسے نہیں آتا تو جب بھی استعمال کرتا ہے غلط ذریعے میں استعمال کرتا ہے۔ وہ اپنی زندگی کو جینے کا مقصد ڈھونڈتا ہے لیکن اس کے پاس کوئی مقصد نہیں ہوتا پھر وہ شراب جوا، زنا ایسی برائیوں کی جانب بڑھ جاتا ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ نیچے کی طرف آتا ہے باپ کا سر جھکوا دیتا ہے تم اگر تاریخ کو دیکھو تو میاں منشاہ۔ ارسٹوٹل۔ پلینو۔ وغیرہ یہ سب بھی غریب تھے مگر اپنی اپنی فیلڈ میں ماہر نامی گرامی تھے اور ایسا نہیں ہے کہ امیر تاریخ نہیں بنا سکتا۔۔۔ بالکل! بنا سکتا ہے بشرطیکہ وہ ان زندگی کی بنیادی ضرورتوں کو حاصل کرنے کے لیے لڑا ہو۔۔۔

پہلے زمانے میں بادشاہ اپنے شہزادوں کو محلوں میں اک خاص عمر تک ہی رکھتے تھے پھر انہیں فوجیوں کے ساتھ ان کی طرح سختیاں جھیلنے کے لیے چھوڑ دیتے تھے تب کہیں جا کر وہ اک اچھے انسان بہترین بادشاہ بنتے تھے وہ جانتے تھے کہ زندگی کی بنیادی ضروریات کیا ہیں وہ پھر ہی انصاف کر پاتے تھے اور جسے انسانی بقا کی بنیادی ضروریات ہی نہیں معلوم ہوگی وہ کیسے انصاف کر سکے گا۔۔۔

خیر یہ تو بات کہیں کی کہیں نکل گئی تم بس اتنا سمجھ لو کہ تم خوش نصیب ہو کہ تم زندگی کی ان بنیادی چیزوں سے لڑ کر یہاں تک پہنچ گئے ہو۔ تم میں آگے بڑھنے کا جذبہ ہے تم کچھ کر دکھانا چاہتے ہو۔ تمہارے آگے کھلا آسمان ہے۔ جاؤ اور اپنی دنیا تسخیر کر لو۔۔۔ ماموں کو دکھانے کے لیے ڈاکٹریا انجینئر بننا ضروری نہیں ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے کل کو تم اتنے بڑے وکیل بن جاؤ کہ تمہارے ان کرپٹ ماموں کو بچانے کے لیے تم ہی وہ واحد انسان ہو جو انہیں قانون سے بچا سکتے ہو اور انسان کی اہمیت کسی دوسرے انسان پر اس وقت واضح ہوتی ہے جب سامنے والے کو آپ کی ضرورت ہو۔۔۔

وہ کسی حد تک قائل ہو چکا تھا اسی لیے خاموش تھا۔۔۔ لیکن دل میں کہیں کوئی کسک ضرور تھی۔ اپنے خوابوں کے ٹوٹنے کی کسک جن کی تکلیف زورین سمیت نفیسہ اور اصغر علی بھی محسوس کر رہے تھے۔۔۔ وہ کئی دن

اداس رہا مگر پھر اپنے دل کو راضی کر ہی لیا تھا۔۔۔



شام کی چائے پر ساتھ بیٹھے سمر ا اعجاز سے کہہ رہی تھیں میں سوچ رہی ہوں اب ظفر کی شادی کر دی جائے اور کچھ نہیں تو ممکن ہی کر دی جائے اب تو خیر سے نوکری بھی لگ گئی ہے اس کی۔۔ سمرہ نے اماں بی اور اعجاز کی جانب سوالی نگاہوں سے دیکھا۔۔

ہاں بات تو تمھاری ٹھیک ہے بہو بچوں کی صحیح عمر میں شادی ہو جانی چاہیے یہی ان کے اور سب کے لیے بہتر ہوتا ہے۔۔ اماں بی نے بھی حمایت کر دی۔۔۔

ہونہ۔۔۔ تم پہلے اپنے صاحب زادے سے تو پوچھ لو۔۔۔ آغا جی نے ہنستے مسکراتے بڑی گہری بات کہہ کر اپنی صلاح دی۔

ظفر ابھی آفس سے آئے تھے۔۔۔ کیا پوچھنا ہے؟۔۔۔ ظفر اپنا نام سن کر چونکے تھے۔
تمھاری امی تمھاری شادی کرنا چاہتی ہیں۔۔۔ سمرہ کے کچھ کہنے سے پہلے ہی اعجاز کہہ رہے تھے۔۔۔
ارے یہ منع تھوڑی کرے گا میرا سب سے فرمانبردار بیٹا ہے میری پسند کی لڑکی سے شادی کرے گا۔ میں اپنے ظفر کے لیے دیکھنا کیسا چاند کا لکڑا لاؤنگی جو دیکھے گا دیکھتا رہ جائے گا۔۔۔
دیکھ لو بھی تم اتنے بھروسے سے کہہ رہی ہو کبھی تمھارے فرمانبردار صاحبزادے کسی کو پسند کر کے بیٹھے ہوں۔۔۔ آغا جی نے نئے رخ سے آگاہ کیا۔

ظفر تم کو کوئی لڑکی پسند ہے تو بتادو۔۔۔ آغا جی نے اسی خدشے کے تحت پوچھ لیا تھا۔
نہیں! پسند تو کوئی نہیں کی اب تک۔۔۔ لیکن شادی کی ابھی اتنی جلدی کیا ہے ابھی تو جواب ہوئی ہے ذرا سینٹل ہو جاؤں پھر کر دیجیے گا۔۔۔ وہ جو چائے کا کپ اٹھا کر لا پروائی سے بولے تو اماں بی کو غصہ آ گیا۔۔۔ ارے لڑکے دیوانہ ہو گیا ہے کیا؟۔۔۔ اب کی بار دادی نے بھی اس ساری کاروائی میں حصہ لیا۔۔۔
کیوں کیا ہوا دادی؟۔۔۔ ظفر کچھ گھبرا گئے۔

ارے تمھاری عمر میں تو تمھارے آغا جی کی گود میں تم آ بھی گئے تھے اور تم کو شادی سے اتنا اعتراض کیوں

ہے؟ اور پھر اسلام بھی تو کہتا ہے کہ بچوں کی جلد شادی کر دینی چاہیے۔۔۔ بس! بہت ہو گئی تمھاری مرضی اب تو جلد ہی تمھاری شادی کرنی ہے۔۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے جیسے آپ لوگ چاہیں مجھے آپ کی پسند پر پورا اعتماد ہے آپ جس سے کہیں گی میں آنکھ بند کر کے شادی کر لوں گا۔۔۔ ظفر نے ماحول گرم ہوتا دیکھا تو سارے ہتھیرا ڈال دیے۔

پکی بات ہے سوچ لو بعد میں نہ کہنا کہ آپ کی پسند تھی مجھے پسند نہیں۔۔۔ سمرہ نے اپنی تسلی کرنی چاہی۔ آپ فکر ہی نہ کریں آپ کی پسند غلط ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔ ظفر آج فل مکھن لگانے کے موڈ میں تھے۔

سمرہ بیٹے کو دعائیں دیتے ہوئے خوشی سے کھل اٹھیں۔ اگلے دن سے ہی انہوں نے اپنی سہیلیوں، خاندان، محلے اور ہر ممکنہ جگہ لوگوں سے اپنے بیٹے کے لیے اچھا سارشتہ بتانے کی خواہش کا اظہار کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ اپنے بیٹے کے لیے اک بہت خوبصورت لڑکی چاہتی تھیں۔ ہر لڑکی کو اسی انداز سے سوچنے لگیں تھیں۔ آئے دن لڑکیاں دیکھتی پھر رہی تھیں مگر ان کے معیار پر کوئی پوری اتر ہی نہیں رہی تھی۔

ان کی تلاش کو سال بھر ہو چکا تھا جب اک دن ظفر نے انہیں اپنی دوسری نوکری کی نوید سنائی۔۔۔ ظفر کی اک دوسری کمپنی سے بہت اچھی جو ب کی آفر آگئی تنخواہ اور عہدہ دونوں ہی پچھلی کمپنی سے بہت اچھا تھا ساتھ میں دیگر مراعات جیسے میڈیکل وغیرہ فری تھا۔ رہائش بھی وہ لوگ ہی دے رہے تھے لیکن اک ہی مسئلہ تھا اس جو ب کے لیے ظفر کو بیرون ملک جانا تھا۔۔۔ جسے سن کر سمرہ کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔ میں اپنے بچے کو اتنی دور کیسے بھیج دوں میری آنکھوں کا تارہ مجھ سے اتنی دور کیسے رہے گا ظفر اس جو ب کے لیے بہت ایکساٹڈ تھے ایسا موقع بار بار نہیں ملتا اسی لیے وہ بہت منت کر کے ماں کو سمجھا رہا تھا۔۔۔ اور سمرہ کسی طرح راضی نہیں ہو رہی تھیں پھر بیٹے کی خوشی اور خواہش کے آگے آغا جی نے گھٹنے ٹیک ہی دئے اعجاز نے بھی بیٹے کے اچھے مستقبل کے لیے اسے اجازت دے دی تھی اور سمرہ کو بھی راضی کر لیا تھا اور پھر ظفر نے ماں کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے کہا تھا مجھے جلدی واپس بلا نا ہے نا تو میرے لیے اچھی سی لڑکی تلاش کر لیں میں شادی کرنے فوراً واپس آ جاؤں گا۔۔۔ چند دن بعد ہی ظفر یورپ چلے گئے۔ سمرہ اداس رہنے لگیں ہنسی مذاق میں کہی بات سمرہ نے پکڑ لی تھی اور ظفر کے جانے کے بعد بھی اس کے لیے پورے دل سے لڑکی ڈھونڈ رہی تھیں ان کی تلاش اب تک جاری تھی اور چھ مہینے بعد اتنی چھان پھنک

کے بعد سمرہ نے ان کا اک جگہ رشتہ طے کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا۔ لڑکی بہت خوبصورت تھی تعلیم یافتہ اچھے خاندان سے تعلق رکھتی تھی پہلی ہی نظر میں یہ لڑکی انہیں بھاگئی تھی۔۔۔



گریجویشن کے بعد انس اور زورین ایل ایل بی کر رہے تھے اور اس وقت یونیورسٹی کینٹین میں بیٹھے تھے۔ جب ان کا مشترکہ دوست شا کران کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ سلام دعا کے بعد انس نے پوچھا کیا بنا تمہارے مسئلے کا۔۔۔ حل ہوا۔۔۔

ارے کہاں! وہی تو سمجھ نہیں آ رہی کیسے اس مسئلے سے نکلوں؟۔۔۔
زورین کو بھی دلچسپی ہوئی کیوں کیا ہوا؟ مجھے بھی بتاؤ شاید میں کوئی مدد کر سکوں۔۔۔
یار! بات یہ ہے کہ میری اک ہی بہن ہے بہت لاڈلیار سے پالا ہے ہم نے اسے اس کا اک رشتہ آیا ہے۔
ابو جی کے کوئی دوست ہیں ان کا بیٹا ہے۔ ابو کہتے ہیں کہ لڑکا بہت شریف ہے تعلیم تو اچھی ہے۔ جو ب بھی اچھی کر رہا ہے۔ شکل صورت بھی مناسب سی ہے۔۔۔

تو مسئلہ کیا ہے؟ کر دو شادی۔۔۔ زورین نے ریپر سے چیونٹ کھولتے ہوئے کہا
یہی تو مسئلہ ہے ہمارا اک چچا زاد ہے وہ کہتا ہے کہ وہ جانتا ہے اس لڑکے کو اور اس کے مطابق اس لڑکے کا مزاج کچھ اچھا نہیں ہے۔ ہر اک سے لڑتا رہتا ہے۔ غصے کا بہت تیز ہے اور اپنے علاقے میں کسی غنڈے کی طرح مشہور ہے۔ جب سے اس نے ہم سب کے دل میں وسوسہ ڈالا ہے۔ ڈر لگ رہا ہے ہم معلومات کر بھی لیں تو کسی کو جب یہ بتائیں گے کہ رشتے کے لیے معلومات کر رہے ہیں تو ہو سکتا ہے۔ کوئی جھوٹ بھی بول دے۔ ویسے بھی آج کل کون کس کے معاملے میں پڑتا ہے۔ کون دشمنی مول لے گا۔ اس سے اگر وہ ایسا ہی ہے تو۔۔۔
اور اب سونے پہ سہاگہ یہ ہو گیا ہے کہ اس لڑکے کی باہر کہیں جو ب بھی ہو گئی ہے اور اسے پندرہ دن بعد جو ان کر نی ہے۔ میرے پاس معلومات کرنے کا اتنا وقت نہیں کیونکہ ابو اور ان کے دوست چاہتے ہیں کہ دس دن بعد ہی ان کا نکاح کر دیا جائے تاکہ وہ وہاں جا کر میری بہن کو بلوالے۔۔۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا دن بھی کم رہ گئے ہیں ابو تو مطمئن ہیں کہتے ہیں تمہارا کزن جھوٹ کہتا ہے جب کہ امی، میں اور خود بہن بھی بہت پریشان ہیں اب

کیا کریں؟۔۔۔

تم مجھے دودن کا وقت دے دو میں سوچ کر کچھ نہ کچھ اس مسئلے کا حل نکالتا ہوں تم بے فکر ہو جاؤ۔۔۔ زورین نے انس اور شا کر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور دودن بعد ہی زورین بڑا ساسر پر پگڑ رکھے چہرے پر نقلی داڑھی اور بڑی بڑی موچھوں کے ساتھ آنکھوں میں سر مالگائے۔ گھیر دار سفید شلوار قمیض، کندھے پر اجرک ڈالے، پیر میں پشاور سیٹڈل، ڈھیلی ڈھالی چال کے ساتھ چلا آرہا تھا۔ دیکھنے والے اسے کسی قبائلی علاقے کا فرد سمجھ سکتے تھے کوئی بھی اسے نہیں پہچان رہا تھا۔ وہ انس کے پاس آ کر کھڑا ہوا۔۔۔ اور بڑی گرج دار آواز میں بولا

سائیں تم انس سائیں ہونا۔۔۔ انس اک لمحے تو اسے دیکھتا رہا اور جھجکتے ہوئے جی کہہ رہا تھا۔۔۔ یہ تمہارا دوست زورین سائیں کہاں ملے گا بابا۔۔۔ بڑی بڑی موچھوں کو تادیتا سینا تان کر وہ پوچھ رہا تھا۔۔۔ اور اس لمحے انس اسے پہچان گیا۔۔۔ اب تو۔۔۔ یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے۔۔۔ انس بھی اسے اس کی آواز کی وجہ سے پہچان پایا تھا۔ ورنہ اس کا حلیہ اس کی پہچان کو پوری طرح سے بدل چکا تھا۔۔۔

چلو ابھی بتاتا ہوں۔۔۔ وہ اسے کنارے پر لے گیا اور پورا پلان بتایا۔۔۔ اپنے پلان کے مطابق وہ تینوں انس زورین اور شا کر اس لڑکے کے محلے میں پہنچ گئے۔ جس گاڑی میں وہ سوار تھے۔ اسکے چاروں شیشے ٹنڈ ہونے کی وجہ سے کوئی انہیں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ شا کر نے اس لڑکے کے گھر کے کچھ فاصلے پر گاڑی کھڑی کروادی اور اس کا انتظار کرنے لگے۔ اس کے دکھتے ہی شا کر نے انس اور زورین کو دکھایا۔

دیکھو دیکھو یہی ہے وہ لڑکا کالی جینز اور کریم کلر کی شرٹ میں۔۔۔

وہ دونوں اس کی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔ ٹھیک ہے کام ہو جائے گا۔۔۔ زورین نے بڑی تیکھی مسکراہٹ کے ساتھ انس کی طرف دیکھا۔۔۔ جو گاڑی کی ڈائوننگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔

وہ لڑکا اپنے گھر سے نکلا تو یہ تینوں بھی گاڑی میں آہستہ آہستہ اس کا پیچھا کرتے ہوئے کافی فاصلے سے غیر محسوس اور بہت محتاط طریقے سے چل رہے تھے۔ وہ چلتے چلتے کئی گلیاں کر اس کرتا ہوا محلے کے اس چھوٹے سے بازار میں کچھ پھل خرید رہا تھا جہاں کچھ ریڑھی والے اپنے اپنے ٹھیلوں پر مختلف سبزیاں اور پھل بیچ رہے تھے، سا

تھ ہی بنے فلیٹس کے نیچے کھلی دکانیں۔ جن میں میڈیکل اسٹور، ہارڈ ویئر کی دکانیں، اور کچھ دودھ دہی کی دکانیں تھیں۔ کچھ مرغی اور گائے کے گوشت کی دکانیں اک لیڈریز ٹیلر اور اک سی ڈیز کی دکان کے علاوہ بھی چند دکانیں کھلی تھیں۔ شام کا وقت ہونے کی وجہ سے اس بازار میں کافی رونق تھی۔

محله میں رہنے والوں کے لیے یہ سب سے قریبی بازار تھا۔ اس لیے اکثر محلے والے یہاں نظر آ جاتے تھے اور سلام دعا ہو جاتی تھی۔ وہ ابھی پھل خرید ہی رہا تھا کہ اک عمر رسیدہ بزرگ اس کے قریب چلے آئے اور اس سے مصافحہ کرتے ہوئے سلام دعا کرنے لگے۔۔۔

یہ تینوں جو اس پر نظر رکھے ہوئے تھے یہ منظر دیکھ کر۔۔۔ انس نے کہا یہی وقت ہے جاؤ زورین۔۔۔ زورین گاڑی سے اتر اور ان سے کچھ دور جا کر چیختا ہوا۔۔۔ چور۔۔۔ چور۔۔۔ چور بیچ بازار کی طرف بھاگ رہا تھا اور بھاگتے بھاگتے اچانک زورین نے اس لڑکے کا گریبان پکڑ لیا۔۔۔ کہاں ہے نکالو ہمارا پیسہ۔۔۔ نکالو پیسہ۔۔۔

وہ اچانک اس محلے پر ہکا بکا اس کی شکل دیکھ رہا تھا۔۔۔ کون ہو تم اور مجھے کیوں پکڑا ہے؟ اسے اب کوئی ہور ہی تھی اور اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا زورین بھی اس پر مارنے کے انداز میں تلا ہوا تھا بات بڑھنے لگی۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔ اس نے اک جھٹکے سے اپنا گریبان جھڑوایا۔۔۔ وہ زورین کے قد کا ٹھک کی وجہ سے بھی گھبرا رہا تھا۔۔۔ یہ منظر دیکھ کر بڑے صاحب بیچ بچا کروانے آگے بڑھے۔

کیا ہوا بیٹا چھوڑو اسے کون ہو تم؟۔۔۔ انہوں نے قدرے درشتی سے پوچھا۔۔۔ ہمارا اٹھیل کھڑا ہے ادھر ہم پیاز بیچتا ہے۔۔۔ یہ تمہارا لڑکا ہمارے ڈبے سے پیسے نکال کر بھاگا ہے ہم اس کو چھوڑے گا نہیں۔۔۔

ارے نہیں!۔۔۔ یہ ایسا نہیں کر سکتا میں جانتا ہوں اس کو یہ بہت اچھا لڑکا ہے اور اتنی دیر سے یہ تو یہیں کھڑا ہے۔ بڑے صاحب نے بات کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔۔۔

نہیں یہی تھا وہ ہم کو ہمارے پڑوسی ٹھیلے والے نے بتایا تھا۔۔۔ زورین غصے سے چیخ رہا تھا۔
نہیں۔۔۔ نہیں یہ ایسا نہیں کر سکتا یہ تو بہت نیک شریف لڑکا ہے دیکھتے ہی دیکھتے محلے کے اور دوسرے لوگ

بھی اکٹھا ہو گئے تھے۔ بازار میں تماشا دیکھنے والوں کی کمی نہیں تھی اور چونکہ یہ محلے کا لڑکا تھا تو اکثر لوگ اسے جانتے تھے۔ زورین کو کھڑے کھڑے اس لڑکے کی شرافت اور نیک نامی کی بیس پچیس گواہیاں مل گئی تھیں اب مزید تماشے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔

زورین نے اچانک اک سوال کیا تم ماجد نہیں ہو؟۔۔۔

بڑے صاحب نے کہا نہیں اس کا نام تو تحسین ہے تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے یہ وہ نہیں ہے جسے تم سمجھ رہے ہو۔۔۔ اوہ! میرے خدا۔۔۔ کہتے کہتے زورین سر پکڑ کر زمین پر بیٹھ گیا۔ ہمارا پیسہ لے کر بھاگ گیا وہ۔۔۔ پھر کھڑا ہو کر کہنے لگا۔۔۔ معاف کرنا بھائی ہم نے تمہارا گریبان پکڑا۔۔۔

تحسین اسے غصے سے دیکھ ضرور رہا تھا لیکن آپے سے باہر نہیں ہوا تھا۔۔۔ جاؤ یہاں سے خواہ مخواہ تماشا بنا دیا۔۔۔ بڑے صاحب نے بھی اسے جانے کا اشارہ کیا۔۔۔ اس لڑکے کے چہرے کے تاثرات سے یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے اس جھوٹے الزام کا برا لگا ہے لیکن اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کافی تھا کہ وہ لوگوں سے بات بے بات نہیں لڑتا بلکہ اپنے غصے کو قابو میں رکھنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔

زورین معذرت کرتا ہوا مردہ قدموں سے چلتا ہوا اس بھیڑ سے باہر آ گیا۔۔۔ اور دھیرے دھیرے ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ بازار میں کھڑے تماشا ئی اپنے اپنے کاموں کی طرف متوجہ ہو گئے جب کہ گاڑی میں بیٹھے ہوئے دونوں لڑکے انس اور شا کر یہ ساری گفتگو موبائل کے اسپیکر کے ذریعے بہت سکون سے سن رہے تھے جو زورین نے اس کام کو کرنے سے پہلے ان دونوں کے لیے آن کر دیا تھا اور اپنی بتائی ہوئی جگہ پر اس وقت تک زورین پہنچ چکا تھا اب بڑے سکون سے گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔۔۔

جب کہ آٹھ دن بعد سوٹ بوٹ میں ملبوس بینڈ سمنو جوان زورین اسی لڑکے کو اسٹیج پر چڑھ کر گلے لگا کر نکاح کی مبارکباد دے رہا تھا اور وہ بخوشی اپنے سالے کا دوست سمجھ کر اس کی مبارکباد وصول کر رہا تھا۔ ان کے پاس کھڑے انس اور شا کر کے چہروں پر پھیلی ہوئی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہو گئی تھی۔



ملکہ خاتون اپنی بیٹیوں کے لیے کافی پریشان رہتی ہیں۔ وہ سوچ رہی تھیں کہ ان کی بیٹیاں ان سے اتنی دور

بیٹھی ہیں۔ ان دونوں سے ان کے دکھ سکھ بھی نہیں بانٹ سکتیں۔ مناحل کے یہاں اولاد ہوئی تو وہ اکیلی بچی اپنے جڑواں بچوں کو بڑی مشکل سے اکیلے سنبھال رہی تھی۔ کوئی اس کے پاس نہیں۔ شوہر جو بپر گیا ہوتا ہے اور وہ بچی سارا دن اکیلی گھر میں رہتی ہے۔ دوسری بھی اتنی دور دوسرے شہر میں بیٹھی ہے۔ انہیں اپنی دونوں بچیاں بہت یاد آتیں تھیں مگر جلدی جلدی مل بھی تو نہیں سکتیں تھیں۔ انہیں اطمینان ہو اور دونوں بچیوں کے شوہر بہت اچھی عادت کے ہیں۔ ان کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ انزلہ کی تعلیم مکمل ہو تو اس کی شادی کر کے آرام سے مر سکوں۔ ادھر وہ پنڈی والا گھر بھی پھنسا ہوا ہے۔ وہ بک جائے تو کم از کم کہیں کوئی دوسرا خرید کر آمدنی میں ہی اضافہ ہو جائے۔ اس پیسے سے کتنے مسئلے حل ہو جائیں گے۔۔۔

ملکہ خاتون اپنے ہی خیالوں میں گم لان میں بیٹھی تھیں۔ جب شرجیل سیڑھیاں اتر کر آفس جاتے ہوئے نظر آئے تو سلام دعا کے بعد ملکہ خاتون نے کہا۔۔۔ شرجیل بھائی وہ آپ کسی پلمبر کو نہیں لائے سردی آنے والی ہے اور یہ گیزر خراب ہو گیا ہے اسے تو ٹھیک کروادیں۔۔۔ بھابھی آج کروادو ننگا کل گیا تھا میں لیکن دکان بند تھی۔۔۔

اچھا وہ میں نے انارکلی والی دکان کو خالی کر والیا ہے۔ بڑا ہی بد معاش قسم کا دکاندار تھا۔ نہ تو کرایہ دے رہا تھا اور نہ ہی خالی کر رہا تھا۔ بڑی مشکل سے بازار کی یونین سے بات کر کے سال بھر بعد خالی کروائی ہے۔ وہ بھی اس شرط پر کہ سال بھر کا کرایہ معاف کروں مجھے ہاں کرنی پڑی کم از کم خالی تو ہو جائے گی۔ اب دو چار دن میں ئی دوسرا آجائے تو اس کا بھی آپ کو کرایہ ملنے لگے۔۔۔

شرجیل ملکہ بھابی کو بہت سرخرو انداز میں بتا رہے تھے۔۔۔ بس بھائی میں تو ہر وقت آپ کے لیے دعا کرتی ہوں۔ آپ نے ہمارا بہت ساتھ دیا ہے۔ آپ کو اس کا بہت اجر ملے۔۔۔ اور ہاں شام میں جلدی آجائے گا۔ میں شانلہ بھابھی سے بھی کہہ دوں گی۔ آپ لوگوں کا کھانا رات ہمارے گھر ہے۔ آج انزلہ کی سالگرہ ہے۔ دونوں بہنوں کو بہت مس کر رہی تھی تو میں نے سوچا ذرا گھر میں کچھ لوگوں کو بلالوں تو خوش ہو جائے گی بچی۔۔۔

اچھا ماشاء اللہ۔۔۔ ہماری بیٹی بہت سمجھدار ہے بہل جائے گی آہستہ آہستہ۔۔۔

جی! اس نے بھی گریجوئیٹ کر لیا ہے۔ بس اب اس کے لیے بھی کوئی اچھا سا لڑکا ڈھونڈیں تو میں سکون سے
مر سکوں۔۔۔

ارے بھابھی!! آپ بھی کیسی باتیں کرتی ہیں۔۔۔ اللہ آپ کو صحت اور زندگی دے اور انزی بیٹی کی تو آپ
فکر ہی نہ کریں۔ لڑکا تو میں ویسے بھی ڈھونڈ ونگا یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے۔ اچھا میں چلتا ہوں دیر ہو رہی ہے۔
زندگی اپنی ہی ڈگر پر چل رہی تھی۔ انزلہ اب امتحان دے کر فارغ ہوئی ہی تھی اور اپنی چھٹیاں انجوائے کر
رہی تھی۔ اس نے سوچا تھا کہ تھوڑے دن مناجل آپ کی اور تھوڑے دن مینا بھو کے گھر جا کر رہے گی مگر ان ہی دنوں نا
نو کو سینے میں درد رہنے لگا۔ ٹیسٹ کروانے پر معلوم ہوا کہ انکو انجائنا کی بیماری ہو گئی ہے۔ ایسے میں وہ نا نو کو ماما کے
ساتھ اکیلے چھوڑ کر نہیں جاسکتی تھی پھر اس نے مینا بھو کے کہنے پر ایک ڈرائیونگ انسٹیٹیوٹ میں ایڈمیشن لے لیا
تھا۔ اور دو سے تین مہینوں میں وہ اچھی ڈرائیونگ کرنے لگی تھی۔۔۔۔

گھر میں فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔۔۔ مناجل کا فون تھا۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔ ماما کیسی ہیں؟۔۔۔

و علیکم اسلام میں ٹھیک ہوں بیٹا تم سناؤ سب خیر خیریت ہے۔۔۔

جی! بس ایسے ہی آپ لوگ یاد آ رہے تھے تو سوچا بات کر لوں۔۔۔

اچھا کیا بیٹا مجھے بھی تم بہت یاد آ رہی تھیں۔۔۔

بچے ٹھیک ہیں؟ اور عمران کیسے ہیں؟

سب ٹھیک ہیں۔۔۔ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں؟

کچھ خاص نہیں بس ابھی مینا کا فون آیا تھا اس سے بات کر رہی تھی تمہاری نا نو کی طبیعت تھوڑی خراب ہے تو
انزلہ انہیں اسپتال لے کر گئی ہے۔۔۔ کیوں کیا ہوا نا نو کو؟۔۔۔

ان کے سینے میں پھر درد ہو رہا تھا۔۔۔ ملکہ نے ناچا پتے ہوئے بھی بتا دیا تھا۔ حالانکہ وہ نہیں چاہتیں تھیں کہ
مناجل پریشان ہو۔۔۔

ماما یہ ٹھیک نہیں ہے۔ آپ ان کا ٹھیک سے چیک اپ کروائیں بار بار درد ہونا خطرناک ہے۔۔۔

ہاں بیٹا سب علاج ہو رہا ہے۔۔۔ انزلہ نے تو یہ سوچ کر گاڑی بھی خرید لی ہے کہ اگر خدا نخواستہ انہیں آدھی رات کو بھی درد ہوا تو لے جاتا تو سکتے ہیں انہیں اسپتال۔۔۔

گاڑی خرید تو لی ہے لیکن اسے چلائے گا کون؟۔۔۔ ارے انزلہ چلائے گی نا اس نے تو سیکھ بھی لی ہے۔ اچھا۔۔۔ انزی کو گاڑی چلانی آگئی۔۔۔ مناجل حیرت زدہ سی پوچھ رہی تھی۔۔۔ مگر مہمانیہ تو بہت خطرناک ہے کیسے چلائے گی وہ۔۔۔

بیٹا دنیا میں لاکھوں خواتین گاڑی چلاتی ہیں۔۔۔ اس میں کیا ہے؟۔۔۔ اچھا ہے ہمیں بھی آسانی ہوگئی ہے۔ لیکن ماما پھر بھی۔۔۔ مناجل اپنی ازلی بزدلی والے انداز میں ڈری سہمی کہہ رہی تھی

افوہ مناجل ہر چھوٹی چھوٹی بات پر پریشان ہونا کب چھوڑو گی تم اب دو بچوں کی ماں ہو خود کو ذرا سنبھالو۔۔۔ اک وہ مینا ہے اسے اتنا سپورٹ کر رہی ہے۔ اسی کے کہنے پر تو انزلہ کو بھی حوصلہ ہوا۔۔۔ ہم کب تک دوسروں کے محتاج بنے رہیں گے۔۔۔ ملکہ نے قدرے درشتی سے کہا تو وہ پھر سے سہم گئیں۔۔۔

ہاں ماما آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں پر مجھے بس ڈر لگتا ہے۔۔۔

اچھا چھوڑو یہ بات انہیں الجھن ہونے لگی تھی۔۔۔ انزلہ کے لیے اک رشتہ آیا ہے شرجیل بھائی لائے ہیں۔ اتنا اچھا رشتہ ہے پر اس نے تو گھر بھر میں ہنگامہ ڈالا ہوا ہے۔۔۔ اور مزید تفصیلات بتاتے ہوئے اچانک لائن ڈراپ ہوگئی۔ جب کہ ان کے دل کی تسلی بھی نہ ہوئی تھی مناجل نے دوبارہ فون بھی نہ کیا شاید بچوں میں مصروف ہوگئی۔۔۔

گھر بھر میں انزلہ نے بہت دانیو لیا مچایا لیکن ماموں کے فیصلے کو سننا اس کی مجبوری تھی کیونکہ ماما اور نانو شرجیل ماموں کی بات کے آگے کسی کی نہیں چلنے دیتی تھیں۔ یہ لڑکا بیرون ملک کارہائشی تھا مگر اس بار اس بات پر انزلہ اڑ گئی۔ آپ میری شادی کسی سے بھی کر دیں لیکن میری صرف اک شرط ہے کہ وہ لڑکا پاکستانی ہو بلکہ میرے شہر کا ہو اس شہر میں ماما اور نانو کو اکیلے چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔ پہلے ہی ماما مناجل آپنی اور مینا بچو سے ملنے کو ترستی رہتی ہیں۔ میں شادی اسی شہر میں رہنے والے کسی لڑکے سے کروں گی۔۔۔ اس بات پر ملکہ خاتون کو متفق پا کر نانو نے بھی رضامندی دے دی۔ مجبوراً شرجیل ماموں کو بھی ماننا پڑا لیکن انہوں نے کوشش بہت کی۔۔۔

بہت اچھا لڑکا ہے پڑھا لکھا خاندان ہے یہ باہر جائے گی تو اس کا مستقبل بہت اچھا ہو جائے گا اس کا اپنا سپر اسٹور ہے وہاں۔ وہ اتنا ہینڈسم ہے تم خوش رہو گی۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔

وہ منتی رہی پھر شرجیل ماموں کی ساری کوششوں پر پانی پھر گیا۔ جب اس نے کہنا شروع کیا۔۔۔
 شرجیل ماموں پاکستان میں ٹیلیٹ کی کمی نہیں ہے۔ یہاں بھی ہینڈسم لڑکا مل سکتا ہے جو باہر کے کسی بھی اچھے لڑکے سے بہت ذہین ہو اور اس ملک میں کوئی کمی نہیں ذہانت کی اور نوکریاں یہاں بھی بہت ہیں بس محنت کرنے والا ہونا چاہیے۔۔۔ میں یہاں بھی بہت خوش رہوں گی آپ یقین رکھیں۔ باہر جا کر اتنی خوش نہیں ہوگی جتنی اس ملک میں رہ کر خوش رہ سکتی ہوں کیونکہ یہیں تو میری جڑیں ہیں میری ماں یہاں ہیں میری نانوی یہاں ہیں میں انہیں یہاں تنہا چھوڑ کر کسی بھی قیمت پر کسی انجان ملک میں نہیں جاؤں گی۔ جہاں نہ دن کا پتہ نہ رات کا۔ پیسہ کم کرنے کی مشین بننے کا مجھے کوئی شوق نہیں۔ آپ کو یاد ہے نامنا حل آپ کی امریکہ گئی تھیں تو کیا کیا کام انہیں ان گوروں کے لیے کرنے پڑے۔ ان کے جھوٹے برتن دھوئے، کپڑے دھوئے، راستوں کی برف صاف کرتی پھرتی تھیں اس کے علاوہ اکیلے وہ کہیں آج نہیں سکتیں تھیں۔ بس اک مشین کی طرح دن رات لگی رہتی تھیں۔۔۔ پاکستان کی عورت اس معاملے میں بہت سکون سے ہے کیونکہ یہاں عزت ہے دور کے ڈھول سہانے ہونا ہمیں مناجل آپ کی کو دیکھ کر سمجھ آ گیا ہے۔ اب میں کوئی رسک نہیں لے سکتی اور پلڑ کسی دوسرے شہر میں میں نہیں جانا چاہتی۔ وجہ وہی ہے کہ ان دونوں کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔۔۔۔۔ بلاخر شرجیل ماموں کو اس معاملے میں پیچھے ہٹنا ہی پڑا۔

فون پر انزلہ سارہ کو اپنے رشتے کے بارے میں بتا رہی تھی۔۔۔ پوری بات سن کر سارہ تو تقریباً چیخ ہی رہی تھی۔۔۔ اور تم نے منع کر دیا۔۔۔ ہائے تم تو بالکل ہی پاگل ہو۔ میں تمہاری جگہ ہوتی تو فوراً شادی کر لیتی ایسے موقع بھی کوئی بار بار آتے ہیں۔۔۔ ہائے میں نے کتنے ہی ناؤز میں باہر کی یونیورسٹیز میں پڑھتے کسی ہیرو کے خواب دیکھے ہیں مگر کوئی بھولے سے بھی ہمارے گھر باہر کا رشتہ نہیں بھیجتا۔ سب یہیں کے پینڈو رشتہ لے کر آ جاتے ہیں۔۔۔ میرا تو دل چاہتا ہے میں بھی کہیں باہر پڑھنے جاؤں اور کوئی ہینڈسم سانو جوان مجھ پر فدا ہو جائے۔ اوو۔۔۔ ہیلو اب اٹھ جاؤ بہت خواب دیکھ لیے صبح ہو گئی ہے۔۔۔ اور ویسے بھی یہ سب صرف ناؤز میں یا ڈراموں میں ہی ہو سکتا ہے۔ ریل لائف میں ایسا کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ اور بائی واوے ضروری نہیں کہ وہ لڑکا جو با

ہر رہتا ہو۔ بہت امیر ہی ہو۔ میں نے دیکھا ہے۔ کیسے مناعل آپنی اک کمرے کے گھر میں رہتی تھیں یا تو وہ جوہ کریں یا پھر سارا دن اسی کمرے میں سڑتی رہیں۔ یہ سب جو تم نے خواب دیکھے ہیں نایہ سب صرف خواب ہی ہو تے ہیں آپنی کتنی پریشان رہتی تھیں۔ یہ کوئی مجھ سے پوچھے ان کے میاں بھی تو انجینیر ہی ہیں نا اور بقول ماموں کے وہ بہت خوش رہیں گی لیکن پتا ہے وہ وہاں بیچاری سڑکوں کی برف اٹھاتی پھرتی تھیں اک ریسٹورینٹ میں عمران بھائی کے ساتھ ڈش واشنگ کرتی تھیں تب کہیں جا کر اتنا ہوتا تھا کہ پیٹ بھر کر کھا سکیں۔ ان چھ سالوں میں اک بار آئی ہیں وہ پاکستان تو بتا رہی تھیں تم لوگ کتنے خوش نصیب ہو ہر گھر میں ماسیاں لگی ہیں۔ جب تک چاہتی ہو سوتی ہو جو دل چاہتا ہے۔ کھا لیتی ہو ہر طرح کے نت نئے فیشن کر لیتی ہو وہاں تو اتنی مہنگائی ہے کہ بس پیٹ ہی بھر جائے تو بہت ہے عید بقر عید کسی چیز کا کوئی مزا نہیں نا ہی کوئی چھٹیاں ہوتی ہیں عید کی نماز پڑھ کر سب اپنے اپنے دفتر چلے جاتے ہیں۔ کپڑے وغیرہ بھی نہیں بناتے ظاہر ہے جب وہاں سیلیئر یٹ ہی نہیں کرنا تو کیا تیار ہو کر کریں گی۔۔۔ اوہ بیچاری میری مناعل آپنی۔۔۔ تمہیں پتا ہے عمران بھائی شادی کے وقت کتنے ہینڈسم تھے۔ اب جا کر دیکھو انہیں موٹے سے کالے بھنگ اور گنبے ہو گئے ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ نہ کھانے کا کوئی وقت مقرر ہے اور نہ سونے کا دن رات بس مشین بنے رہتے ہیں۔۔۔ پھر اوپر سے کبھی کبھی چند منٹوں کی بات کرتی ہیں آپنی فون پر دل بھر کر بات بھی نہیں کر پاتیں تھیں۔ انہیں ہم سب اتنے یاد آتے تھے اور ادھر ہم انہیں مس کرتے تھے۔ وہ تو اب جا کر انہوں نے کمپیوٹر خریدا ہے تو نیٹ پر ان کی شکل دیکھنے کو ل جاتی ہے۔ بہت دکھی رہتی ہیں مجھے تو ان کی لائف پر بہت افسوس ہوتا ہے۔۔۔ انزلہ دکھی انداز میں کہہ رہی تھی۔۔۔

تم بھی نابالکل بورنگ لڑکی ہو کوئی چارم ہی نہیں رہنے دیتیں میرے سارے خواب کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیا۔
 بابا! ہاں تو اب بتاؤ بھیج دوں تمہارے گھر اپنے رشتے والوں کو چند سال بعد تمہارا وہ ہینڈسم ہیرو ڈریکولا بنا ہوا ہوگا۔۔۔

نارے بابا نا۔۔۔ اب تو کبھی نہ کروں میں کہیں باہر شادی۔۔۔ دونوں بہت دن تک اس بات پر ہنستی رہیں۔۔۔



زاہد بھائی کے دونوں بیٹے ان کے بازوان کے مستقبل کا سہارا تھے۔ جن کے لیے انہوں نے بہت سے خواب بن رکھے تھے۔ ذیشان اور مہراں ابھی ابھی کسی سے لڑکر گھر لوٹے تھے۔ وہ دونوں دیکھنے میں اپنی عمر سے بڑے لگنے لگے تھے۔ زندگی کی ہر آسائش مہیا ہونے کے ساتھ ساتھ بے جا خواہشات بھی ان کی ہمیشہ ہی پوری ہوئی تھیں۔ جوزبان سے نکلا وہ انہیں میسر آ جاتا تھا۔ کبھی کسی مشکل کسی پریشانی کا سامنا نہیں کیا تھا۔ ڈینی آسودگی اور بہترین غذا نے ان کی جسمانی نشوونما پر اچھے اثرات ڈالے تھے۔ وہیں ڈینی پستی غرور تکبر اور پیسے کا گھمنڈ بھی پیدا ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے ان کی ظاہری شخصیت کسی باڈی بلڈر جیسی لگنے لگے تھے مگر چونکہ عمر چھوٹی تھی اور شعور کی کمی بھی تھی ورنہ غریب گھرانوں میں بچے جسمانی طور پر بھلے اپنی عمر سے چھوٹے لگیں لیکن ڈینی طور پر زیادہ میچور اور حقیقت پسند ہو جاتے ہیں اور جو بچہ جتنا زیادہ مشکلات اور غربت سے گزرتا ہے۔ اتنا زیادہ زندگی کو سمجھنے لگتا ہے۔ وہ دونوں ابھی پندرہ اور سولہ سال کے تھے۔ اس لیے فطری طور پر جو شیلے تھے۔ جلد غصہ آ جاتا تھا پھر اب تک تو انہوں نے صرف وہ دور دیکھا تھا۔ جب ہر شخص ان کے گھرانے پر جان نچھاور کرتا پھرتا تھا۔ انہیں عزت ہی عزت ملتی تھی کبھی کوئی ان کی بات سے انکار بھی نہیں کرتا تھا جس جگہ بیٹھتے ان کے دوستوں کا رشتہ لگ جاتا۔ پیسے اور باپ کی حکومت میں اعلیٰ منصب ہونے کی طاقت ان کے دوستوں کو ان کی جانب کھینچتی تھی۔۔۔

اور کہاں اب یہ دور آ گیا تھا۔ جب ہر ایرے غیرے کو اپنے بابا کا مذاق بناتے سنتے ان کے وہی دوست جو کبھی انہیں سر آنکھوں پر بیٹھاتے تھے۔ اب انہیں مزاحیہ انداز میں ان کے باپ پر بننے والے جو کس سینڈ کرتے تو ان کے تن بدن میں آگ لگ جاتی۔ غصے سے ان کا خون کھولنے لگتا۔۔۔ وہ آئے روز کسی نہ کسی سے لڑکر گھر لوٹ رہے ہوتے تھے۔ وہ بھی کس حد تک دنیا کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ لوگوں کی باتیں انہیں کبھی کبھی شرمندہ بھی کر دیتیں تھیں۔۔۔ اپنی اسی شرمندگی سے بچنے کے لیے وہ اپنی بات پراڑ جاتے اور نتیجہ لڑائی کی صورت نکلتا۔۔۔ آج بھی جب وہ لڑکر گھر پہنچے تو زاہد گھر آ چکے تھے اور میڈیا کے ذریعے مختلف ٹی وی چینلز اور سوشل میڈیا کی سروسز کے ذریعے ان تک اپنے بیٹوں کے کارنامے کی تفصیل پہنچ چکی تھی۔ میڈیا اور زاہد کی مخالف پارٹی کو موقع مل گیا تھا۔ کرپٹ باپ کی خود سراسر اور غنڈہ گردی میں ملوث اولاد جو سراسر راہ چلنے والے لوگوں کو دھمکاتے ہیں۔ جیسی ہیڈ لا

بیز پڑھی جا رہی تھیں۔ بریکنگ نیوز کے طور پر ہر چینل پر بس ذیشان زاہد اور مہران زاہد کا ذکر تھا۔ میڈیا کو چٹپٹا مصالحت مل گیا تھا۔ تو مخالف پارٹی کو انہیں نیچا دکھانے کا موقع ہاتھ آ گیا تھا۔۔۔

فون پر فون بج رہے تھے اور زاہد غصے سے ٹہل رہے تھے۔۔۔ زاہد نے بیٹوں کو گھر آتے دیکھا تو اپنے آپ کو ریلکس کر کے انہیں سمجھایا تھا کیوں لڑتے ہو تم دونوں کسی سے بھی اب دیکھو کتنی ریپوٹیشن خراب کی ہے تم لوگوں نے میری تم لوگ جانتے ہو ابھی کیا حالات چل رہے ہیں اس کے باوجود تم لوگوں کو ذرا سا بھی احساس نہیں ہے۔۔۔

ہم کیا کریں؟۔۔۔ ہم سے کنٹرول ہی نہیں ہوتا۔۔۔ لوگ آپ کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہیں۔۔۔ ذیشان نے زاہد کی باتوں کے جواب میں اپنی مشکل بیان کر دی تھی۔۔۔

زاہد اب ذرا اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے اک بار پھر انہیں سمجھا رہے تھے۔۔۔ تم لوگوں کو کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں وہ اگر میرا مذاق بناتے ہیں تو بنانے دو لیکن ابھی الیکشن کیمپین چل رہی ہے۔ تم لوگ دنیا کی نظر میں آو گے وہ بھی اس طرح لڑ کر تو میرے لیے مسئلہ بن جائے گا۔ میں تو یہ سوچ کہ بیٹھا ہوں تم لوگوں کو کچھ سال بعد کسی بھی پولیٹیکل پارٹی سے اسمبلی تک لے جاؤں۔۔۔ پر سوچ انداز میں زاہد نے اپنے بیٹوں سے کہا۔ کسی بھی پولیٹیکل پارٹی سے؟۔۔۔ تو کیا آپ کی پارٹی سے نہیں؟۔۔۔ ذیشان نے سوال کر دیا

ارے یہی تو بات ہے بیٹا، ہم سب علیحدہ علیحدہ پارٹیز سے آئیں گے تو کوئی تو پولیٹیکل پارٹی گورنمنٹ میں آئے گی۔ اور اس وقت ہمارا کوئی نہ کوئی بندہ گورنمنٹ میں ہوگا۔ دنیا کے سامنے بھلے ہم اک دوسرے کے مخالف ہوں۔ مگر اندر سے ایک ہو گئے۔ ساتھ میں اپنا بزنس کرتے رہیں گے اور ان حکومتوں سے فائدہ اٹھا لیں گے۔۔۔ اور پھر سب سے بڑی بات یہاں ہیں ہی کتنی پارٹیز اور یہ لوگ جو صرف باتیں بناتے ہیں۔ ان کی تم لوگ پروانہ کیا کرو یہ لوگ ووٹ ہمیں ہی دیں گے چاہے کتنا ہی برا کہہ لیں۔۔۔ دونوں بھائی اس بات کو سن کر خوش ہو گئے تھے۔۔۔ ان کی رگوں میں حرام کی کمائی کا پیسہ دوڑ رہا تھا۔ دل کی دھڑکنیں حب الوطنی سے نہیں بلکہ پیسے کی چمک کو دیکھ کر بڑھنے لگتی تھیں۔۔۔ جب کہ باپ کے ہر جلسے میں ان کی تقاریر سن کر وہ خود بھی بہت ہنستے تھے۔۔۔ ان کے لیے ایسی وعدوں بھری تقریریں صرف اک مذاق بن گئی تھیں۔۔۔ زاہد نے بیرون ملک اپنی رہا

نش کا بندوبست کر لیا تھا اور جلد ہی پوری فیملی وہاں شفٹ ہو جاتی تھی۔

بس زاہد یہاں رہ کر پارٹی کے کام کرتے رہتے اور جانا آنا اب کون سا مسئلہ تھا۔۔۔ شاہین نے بھی اپنے ملنے والے لوگوں سے کسی حد تک قطع تعلق کر لیا تھا۔ ان کی کئی پارٹیز اب محدود ہوتی جا رہی تھیں۔ زاہد کی پوٹیلڈ کل پارٹی اپوزیشن میں تھی اور یہ ان کی فیملی کے لیے اک برا وقت تھا جسے انہیں گزارنا تھا۔۔۔



آج جب اعجاز آفس سے گھر آئے تو گھر میں بڑی خاموشی تھی۔ اماں عصر کی نماز پڑھ رہی تھیں۔۔۔ وہ انہیں دیکھتے ہوئے لاؤنچ سے گزرے تو شفق کو مہندی لگاتے دیکھا کیا کر رہی ہو چپکے چپکے۔۔۔ کچھ نہیں آغا جی مہندی لگانے کی پریکٹس کر رہی تھی۔۔۔ میں نے انٹرنیٹ سے مہندی لگانا سیکھنا شروع کیا ہے۔۔۔ دیکھیں کتنی اچھی لگی ہے۔ وہ بہت ایکساٹڈ ہوتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔ واہ بھئی ہماری بیٹی تو بہت سلیقہ مند ہے ہر چیز سیکھ لیتی ہے۔۔۔

وہ اپنی بیٹی کی کسی بھی بات کو سراہنا اور اس کی تعریف کرنا نہیں بھولتے تھے۔۔۔ خوب پریکٹس کرو مگر اب تھوڑا کچن پر بھی دھیان دو تمھاری امی تمھارے کو کونگ سے بہت پریشان رہتی ہیں۔۔۔ شفق نے بھی گریجویشن کر لیا تھا۔ وہ ایمن کے ساتھ کی تھی اور اب وہ بھی ریزلٹ کا انتظار کر رہی تھی جب کہ سمرہ کو اس کی شادی کی فکر لگ گئی تھی۔۔۔

وہ بیٹی کو پیار سے سمجھاتے ہوئے کہہ رہے تھے۔۔۔ تمھاری امی کہاں ہیں؟۔۔۔ ان کی طبیعت خراب ہو رہی تھی۔ دوپہر سے سو رہی ہیں۔ میں گئی تھی ابھی دیکھنے تو کہہ رہی تھیں ابھی سونے دو بخار ہو رہا تھا دو اکھائی ہے سو کر اٹھو گی تو ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔۔

اچھا اور اشعر کہاں ہے؟۔۔۔ ان کے دوست آئے تھے تو باہر کہیں گئے ہیں۔۔۔ اب تم مہندی لگا کر بیٹھ گئی ہو۔ جب امی کی طبیعت خراب تھی تو ابھی نہیں لگانی تھی نا۔۔۔ اب چائے کون بنا بنے گا۔۔۔ جاؤ ہاتھ دھو اور چائے بنا دو اماں کو بھی دو مجھے اور اپنی امی کو بھی۔۔۔ وہ کہتے ہوئے کمرے کی جانب بڑھ گئے تھے۔۔۔ جب کہ شفق آغا جی کے کہنے پر مہندی کون وہیں رکھ کر ہاتھ دھونے چلے گئی تھی۔۔۔ وہ کمرے

میں گئے تو سمرہ کے چہرے کو دیکھتے ہی اندازہ ہو گیا تھا کوئی بات ضرور ہے۔۔۔ کیا ہوا ابھی وہ پوچھنے ہی جا رہے تھے کہ سمرہ کے ہاتھ میں وہ چھوٹا سا کرتا دیکھ کر سمجھ گئے کہ سمرہ کو کیا ہوا ہے۔۔۔ آج مظہر کی سالگرہ تھی اب تو ہمارا بیٹا چوبیس سال کا ہو گیا ہوگا۔۔۔ اعجاز کو بھی یاد آیا۔۔۔ سمرہ نے کروٹ لی تو اعجاز پر نظر پڑی وہ جلدی سے اٹھنے لگیں آپ کب آئے معلوم ہی نہیں ہو الیٹ جاؤ تم شفق بتا رہی تھی بخار ہے۔ دوا کھالی کچھ فرق پڑا اور نہ ڈاکٹر کے پاس لے چلوں

نہیں اب تو ٹھیک ہوں اتر گیا بخار۔۔۔ سمرہ تم اتنا ٹینشن لیتی ہو اسی لیے بخار بھی چڑھ جاتا ہے تم کب چھوڑ دو گی پریشان ہونا مجھے بھی یاد ہے کہ آج مظہر کی سالگرہ ہے اور وہ آج پورے چوبیس سال کا ہو گیا ہوگا مگر ہمارے اختیار میں کچھ نہیں ہے بس ہم اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور مرتے دم تک کرتے ہی رہیں گے وہ جہاں بھی رہے خوش رہے خوب ترقی کرے۔۔۔

آپ کے لیے یہ سب کہنا کتنا آسان ہے۔۔۔ اک ٹھنڈی آہ کے ساتھ سمرہ کہہ رہی تھیں۔۔۔ مرنے والے کا صبر آ جاتا ہے پر اپنے جگر گوشے کو کھودینا بے چین رکھتا ہے۔ دل ماننے کو تیار ہی نہیں ہوتا کہ وہ اب ہمارے پاس نہیں۔ میں اسے بھول ہی نہیں پاتی مجھے لگتا ہے وہ کہیں مجھے پکار رہا ہے۔ مجھے ڈھونڈ رہا ہے۔۔۔ اللہ کا شکر ادا کرو تمہارا رے پاس تمہارا رے تین بچے ہیں تم ان کے اچھے مستقبل کے بارے میں سوچا کرو۔۔۔ ان سے ہنسنا بولا کرو تو مظہر کو بھولنے لگو گی وہ جہاں بھی ہوگا اللہ کی حفاظت میں ہوگا۔۔۔

شاید اسی میں ہمارے لیے کوئی بھلائی ہو۔۔۔ صبر کرو سمرہ صبر کرو۔۔۔ اور چند آنسو سمرہ کی آنکھ کے کنا روں کو بھگو تے ہوئے باہر ڈھلک گئے۔۔۔ چلو اب اٹھو باہر چل کر چائے پیتے ہیں۔ سب کے ساتھ بیٹھو گی تو طبیعت بحال ہو جائے گی ورنہ تو یہاں لیٹے لیٹے سوچتی رہو گی۔۔۔ اعجاز اور سمرہ کمرے سے نکل رہے تھے جب اشعر لاونچ میں داخل ہوا اور شفق سے پوچھ رہا تھا۔ شفق چائے بنا رہی ہو تو پلینز سینڈو چیز بھی بنا لینا بھوک لگ رہی ہے یا ر۔۔۔ اور یہ کہتے کہتے وہ ٹیبل سے ریموٹ اٹھاتے صوفے پر بیٹھ گیا تھا مگر بیٹھتے ہی اسے احساس ہوا کچھ عجیب سا ہے۔ اس نے فوراً کھڑے ہو کر دیکھا مہندی کی کون پھٹ گئی تھی۔ وہ مہندی کی کون پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کی پینٹ اور صوفے کا کور گندہ ہو گیا تھا۔۔۔ اور پھر سمرہ اور اشعر دونوں ہی شفق کو ڈانٹ رہے تھے۔ یہ کوئی جگہ ہے

مہندی رکھنے کی۔۔۔ آپ کو دیکھ کر بیٹھنا چاہیے تھا نا۔۔۔ وہ منمنرا ہی تھی۔۔۔ اماں کمرے سے باہر آئیں سا
رے معاملے کو سمجھنے سے پہلے ہی بول پڑی تھیں۔ اشعر کی پینٹ پر لگا مہندی کا نشان دیکھ کر۔۔۔ اشعر کیا ہو گیا
بچے پیٹ خراب ہے کیا؟۔۔۔ ان کے اس بے ساختہ جملے پر اعجاز اور شفق ہنس پڑے تھے تو سمرہ اور اشعر کو آگ
ہی لگ گئی تھی۔ یہ آپ کی پوتی کا کارنامہ ہے۔۔۔ مہندی ہے یہ مجھے کچھ نہیں ہوا ہے اور اشعر کو مزید تپ چڑھ گئی
تھی۔ میری پینٹ گندی ہو گئی اب داغ بھی نہیں جائے گا۔۔۔ وہ بھنبھناتا ہوا کمرے میں چھینچ کرنے چلا گیا
۔ جب کہ ماما کی ڈانٹ سے بچنے کے لیے شفق جلدی سے صوفے کا کورا تار کر دھور ہی تھی۔۔۔



آج پھر شرجیل ماموں، شائلہ ماما، ماما اور نانو کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھے خاموشی سے کسی بات کو
ڈسکس کر رہے تھے۔ جب وہ سوکراٹھی تو گھر میں خاموشی دیکھ کر وہ سب کو ڈھونڈ رہی تھی مگر سب اسے دیکھتے ہی
چپ ہو گئے اسے کچھ عجیب لگا۔۔۔

خیریت؟۔۔۔ انزلہ نے سب کو چپ دیکھ کر کہا۔۔۔

تو نانو نے بات کو سنبھالا۔۔۔ ہاں ہاں سب خیریت ہے تم سوکراٹھ گئیں۔۔۔

جی نانو میں اٹھ گئی بس چائے بنانے جا رہی تھی تو سوچا آپ لوگوں سے بھی پوچھ لوں آپ لوگ چائے پیئیں
گے۔۔۔ اپنے شوخ انداز میں وہ پوچھ رہی تھی۔۔۔ ارے بالکل پیئیں گے پھر چند دن بعد تو تم اپنے گھر کی ہو
جاؤ گی تو تمہارے ہاتھ کی چائے روز تھوڑی ملے گی۔۔۔ شرجیل ماموں نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

تو وہ اک دم ہی بول پڑی۔ اچھا تو یہ میٹنگ اس سلسلے میں ہو رہی تھی۔۔۔ ویسے میں ابھی شادی وادی نہیں
کر دوں گی ابھی تو مجھے پڑھنا ہے ایل ایل بی کرنا ہے۔۔۔ اس نے صاف صاف کہہ دیا تھا۔۔۔

ہیں کیا کرنا ہے؟ شرجیل ماموں اک دم ہی اچھل پڑے تھے۔۔۔ یہ بھی کوئی لڑکیوں والی پڑھائی ہے۔۔۔
تم ایل ایل بی تو بالکل نہیں کر دوں گی ماموں نے اعتراض اٹھایا تھا۔۔۔

مگر کیوں اب اس میں کیا برا ہے؟۔۔۔ وہ بیزاریت سے پوچھ رہی تھی جب کہ نانو اور ملکہ ان دونوں کی
گفتگو سننے کے لیے کبھی انزلہ اور کبھی شرجیل کو دیکھتیں۔۔۔

لڑکی تم کیسے غنڈوں اور مجرموں کے پیچھے پڑو گی اور پولیس کچہری کے چکر لگاو گی۔ تمہیں معلوم بھی ہے یہ لڑکیوں کے لئے کتنا مشکل پروفیشن ہے۔۔۔ نانو بھی انکی بات سن کر دہل گئی تھیں۔۔۔ شرجیل بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں انزلہ۔۔۔ ملکہ نے بھی شرجیل کی حمایت کی۔۔۔

میں کریمنل کیسز نہیں لوگئی نا۔۔۔ میں تو بڑے معصومانہ قسم کے فیملی کیسز لوگئی بس۔۔۔ مگر بیٹا فیملی کیسز میں بھی تو کچھ غلط ہی قسم کے لوگ جاتے ہیں کوئی بھی اچھا خاندانی انسان ان کو رٹ وغیرہ میں کب جانا پسند کرتا ہے؟ ماموں پلیز اس معاملے میں میں کچھ نہیں سنو گی مجھے تو بس وکیل ہی بننا ہے۔۔۔ وہ یہ کہتی چائے بنانے چلی گئی جب کہ شرجیل ماموں ایسے ایسے قصے سنار ہے تھے جسے سن کر ماما اور نانو کی روح تک کانپ گئی تھی۔۔۔ وہ نانو راضگی کا اظہار کرتے بغیر چائے پیئے چلے گئے تھے جب کہ نانو اور ماما کو اتنا خوفزدہ کر گئے تھے کہ وہ دونوں اب اس کے پیچھے لگی ہوئی تھیں کہ وہ کوئی اور پروفیشن اپنالے۔۔۔

نہیں ماما میں بس وکیل ہی بننا چاہتی ہوں۔۔۔ انزلہ اپنے فیصلے پر اٹل تھی

مگر کیوں؟ دنیا میں اور بھی تو بہت اچھے اچھے پروفیشن ہیں پھر یہ ہی کیوں؟۔۔۔ اسے اتنی دیر سمجھانے پر بھی اپنی جگہ اٹل دیکھ کر ملکہ خاتون کو غصہ آنے لگا تھا اور انزلہ نے جو جواب دیا تو نانو اور ماما دونوں کو ہی چپ ہونا پڑا۔

انزلہ نے کہا میں بابا پر لگا الزام غلط ثابت کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے معلوم ہے یا یوں کہیں کہ مجھے یقین ہے کہ وہ کبھی غبن کر ہی نہیں سکتے تھے انہوں نے کوئی غلط کام نہیں کیا ہوگا۔۔۔

۔۔۔ لیکن بیٹا دنیا والے تو یہی کہتے ہیں کہ اگر انہوں نے یہ سب نہ کیا ہوتا تو آج اتنی پراپرٹی کہاں سے ہے ہمارے پاس۔۔۔ ماما یہ آپ نے ہی مجھے بتایا تھا کہ یہ ان کی پشینی حویلی بیچ کر بابا نے یہاں یہ ساری پراپرٹی خریدی تھی کیا آپ غلط کہہ رہی تھیں۔۔۔ نہیں بیٹا ایسا سوچنا بھی نہیں تمہارے بابا بہت نفیس انسان تھے وہ کبھی کچھ غلط کر ہی نہیں سکتے تھے۔ میں مان ہی نہیں سکتی۔۔۔ ان کے بعد جو نوٹس کو رٹ سے آیا تھا اسے دیکھ کر سمجھ آیا کہ ان کی اچانک موت کا سبب کیا تھا وہ اتنے شریف انسان تھے کہ اپنے اوپر لگنے والے جھوٹے الزام کو برداشت ہی نہ کر سکے اور اس گناہ گرد دنیا کو چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔

ماما میرے پیدا ہونے سے پہلے ہی وہ اس دنیا سے چلے گئے۔ میری نظر میں بابا کا اک ہی امیج ہے اور وہ

آپ نے بنایا ہے کہ بابا بہت ایمان دار تھے پھر ان پر یہ الزام کیوں لگا۔ میں آج تک اس سوال کو نہیں کھوج سکی۔ میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں۔ جس دن یہ کیس حل ہو گیا میں یہ پروفیشن چھوڑ دوں گی میرے پاس میرے بابا کی صرف باتیں ہیں۔ جو آپ لوگوں سے سنی ہیں۔ میں انہیں گرد آلود نہیں رہنے دینا چاہتی مجھے اجازت دے دیں پلیز۔۔۔ ماما۔۔۔ نانا۔۔۔

ملکہ خاتون کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی تو نانو نے انہیں اپنے سینے سے لگا کر تسلی دی۔ بیٹی کا دکھ ان کا بھی تو دکھ تھا۔ ان کی آنکھ سے بھی دوا نسوٹک گئے تھے۔ جب نانو نے بہت تحمل سے کہا تھا ٹھیک ہے تم ایڈمیشن لے لو لیکن ابھی کسی سے کچھ نہ کہنا میں نہیں چاہتی یہ ذکر اس گھر میں دوبارہ ہو۔۔۔ کئی بار شرجیل نے کریدنے کی کوشش کی لیکن نانا ابھی کچھ سوچا نہیں کہہ کر انہیں ٹال رہی تھیں۔۔۔

کچھ دن بعد شرجیل ماموں اپنے بھتیجے کا رشتہ لے آئے تھے اور اتنی تعریفیں کیں کہ ماما اور نانا فوراً راضی ہو گئیں انزلہ بھی انکار نہ کر سکی کیونکہ وہ بھی اسی شہر میں بلکہ اس کے گھر کے قریبی علاقے میں رہتے تھے۔ ان کا گھر مشکل سے آدھے گھنٹے کی ڈرائیو پر تھا اور سب سے بڑھ کر مہتاب شرجیل ماموں کا بھتیجا تھا۔ انہیں آسرا تھا کہ اس طرح ان کے اپنے بہن بھائیوں سے تعلقات بہتر ہو جائیں گے۔۔۔

اس طرح انزلہ بی بی کی بھی منگنی مہتاب سے ہو گئی۔ منگنی کا فٹنشن کمبائن تھا۔ انزلہ کے گھر والوں کے علاوہ شرجیل ماموں کے بھی سب گھر والے لڑکے والوں کی طرف سے شامل ہوئے تھے۔ اس لیے شرجیل ماموں کچھ زیادہ ہی خوش تھے۔۔۔ اتنے سالوں بعد اپنے رشتے داروں سے مل کر کبھی خوشی سے آنکھوں میں نمی تیر جاتی تو کبھی پوری بیتیسی کھل جاتی۔ مہتاب کا تعلق اک بہت ہائی فائی کلاس سے تھا۔ ان کا رہن سہن بہت موڈرن تھا۔ ان کے خاندان کی بہت سی خواتین سلیویس اور بیک لیس کپڑے پہنے اپنی اداؤں کے جلوے دکھا رہی تھیں۔ مینا، مناحل اور انزلہ کے ساتھ ساتھ ملکہ خاتون اور نانا بھی ان خواتین کے حلقے دیکھ کر حیران اور شرمسار ہوئے جا رہی تھیں تو کہیں مہتاب کی چچیاں، خالائیں پھوپھی آ کر مہتاب کو گلے لگ کر اور چہرے کو چوم کر مبارک باد دے رہی تھیں تو کزنز بھی پیچھے نہیں تھیں۔ انزلہ کو یہ سارے انداز ہی عجیب لگ رہے تھے لیکن وہ خاموش رہی مہما نوں کے بیچ کیا کہتی یہی حالت باقی اس کے گھر کی خواتین کی بھی تھی مگر سب کی زبانوں کو جیسے قفل پڑے ہوئے

تھے۔۔۔ ان سب سے پرے مہتاب کو انزلہ پسند آئی تھی۔ اس کے دل میں انزلہ کی بردباری اور سادگی گھر کر گئی تھی۔ مگنی کی شام ہی اس نے اگلے دن کے لیے انزلہ کو ڈنر کی آفر کی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ دونوں ساتھ مل کر بیٹھیں اک دوسرے کو سمجھیں اور اپنی مگنی کو اکیلے سلیمیریٹ کریں لیکن انزلہ نے کوئی بھی جواب دینے سے گریز کیا تھا۔۔۔ میں ماما اور نانو کی اجازت کے بغیر یہ نہیں کہہ سکتی کہ مجھے آنا چاہیے یا نہیں اس لیے آپ کل فون پر پوچھ لیجیے گا میں کل ہی آپ کو بتاؤں گی۔۔۔۔

مہتاب شکل صورت کا بھی اچھا تھا۔ وہ بہت ہینڈسم بھی تھا اور اک فرم میں مینجنگ ڈائریکٹر تھا۔ اس کے پاس ایم بی اے اور بی ای کی ڈگریاں بھی تھیں۔ گھر بھی ان کا اپنا تھا۔ ہر لحاظ سے وہ لڑکا بہت اچھا تھا مگر کچھ تھا جو انزلہ مطمئن نہیں تھی۔۔۔ وہ اس کے سامنے جاتے ہوئے کتراتی تھی۔۔۔ شاید اسے شرم کہتے ہوں۔۔۔۔

مگنی کے اگلے کچھ دن تک مہتاب بار بار اسے فون پر اپنے ساتھ چلنے کو کہتا رہا لیکن ہر بار وہ انکار کر دیتی تھی۔ وہ اس سے فون پر بھی بات کرتے ہوئے کتراتی تھی۔ ہر بار وہ خود سے سوال کرتی کہ وہ ایسا کیوں کرتی ہے؟۔۔۔ اس سب کے باوجود مہتاب کبھی شرجیل کے گھر نہیں آتا تھا۔



نفیسہ کے لیے زندگی میں سکون سے بڑھ کر کوئی دولت نہ تھی۔ ان کا بچہ اور شوہر ہی ان کی کل کائنات تھے۔ جب زاہد بھائی نے اپنی نگاہیں بدل لیں تو مجبوراً انہیں بھی بھائی بھانج کے گھر سے دور رہی رہنا تھا۔ عروہ کے الفاظ آج بھی نفیسہ کو تڑپا دیتے تھے۔۔۔ دل پر لگے زخم وقت کے ساتھ ساتھ مندمل ہو گئے تھے۔ اپنی خودداری پر لگی اس کا ریشہ ضرب کو وہ بھول تو گئی تھیں مگر کبھی معاف نہیں کر سکتی تھیں۔۔۔ آج خاندان کی اک تقریب میں وہ بھی اپنی فیملی کے ساتھ مدعو تھیں۔ ان کا دل چاہا کہ نہ جائیں مگر اتنے عرصے بعد انہیں اپنے میکے سے بھلے دور کے ہی رشتے دار تھے۔ بلاوا آیا تھا۔ ان کے دل میں تمنا جاگ اٹھی شاید وہاں زاہد بھائی بھی آئیں تو مجھ سے بات کریں گے۔ وہ ضرور پوچھیں گے کہ تم اتنے سالوں سے میرے گھر کیوں نہیں آئیں۔۔۔ وہ ضرور شکوہ شکایت کریں گے۔ اس وقت میں بھی ناراض ہو جاؤں گی اور ان سے کہو گی کہ ہم آپ سے ملنے آئے تھے مگر آپ ہم سے ملے بغیر ہی اسلام آباد چلے گئے۔۔۔ وہ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ مجھے منانے کی کوشش

ضرور کریں گے۔ تو میں مان جاؤنگی اور پھر بھائی کو بتاؤنگی کہ ان کی بیٹی نے ہمیں کیا کہا تھا۔ بھائی ضرور عروہ کو ڈانٹیں گے۔۔۔ بھلا اس بالشت بھر کی لڑکی کی اتنی جرات کے کھلے عام ہمیں بھیک منگا کہہ رہی تھی۔ ہم غریب ضرور ہیں پر ہم نے کب ان سے کچھ مانگا ہے۔ ہم نے تو اپنے حق کا حصہ بھی آپ لوگوں کو دیا ہوا ہے۔ میں بھائی کو ضرور احساس دلاؤنگی۔۔۔ لیکن اگر۔۔۔ انہیں مجھ سے محبت ہوتی تو وہ دل میں تو شرمندہ ہو کر میرے گھر ضرور آتے کہ تم مجھ سے ملنے آئی تھیں لیکن میں جلدی میں تھا اس لیے مل نہ سکا۔۔۔

لیکن وہ تو نہیں آئے! کیا ان کو بھابھی نے کچھ کہہ دیا ہے۔ اگر ایسا ہے بھی تو کیا وہ مجھ سے اتنے متنفر ہو گئے کہ پوچھ بھی نہ سکے کہ تم نے میری بیوی کو ایسا کیوں کہا۔۔۔ یا انہیں مجھ سے محبت ہی نہیں رہی۔۔۔ دل و دماغ کسی فیصلے پر پہنچنے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔۔ اور پورا دن سوچنے کے بعد انہوں نے فیصلہ کر ہی لیا۔ مجھے اپنی اک کوشش تو ضرور کرنی چاہئے۔ بھائی مجھے دیکھیں گے تو ساری نفرتوں کی سرد یواد خود ہی پکھل جائے گی وہ مجھے پھر ملنے لگیں گے۔۔۔ وہ سوچتے سوچتے تیار ہو رہی تھی۔

اصغر علی نے یوں نفیسہ کو اپنی سوچوں میں گم دیکھا تو ان سے پوچھ لیا۔۔۔ کوئی پریشانی ہے تم پریشان سی لگ رہی ہو۔۔۔

پریشانی تو کوئی نہیں بس سوچ رہی تھی۔ اتنے سالوں بعد زاہد بھائی سے ملوگی اگر وہ شادی میں آئے۔ ویسے تو ہمارے اس کزن سے زاہد بھائی کی بہت دوستی تھی لیکن شاید اپنی مصروفیت کی وجہ سے ہو سکتا ہے نا بھی آئیں۔۔۔ بس میں یہ سوچ رہی تھی کہ۔۔۔ زاہد بھائی مجھ سے ملیں گے یا نہیں۔۔۔

اصغر علی نفیسہ کا چہرہ دیکھ کر سوچنے لگے۔۔۔ تمہیں اب بھی یہی امید ہے نفیسہ بیگم ان کی آنکھوں پر دولت کا پردہ پڑ گیا ہے اب انہیں ماجائے بھی نظر نہیں آئیں گے۔ اب وہ صرف ان لوگوں سے، ملنا پسند کریں گے۔ جو ان کے اسٹینڈرڈ کے ہوں اور وہ اس شادی میں ضرور آئیں گے کیونکہ ان دونوں کا اسٹینڈرڈ بھی اک سا ہے مگر شاہد یدتم سے نہ ملیں۔۔۔ اصغر علی بس سوچ کر رہ گئے۔۔۔ وہ نفیسہ کی امید توڑنا نہیں چاہتے تھے اسی لیے مختصر سا جواب دیا۔۔۔ یہ تو وہاں جا کر ہی معلوم ہوگا کہ وہ آئے ہیں یا نہیں تم تیار ہو جاؤ۔۔۔ میں انس سے بھی کہہ دیتا ہوں وہ تمہیں لے جائے گا۔۔۔

آپ نہیں جائیں گے؟۔۔۔ نفیسہ نے تذبذب کے عالم میں پوچھا

نہیں میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ وہ بہانا کرتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ نفیسہ کو اگر شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا تو وہ ان کے سامنے زیادہ تکلیف محسوس کرتیں۔ جب کہ اگر اصغر علی نہ جائیں تو نفیسہ کا بھرم رہ جائے گا۔۔۔ ادھر نفیسہ سوچ رہی تھیں۔ اچھا ہی ہے۔ اصغر علی نہیں جا رہے اگر وہاں وہ لوگ ڈھنگ سے نہ ملے تو مجھے اصغر علی کے سامنے زیادہ شرمندگی ہوگی۔ اسی لیے نہ انہوں نے اصرار کیا اور نہ ہی اصغر علی گئے۔۔۔ وہ شادی کی تقریب میں اک فائیو اسٹار ہوٹل پہنچ گئی تھیں۔ مہمان دھیرے دھیرے آرہے تھے۔ دور پرے کے رشتے دار نفیسہ سے ملتے خیر خیریت لیتے اور آگے بڑھ جاتے۔ یہ ماں بیٹا اک ٹیبل پر بیٹھے زاہد ماموں کا انتظار کر رہے تھے۔ جب ہال مہمانوں سے بھر گیا تو نفیسہ مایوس ہونے لگیں کہ شاید یہاں بھی بھائی نہ آئیں گے۔۔۔ اپنے میزبانوں کو شادی کا تحفہ دے کر وہ اپنی جگہ آکر بیٹھ گئی تھیں لیکن اچانک ہی ہال کے باہری دروازے پر رش لگنے لگا۔ مووی کیمروں کا رخ وہیں ہو گیا تھا۔ فوٹو گرافر بھی اپنی تصاویر کے کمالات دکھا رہا تھا۔ زاہد بھائی آگئے تھے ساتھ میں شاہین بھابی بھی تھیں۔۔۔ نفیسہ کی آنکھوں میں چمک آگئی تھی۔ ان کا بھائی وہ انہیں اتنے سالوں کے بعد ملیں گی۔۔۔ لیکن وہ لوگوں کے جمگھٹے میں تھے اور نفیسہ کو دیکھ ہی نہیں رہے تھے۔ مووی بنانے کے لیے اب تھوڑا رش کم کیا گیا تھا۔ نفیسہ جوش سے بھائی سے ملنے آگے بڑھی تھیں اور انہیں سلام کیا تھا۔۔۔

زاہد بھائی نے گردن ہلا کر سلام کا جواب بھی دیا تھا اور پھر کیسی ہون نفیسہ کہہ کر مخاطب کیا تھا۔۔۔ نفیسہ کی آنکھیں نمی کے بھر جانے اور ہوٹل اور کیمروں کی روشنی سے جھلملٹا اٹھی تھیں اور چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

جی بھائی ٹھیک ہوں ان کی ساری ناراضگی پل بھر میں دور ہو گئی تھی۔۔۔

اچھی بات ہے۔۔۔ یہ کہہ کر وہ پلٹ گئے تھے اور اب اپنے دوسرے ان کے اسٹینڈرڈ کے دوستوں سے مل رہے تھے جو ان سے ملنے کے لیے منتظر کھڑے تھے۔ نفیسہ کو صدمہ سا ہوا ان کی نظر شاہین پر پڑی جو بڑے ہی طنزیہ ہنسی ہنس رہی تھیں۔۔۔ نفیسہ سے اپنے آنسو ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔ وہ بیٹے کے ساتھ شادی ہال سے باہر نکل آئیں اور اب دونوں گھر کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔۔۔

دونوں کی بھوک مر گئی تھی۔۔۔ گھر جا کر دونوں ماں بیٹے خاموش رہے۔ اصغر علی منتظر بیٹھے تھے انہیں اندازہ

تھا کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا جب کہ ہمیشہ کی طرح وہ نفیسہ کی لال ہوتی ناک کو دیکھ کر ان کے دل میں چھپے درد کو محسوس کر رہے تھے مگر کچھ کر نہیں سکتے تھے۔۔۔

☆.....☆.....☆

اک رات جب انزلہ اپنے کمرے میں اگلے دن یونیورسٹی جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ انزلہ بیٹیا۔۔ سو تو نہیں رہیں۔۔۔ نانو نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔۔۔

نہیں نانو! میں اپنے کپڑے نکال رہی تھی۔۔ دیکھ رہی تھی کل کیا پہنوں۔ آپ کو تو پتہ ہے ناکل میرا یو نیورسٹی کا پہلا دن ہے۔۔۔

ہاں خیر سے میری گڑیا بھی یو نیورسٹی جانے لگی ابھی کل ہی کی بات لگتی ہے جب تم اپنی اماں کی انگلی پکڑے اسکول جاتی تھیں۔۔۔ اور وہ بس مسکرا کر رہ گئی۔۔۔

نانو میں بہت exited ہوں۔ جلدی سے رات گزرے اور میں صبح یونی جاؤں سنا ہے وہاں کی اپنی ہی لا نف ہے۔۔۔

ہمنہ وہ تو تمھاری آنکھوں کی چمک ہی بتا رہی ہے۔۔۔ نانو نے پیار سے مسکراتے ہوئے کہا کوئی کام تھا نانو؟۔۔۔ مطلوبہ کپڑے نکال کر باقی کپڑوں کے پیئنگرز کو اک بار پھر سلیقے سے الماری میں لٹکانے لگی۔۔۔

نہیں کام تو کوئی نہیں تھا بس تم سے بات کرنی تھی۔۔۔ جی نانو آپ کہیں میں سن رہی ہوں۔۔۔ اپنا کام نمٹاتے نمٹاتے وہ غور سے ان کی بات سن رہی تھی۔۔۔ بیٹیا مجھے تم سے مہتاب کے بارے میں بات کرنی ہے۔۔۔

کیا ہوا مہتاب کو؟۔۔۔ اس کے ہاتھ اچانک ہی رک گئے وہ سارے کام چھوڑ کر نانو کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ کچھ نہیں ہوا۔ اچھا لڑکا ہے۔ کل اس کا فون آیا تھا۔ ہم سے اجازت لے رہا تھا کہ تم کو یو نیورسٹی کے ایڈمیشن کی دعوت دینا چاہتا ہے تو تم کو لنچ پر لے جانا چاہتا ہے۔ میں نے اسے منع تو کر دیا ہے لیکن تم کو بھی سمجھا دوں۔

دیکھو بیٹیا لوگوں کی زبانیں حلق سے باہر لٹکی ہوتی ہیں۔ کسی کی ذرا سی غلطی کورائی کا پہاڑ بنا کر بیان کرتے ہیں پھر تم ٹھہریں اک ایسی لڑکی جس کا کوئی بھائی یا باپ موجود نہیں ہے۔ جو اسے لوگوں کی باتوں سے بچائے۔۔۔ وہ سرد آہ بھر کر کہہ رہی تھیں۔۔۔ باپ اور بھائی بہت بڑی ڈھال ہوتے ہیں۔۔۔ پھر دوسری اور سب سے بڑی بات تمھارا ابھی اس سے کوئی شرعی رشتہ تو ہے نہیں کہ ہم تم کو جانے کی اجازت دے دیں۔ مگنی کی ہمارے مذہب میں کوئی اہمیت نہیں خدا نخواستہ کوئی اونچ نیچ ہو گئی تو ہم کیا کریں گے۔۔۔

نانو آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے کیا؟۔۔۔ وہ دھیمی مگر رنج سے بھری آواز میں پوچھ رہی تھی۔
ہے بیٹیا بہت بھروسہ ہے۔ جب ہی تو یونیورسٹی جانے کی اجازت دی ہے مگر تم ہو تو اک لڑکی ہی کسی بھی مرد سے جسمانی طور پر کمزور ہمیں معلوم ہے تم کچھ غلط کام نہیں کرو گی مگر بیٹیا یہ دنیا ہے اور ابھی تم کم عمر ہو لوگوں کی باتوں کو اس طرح نہیں سمجھ سکتیں جیسے ہماری یہ تجربہ کار آنکھیں دیکھ سکتی ہیں۔ ہمارے ان سفید بالوں نے بہت سے سرد گرم موسم دیکھے ہیں۔۔۔

آپ بے فکر ہو جائیں میں یونی سے سیدھی گھر ہی آیا کرو گی اور اگر مہتاب نے مجھے ملنے کے لیے کہا تو میں خود منع کر دو گی۔۔۔

بس بیٹیا یہی امید تھی تم سے خوش رہو اللہ تمھاری حفاظت کرے۔۔۔۔

اس رات مہتاب نے نانو کے انکار کے باوجود ازلہ کو اک بار پھر فون کر کے فورس کیا تھا کہ وہ اس کے ساتھ کہیں لنچ کرے مگر اس نے بھی صاف انکار کر دیا تھا۔ میں باہر کہیں بھی نہیں مل سکتی۔ نانو نے منع کیا ہے۔ میں ان سے وعدہ کر چکی ہوں۔ پلیز مجھے آزمائش میں نہ ڈالیں۔۔۔ جسے سن کر وہ روٹھ گیا تھا۔۔۔ اور غصے میں فون ٹنچ دیا تھا۔ وہ دل ہی دل میں ہول رہی تھی۔ اپنی اقدار اپنے مذہب کو بالائے طاق رکھ کر نانو کی محبت اور ان کے بھروسے کو ٹھیس پہنچا کر کیسے وہ اس اجنبی سے ملتی جو کہنے کو اس کا منگیتر تھا لیکن اسلام میں بھی تو منگیتر کی کوئی حیثیت نہیں۔ مہتاب چاہے کتنا ہی غصہ کرے وہ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتی۔ اس نے ایک بار کہیں پڑھا تھا کہ محبت تو پاکیزگی ہوتی ہے۔ جودلوں میں ہوتی ہے۔ جذلوں میں ہوتی ہے۔ نگاہوں میں ہوتی ہے۔ عزت رکھنے اور اک دوسرے کو سمجھنے میں ہوتی ہے۔ اگر مہتاب کو مجھ سے شادی کرنی ہے تو اسے میری عزت کا خیال بھی

رکھنا ہوگا۔ اسے مجھے یوں ریستورمنٹس میں بلا کر دنیا کی نظر میں گرانا نہیں چاہیے۔ جس چیز پر میرا ضمیر مطمئن نہیں وہ میں کبھی نہیں کروں گی اور یہ مہتاب کو سمجھنا ہوگا۔۔۔ اس کے غصے کی پرواہ کئے بغیر وہ مطمئن ہو گئی تھی۔۔۔

چند لمحے بعد وہ سارہ کو فون ملا چکی تھی۔۔۔ تم کل کتنے بجے آؤ گی؟۔۔۔

میں کیسے آؤ گی تم ہی مجھے پک کر لینا ہماری گاڑی پھر خراب پڑی ہے۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے میں صبح لینے آؤ گی وقت پر تیار رہنا۔۔۔

انزلہ تمہاری سب تیاری ہو گئی۔۔۔

ہاں سب تیاری ہو گئی ہے یونی والوں میں آرہی ہوں۔۔۔ انزلہ عباد آرہی ہے۔

the most beautiful and brilliant girl in city

ہاں ہاں حسینہ پیہ نہیں اور کتنی حسینائیں ہو گی وہاں اور کتنے ہی ہینڈسم مرتے پھرتے ہو گئے ان پرویسے میں نے اپنی کزن سے بہت سے قصے سنے ہیں وہاں کے۔۔۔ صائمہ باجی ہیں نا وہی بتاتی ہیں۔۔۔ کیا لو برڈز ہوتے ہیں وہاں کوئی کیل لان کی پنچر پر بیٹھا ہے تو کوئی کوریڈور میں کھڑا وینس کر رہا ہے۔ کیٹینین اور لائبریری کا تو حال ہی مت پوچھو۔۔۔

تم بھی نابلس پاگل ہو ہمیں وہاں پڑھنے جانا ہے کہ ان لو برڈز کے تماشے دیکھنے۔۔۔ انزلہ بے زار ہو رہی تھی ویسے ہی وہ مہتاب کی وجہ سے پریشان تھی۔

ہائے کیا پیہ مجھے بھی کوئی ہینڈسم مل جائے۔۔۔

سارہ فضول بکواس نہ کرو انزلہ نے اسے ڈپٹا۔۔۔

اگلے دن وہ سارہ کو لینے اس کے گھر گئی تو اس کی کزن صائمہ بھی آئی ہوئی تھی۔ چلو ساتھ ہی چلتے ہیں۔ تم لوگوں کو تمہارا ڈیپارٹمنٹ بھی دکھا دو گی۔۔۔ صائمہ نے کہا تو انزلہ کا منہ بن گیا۔

انزلہ سارہ کی زبانی اس کے بارے میں باتیں سن سن کر پہلے ہی اس لڑکی سے ذرا فاصلے پر رہتی تھی۔ اب اسے دیکھ کر مزید کوفت کا احساس ہوا۔۔۔ یہ بھی ہمارے ساتھ آرہی ہے۔۔۔ انزلہ نے منہ بناتے آہستہ سے سا رہ سے پوچھا اور سارا نے ہاں میں سر ہلا کر اس کے موڈ کو مزید خراب کر دیا تھا۔

پورے راستے وہ یونی میں ہونے والے مشہور رومینک کپڑوں کے قصے سناتی رہی اور انزلہ کو یونی تک کا راستہ انتہائی لمبا لگ رہا تھا۔۔۔ ارے روکو! روکو!۔۔۔ مجھے اس شاپ سے کچھ لینا ہے۔ میں ابھی آئی اور مجبوراً انزلہ کو گاڑی روکنی ہی پڑی۔۔۔ صائمہ اتر کر شاپ پر گئی تو انزلہ سے ضبط کرنا مشکل ہو گیا اور وہ سارہ پر برس پڑی

انتہائی کوئی چھجوری قسم کی لڑکی ہے بھی تمہاری کزن۔۔۔

کیوں ایسا بھی کیا کہہ دیا اس نے بس ذرا زیادہ ہی بولڈ ہے ہر بات ہر اک کے سامنے کر دیتی ہے مگر دل کی بری نہیں ہے۔۔۔ سارہ نے اس کی حمایت کرنی چاہی۔۔۔

دل کی جیسی بھی ہوا کہ تو اس کی باتیں مجھے ہضم نہیں ہو رہیں اوپر سے حلیہ دیکھا ہے اس کا آئینہ اگر اس کو ساتھ لانا ہو تو مجھے بتا دینا میں یونی سے چھٹی ہی کر لوں گی۔۔۔

انزلہ نے قدرے غصے سے کہا تو سارہ بس مسکرا کر رہ گئی۔

انزلہ کوئی بہت سنجیدہ قسم کی لڑکی نہیں تھی مگر ایسی فضول قسم کی باتوں میں پڑنا پسند نہیں کرتی تھی۔۔۔ اس کی نیچر میں ہی پاکیزگی تھی۔ ہر بات ناپ تول کر کرتی ہر چیز میں اسلامک پہلو تلاش کرتی۔ ہمارے مذہب میں کیا ٹھیک ہے کیا نہیں اس پر باقاعدہ ریسرچ کرتی۔۔۔ اور صائمہ جیسی لڑکیوں سے تو اسے شدید الرجی تھی۔ جن کی زندگی کا واحد مقصد کسی پیئڈسم اور امیر لڑکے کے ساتھ ڈیٹ پر جانا اور اس سے تحفے بڑھنا ہوتا۔۔۔ صائمہ واپس آگئی تھی اور اس نے اپنا فلسفہ اک بار پھر کہنا شروع کر دیا تھا۔۔۔

ہاں تو میں کیا کہہ رہی تھی۔۔۔ ہاں میں تو مانتی ہوں کہ وہ لڑکا لڑکا ہی نہیں جس کی کوئی گرل فرینڈ نہ ہو مطلب یا وہ اتنا اچھا ہوگا ہی نہیں یا پھر اس میں کوئی فزیکل فالٹ ہوگا۔۔۔ وہ باقاعدہ آنکھ مار کر سارہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہہ رہی تھی۔ جسے بیک ویو مرر سے انزلہ نے دیکھ لیا تھا اور اس کا خون اک بار پھر ابلنا شروع ہو گیا تھا۔ چہرے پر سرخی کے آثار تھے مگر ضبط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹا تھا۔۔۔ جب کہ وہ بنار کے بو لے جا رہی تھی۔۔۔ تبھی تو کسی لڑکی نے اسے گھانس نہیں ڈالی یا پھر وہ اتنا مغرور ہوگا کہ کسی کو خاطر میں نہ لاتا ہوگا وہ لا پرواہی سے بس بو لے جا رہی تھی۔ جب کہ انزلہ سارہ کو وقفے وقفے سے گھور رہی تھی۔ سارہ بس چپ تھی یا

کسی بات پر ہلکا سا مسکرا دیتی مگر وہ صائمہ کو چپ کرانے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔۔۔

انزلہ کا پہلا دن ہی بکواس سے شروع ہوا تھا۔ اس کا موڈ شدید خراب تھا اور ایسے میں وہ کم ہی بولتی تھی۔ اس لیے بس خاموشی سے صائمہ کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتی رہی۔ یونی کی پارکنگ میں وہ ان دونوں کو اتار کر گاڑی پارک کرنے چلی گئی۔۔۔

کچھ فاصلے پر پارکنگ میں اپنی بائیک کے پاس لگے درخت کے سائے میں کھڑا زورین موبائل پر انس کو میسج ٹائپ کر رہا تھا۔ وہ انس کا انتظار کر رہا تھا لیکن وہ اپنے مقررہ وقت پر ہمیشہ کی طرح لیٹ تھا اور اب تک نہیں پہنچا تھا۔ زورین انس کی اس عادت کی وجہ سے اکثر اس سے خفا رہتا تھا اور آج بھی وہ اسی وجہ سے آدھا گھنٹہ لیٹ آیا تھا۔ اس کے باوجود انس کا کچھ پیہ نہیں تھا۔ پارکنگ میں کھڑی ہوتی گاڑی سے کچھ فاصلے پر صائمہ اور سارہ اتر گئی تھیں اور اب وہ دونوں زورین سے تھوڑی ہی دوری پر کھڑی ہو کر انزلہ کا جو گاڑی پارک کر رہی تھی۔ انتظار کرنے لگیں۔

صائمہ نے زورین کی جانب اشارہ کرتے ہوئے سارہ کو ہلکے سے کہا یہ ڈیشنگ اسمارٹ سا لڑکا دیکھ رہی ہو۔ یہ زورین احمد ہے۔ ایل ایل بی فائنل ایر کا اسٹوڈینٹ ہے۔ یعنی میرا کلاس فیلو اس یونیورسٹی کا سب سے ہینڈسم اور بریلیئنٹ اسٹوڈینٹ ڈیپٹ ہوا کوئی اور ایونٹ اس کی ایکٹوٹی نمبرون رہتی ہے۔۔۔ اس نے تو اپنے حساب سے ہلکے سے ہی کہا تھا۔ مگر زورین اپنا نام سن کر چوکنا ہو گیا تھا۔ اس نے گردن گھما کر ان کو نہیں دیکھا تھا مگر ان کی باتوں کو بہت غور سے سن رہا تھا جو بایک کے مرمر سے صاف نظر آ رہی تھیں۔ ان کی پوری توجہ اس پر ہی تھی۔ زورین صائمہ کو پہچان گیا تھا لیکن اس کے ساتھ یہ کوئی نئی لڑکی تھی۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ اپنی تعریف سن کر خوشی ہوتی ہے اور اسے ایسی خوشیاں اکثر ملتی رہتی تھیں۔ اس لیے وہ عادی ہو گیا تھا اس کے باوجود اس کے جسم کا ہر حصہ اس وقت کا نوں کا کام کر رہا تھا۔ ان اجنبی لڑکیوں کے کالمپلیمینٹس اسے اچھے لگ رہے تھے۔ انزلہ بھی اب تک ان تک پہنچ چکی تھی اور زورین کے بارے میں ہونے والی گفتگو سن رہی تھی۔۔۔

سارہ نے صائمہ کے کہنے پر زورین کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا۔۔۔ ہاں ہینڈسم بھی کتنا ہے یا ر! اس کی کوئی گرل فرینڈ بھی ہے یا اب تک میرے لیے بچا ہوا ہے۔۔۔

-- صائمہ نے بے ساختہ سارہ کے ہاتھ پر تالی مارتے ہوئے کہا۔۔۔

ہم مر گئے ہیں کیا؟ -- دونوں کھل کر ہنس دی تھیں -- نہیں یار یہ کہاں کسی لڑکی کو لفٹ کروا تا ہے۔۔۔ صائمہ نے پھر افسوس سے کہا

زورین کی مسکراہٹ اور گہری ہوتی جا رہی تھی۔ بظاہر وہ موبائل میں مصروف تھا مگر سماعتیں اسی جانب متوجہ تھیں۔۔۔ تیسری لڑکی (انزلہ) جواب تک خاموش تھی بڑی بے زاری سے۔۔۔ اف! تم لوگ بھی نابلس جہاں کوئی ذرا سا ڈھنگ کا لڑکا دیکھا وہیں شروع ہو جاتی ہو۔ مجھے تو اس میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی ٹھیک ہی ہے بس اور اگر ہینڈسم ہے بھی تو ہمیں کیا کرنا ہے روڈ بھی اتنا ہی ہوگا۔ جب ہی تو اب تک کوئی گرل فرینڈ نہیں بنی یا شاید کسی نے اسے اپنا بوائے فرینڈ بنانے کے قابل نہیں سمجھا۔۔۔ انزلہ صائمہ کی کہی گئی کچھ باتیں صائمہ کو ہی سنا رہی تھی تاکہ وہ اس rood behaviour سے سارہ اور انزلہ کا پیچھا چھوڑ دے۔۔۔ وہ کہتے کہتے آگے بڑھ گئیں۔ لیکن اب کی بار اس تیسری لڑکی کو دو آنکھیں گھور رہی تھیں۔ زورین کے چہرے سے مسکراہٹ یوں غائب ہوئی۔ جیسے وہ زندگی میں کبھی مسکرایا ہی نہ ہو۔۔۔ یہ تیسری لڑکی انزلہ تھی۔ وہ یہاں موجود اکثر بے جان چیزوں کی تعریف کر رہی تھی مگر اس جاندار انسان کو یوں انجانے میں بے وقعت کر گئی تھی۔ زورین اسے جانتا بھی نہ تھا اور پہلی ہی نظر میں کوئی لڑکی اس کے بارے میں ایسے کمینٹس دے گی یہ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا جس کا زورین کو بہت برا لگا تھا۔۔۔ گرل فرینڈ ہونا نہ ہونا میرا ذاتی معاملہ ہے ان کو کیا تکلیف ہے۔۔۔

انس آچکا تھا اور وہ دونوں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی جانب بڑھ گئے تھے۔ پورا دن لیکچرز کے دوران بھی زورین خاموش رہا اور اس کی یہ خاموشی انس نے محسوس کی تھی مگر اسے کچھ کہا نہیں۔ انس اسے ہنسانے کے لیے دودن پہلے ہونے والا اک قصہ سنارہا تھا کہ فلاں لڑکی نے اس سے زورین کا نمبر مانگا تھا اور اس سے جان چھڑانے کے لیے انس نے اسے اک پروفیسر کا نمبر دے دیا تھا۔۔۔ پرسوں پورا دن وہ پروفیسر کو عجیب عجیب میسجز کرتی رہی اور اگلے دن پروفیسر نے بغیر اپنی شناخت دیئے اسے ملنے کا کہا جس پر وہ خوشی سے راضی ہو گئی۔ وہ اپنے حساب سے تم سے ملنے آئی تھی۔۔۔ انہوں نے رنگے ہاتھوں اسے پکڑ لیا تھا۔ وہ رو رہی تھی اور پروفیسر نے اس کی کیا مزے دار کلاس لی تھی۔ پوری کلاس کے سامنے مزہ ہی آگیا۔۔۔ آئینہ کبھی مجھ سے تمہارا نمبر نہیں مانگے

گی۔۔۔ وہ ہنس رہا تھا لیکن زورین کے چہرے پر پھبکی سی مسکراہٹ کے سوا کچھ نہیں تھا۔ انس جب زورین کو پوری بات بتا چکا تو زورین نے بڑی سنجیدگی سے اک سوال کیا۔

کیا میں روڈ (مغور) ہوں۔۔۔

نہیں! بالکل بھی نہیں۔۔۔ انس نے بھی اتنی ہی سنجیدگی سے اس کے سوال کا جواب دیا تھا۔۔۔ کیوں کیا ہوا؟ انس اس کے سوال پر حیران تھا کیونکہ آج تک کبھی ایسا سوال زورین نے نہیں کیا تھا، وہ اتنا سنجیدہ کبھی نہیں ہوتا تھا مگر اپنے بارے میں کسی کی یہ رائے اس نے پہلی بار سنی تو یہ الفاظ دل میں چبھ سے گئے تھے۔ وہ دونوں ابھی بات کر رہی رہے تھے کہ سامنے کوریڈور سے وہی دونی لڑکیاں کلاس کے ختم ہونے پر کلاس سے باہر آ کر کھڑی ہو گئیں۔ جن میں سے اک کا موبائل بگ رہا تھا جسے وہ اپنے بڑے سے بیگ میں ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی اور اسی لیے بیچ کوریڈور میں وہ دونوں کھڑی تھیں۔ انزلہ نے زورین کو نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ دوسری سمت دیکھ رہی تھی مگر زورین سارا اور انزلہ کو نہ صرف دیکھ چکا تھا بلکہ پہچان بھی چکا تھا کیونکہ ان دونوں کے بیچ بہت فاصلہ نہیں تھا۔ اس لیے وہ شعوری طور پر اتنی زور سے بول رہا تھا تا کہ ان تک اس کی آواز پہنچ جائے۔

زورین نے بولنا شروع کیا۔۔۔ اصل میں بات یہ ہے کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر کسی لڑکے کی کوئی گرل فرینڈ نہ ہو تو وہ روڈ (مغور) ہوتا ہے۔ بھلے اس میں دنیا جہاں کی خوبیاں ہوں لیکن گرل فرینڈ نہیں تو وہ زیرو ہے جبکہ مجھے لگتا ہے۔ میں بااخلاق بھی ہوں اور باکردار بھی گرل فرینڈ نہ ہونا میرے لیے پلس پوائینٹ ہے۔۔۔ (بڑی بے نیازی سے شانے اچکاتے ہوئے) حالانکہ لڑکیاں مجھ پر مرتی ہیں پھر بھی اپنی اقدار اور اپنے مذہب کو سامنے رکھتے ہوئے گرل فرینڈ نہ بنانا میرے لیے سب سے اچھا ہے (پھر ذرا تنبیہی انداز میں انزلہ کو گھورتے ہوئے جو گردن جھکائے خاموشی سے یوں کھڑی تھی جیسے کچھ نہ سنا ہو) اور کسی کے مجھے روڈ کہنے سے مجھ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ وہ یہ سب بظاہر انس سے کہہ رہا تھا لیکن اس کی نگاہیں انزلہ پر جمی تھیں جو صبح اپنے کہے ہوئے الفاظ پر اب شرم سے پانی پانی ہوئے جا رہی تھی۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ بے خیالی میں وہ جو کچھ صائمہ کو سنارہی تھی۔ اس شخص نے بھی سنا ہوگا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے شر مندگی کہ بس چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کا مقام تھا۔ اسے ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔

زورین اور انزلہ کی نظریں لمحے بھر کو ملیں تو انزلہ نے فوراً ہی اپنی نظریں جھکا لیں اور سارا کا ہاتھ پکڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے دور چلی گئی۔ سارا جو اپنے پرس میں بجنے والے موبائل کو تلاش کر رہی تھی۔ توجہ نہ ہونے کے باعث زورین کے الفاظ سننے سے محروم رہ گئی تھی۔ اب فون ہاتھ میں پکڑ کر بھی ریسیدو نہیں کر پار ہی تھی۔۔۔

ذرا دور جا کر اس نے جھنجھلاہٹ سے ہاتھ چھڑایا۔۔۔ افوہ!!!۔۔۔ کیا ہو گیا تمہیں۔۔۔ کیوں کھینچتی ہوئی لا رہی ہو۔۔۔ اک تو یہ موبائل مل نہیں رہا تھا۔۔۔ اوپر سے تمہیں بھی چین نہیں ہے، ماما کی کال ہے ریسیدو نہیں کروں گی تو ڈھیروں سننے کو ملیں گی۔۔۔ انزلہ کی کسی بات کو سننے بغیر سارا اپنی دھن میں اپنا راگ الاپ رہی تھی۔۔۔

تمہارا سیل بھی ابھی بجنا تھا۔۔۔ (انزلہ کو غصہ آ رہا تھا) اتنی دیر میں سارا فون ریسو کر چکی تھی۔

جی ماما!۔۔۔ نہیں میں کلاس لے رہی تھی تو اس لیے نہیں اٹھا سکی۔۔۔

انزلہ زورین کے الفاظ کی ریخ سے کافی دور آ چکی تھی مگر دوں گاہیں اسے اپنے عقب سے خود کو دیکھتی محسوس ہو نے پر اس نے پلٹ کر دیکھا تو اپنے ڈیپارٹمنٹ کے کوریڈور کے پلر سے ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ باندھے ان دو نوں کی جانب ایسے مسکرا کے دیکھ رہا تھا جیسے کسی تقریباً جیتے ہوئے کرکٹ میچ کا آخری اوور چل رہا ہو اور شایقین میچ اپنی فتح کے یقین کے ساتھ محفوظ ہو رہے ہوں۔ وہ عموماً ایسی کسی بات کو توجہ نہیں دیا کرتا تھا مگر انزلہ کی بات اس کے دل کو لگ گئی تھی۔ جس کے رد عمل میں وہ یہ سب کر رہا تھا۔

غصے سے پیر پختی منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی۔۔۔ کیا مصیبت ہے گھورے ہی جا رہا ہے ٹھکر کی کہیں کا۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے نہیں ہے کوئی گرل فرینڈ تو میں نے کب کہا کہ گرل فرینڈ ہونا کوئی بہت اچھی بات ہے۔ ویسے ہی میرے منہ سے نکل گیا تھا۔۔۔ ایکسٹرا آرڈنری اسٹوڈینٹ۔۔۔ اتنا سنانے کی کیا بات تھی۔ پتا نہیں کیا سمجھتا ہے خود کو۔۔۔ مجھے کون سا اس کی گرل فرینڈ بننا ہے جو مجھے سنارہا تھا۔۔۔ وہ سارا سے کہتی ہوئی جواب تک سیل پر بات کر چکی تھی۔ ڈیپارٹمنٹ میں کہیں غائب ہو چکی تھی۔

انزلہ کی باڈی لینگویج اس کے غصے کا اظہار کر رہی تھی جبکہ زورین اپنے دل کی بھڑاس نکال کر مسکراہٹ چہرے پر سجائیے اب کافی مطمئن تھا۔

میں کسی کو چھیڑتا نہیں اور کوئی چھیڑے تو چھوڑتا نہیں۔۔۔ دھیمے لفظوں میں کہتا مسکرا رہا تھا۔۔۔ اب انس



زورین لیکچر لینے کے بعد کینیٹین میں چائے پی رہا تھا۔ جب کہ دو تین دوست اسے کمپنی دے رہے تھے۔

یارکل تو مزہ ہی آگیا۔ چودہ اگست پر کیا زبردست تقریر کی ہے تم نے دل خوش ہو گیا۔۔۔ شاکر نے سراہتے ہوئے کہا تو کمال بھی چپ نہ رہ سکا۔ ہاں یہ تو ہے زورین کے تقریر ویسے بہت اسٹراٹجک ہوتی ہے ہر بار مگر اس دفعہ تو کچھ زیادہ ہی خاص تھی۔ سن کر رو گئے کھڑے

ہو گئے۔ کیسے کیسے حقائق تم ہم سب کے سامنے لائے۔ جن باتوں پر ہم کبھی توجہ ہی نہیں دیتے کیسے اس ملک کو سنواریں اسے بچائیں تم نے چند لمحوں میں ہم سب کی آنکھیں کھول دیں۔۔۔ اس کی تو سب تقریروں کا یہی حال ہے۔ انسان کان کھول کر سنے تو آنکھیں خود بخود کھل جاتی ہیں۔۔۔ شاکر نے زورین سے ہنستے ہوئے کہا تھا۔ جواب تک خاموشی سے چہرے پر مسکراہٹ سجائے چائے کے سپ لے رہا تھا۔۔۔ لیکن ہمارے کان اور آنکھیں کھلنے سے کیا ہوگا۔ جن کے ضمیر مر چکے ہیں وہ کیسے زندہ ہونگے۔ احمر نے بھی گفتگو میں حصہ لیا وہ بھی تعریف کیے بنا نہ رہ سکا۔۔۔ اور تم لوگوں نے دیکھا آخر میں جب تقریر ختم ہو گئی تھی تو پورا ہال پن ڈراپ سا سکینس کے ساتھ اس کی تقریر میں اتنا کھویا ہوا تھا کہ تالی بجانا بھی کسی کو یاد نہ رہا۔۔۔ کوئی پندرہ، بیس سیکنڈ کے بعد کسی اسٹوڈینٹ نے تالی بجائی تو سب کو خیال آیا۔۔۔ شاکر چائے کا کپ رکھتے خود بھی ایکساٹنڈ ہو گیا تھا۔۔۔ اور وہ ہمارے پروفیسر نسیم تو اتنے خوش ہوئے کہ کھڑے ہو کر تالیاں بجا رہے تھے۔۔۔

احمر نے بھی حمایت کی۔۔۔ ہاں میں نے بھی دیکھا تھا۔۔۔

کل کیا اس کی تو بچپن سے یہی حال ہے۔ بچپن سے جانتا ہوں۔ اسے کبھی اس کے گھر جا کر دیکھ لو اک پورا شوکیں ان صاحب کی ٹرافیوں اور شیلڈ سے بھرا پڑا ہے۔۔۔ کمال نے اس کی تعریف میں اپنی تعریف کا پہلو ڈھونڈ لیا تھا۔۔۔ وہ چائے کا کپ رکھ کر کرسی سے ٹیک لگائے اب ان سب کا شکریہ ادا کر رہا تھا اور دل میں سوچ رہا تھا یہ میرا وہی دوست ہے جو کبھی میرے ڈیوٹی جینے پر مجھے باتیں بنانے والا کہا کرتا تھا۔۔۔ بہت بہت شکریہ میرے بھائیوں آپ سب کی محبت ہے ورنہ بندہ کس قابل ہے۔۔۔

مجھ سے پوچھو یہ کس قابل ہے۔۔۔ انس جو اسے ڈھونڈتے ہوئے اب کینٹین میں آچکا تھا۔۔۔ ہاتھ میں پکڑی ہوئی ڈائری ٹیبل پر پٹخ کر جھنجھلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔

تمہیں کیا ہو گیا؟۔۔۔ زورین اس کے اس انداز پر چونکا تھا جب کہ سب ہی اس کے جواب کے منتظر تھے۔۔۔ زورین نے پھر مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔ ہاں! میرے بھائی کس قابل ہوں آپ ہی بتا دیجیے۔۔۔ انس غصے سے لال ہو رہا تھا۔۔۔ چڑ کر بولا!۔۔۔ تم تو وہ ہو جس کی آرتی اتارنی چاہیے۔۔۔ so sorry میں مسلمان ہوں اس لیے آپ میری آرتی وارتی اتارنے کی زحمت ہرگز نہ کریں۔۔۔ مسکراہٹ اب تک زورین کے لبوں میں دبی تھی۔

بڑا آیا مسلمان بننے والا ایسے ہوتے ہیں مسلمان؟۔۔۔ انس پھر اسی انداز میں کہہ رہا تھا میرا تو یہی خیال ہے کہ میرے جیسے ہی ہوتے ہیں اور ایسا کیا کر دیا میں نے۔۔۔ اس کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی وہ جانتا تھا کہ اس نے کیا کیا ہے۔

انس بھی اس کی رگ رگ سے واقف تھا۔۔۔ سب پتہ ہے تمہیں تم نے کیا کیا ہے۔۔۔ میں معصوم سا اک بچہ ہوں۔ بے ضرر انسان میں بھلا کیا بنا سکتا ہوں کہ تم کیا کہنا چاہ رہے ہو۔۔۔ زورین نے شرارت سے کہا

معصومیت تو ختم ہے تم پر۔۔۔ معصوم کو تو دیکھو ذرا۔۔۔ انس اب بھی اپنی بات پر قائم تھا۔ ٹیبل پر بیٹھے باقی دوست مزید تجسس سے پوچھنے لگے۔۔۔

ہوا کیا ہے بتائے گا بھی یا بس یوں ہی جھک جھک کرتا رہے گا۔۔۔ کمال چیخ پڑا انس نے رخ باقی دوستوں کی طرف کر کے ان کی حمایت لینی چاہی۔۔۔ اک تو بندہ اتنا ہینڈسم ہالی وڈ کے ہیرو سے کم نہیں ۶ فٹ لمبا سلم اسمارٹ۔ گندی رنگت۔ کالی چمکدار پرکشش آنکھیں۔ گھنیری زلفیں اوپر سے مسکراہٹیں ہیں کہ ہر وقت بکھری پڑ رہی ہوتی ہیں۔

لڑکیاں دیکھ دیکھ کر گری پڑ رہی ہوتی ہیں۔ ذہین اتنے کہ ہم جیسے عام سے نمبر لانے والے کوئی مقابلہ کر نہیں سکتے۔ ہر چیز میں ٹوپ کر جاتے ہیں۔ اک بچاری ایکسٹرا سٹر کلرا ایکٹیوٹیز بچپن تھیں۔ جن میں کبھی کبھی ہم جیسے اوسط

درجے کے اسٹوڈینٹس کچھ جیت کر خود کو خوش کر لیتے تھے۔ اب اس میدان میں بھی گھس گئے ہیں یہ صاحب۔۔۔ مجھے کوئی بتائے ہم غریب کہاں جائیں؟۔۔۔ دہائی دینے والے انداز میں بہت دکھی لگ رہا تھا۔ اب کیا ہوا ہے؟۔۔۔ دھیمی مسکراہٹ کو چھپاتے وہ پوچھ رہا تھا۔ زورین کو معلوم تھا اس کے ہر مقابلہ جیتنے کے بعد وہ اسی قسم کے رد عمل دیتا تھا۔ اس لیے کوئی نئی بات نہیں تھی۔۔۔

وہی ہوا ہے جو ہمیشہ ہوتا ہے میرے ساتھ تمھاری وجہ سے۔۔۔ کوئی ڈھنگ کی لڑکی منہ لگانے کو تیار نہیں ہے۔ جسے دیکھو اس کی دیوانی ہے۔۔۔ اتنی مشکلوں سے اک وہ مونا مجھ سے بات کرنے کو تیار ہوئی تھی۔ اس نے نمبر بھی دیا۔ چند دن مجھ سے بات بھی کی پھر کہتی ہے۔۔۔ مجھے زورین کا نمبر دے دو۔۔۔ مجھے اس سے کچھ کام ہے۔۔۔ انس کے اس طرح لڑکیوں والے انداز میں مونا کی نقل کرتے دیکھ کر سب کی ہنسی کی دبی دبی آواز آئی تھی۔۔۔ میں نے کہا مجھے بتا دو میں تمھارا وہ کام کر دوں گا۔۔۔

کہتی ہیں محترمہ تم سے کام نہیں ہے زورین سے ہی کہوں گی۔۔۔ بہت اصرار کرنے لگی پہلے تو خوب کھن لگا تی رہی تم میرے اتنے اچھے دوست بن گئے ہو۔ میرا اتنا سا کام نہیں کر سکتے مگر جب میں نے صاف منع کر دیا تو دس باتیں سنا کر کہتی ہے۔ اپنی شکل دیکھی ہے کبھی آئینے میں۔۔۔ مجھ سے دوستی کرنے چلے ہو۔۔۔ تم سے بات اس لیے کر لیتی تھی کہ زورین کا نمبر مل جائے کام نکالنے کے لیے تو گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے۔۔۔ گدھی کہیں کی۔۔۔

اس کے اس رونے والے انداز پر ان سب کا قہقہہ زوردار آواز کے ساتھ گونج اٹھا۔۔۔ کینٹین سے ہنسی کی آواز باہر تک آنے لگی۔



انزلہ اپنا پروجیکٹ مکمل کر کے بیٹھی تو سوچا کہ سارہ کو فون کر کے پوچھوں اس کا کام ہو گیا یا نہیں۔۔۔ اسلام علیکم۔۔۔

علیکم اسلام۔۔۔ سارہ کیا کر رہی ہو؟۔۔۔ ہو اپورا تمھارا اسامینٹ کہ نہیں؟

کہاں ہوا؟۔۔۔ سرکھار ہی ہوں اس مصیبت میں مجھے تو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا۔ اف!! یہ وکالت بھی کتنی

مشکل چیز ہے اوپر سے یہ لازآف نارٹ بھی کسی عذاب سے کم نہیں اتنا مشکل ہے جان کو ہی آگیا ہے اور سر تو
 فیتق کا دیا ہوا یہ اسائمنٹ میں تو مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا۔۔۔ سارہ انزلہ کو اپنے اسائمنٹ کی پریشانی بتا رہی تھی۔
 مجھے یقین تھا تم اب تک بیٹھی ہوگی۔۔۔ نلکی کہیں کی۔۔۔ اتنا آسان تو ہے۔۔۔
 آسان ہے!! حیرت سے سارہ کا منہ کھلا تھا۔۔۔ پر مجھے تو کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا۔۔۔
 سمجھنے کے لیے عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ انزلہ نے ہنستے ہوئے سارہ سے کہا وہ محض مذاق کر رہی تھی
 لیکن سارہ کو بہت برا لگا۔۔۔

تمہارا کہنے کا مطلب ہے کہ مجھ میں عقل نہیں ہے۔۔۔
 ہاں تو اور کیا کالج سے آج تک ہر کام میں ہی تو تمہاری کلاس لیتی رہی ہوں۔۔۔ انزلہ صرف اسے
 تنگ کر رہی تھی لیکن سارہ سیریس ہو گئی۔۔۔ ٹھیک ہے اب تم سے کچھ نہیں پوچھوں گی کبھی بھی۔۔۔ وہ رو دینے
 کے قریب تھی۔۔۔

ارے تم تو سیریس ہی ہو گئیں میں مذاق کر رہی تھی تم بہت ذہین ہو۔۔۔ رہی اس اسائمنٹ کی بات تو تم
 میری دوست ہو مجھ سے نہیں پوچھو گی تو کیا اس ایکسٹرا آرڈنری اسٹوڈینٹ سے ہیپ لوگی کیا وہ کرے گا تمہاری
 مدد اکڑو مغرور جینیس برائٹ اسٹوڈینٹ۔۔۔

اک طنزیہ مسکراہٹ اس کے لہجے سے صاف معلوم ہوئی تھی شاید اب تک انزلہ پہلے دن کی داستان بھولی
 نہیں تھی۔ اوپر سے کل ہونے والے ڈیٹ کا پیپشن میں زورین کی فرسٹ پوزیشن نے انزلہ کو مزید تپا دیا
 تھا۔۔۔ حالانکہ وہ دل سے متاثر بھی ہوئی تھی۔۔۔

تمہیں تو پتہ نہیں اس سے کیا پیر ہے اتنا اچھا تو ہے۔۔۔ سچ تم نے اچھا مشورہ دیا اب تو میں اسی سے ہی
 بات کروں گی۔۔۔

وہ بھی کم نہیں تھی۔۔۔ انزلہ کی بات پر عمل کرنے کا سوچ کر وہ بہت خوش تھی کیا پتہ زورین مجھ سے دوستی ہی
 کر لے۔ یہی سوچ کر اس نے انزلہ کا فون کٹ کر کے اک اور نمبر ڈائل کیا۔ یہ نمبر اسکے سینئر اسٹوڈینٹ کا تھا جو
 اسے صائمہ سے ملا تھا۔ سارہ نے جب اسے یہ بتایا کہ وہ زورین سے بات کرنا چاہتی ہے تو زورین کے اس

دوست نے بھی ہمیشہ کی طرح ٹالنا چاہا لیکن سارہ کے مسلسل اصرار پر اس نے انس کا نمبر دے دیا تم انس سے پوچھ لو یہ اس کا نمبر ہے اگر وہ زورین کا نمبر دے تو بات کر لینا ویسے زورین نے منع کیا ہے کچھ لڑکیاں فون کر کر کے اسے دوستی کی آفر کر رہی تھیں۔ اس لیے اس نے حال ہی میں اپنا نمبر چھینچ کیا ہے نیا والا میرے پاس نہیں ہے۔۔۔ اوہ اچھا تم مجھے انس کا نمبر ہی دے دو میں بات کرتی ہوں۔۔۔

اور پھر سارہ نے نمبر ملتے ہی انس کو کال کر لی تھی۔ انس نے اس کی پوری بات سنی اور کہا ٹھیک ہے۔ میں تھوڑی دیر میں زورین سے پوچھ کر آپ کو نمبر دے دوں گا۔ کچھ دیر بعد اس نے زورین کے علم میں لائے بغیر اک نیا نمبر اپنے ڈیول سم موبائل میں لگایا اور اس نئے نمبر کو اپنے دوسرے نمبر سے سارہ کے نمبر پر میسج کر دیا کہ یہ زورین کا نمبر ہے پھر سارہ کے فون کا انتظار کرنے لگا۔۔۔ سارہ اس سے اپنے اسائنمنٹ کے بارے میں ہیلپ لیتی رہی اتنا تو وہ بھی جانتا تھا اس کی ساری پروبلمز حل کرتا گیا۔ اس طرح انس اور سارہ کی بہت اچھی دوستی ہو گئی جبکہ سارہ اسے زورین سمجھتی رہی وہ اپنی ساری باتیں انزلہ کو بھی بتاتی تھی۔ جس کے باعث انزلہ کے دل میں زورین کا امیج خراب ہوتا گیا۔ انزلہ شروع میں تو سنتی رہی مگر پھر اک دن اس نے سارہ کو ڈانٹ دیا تھا تم مجھے نہ بتایا کرو اپنی یہ فضول حرکتیں اور سارہ نے اس ٹاپک پر بات کرنا چھوڑ دیا تھا۔۔۔

ہونہہ کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے بڑے اکڑ کر بولا تھا تو یہ حقیقت ہے صاحب کی لوگ بھی کتنے دوغلے ہوتے ہیں۔۔۔ انزلہ صرف سوچ کر رہ گئی۔۔۔



زورین لیکچر اٹینڈ کر کے کلاس سے باہر نکلا تو بہت سے اسٹوڈنٹس کوریڈورز اور لان میں بیٹھے نظر آئے کچھ فاصلے پر اسے اپنے جاننے والے کچھ دوست نظر آئے تو وہ ان کی جانب بڑھنے لگا۔ ابھی اگلی کلاس میں آدھا گھنٹہ باقی تھا۔ اس لیے وہ ان لوگوں کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے آگے بڑھا ہی تھا کہ کوریڈور سے گزرتے ہوئے اسے ان دو چھچھوری لڑکیوں نے اپنی جانب متوجہ کرنے کے لیے جو اس سے کافی دور لان کے پار کھڑی تھیں۔ ایک شیشے کی مدد سے سورج کی روشنی منعکس کر کے اس کے چہرے پر ڈالی تو بے اختیار زورین کے بڑھتے قدم رک گئے۔ روشنی جو سیدھی اس کی آنکھوں میں جا رہی تھی۔ اس سے بچنے کے لیے اس نے اپنے ہاتھ آنکھوں

کے سامنے لاتے ہوئے دیکھنے کے کوشش کی کہ کس کی حرکت ہے۔ تب ہی وہ دونوں بڑے بے ہودہ انداز میں ہنستی ہوئی اپنی کلاس میں چلی گئیں۔ زورین کو غصہ آ رہا تھا کیونکہ وہ کئی مرتبہ انہیں ان کی ایسی فضول حرکتوں پر ڈانٹ بھی چکا تھا اور دوستی نہ کرنے پر اب وہ مختلف انداز میں اسے اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ ان لڑکیوں میں اک صائمہ بھی تھی جو سارہ کی کزن تھی اور دوسری ندا تھی۔ صائمہ کی دوست۔ زورین کے خیال میں ایسی فضول لڑکیوں کو اہمیت نہیں دینی چاہیے۔ اسی لیے محض نفی میں سر ہلاتا وہ انہیں نظر انداز کرتا ہوا اپنے دوستوں کی جانب بڑھ گیا۔ یہ بات اس نے بابا سے سیکھی تھی۔ جب انسان کسی فضول کی بحث اور تکرار سے گریز کرنا چاہے تو اسے نظر انداز کر دینا یہی بہتر عمل ہے کیونکہ کچھ برائیاں شر اور جہالت اس چپچپے بدبودار مادے کی طرح ہوتے ہیں جنہیں جتنا زیادہ ختم کرنے کی کوشش کرو وہ بڑھتا جاتا ہے۔ اس لیے بعض جگہوں پر انہیں اہمیت نہ دے کر انہیں اپنی موت آپ مرنے دینا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں ایسے معاملات کے لیے الفاظ مٹی پاو یعنی مٹی ڈالو استعمال کئے جاسکتے تھے۔۔۔ کبھی کبھی برائی کو بیان کرنے سے اس کی ہیئت اور اہمیت بڑھ جاتی ہے اس کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ آپ برائی کو برا نہ سمجھیں کسی ایسے انسان کو شرم دلانا جو دل سے بے غیرت ہو بے وقوفی کا کام ہے۔ کیونکہ وہ کبھی نہیں سمجھے گا اور اسے سمجھاتے سمجھاتے آپ خود رسوا ہو جائیں گے۔ ان لڑکیوں کا اصل مقصد بھی اسے اپنی جانب متوجہ ہی تو کرنا تھا۔ اس لیے وہ اب ایسی ہر حرکت کے جواب میں خاموشی اختیار کرتے ہوئے نظر انداز کر دیتا جب کہ چہرے کے تاثرات سے نولفٹ کا بورڈ مستقل آویزاں کئے ہوئے تھا۔

کلاس لینے کے بعد وہ انس کے ساتھ کاریڈور میں آن کھڑا ہوا تھا اور اگلی کلاس کے لاسٹ لیکچر کو ڈسکس کر رہا تھا۔ جب ہی اک بار پھر اس کے چہرے پر روشنی پڑی اب کی مرتبہ اس کا ضبط جواب دینے لگا تو اس نے سوچا کہ اب میں ان لڑکیوں کو کچھ سنا ہی دوں ورنہ اسی طرح پریشان کرتی رہیں گی۔ روشنی کے تعاقب میں اس کی نگاہیں لان میں لگے۔ ان چند درختوں تک جا پہنچیں۔ جہاں سے روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ مگر یہ وہ لڑکیاں نہ تھیں یہ تو انزلہ تھی جو درخت کے گرد بنے جوتے پر بیٹھی تھی جب کہ اس کے ساتھ ہی سارہ بیٹھی تھی اور وہ دونوں اپنے نوٹس بنانے میں مگن تھیں۔ پھر روشنی کہاں سے آ رہی تھی غور کرنے پر زورین کو یہ جاننے میں زیادہ دیر نہ لگی کہ اس کے چہرے پر روشنی انزلہ کے بیگ میں لگے اسٹیل کے اس بیج سے پڑ رہی تھی جو انزلہ سے کچھ دور رکھی

اس کرسی پر رکھا تھا جو دھوپ میں تھی۔ یہ محض اک اتفاق تھا انزلہ اور سارہ کو خود بھی اس بات کا علم نہ تھا۔ زورین نے اپنے کھڑے ہونے کی جگہ بدل لی اور انس سے اک بار پھر اپنی بات کے ٹوٹے ہوئے سلسلے کو جاری کر دیا۔ بات کرنے کے دوران اس کی نگاہیں بار بار ان معصوم لڑکیوں پر پڑ جاتیں۔ جو اپنے کام میں دنیا سے بے نیاز ہو کر محو تھیں۔ انزلہ سارہ کو کوئی ٹو پک سمجھا رہی تھی۔ جسے وہ کبھی لکھتی تو کبھی اس کی جانب دیکھ کر اپنی بات کی تا نید چاہتی۔ وہ دونوں پوری طرح اپنے آپ میں مگن تھیں۔

زورین شاید یہ تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ اس کا شک بے بنیاد ہے یا شاید کوئی اور وجہ تھی جو اس کی نگاہیں بار بار انزلہ کے چہرے پر جاکتی تھیں۔ یہ وہ خود بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔ اتنی دیر میں شاید ان دونوں کی اگلی کلاس کا وقت ہو چکا تھا جو اپنا سامان سیٹھی انزلہ اب بیگ اٹھا کر مڑی تو اس کی شہد رنگ آنکھوں پر پڑنے والی سورج کی روشنی سے اس کی آنکھوں کا رنگ تبدیل ہو گیا اس وقت وہ سنہری رنگ میں لگ رہی تھیں اور سونے کی طرح چمک رہی تھیں اس لمحے زورین کو وہ کسی طلسماتی دنیا کی پری لگی اس کی آنکھیں ایسے لگ رہی تھیں جیسے کسی شفاف ندی میں دو شمعیں جل رہی ہوں اور زورین ان آنکھوں کی چمک میں جیسے کھوتا چلا گیا ان لمحوں میں کوئی جادوئی سحر تھا یا واقعی وہ پرستان سے اتری کوئی پری تھی جس کی آنکھوں کے سحر نے اپنے اندر اتنی کشش پیدا کر دی تھی کہ زورین احمد جیسا انسان جو کبھی کسی لڑکی کو اپنی خاطر میں نہ لاتا تھا عشق کی وادیوں میں کھونے پر مجبور ہو گیا تھا اسے دنیا کی کوئی پرواہی نہ تھا کیونکہ اس وقت تو وہ عشق کے نشے میں چور تھا اسی لیے اب اسے ہوش کہاں تھا نشہ تو ایسا ہی ہوتا ہے جو نیا داری کو بھول جاتا ہے روایات، اخلاقیات، سماج، مذہب ہر چیز کو بھول کر بس دل کی من مانی کرتا ہے۔ منہ زور باغی ہو جاتا ہے اس کے دماغ نے جیسے کام کرنا بند کر دیا ہو۔ کوئی آواز اسے اپنے ارد گرد محسوس نہ ہوتی تھی جیسے وہ اس پورے ماحول میں تنہا کھڑا ان چمکتی شعلوں کی روشنی میں گم ہو۔

وہ دونوں باتیں کرتی اپنے ڈپارٹمنٹ کی جانب بڑھ گئیں لیکن زورین شاید اسی لمحے میں قید ساکت کھڑا ان درختوں کی جانب دیکھے جا رہا تھا۔۔۔ انس جو یہ منظر دیکھ کر کچھ کچھ سمجھ رہا تھا اور اب اس کا کندھا ہلا کر حقیقت کی دنیا میں لانے کا سہرا اپنے نام کیا۔ پورا دن وہ اپنی اس کیفیت پر حیران بھی رہا کبھی اس منظر کو سوچ کر مسکراتا تو کبھی خود کو تنہی کرتا کہ اسلام میں کسی نا محرم کو یوں دیکھنا بھی گناہ ہے شاید یہی وہ روگ محبت ہے جو نظریں جھکا

رے رکھنے سے بچا سکتا ہے اور اسی لمحے اس نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ اب اس پری چہرہ کی جانب نہیں دیکھے گا۔ مگر دل تھا کہ بار بار ان تلسماتی لمحوں کی یاد اس کے اندر جگ دیتا اور وہ بے خود ہوتا مسکرا دیتا۔۔۔



سمرہ کے دور کے رشتے داروں میں کسی نے اک بہت اچھی لڑکی بتائی تھی اور آج سمرہ اعجاز اور اماں تینوں ہی اس لڑکی کو دیکھنے جا رہے تھے۔۔۔ شفق اور اشعر بھی جانا چاہتے تھے مگر اماں نے منع کر دیا۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے تم دونوں کو جانے کی کیا پوری بارات جائے گی۔۔۔ دادی میں اک ہی تو بہن ہوں ظفر بھائی کی اب میں بھی نہ جاؤں کیا لڑکی دیکھنے اور ہم کون سے بیس تیس لوگ جا رہے ہیں پانچ لوگ ہی تو ہونگے۔۔۔ شفق نے احتجاج کیا۔۔۔

نہیں بیٹا۔۔۔ لڑکی والوں پر جتنا کم بوجھ ڈالا جائے اتنا اچھا ہوتا ہے۔۔۔ سمرہ نے سمجھایا اگلی مرتبہ جائیں گے بلکہ ایسا کر لیں گے ان لوگوں کو اپنے گھر ہی بلا لیں گے پھر تم مل لینا لڑکی سے یہ لڑکی کا حق ہے کہ اسے جس گھر میں بیاہ کر جانا ہے وہ بھی اس گھر کو دیکھ لے۔۔۔ اماں نے پھر شفق کو سمجھایا ان کی بات سے اعجاز اور سمرہ نے بھی اتفاق کیا تھا۔۔۔ اور شفق منہ پھلا کر بیٹھی تھی۔۔۔

اعجاز نے بیٹی کو ناراض دیکھا تو اشعر کو پیسے دیتے ہوئے کہا اچھا چلو تم دونوں بھائی بہن کسی اچھے سے ہوٹل میں جا کر کھانا کھا لینا۔۔۔ اور شفق کی آنکھیں چمک گئی تھیں دونوں بچے خوش ہو گئے تھے۔۔۔ جب کہ اشعر اسے چھیڑ رہا تھا بابا یہ ٹھیک ہے میں اسے برگر لادوں گا اور اپنے دوستوں کے ساتھ ڈنر کرنے چلا جاؤں گا شفق کے حلق سے چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔۔

کیا!!!!۔۔۔ بابا سن رہے ہیں آپ۔۔۔ شفق نے باپ سے مدد چاہی اشعر تنگ نہ کرو بہن کو ساتھ میں لے کر جانا اسے اور دوستوں کے ساتھ پھر کبھی سہی چلے جانا۔۔۔ بابا نے پیار سے ڈپٹا تھا

بابا یہ تو برگر کھا کر ہی خوش ہو جائے گی کیا فائدہ اتنا خرچا کرنے کا ویسے بھی میں ظفر بھائی کا اکلوتا بھائی ہوں میرا زیادہ حق بنتا ہے اشعر نے شفق کی نقل کرتے ہوئے کہا جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے شفق نے کہا تھا۔۔۔ سب

کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی جب کہ سمرہ کو اشعر کا اکلوتا بھائی کہنا عجیب سا لگا تھا ان کے دل میں اسی لمحے مظہر کا خیال آیا تھا۔۔۔ اور ان کی آنکھ میں نمی تیر گئی تھی مگر انہوں نے کمال ضبط کا مظاہرہ کیا تھا۔۔۔ وہ سب کی شئی کو خراب نہیں کرنا چاہتی تھیں۔۔۔

واہ واہ کیا بات ہے ایسے تو میں بھی اکلوتی بہن ہوں میرا آپ سے زیادہ حق ہے ان پر۔۔۔ وہ رونے والی ہو گئی تھی۔۔۔

اشعر تنگ نہ کرو بہن کو دونوں جانا اور خوب انجوائے کرنا۔۔۔ بابا نے اشعر کو لٹو کا تو وہ دونوں ہنس دئے تھے با بڑے پیار سے شفق کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہہ رہے تھے معلوم نہیں یہ ہماری بیٹی کس گھر میں جائے گی کیسے لوگ ہوں ابھی تو ہمیں اس کے ناز و نخرے اٹھالینے دو۔۔۔ پھر نہیں معلوم کتنے کتنے عرصے بعد ملے ہماری بیٹی۔۔۔ سمرہ کی آنکھیں بھی بھیگ گئی تھیں اور اعجاز کی بات کو آگے بڑھا رہی تھیں۔۔۔ ہاں بچے جب ہم سے دور ہو جائیں تو دل کو ان کی ہی فکر لگی رہتی ہے وہ کیسے ہونگے کیا کر رہے ہونگے ان کی صحت ان کا مستقبل سب کچھ ہر چیز کی فکر لگی رہتی ہے سمرہ کو اس وقت شدت سے مظہر اور ظفر کی یاد آئی تھی۔۔۔ اماں اور اعجاز کو سمرہ کا چہرہ دیکھ کر ان کے دل کی کیفیت سمجھ آ رہی تھی اسی لیے انہوں نے بات کو پلٹ دیا تھا۔۔۔ چلو اب ہم لوگ بھی جا رہے ہیں بہت دیر ہو رہی ہے اور شفق تمہیں جو کھانا ہو وہی منگوانا ریسٹورینٹ میں اور یہ اشعر تنگ کرے تو مجھے بتا دینا۔۔۔ اور اشعر کان پکڑ کر ہنس رہا تھا۔۔۔ ظفر بھائی کیا گئے سارے نخرے مجھ غریب کو اٹھانے پڑتے ہیں پھر بھی یہ محترمہ خوش نہیں ہوتیں۔۔۔ وہ سب ہنستے مسکراتے ظفر کے لیے لڑکی دیکھنے چلے گئے تھے۔۔۔ واپسی پر تینوں اس رائے سے متفق تھے کہ لڑکی ہر لحاظ سے اچھی ہے۔ وہ اپنے ساتھ میں لڑکی کی اک تصویر بھی لے آئے تھے۔۔۔ اشعر شفق بھی ڈنکر کر گھر لوٹ آئے تو شفق اور اشعر نے اپنی ہونے والی بھابی کی تصویر بڑے اشتیاق سے دیکھی لڑکی واقعی خوبصورت ہے۔ بھائی کہ ساتھ تو ان کی جوڑی خوب جھے گی۔۔۔ چلو اب جلدی سے ان کی ہونے والی بیگم کی تصویر بھی دکھا ہی دیں اور اب وہ اس تصویر کو بھائی کو اسکا پپ پر دکھا کر ان کی رائے لے رہے تھے۔



چلچلاتی گرمی کے اس موسم میں اس کا موڈ مزید خراب ہو گیا تھا۔ انزلہ کا دل آج بہت اداس تھا۔ وہ لا

بہریری میں بٹھی تھی اور سامنے کچھ کتابیں کھلی تھیں۔ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ نگاہیں فرش پر جمی تھیں اور ذہن اک جگہ انک گیا تھا اسے آج فیصلہ کرنا تھا اسے غصہ بھی تھا لیکن وہ غصے میں کوئی فیصلہ کرنا نہیں چاہتی تھی۔ مہتاب اب تک کبھی کبھی گھر کے فون پر کال کرتا تھا اور وہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر بات کرنے سے گریز کر لیتی تھی۔ ماما اور نانو ہی ہر بار بات کر کے بند کر دیتی تھیں لیکن کچھ دن پہلے مہتاب نے بہت اصرار کر کے نانو سے اس کا سیل نمبر لے لیا تھا۔ رشتہ بھی تو اتنا نازک سا تھا کہ نانو انکار نہ کر سکیں اور اب وہ اسے کال کر رہا تھا۔ اسے مجبوراً بات کرنی تھی وہ پچھلے کئی مہینوں کی طرح اک بار پھر اسے ڈنر پر لے جانے کی آفر کر رہا تھا جسے وہ ہر بار ٹال رہی تھی ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اس نے صاف منع کر دیا تھا۔۔۔

میرے گھر والے سب یہی چاہتے ہیں کہ میری آپ سے شادی ہو اس لیے میں بھی اس منگنی سے راضی ہوں تب ہی تو کی ہے لیکن شادی سے پہلے ملنا یا فون پر بات کرنا مناسب نہیں ہے مجھے اس کی اجازت نہیں ہے۔۔۔ اس نے بہت سادگی اور پوری سچائی سے کہا تھا۔

کس کی اجازت چاہیے تمہیں؟ میں بات کرتا ہوں تم مجھے بتاؤ۔۔۔ مہتاب نے پرجوش ہو کر کہا مجھے اسلام اجازت نہیں دیتا۔۔۔ انزلہ نے بہت نرمی سے کہا تھا۔۔۔

اف اتنی ملانی تو نہیں ہو تم ٹھیک ہے میں نے دیکھا ہے تم عبا یا پہنتی ہو لیکن نقاب نہیں لیتیں تمہاری باتوں سے تو لگتا ہے کہ تم کچھ دن میں نقاب بھی لینے لگو گی جب کہ میں چاہتا ہوں کہ شادی کے بعد تم کوئی برقع وغیرہ نہ لو۔۔۔ میں اپنے اسٹینڈرڈ پرسی قسم کا کپڑا مانز نہیں کر سکتا۔۔۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تم چادر وغیرہ بھی نہ لو آج کل تو لیلیٹ ٹرینڈ ہے بہت سی لڑکیاں تو دوپٹہ بھی نہیں لیتیں تم پہنہ نہیں کیوں اتنی ملانی بنی پھرتی ہو شادی کے بعد یہ سب نہیں چلے گا جو میں کہو گا تمہیں وہی پہننا ہوگا۔۔۔ اس نے اتنے دلوک انداز میں کہا تھا کہ انزلہ کو شاک لگا تھا۔۔۔

انزلہ کو غصہ آ رہا تھا لیکن وہ اپنی عادت کے مطابق اس وقت بھی غصے میں خاموش ہو گئی۔ انزلہ نے مزید بات کرنے سے بچنے کے لیے میں آپ سے بعد میں بات کرو گی کہہ کر فون بند کر دیا تھا پھر وہ سوچنے لگی میرے بار بار ملنے سے انکار پر شاید وہ غصہ ہو اسی لیے ایسا کہہ رہا ہو لیکن اگلے ہی لمحے اسے خیال آیا غصے میں ہی انسان

اپنے حواس کھودیتا ہے اور اکثر اپنے دل کی بات یوں ہی ظاہر کر دیتا ہے جیسے مہتاب نے کی۔۔۔۔

انزلہ کے منع کرنے کے باوجود دو دن بعد اس نے مہتاب کو اپنا پیچھا کرتے دیکھا تھا۔ وہ کیوں کرتا ہے میرا پیچھا؟ کیا اسے مجھ پر کوئی شک ہے یا میں اس کی نظر میں کچھ غلط کر رہی ہوں۔ اگر وہ سچا ہے اور مجھ سے ملنے آتا ہے تو سامنے آکر بات کرے۔۔۔ یوں چھپ چھپ کر پیچھا کرنے کا مطلب تو صاف ظاہر ہے اسے مجھ پر کچھ شک ہے اور اب وہ میری جاسوسی کر رہا ہے۔ انزلہ اس ساری صورت حال کو سمجھنے سے قاصر تھی لیکن وہ اس بات کو ثابت بھی نہ کر سکی کہ وہ اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ پوچھنے پر وہ انکار بھی کر سکتا ہے کہ وہ اپنے کسی کام سے آیا تھا یا شاید انزلہ کو ہی کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔۔۔ وہ اس واقعہ کو بھولنا چاہتی تھی مگر آج تو حد ہی ہو گئی تھی۔ آج جب وہ یونیورسٹی تک پہنچی اور پارکنگ میں اپنی گاڑی پارک کر کے اپنی مطلوبہ کلاس میں جا رہی تھی۔ اس وقت پارکنگ میں کھڑی اس لال گاڑی پر اس کی نظر پڑی۔ جس میں مہتاب اپنے دوستوں کے ساتھ موجود تھا۔ انزلہ کو دیکھ کر وہ گاڑی میں نیچے ہو کر بیٹھ گیا۔ جیسے چھپنے کی کوشش کر رہا ہو۔ گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر اس کا کوئی دوست تھا۔ جب کہ دوسری فرنٹ سیٹ پر بھی کوئی لڑکا تھا اور مہتاب پچھلی سیٹ پر اپنے دو اور دوستوں کے ساتھ بیٹھا تھا۔

اف دیکھ لیا۔۔۔ اک آواز انزلہ کی سماعتوں سے ٹکرائی۔ وہ نظر انداز کرتی آگے بڑھ گئی لیکن اس کے باوجود لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ نا صرف مہتاب کو دیکھ چکی تھی بلکہ اس کی آواز کو پہچان بھی گئی تھی۔ وہ بغیر کوئی رد عمل دیئے۔ یونی کے اندر چلی گئی لیکن پھر اپنے شک کو دور کرنے کا سوچ کر اس نے کلاس روم کی کھڑکی سے جو دوسری منزل پر تھی۔ باہر کا منظر دیکھا تو وہاں اسے اپنے اک ٹیچر نظر آئے جو گاڑی کے بیک ڈور کی کھڑکی میں جھک کر مہتاب سے بات کر رہے تھے ان لوگوں کے بیچ کوئی فارمیسی نظر نہیں آ رہی تھی اور ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ سب پرانے دوست ہوں اس کی باڈی لینگویج سے وہ بہت بوکھلایا ہوا لگ رہا تھا۔ وہ ٹیچر جو لگ بھگ مہتاب کی ہی عمر کے تھے۔ یونی کے اندر کی طرف تقریباً دو حواسی میں دوڑتے ہوئے آئے اور گاڑی اس وقت وہاں سے چلی گئی۔ انزلہ بھی کھڑکی سے ہٹ کر اک کرسی پر بیٹھ گئی وہ الجھی ابھی سمجھنے کی کوشش ہی کر رہی تھی کہ وہی ٹیچر جو شاید گراؤنڈ فلور سے سیکنڈ فلور تک ہر کلاس اسے ہی دھونڈتے پھر رہے تھے جس کے باعث اس تک پہنچنے میں انہیں اتنا نام لگا تھا ان کی سانس بری طرح پھولی ہوئی تھی جب ہی وہ اس خالی کلاس کو نظر انداز کرتے آگے بڑھ گئے جس میں وہ

اکیلی بیٹھی تھی مگر وہ با آسانی دیکھ سکتی تھی کہ وہ ہر کلاس میں جھانک کر کسی کو بہت بدحواسی سے ڈھونڈ رہے تھے وہ کلاس میں جھانکتے اور آگے بڑھ جاتے جیسے کسی کو تلاش کر رہے ہوں یہ یقین ہو جانے پر کہ وہ مہتاب ہی تھا وہ کلاس میں پرسکون بیٹھی ان مناظر کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ یہ سب ہو کیا رہا ہے کہ اچانک ان ٹیچر کی نظر انزلہ پر پڑی اور وہ جیسے پرسکون ہو کر رک گئے جیسے اس ہی کی تلاش میں ہوں اور پھر خاموشی سے واپس لوٹ گئے۔ انزلہ حیران تھی یہ کیا ہوا شاید وہ انزلہ کے فیس ایکسپریشن دیکھنے آئے تھے مگر انزلہ ان کی بدحواسی کو نوٹ کر چکی تھی ان کے جانے کے بعد اس نے اک بار پھر اسی کھڑکی سے نیچے دیکھا تو اس کا یقین اور پختہ ہو گیا سڑک پر پھر وہی گاڑی کھڑی تھی جو کچھ دیر پہلے چلی گئی تھی مگر اب وہی ٹیچر مہتاب کو تسلی دے رہے تھے یا شاید یہ یقین دلا رہے تھے کہ انزلہ پرسکون بیٹھی ہے اور اس نے مہتاب کو نہیں دیکھا مہتاب بشمول اپنے دوستوں کے چلا گیا۔۔۔ وہ سوچتی رہ گئی یہ کیا تھا؟ کیا مہتاب مجھے اپنے دوستوں کو دکھانے کے لیے لائے تھے میں نے منع کیا اس کے باوجود میری ذات کو متاثر بنا دیا کیا میں کوئی بھیڑ بکری ہوں جس کی نمائش کی جائے۔

غور کرنے پر اسے خیال آیا کہ وہ ٹیچر سے بات کر رہے تھے تو ہو سکتا ہے کہ انہیں کوئی کام ہو لیکن اگر وہ اپنے کسی کام سے آئے تھے تو مجھے دیکھ کر چھپے کیوں تھے؟ کیا ان کے دل میں کوئی چور تھا اور وہ ٹیچر یقیناً اس کے دوست ہونگے کیونکہ اک بار کلاس لینے کے دوران انہوں نے اپنی پونی ورٹی کا نام اور یہ بھی بتایا تھا کہ چار سال پہلے ایم بی اے کیا تھا جسے سن کر وہ چونکی تھی کیونکہ وہ مہتاب کی پونی تھی اور اسی سال مہتاب نے بھی وہاں سے پڑھا تھا یہ اسے ماموں سے معلوم ہوا تھا جب شرجیل ماموں ماما کو مہتاب کی تعلیم کے بارے میں بتا رہے تھے۔

کیا مہتاب نے مجھ پر نظر رکھنے کے لیے ان ٹیچر کو بھی میرے بارے میں کہا ہے؟ اگر ایسا نہیں تو وہ اس طرح بدحواسی سے مجھے کیوں ڈھونڈتے پھر رہے تھے جیسے کچھ کھو گیا ہو یا میرا رد عمل دیکھنا چاہتے تھے اور اگر کوئی کام تھا بھی یا وہ کچھ اور ڈھونڈ رہے تھے تو مجھے دیکھتے ہی کیوں نارمل ہو گئے تھے کڑیوں سے کڑیاں مل رہی تھیں اور اس پر یہ واضح ہو گیا کہ مہتاب کے یہاں آنے کا اصل مقصد اپنے دوستوں کو انزلہ کو دکھانا تھا۔۔۔ اس نے خاموشی اختیار کر لی تھی لیکن جیسے مہتاب کو کسی بات کی پروا ہی نہ تھی چند دن گزرے تھے کہ اسے اندازہ ہوا مہتاب اب انزلہ کے پڑوسیوں کے بیٹے سے دوستی کر چکا تھا اور اکثر ان کے دروازے پر بیٹھا نظر آتا لیکن

انزلہ کو ہر بار یہی محسوس ہوتا کہ وہ اس پر نظر رکھنے کے لیے یہ سب کچھ کر رہا ہے مگر کیوں؟ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ کیا وہ اتنا شکی ہے اگر ایسا ہے تو شادی کے بعد کیا ہوگا کیا میں اک شکی شخص کے ساتھ زندگی گزار سکوں گی۔ سوچ سوچ کر اس کے دماغ کی رگوں میں درد ہونے لگا تھا۔۔۔ وہ جیسے سوچوں کی دلدل میں دھنستی چلی جا رہی تھی۔۔۔ زورین اپنی کچھ کتب لینے لائبریری میں آیا تو اس کی نظر انزلہ پر پڑی جو فرش کو گھورے جا رہی تھی صاف محسوس ہو رہا تھا وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ زورین لمحے بھر کو اسے دیکھتا رہ گیا وہ اتنی اداس اور پریشان لگ رہی تھی کہ اس کا دل چاہا کہ جا کر پوچھ لے تمہیں کیا پریشانی ہے شاید میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں لیکن وہ ایسا بھی نہیں کر سکا آخر ان کا رشتہ ہی کیا تھا۔۔۔

وہ کچھ کتابیں لے کر کارنر پر رکھی اک ٹیبل پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں سارہ انزلہ کو ڈھونڈتے ہوئے لائبریری تک آچکی تھی اور اس کے ساتھ اس کی ٹیبل پر بیٹھ کر اس سے کچھ دھیرے دھیرے ڈسکس کر رہی تھی۔ زورین اپنی مطلوبہ کتاب میں سے چند ٹوپکس کا پی کر رہا تھا جب ہی صائمہ بڑی گہری مسکراہٹ کے ساتھ سارا کو ہاتھ ہلا تی گزری انزلہ کے چہرے پہ ناگواری کے تاثر ابھر آئے تھے۔ لیکن وہ ان کے پاس آنے کے بجائے زورین کی ٹیبل پر بڑی بے تکلفی سے چیر کھینچ کر بیٹھ گئی۔ زورین کے چہرے پر آئی سختی کو نظر انداز کرتی وہ اس کا حال احوال پوچھ رہی تھی جس پر اس نے صرف یہ کہا تھا یہ لائبریری ہے آپ پلیز باہر جا کر بات کیجئے گا۔ لیکن اس کے باوجود وہ ہلکی آواز میں مسلسل کچھ بولتی رہی آخر مجبور ہو کر زورین کو ہی لائبریری سے جانا پڑا صائمہ اک ادا سے مسکراتے ہوئے اٹھی اور اس کے پیچھے پیچھے لائبریری سے باہر نکل گئی۔ انزلہ نے اپنے کانوں سے کچھ نہیں سنا تھا لیکن سارہ اسے بتا رہی تھی کہ آج زورین اور صائمہ کا کہیں باہر گھومنے جانے کا پروگرام ہے اور ایسا صائمہ نے اسے بتایا تھا اسی لیے وہ اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے یہاں تک آئی تھی۔۔۔

انزلہ کے دل میں زورین کی طرف سے کڑواہٹ مزید بڑھ گئی۔ شاید انزلہ کا دل چاہتا تھا کہ زورین کو جیسا وہ سمجھ رہی ہے وہ ویسا ہی ہو اس کا دل زورین کی جانب کھینچے لگا تھا وہ جانتی تھی کہ مہتاب اس کے لیے منتخب کیا جا چکا ہے لیکن اس کے باوجود اسے زورین کا کسی لڑکی سے بات کرنا ناگوار گزرتا تھا گوان دونوں کے بیچ کبھی بات نہیں ہوئی تھی مگر اک کشش تھی جو دونوں ہی محسوس کرتے تھے

magnetic bars

کی طرح جو مقناطیسی کشش کی وجہ سے جڑنا چاہتے تھے مگر آنے سامنے آنے پر اک دوسرے کو دور دھکیل دینا چاہتے تھے کیونکہ وہ دونوں جانتے تھے کہ اک دوسرے کے لیے نامحرم ہیں اور ان کی حدیں کیا ہیں۔۔۔ وہ بھی اپنا کام جلد سے جلد ختم کر کے گھر جانا چاہتی تھی آج اس کا ویسے بھی پڑھائی میں دل نہیں لگ رہا تھا وہ ان چند کتا بوں کو لے کر ایٹھ کو روانے چلی گئی اور پھر سارہ کے ساتھ ہی باہر نکلی تھی جہاں زورین انس کے ساتھ کھڑا تھا۔ انزلہ تو پہلے ہی غصے میں تھی پھر نہیں معلوم یہ سب سن کر اسے اتنی جیلسی کیوں محسوس ہوئی کہ اس کے منہ سے خود بخود چند جملے نکل پڑے جو وہ جان بوجھ کے زورین کے برابر کے گزرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔ کچھ لوگوں کی گرل فرینڈ بھلے نہ ہو لیکن موقع ملتے ہی فلرٹ کرنے سے بعض نہیں آتے All mens are same اس کی تیکھی نگاہ زورین پر ہی تھی زورین سے لمحے بھر کو اس کی نظر ملی اور وہ گردن کو افسوس سے نفی میں ہلاتی آگے بڑھ گئی۔۔۔ وہ سن کر ان سنی کر گیا تھا کیونکہ انس کے سامنے کچھ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

بعد میں اسے خیال آیا کہ اف! اس نے مجھے ابھی صائمہ کے ساتھ دیکھا تھا شاید اسی لیے مجھے سنار ہی تھی۔۔۔ اوہ! تو یہ لڑکی مجھے فلرٹ سمجھ رہی ہے۔۔۔ جب کہ وہ صائمہ کو تو کب کا جھڑک کر بھیج چکا تھا۔۔۔



جون کی شدید گرمی میں دو پہر تین بجے موسم کی شدت سے پریشان انزلہ اپنے لیکچر لے کر جلد سے جلد گھر جانے کے لیے تیز تیز قدم اٹھاتی پارکنگ میں آئی تھی۔ آج سارہ بھی نہیں آئی تھی۔ اوپر سے گرمی نے اس کا حشر کیا ہوا تھا۔ اس نے گاڑی کا لاک کھولا اور اس میں بیٹھ کر انکیشن میں چابی گھمائی تو وہ اسٹارٹ ہو گئی مگر چند لمحے بعد ہی انجن بند ہو گیا اس نے پھر کوشش کی اسٹارٹ ہوتے ہی گاڑی اک بار پھر بند ہو گئی اس نے سی این جی کا میٹر دیکھا یہ کیا؟۔۔۔ پھر پیٹرول پر اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی مگر اس میں بھی ناکام ہو گئی۔۔۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔۔۔ اب یہ کیا مصیبت ہے؟

اس شدید گرمی میں اب کہاں دھکے کھاتی پھروں گی پیٹرول کے لیے۔۔۔ وہ سوچ کر ہی گھبرا گئی تھی۔ اس کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا یقیناً ماموں لے کر گئے ہونگے گاڑی۔۔۔ اس نے فوراً گھر فون ملا دیا تھا۔ کلاس ختم ہونے پر زورین بھی گھر جانے کے لیے نکل رہا تھا۔ جب وہ پارکنگ میں پہنچا تو انزلہ کو فون پر کسی

سے جھگڑتے دیکھا۔ وہ تقریباً رو رہی تھی اس کی ستواں کھڑی ناک سرخ ہو گئی تھی اور آنکھوں میں لال ڈوروں کے ساتھ نمی تھی وہ نظر انداز کر کے اپنی بانیک کی جانب بڑھ گیا تھا۔ مگر اس کی توجہ بار بار انزلہ پر جا رہی تھی جواب تک اپنے پرس سے اک رو مال نکال کر آنسو صاف کر رہی تھی۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا۔۔۔ شاید یہ کسی مصیبت میں ہے مجھے اس کی مدد کرنی چاہیے لیکن میں گیا تو وہ پھر سمجھے گی کہ میں پھر فلرٹ کرنے کے لیے اس سے فری ہونے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔

وہ اپنے ہیملٹ کے لوک کو کھول رہا تھا لیکن سماعتیں اب بھی انزلہ پر تھیں جو فون پر کسی سے کہہ رہی تھی۔۔۔ ماموں کو گاڑی کی چابی دینے کی کیا ضرورت تھی؟ اب اس میں نہی این جی ہے اور نہ ہی پیٹرول۔۔۔ میں اسے راستے میں یوں ہی تو نہیں چھوڑ سکتی۔۔۔۔۔ ماما میں غصہ نہیں کر رہی مگر شکوہ تو کر سکتی ہوں نا۔۔۔ انہوں نے کہا اور آپ نے مان لیا۔۔۔ ماما آپ بھی نابل کمال کرتی ہیں۔۔۔ ارے۔۔۔ نہیں نا۔۔۔ ہوتی تو فون کیوں کرتی میں۔۔۔ میں سمجھ سکتی ہوں ماما آپ انہیں انکار نہیں کر سکتیں۔۔۔ اوہو میں انہیں چابی دینے سے منع نہیں کر رہی مگر جب دیا کریں تو کم از کم مجھے بتا دیا کریں تاکہ میں سب بھروالیا کروں۔۔۔ میں مطمئن تھی کل ہی تو بھروائی تھی سی این جی اور میرا خیال ہے پیٹرول بھی تھا اچھا خاصہ اسی لیے صبح چیک نہیں کیا۔۔۔۔۔ اچھا اب ماموں کو بھیجیں میں انتظار کر رہی ہوں۔۔۔ اف!! انہیں بھی آج ہی پنڈی جانا تھا۔۔۔ اب میں کیا کروں؟۔۔۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے آپ پریشان نہ ہوں میں کرتی ہوں کچھ۔۔۔ اچھا سنیں کچھ دیر ہو جائے گی مجھے۔۔۔ یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا تھا۔۔۔ اور اک بار پھر گاڑی اسٹارٹ کرنے کی کوشش کرنے لگی گاڑی اسٹارٹ ہو گئی تھی انزلہ نے اللہ کا نام لے کر گاڑی ریورس کی کہ شاید کسی پیٹرول پمپ یا اسٹیشن تک چلی جائے۔۔۔ زورین اپنی بانیک میں پیٹرول چیک کر چکا تھا ابھی اس میں اچھا خاصہ تھا۔ اس نے بھی بانیک اسٹارٹ کی اور ہلکے ہلکے یونی سے باہر جانے لگا ابھی دونوں یونی سے کچھ فاصلے پر ہی گئے تھے کہ انزلہ کی گاڑی بند ہو گئی۔ زورین آگے نکل چکا تھا لیکن پھر بھی اسے اس معصوم لڑکی کا خیال بار بار آ رہا تھا۔۔۔ اتنی شدید گرمی میں کہاں اور کیسے کسی اسٹیشن تک جائے گی؟۔۔۔

کچھ فاصلے پر جا کر اس نے پلٹ کر دیکھا تو انزلہ کی گاڑی پیچھے کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔۔۔

اسے پھر شک ہوا کہ یقیناً گاڑی بند ہو گئی ہوگی اس وقت اسے میری ضرورت ہے مجھے جو کرنا ہے وہ کروں اور اسے جو سوچنا ہو وہ سوچے مگر ابھی مجھے اس کی مدد کرنی چاہیے۔۔۔ وہ یہ سوچتے ہوئے بایک موڑ رہا تھا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو وہ گاڑی میں سر پکڑے بیٹھی تھی اور سوچ رہی تھی کہ اب کیا کرے۔۔۔ زورین نے اسے اک بوتل میں پیٹرول دیکھا کر چابی مانگی تو وہ حیران رہ گئی۔۔۔ اس کی شکل دیکھنے لگی سوری! میں نے پارکنگ ایریا سے نکلتے ہوئے آپ کو کسی سے فون پر کہتے سنا کہ پیٹرول اور سی این جی دونوں ختم پر ہیں اسی لیے۔۔۔ یہ کہہ کر زورین نے بات ادھوری چھوڑ دی تھی۔۔۔

اور کوئی حالات ہوتے تو شاید وہ زورین سے کبھی پیٹرول نہ لیتی لیکن اس وقت خاموشی سے اسے چابی دے دی اور اس نے پیٹرول ٹینکی میں ڈال کر۔۔۔ لاک کر کے چابی دیتے ہوئے کہا میرا خیال ہے اتنا پیٹرول آپ کو منزل تک آسانی سے لے جائے گا۔۔۔

انزلہ نے اک خشک سا شکر یہ کہا اور چابی لے کر گاڑی گھر کی طرف بڑھادی۔
 زورین کے چہرے پر آئی دوستانہ مسکراہٹ ختم ہو گئی۔۔۔
 اف! اتنا غرور۔۔۔ بندہ کسی کو ایسے شکر یہ کہتا ہے جیسے شکر یہ کہہ کر احسان کرنے والے پر احسان کر رہا ہو۔۔۔ نہ مسکراہٹ نہ ہی ممنونیت۔۔۔

عجیب مغرور اور سر پھری لڑکی ہے۔۔۔ وہ سوچتا ہوا بایک اسٹارٹ کرنے لگا۔۔۔

☆.....☆.....☆

طاہر مارنگ واک سے واپس آئے تو زورین کو کمرے میں سوتا دیکھ کر ان کے کمرے میں آگئے۔۔۔
 زورین۔۔۔ زورین بیٹا۔۔۔ پیار سے زورین کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ اسے اٹھارے تھے۔
 خیریت ہے بیٹا آج ابھی تک سو رہے ہو واک پر بھی نہیں آئے آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔۔
 اسلام وعلیکم بابا۔۔۔

واعلیکم اسلام۔۔۔ خوش رہو۔۔۔

جی میں نماز پڑھ کر دوبارہ سو گیا تھا بس اٹھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھے رات بھر پڑھتا رہا ہوں آج یونی نہیں

جانا تھا۔۔۔ اس لیے سوچا کہ کچھ ٹوکس کی تیاری کر لوں۔۔۔

کیوں آج یونی کیوں نہیں جانا؟۔۔۔ طاہر کو حیرت ہوئی

آج وہ فضول سا ویلنٹائن ڈے منا رہے ہیں تو سارا دن تو ان ہی چیزوں میں گزر جائے گا پتہ نہیں لوگ محبت کا ڈھونگ کیوں رچاتے ہیں پڑھائی تو ہوگی نہیں دن ضائع ہوگا بس اس لیے نہیں جا رہا۔۔۔
اچھا چلو تم فریش ہو کر آ جاؤ پھر ساتھ ہی ناشتہ کرتے ہیں۔۔۔ طاہر مسکراتے ہوئے جانے لگے۔۔۔
زورین جی بابا۔۔۔ کہہ کر فوراً اٹھ گئے۔

ناشتے سے فارغ ہو کر چونکہ طاہر کے پاس ایک ڈیڑھ گھنٹہ ہوتا تھا آفس جانے کے لیے تو وہ لان میں اخبار کا مطالعہ کرتے تھے آج زورین کی موجودگی میں ان سے ان کی تعلیمی سرگرمیوں کے بارے میں بات کر رہے تھے۔۔۔

سب ٹھیک ہی چل رہا ہے ابھی دو مہینے ہیں سیمسٹر ختم ہونے میں بس اسی کی تیاری چل رہی ہے۔۔۔
بابا جان آپ کے زمانے میں بھی لوگ ویلنٹائن ڈے مناتے تھے؟۔۔۔
نہیں بیٹا ہمارے زمانے میں تو ہم لوگوں کو معلوم بھی نہ تھا کہ یہ کیا بلا ہوتی ہے یہ تو اب کی نسل میں باہر والوں کے کلچر کو اپنانے کا زیادہ شوق ہے تو وہی مناتے ہیں۔۔۔ اخبار تہہ کرتے طاہر نے کہا
اچھا بابا ایک بات بتائیں؟ زورین ان کے اور قریب ہو کر بیٹھ گیا
ویلنٹائن ڈے پر بات نکلی تو زورین نے یوں ہی پوچھ لیا۔۔۔ بابا آپ کے نزدیک محبت کیا ہوتی ہے؟
۔۔۔ زورین بڑی دلچسپی سے بابا کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

ہم۔۔۔ بیٹا محبت تو پانی کی طرح ہوتی ہے ہر سانچے میں ڈھل جانے والی مگر ہر کچر میں اپنی حیثیت علیحدہ طریقے سے منوانے والی مشرق کی محبت اور ہے اور مغرب کی محبت کچھ اور۔۔۔

وہ کیسے؟۔۔۔ زورین پوری توجہ سے بابا کی بات سننے لگا محبت ہر طرح سے اپنے آپ کو ہماری سوچ کے سانچے میں ڈھال لیتی ہے جیسے میں نے پانی کی مثال دی اس لیے کہ جیسے پانی کو تم چائے کی پتی کے ساتھ پکاؤ تو گرم مشروب بن کر تمھاری تھکن مٹا دیتا ہے اور شربت کو ٹھنڈے پانی میں ملاؤ تو فرحت و تازگی کا احساس دیتا

ہے۔ محبت بھی ایسی ہی ہوتی ہے دل کو سکون دینے والی درحقیقت جیسے پانی کے بغیر زندگی کا تصور ممکن نہیں ویسے ہی محبت کے بغیر بھی انسان زندہ نہیں رہ سکتا حالانکہ پانی کے یہ دونوں مشروب اپنی اپنی انتہاؤں پر ہیں اک گرم تو دوسرا سرد بالکل ویسے ہی جیسے مشرق اور مغرب کی محبت، مغرب میں صبح محبت ہوئی اور شام میں night spend کر لی اگلے دن کسی اور سے محبت ہوئی تو پہلا تعلق ختم۔ یہ وہاں کی اکثریت کا حال ہے مگر سب ایسے نہیں ہوتے ہو گئے لیکن ہمارا نظریہ ان کے بارے میں یہی ہے کیونکہ ان کے معاشرے میں اس چیز کو اتنا برا نہیں تصور کیا جاتا جتنا ہمارے یہاں کیونکہ یہ حرام ہے اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ ہمارے یہاں بھی سب پارسا نہیں ہوتے مسلمان ہونے کے باوجود بھی کچھ لوگ مذہب۔ معاشرہ، روایات، اخلاقیات۔ ہر چیز کو بالا ئے طاق رکھ کر اپنی ہر حد پار کر جاتے ہیں یقیناً یہ سراسر گناہ کبیرہ ہے۔ لیکن پھر بھی مشرق کی محبت مغرب کی محبت سے بہت مختلف ہے اس لیے کہ یہاں کا معاشرہ اسلام کو فو کو کرتا ہے ان میں سے اکثریت یہ جانتے ہیں کہ دودھ اور شراب میں کیا فرق ہے۔

girl friend یا بوائے فرینڈ بنانا اسلام میں جائز نہیں ہے وہ جانتے ہیں کہ نظر کا پردہ کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ کسی نامحرم کو نظر بھر کر دیکھنا بھی گناہ ہے۔ اس کے باوجود جب یہ دل کسی پر آجائے تو اڑ جاتا ہے باغی ہو جاتا ہے پھر دل اور دماغ میں جنگ اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ دل کہتا ہے اسے پانا ہے دماغ کہتا ہے رک جاؤ، ٹھہر جاؤ، سنبھل جاؤ اسی کشمکش میں ہمارے معاشرے کا انسان وہ راستہ ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے جو درست ہو محبوب کو پا بھی لے اور گناہ کا مرتکب بھی نہ ہو ایسے میں کسی مسلمان کی سوچ نکاح جیسے خوبصورت بندھن پر اٹک جاتی ہے۔۔۔

اب اک مزے کی بات اور بتاتا ہوں۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہے تھے اور زورین کرسی کے ہتھے پر کہنی رکھ کر تھوڑی پر ہاتھ رکھے کسی معصوم بچے کی طرح ان کی باتوں میں محو تھا۔۔۔ جب بابا کے اس طرح کہنے پر مزید exited ہو کر جی بابا کہتے آگے ہو کر بیٹھ گیا۔

جانتے ہو یہ جو دل اور دماغ کی کشمکش ہے یہی اصل محبت ہے جب آپ عشق حقیقی اور عشق مجازی کے درمیان کھڑے ہو کر اپنے لیے راستہ چنتے ہیں۔ جب دل کہتا ہے عشق مجازی کو جائز نا جائز کسی بھی طرح حاصل کر لو

اور دماغ کہتا ہے عشق حقیقی کی مان لو جو سچ ہے جو پاک ہے وہی راستہ چننا جو اس رب کی رضا ہے اسی پر چلنا۔ یہ وہ امتحان ہے جس سے ہر انسان گزرتا ہے یہ اور بات کہ اکثریت ہمارے معاشرے میں عشق حقیقی کی مان کر پر سکون ہو جاتے ہیں چاہے وہ معاشرے کا ڈر ہو یا ان کے اپنے دل کی آواز۔ ہوتا تو وہی ہے جو اوپر والا چاہتا ہے۔ چاہے انہیں عشق مجازی ملے یا نہ ملے بندے کی رضا نہیں چلتی۔ وہ حدیث قدسی ہے ناکہ

اے ابن آدم!

اک میری چاہت ہے اور اک تیری چاہت ہے۔

پس ہوگا وہی جو میری چاہت ہے۔

اگر تو نے سپرد کر دیا خود کو اس کے جو میری چاہت ہے۔

تو میں وہ بھی تجھے بخش دوں گا جو تیری چاہت ہے۔

اگر تو نے مخالفت کی اس کی جو میری چاہت ہے۔

تو میں تھکا دوں گا تجھے اس میں جو تیری چاہت ہے۔

ہوگا پھر وہی جو میری چاہت ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ عشق حقیقی کو بھول کر سب سے لڑتے ہیں عشق مجازی کو پانے کے لیے وہ ہیر رانجھا، سوہنی ماہیوال، سسی پنوں بن کر زمانے میں رسوا ہو جاتے ہیں پھر بھی کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ اب یہ اور بات ہے کہ تم ان داستانوں کو امر کہہ لو یہاں وہی بات صادق آتی ہے کہ بدنام ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا۔

لیکن میری اک بات ہمیشہ یاد رکھنا بیٹا جب انسان اپنے ہر فیصلے کو اپنے رب کے سپرد کر دیتا ہے نا تو وہ پر سکون ہو جاتا ہے چاہے اسے اس کا محبوب اس کا عاشق ملے نہ ملے سکون ضرور مل جاتا ہے پھر اس کا دل بے قرار نہیں رہتا اور جب خود اپنے دل کی ماننے لگتا ہے تو کبھی سکون نہیں ملتا چاہے اسے اس کی محبت حاصل ہو یا نا ہو سکون نہیں ملتا اپنی محبت پا کر بھی انسان بے قرار اور بے سکون ہی رہتا ہے۔۔۔

بابا کی بات سن کر اسے اچانک انزل کا خیال آیا تھا اور بے اختیار وہ پوچھ بیٹھا لیکن بابا کچھ لوگوں کی لومیرج بھی تو ہوتی ہے؟۔۔۔

ہاں ہوتی ہے لیکن میرے مشاہدہ کے مطابق جن کی اتفاق سے لومیرج ہو بھی جاتی ہے وہ بے چارے سا ری زندگی شک کی آگ میں ہی جلتے رہتے ہیں کہ یہ ہمارے ساتھ عشق کر سکتا یا کر سکتی ہے تو کسی اور سے بھی کر سکتا یا سکتی ہے سکون تو پھر بھی نہیں ملتا۔۔۔ اور یہ میں اکثریت کی بات کر رہا ہوں اپنے مشاہدے کی روشنی میں۔ اسے جیسے انزلہ کے روکھے رویے کا خیال آیا شاید وہ اس سے نفرت کرتی ہے۔۔۔ اور بابا نفرت کیوں ہوتی ہے؟۔۔۔ زورین نے ایک اور سوال اٹھا دیا۔۔۔

میں سمجھتا ہوں کہ نفرت اور محبت اس سمندر کے دو کنارے ہیں جسے ہم امید کہتے ہیں۔ اگر آپ کو کسی سے امید ہے کسی پر بھروسہ ہے کوئی توقع وابستہ ہے کہ وہ آپ کے لیے کچھ کرے گا آپ کی خواہشات کی تکمیل میں آپ کا ساتھ دے گا یا دے گی اگر وہ اس پوری ہو جائے تو محبت ہو جاتی ہے اور اگر نہ پوری ہو تو نفرت ہو جاتی ہے یہ زندگی کا بڑا گہرا اور تلخ پہلو ہے مگر حقیقت یہی ہے۔ قدرت کا یہی نظام ہے چلو تمہیں قدرت کی ہی اک مثال دیتا ہوں تم نے کبھی کسی کو بلا وجہ بلا ضرورت نیم کا درخت کاٹتے ہوئے دیکھا ہے شاید نہیں کیونکہ کڑوا ہونے کے باوجود لوگ بہت شوق سے اسے لگاتے ہیں۔ حالانکہ اس درخت سے کسی پھل کی توقع نہیں ہوتی لیکن یہ جراثیم کش صاف ہوا اور سایہ دے گا یہ امید ضرور ہوتی ہے جب کہ اس کے برعکس کسی بھی پھل دار درخت سے پھل کی امید ہوتی ہے تو اگر کوئی پھل دار درخت کے پھل میں کیڑا پڑ جائے تو لوگ اسے ناکارہ سمجھ کر فوراً کاٹ دیتے ہیں حالانکہ وہ بھی سایہ اور آکسیجن دے رہا ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود اب وہ درخت چونکہ ان کی امید پر پورا نہیں اتر رہا اس لیے وہ برا لگنے لگتا ہے تو ہم اسے بلا تردد کاٹ دیتے ہیں یہ سمجھ لو کہ ہمیں اس سے نفرت ہو گئی۔ اسی لیے اب ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ شاید اسی لیے ہمیں کبھی کسی اجنبی سے محبت یا نفرت نہیں ہوتی کیونکہ ہمیں ان سے کوئی امید نہیں ہوتی۔

لیکن بابا!! گرا جنبیوں سے محبت نہ ہوتی تو لوگ کیسے love at first sight کا شکار ہو جاتے ہیں؟ طاہر مسکرائے اور پھر کہنے لگے۔۔۔ میں نے کہا نابینا محبت ہر سانچے میں ڈھل جاتی ہے درحقیقت ہماری سوچ ہی وہ سانچہ تخلیق کرتی ہے۔ ہم کسی کی خوبیوں کو idealize کرتے ہیں۔ ہم اپنے تصور میں اپنی سوچ میں ایسا انسان چاہتے ہیں کہ وہ دکھنے میں ایسا ہو اس میں یہ خوبی ہو یا وہ اس انداز سے ہمارے سامنے آئے۔

جیسے عموماً لڑکیاں اپنے تصور میں گھوڑے پر سوار شہزادے نما ہینڈسوم نوجوان کے خواب دیکھتی ہیں۔ جب ایسا کچھ ہوتا ہے یا ایسا کوئی شخص ہمارے سامنے آتا ہے تو ہم اسے love at first sight کا نام دے دیتے ہیں جب کہ وہ صرف idealizam ہوتا ہے۔ اور ہم میں سے اکثر لوگ زندگی میں اک بار ضرور اس idealizam کا شکار ہوتے ہیں۔ اور پھر اس idealizam کی وجہ سے جو امید ہمیں اس اجنبی سے بندھی ہوتی ہے اگر اسے ٹھیس پہنچے تو اجنبی سے بھی نفرت ہونے لگتی ہے۔۔۔ جیسے کسی سیلیبرٹی ٹی وی ایکٹریا فلمی ہیرو کا ہماری نظر میں اک خاص امیج ہوتا ہے ہم اس کے شیدائی ہو کر اس سے ملنا چاہتے ہیں اس کا آٹو گراف یا سیلفی لینا چاہتے ہیں لیکن جب ملتے ہیں تو احساس ہوتا ہے کہ اس شخص میں ایسی کوئی خوبی نہیں نہ ہی وہ دیکھنے میں ایسا ہے یہ سب میک اپ کا کمال تھا یا کیمروں کی ٹیکنیک سے وہ اتنا ہینڈسوم دکھتا تھا یا اتنا ایکشن کر پاتا تھا اسے تو بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ایسی بہت سی چیزوں سے وہ امیج خراب ہو جاتا ہے۔۔۔ اور پھر وہ شخص ہماری نظر میں ہیرو نہیں رہتا۔۔۔

زورین بابا کی پورے فلسفے کو سمجھ چکا تھا اور اب دل میں سوچ رہا تھا۔۔۔ اوہ تو کیا انزلہ مجھ سے اک اچھے انسان کی امید لگائے بیٹھی تھی اور شاید اب وہ مجھے اک فلرٹ سمجھتی ہے اسی لیے اتنی اکھڑی اور روکھی روکھی سی رہتی ہے انزلہ کی نفرت کی وجہ اس کی سمجھ میں آگئی تھی اس لیے مطمئن بھی ہو گیا تھا

اب اس سے پہلے کہ بابا اس کے اتنے محبت اور نفرت، لو میرج جیسے سوالوں کی وجہ پوچھیں اسے بات کا رخ بدلنا تھا پھر اس نے اگلا سوال کر ڈالا۔۔۔

اوکے!! اور زندگی کیا ہے؟۔۔۔ زورین مسکراتے ہوئے ایک اور سوال کر رہا تھا؟

زندگی امید کا وہی بہتادریا ہے اور ہماری قسمت بے رحم موجیں جو اپنے ساتھ اپنے رخ پر ہمیں بہاتی ہیں ان سے لڑ کر دوسرے رخ پر بہنے کی کوشش میں اکثر لوگ تھک کر ہار جاتے ہیں پھر وہ دریا کے رخ پر چلنے لگتے ہیں لیکن اس کے رخ پر بہتے ہوئے بھی اپنی تقدیر کو خود بنانا پڑتا ہے ورنہ راستے میں آنے والی مصیبتیں سخت چٹا نیوں کی طرح ہمیں زخمی کر سکتی ہیں اپنے نفس پر قابو کرتے ہوئے صحیح سمت کی جانب بڑھتے رہنے سے ہی منزل مل سکتی ہے۔۔۔

کیونکہ تمھاری یا میری چاہت نہیں چلتی ہوتا وہی ہے جو رب کی چاہت ہے۔۔۔

رومانہ نے کسی کام سے زورین کو آواز دے کر اندر بلایا تھا وہ اٹھ کر اندر چلے گئے تو طاہر سوچنے لگے میرا بیٹا اتنا بڑا ہو گیا کہ عشق اور محبت کے بارے میں جاننا چاہتا ہے۔ بچپن سے اپنا ہر سوال وہ بابا سے ہی تو کرتا تھا اور یہی صبح نماز کے بعد کا وقت ہوتا تھا جب روزانہ طاہر اسے قرآن پاک کی دوائیوں کا ترجمہ سمجھایا کرتے تھے اب تک وہ پورے قرآن پاک کا ترجمہ سیکھ اور سمجھ چکا تھا اسی لیے طاہر کو یقین تھا کہ ان کا لگایا ہوا پودا اب تناور شجر بن کے کڑوے پھل نہیں دے گا اس میں ایمان کی خوشبو رچی بسی ہے وہ کوئی غلط کام نہیں کرے گا وہ یقیناً بھیکنے سے بچ جائے گا۔۔۔ پھر اپنی ہی بات پر جیسے چونکے تھے ہوتا وہی ہے جو رب کی چاہت ہے۔ تو میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے میں نے بھی تو اپنے رب کی رضا کے خلاف قدم اٹھایا تھا اک بار پھر وہ اسی ٹرانس میں چلے گئے تھے۔۔۔ سوچوں نے ان کا گھیر کر لیا تھا۔۔۔ میں نے بھی تو اس رب کی مرضی کے بغیر وہ کام کر ڈالا تھا جو غلط تھا ان کا دل اک دم پھر رونے کو چاہنے لگا انہیں پھر وہی ڈپریشن ہونے لگا اور آج پھر وہ اپنے کمرے میں بند ہو گئے تھے گھنٹوں رو کر اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے اپنے گناہوں پر اللہ سے معافی مانگنے کے لیے۔۔۔ اپنے دل پر پڑے اس بوجھ کو سرکانے کے لیے یہ ضروری تھا۔۔۔

☆.....☆.....☆

عروبہ کے پاس بار بار مس کالز آرہی تھیں اسے ڈراؤنگ کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ کیا مصیبت ہے کون ہے جو تنگ کر رہا ہے اس نے سائیڈ میں کار روک کر کال ریسیو کر لی کون ہے کیوں پریشان کر رہے ہو۔۔۔ ہائے!۔۔۔ کتنے عرصے بعد تمھاری آواز سنی ہے جان اور ہم کہاں آپ کو پریشان کر رہے ہیں بے بی تم نے ہماری نیندیں اڑا رکھی ہیں۔۔۔ کیا بکو اس ہے کون بات کر رہے ہو۔۔۔ تمھاری جان تمھارا دیوانہ عروبہ نے فون کاٹ دیا تھا پتہ نہیں کون پاگل ہے۔۔۔ وہ گھر پہنچی تو اک بار پھر میسجز کا سلسلہ شروع ہو گیا دیکھو بے بی ہمیں ایسے نہ تڑپاؤ ہم سے بات تو کر لو۔۔۔ ورنہ۔۔۔ اور پھر ہر تھوڑی دیر کہ بعد ورنہ۔۔۔

ورنہ۔۔۔

لکھا ہوا اک میسج ریسیو ہوتا عروبہ اریٹھٹ ہونے لگی اس نے کال بیک کی ورنہ کیا کر لو گے تم ہاں اور تم ہو کو لون کیوں پریشان کیا ہوا ہے۔۔۔
تم مجھے بھول گئیں بے بی مری کی مال روڈ وہ سرد راتیں تمھاری باتوں کا نشہ ان خمار بھری باتوں کی گرمی۔۔۔
اور۔۔۔ اور۔۔۔ اور۔۔۔

کا۔۔۔ مر۔۔۔ انا ان حمزہ۔۔۔ وہ پہچان گئی تھی۔۔۔ تم مجھے کیوں پریشان کر رہے ہو۔۔۔
ابھی کہاں پریشان کیا ہے میں نے ابھی تو کرونگا۔۔۔ میری جان
اسٹوپ اٹ اب اگر مجھے فون کیا تو تمھارے لیے اچھا نہیں ہوگا سمجھے تم۔۔۔ یہ کہہ کر عروبہ نے کامران حمزہ کے نمبر کو ہی بلاک کر دیا تھا۔

دودن سکون سے گزر گئے پھر اک نئے نمبر سے اک میسج آیا تو تم ایسے نہیں مانو گی۔۔۔ ٹھیک ہے اب میں تمھیں سر پرانز دے ہی دیتا ہوں اور اگلے میسج نے عروبہ کے ہوش اڑا دئے اس میں کچھ ایسی پکس تھیں جس کا اس کے ذہن میں کوئی خیال ہی نہ تھا اس وقت جب وہ ماڈلنگ کرتی تھی کامران حمزہ کے ساتھ تو کافی بولڈ پکس شوٹ کر داتی تھیں اور اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس کے لیے یہ کافی خطرناک ہو سکتا ہے۔۔۔ وہ جو آگے کے لیے سیاست میں قدم رکھنے کا پلان کئے ہوئے تھے اس کے کریئر کے لیے اچھا نہیں تھا۔۔۔
کیا چاہتے ہو تم۔۔۔ منی مائی ڈیر منی لائٹس آف منی

اس طرح عروبہ کامران حمزہ کے شکنچے میں پھنس گئی اور بلیک میل ہو رہی تھی وہ اس سے نکلنے کا راستہ ڈھونڈ رہی تھی مگر اس کے پاس اب کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔



انزلہ نے تقریباً ساری رات جاگ کر اپنا اسائنمنٹ مکمل کیا تھا۔ صبح جب وہ اٹھی تو وہ بہت خوش تھی کہ اس کی محنت رنگ لائی تھی اور بہت اچھا کام ہو گیا تھا اس کیس کو اس نے بہت گہرائی سے سوچا تھا اور تمام کلاز کو بار بار پڑھنے کے بعد بہت سے سوالات تیار کئے تھے اپنے حساب سے اس کے پورے پورے نمبر آنے چاہیے تھے سیل پر

سارہ کی کال تھی انزلہ نے ریسیو کی تو بغیر کسی سلام دعا کے سارہ کا پہلا جملہ انزلہ کے کانوں سے ٹکرایا

انزی تم مجھے آج یونی کے لیے لینے آ سکتی ہو؟۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے میں آرہی ہوں لیکن تمھاری گاڑی کو کیا ہوا؟۔۔۔

کچھ نہیں ہمیشہ کی طرح کھٹارا نمبر ون خراب پڑی ہے اور ویسے بھی آج تو میں اس کھٹارا میں کم از کم نہیں جانا

چاہتی۔۔۔

کیوں؟ آج کوئی خاص دن ہے؟۔۔۔ انزلہ کو حیرت ہوئی

نہیں! کوئی خاص دن نہیں ہے۔ بس تم مجھے لینے آ جاؤ۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے میں بس دس منٹ میں آرہی ہوں۔ اپنے وعدے کے مطابق وہ دس منٹ بعد سارہ کے گھر کے باہر کھڑی تھی۔ ہارن بجا کر وہ ابھی انتظار کر رہی تھی کہ دروازہ کھلا اور ساتھ ہی انزلہ کا منہ بھی کھلا رہ گیا۔ اک لڑکی کا لے رنگ کا عبایا، نقاب، دستانوں اور سیاہ ہی موزوں کے ساتھ بلیک پمپی پہنے گھر سے برآمد ہوئی۔ انزلہ ابھی سمجھ بھی نہیں پا رہی تھی کہ وہ جھٹ سے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کر بیٹھ گئی۔ انزلہ اسے پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ جب ہی نقاب پوش خاتون کی آواز آئی اب ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔ سارہ ہوں میں نے باقاعدہ شرعی پردہ کرنا شروع کر دیا ہے۔

انزلہ کو جھٹکا لگا۔۔۔ کب سے؟۔۔۔

آج سے۔۔۔ بہت مطمئن انداز میں وہ کہتی ہوئی سامنے سڑک کو دیکھنے لگی جیسے چاہتی ہو کہ مزید اس سے اب کوئی سوال نہ کیا جائے۔ انزلہ نے پھر کچھ نہیں پوچھا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ لیکن انزلہ دل ہی دل میں بہت خوش ہوئی تھی اس کی یہ لاپرواہی دوست صحیح سمت کی جانب بڑھ رہی تھی اس نے خوش ہو کر آج اسے یونی میں ٹریٹ دینے کا سوچا کہ میں اپنی سہیلی کا حوصلہ ضرور بڑھاؤنگی اور دل سے دعا کی کہ اللہ میری اس سہیلی کو استقامت دینا اسے اس کے فیصلے پر قائم رہنے کی توفیق دینا۔ وہ من ہی من مسکرا رہی تھی۔

انزلہ گاڑی پارک کرنے لگی تو سارہ اسے کامن روم کا کہہ کر چلی گئی۔۔۔ یونی میں آتے ہی اسے سیدھے گرلز کامن روم میں جانے کی کیا ضرورت پڑ گئی وہ سارہ کی حرکتوں پر حیران ہو رہی تھی مگر کچھ بولی نہیں گاڑی

پارک کر کے وہ بھی کامن روم کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

مگر یہ کیا!!!

اک اور شاک اس کے لیے تیار تھا سارہ برقعہ، دستانے، موزے اتار کر اپنے بیگ سے کوئی گفٹ نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔ بال کھول کر اب ہلکا سا میک اپ کر رہی تھی اس نے پیور بلڈر یڈ کرکالباں پہنا ہوا تھا۔ بیگ خالی ہو جانے کی وجہ سے جگہ ہو گئی تھی اس لیے آرام سے اس کا برقعہ اس میں آگیا تھا۔۔۔

تم کر کیا رہی ہو۔۔۔ انزلہ کو اس کی حرکت پر غصہ بھی آ رہا تھا اور حیرت بھی ہو رہی تھی۔۔۔ کچھ نہیں بس تھوڑا اترل کا موڈ تھا۔۔۔ وہ بہت آرام سے کہہ رہی تھی جیسے انزلہ کے اس سوال کے لیے وہ پہلے سے تیار ہو۔

کیا مطلب؟۔۔۔ وہ دونوں ہاتھ کر پر رکھے غصے سے پوچھ رہی تھی اتنی دیر میں صائمہ بھی آگئی اور اس نے بھی وہی حرکت کی جو کچھ دیر پہلے سارہ صاحبہ کر چکی تھیں انزلہ غصے سے پیر پختی کامن روم سے باہر نکلی تو کارڈو سے لے کر کلاس رومز تک، کینٹین لائبریری ہر جگہ سرخ لباسوں میں ملبوس لڑکے لڑکیاں اک دوسرے کے ساتھ بیٹھے تحفوں اور خوش گپیوں کا تبادلہ کر رہے تھے اسے شدید کوفت ہوئی اسے سارہ سے زیادہ خود پر افسوس ہو رہا تھا کہ اسے یاد کیوں نہیں رہا کہ آج چودہ فروری ہے۔ ویلنٹائن ڈے مغربی تہذیب کی مردہ نشانی جس کی بدبو سے یہ سارہ معاشرہ تعفن زدہ ہو گیا تھا۔ کلاس کیا لینی تھی اس نے آج تو سب ہی اک دوسرے کو پٹیاں پڑھانے میں لگے ہوئے تھے وہ غصے سے پیر پختی واپس گاڑی میں آ بیٹھی اور گھر لوٹ آئی۔ کئی گھنٹوں اسے اس بات کا یقین ہی نہیں ہوا کہ سارہ جیسی معصوم لڑکی صائمہ کی باتوں میں یوں اس کے جیسا حلیہ بنائے پھر رہی ہوگی یونیورسٹی میں زیادہ تر لڑکے لڑکیاں پڑھنے ہی آتے ہیں لیکن ان جیسے چند لڑکے لڑکیوں کی وجہ سے یونیورسٹی جیسے مقدس درس گاہ بدنام ہوتی ہے ان پڑھ لوگ یہ ماحول دیکھ کر اپنی بیٹیوں کو اعلیٰ تعلیم کی اجازت ہی نہیں دیتے اور وہ غریب اپنے خوابوں کا گلہ گھونٹنے پر مجبور ہو جاتی ہیں پھر دوسرا اور سب سے زیادہ غصہ اسے اس بات پر تھا کہ اسلام کے نام پر سارہ نے جو ڈھونگ رچایا تھا وہ انتہائی نامناسب اور غیر اخلاقی تھا اس طرح وہ لڑکیاں بھی جو واقعی شرعی پر دہ کرنا چاہتی ہیں۔ ان کے لیے لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو جاتے ہیں اور ان کے راستے میں کئی

پہاڑ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ طنز و طعنوں کی بوچھاڑ ان پر ہوتی ہے اور سارہ جیسی لڑکیوں کی تھرل ہو جاتی ہے۔ اگلے دو دن تک سارہ اسے فون کرنے کی کوشش کرتی رہی لیکن وہ دو دن تک نا تو یونی گئی اور نا ہی سارہ کا فون اٹینڈ کیا۔ سارہ خود بھی اس کے گھر والوں کے سامنے بات نہیں کرنا چاہتی تھی تاکہ اس کا چور پکڑا نہ جائے اسی لیے انزلہ کے گھر نہ آئی۔

انزلہ کو معلوم تھا یہ مغربی تہذیب کو اپنانے والے نئے نئے ماڈرن لوگ اس اک دن کو کئی کئی دن تک سلیمیریٹ کرتے ہیں۔ تیسرے دن انزلہ یونی میں آئی تو سارہ کو اک لڑکے کے ساتھ کوریڈور کی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے دیکھ کر حیران رہ گئی وہ اس لڑکے کا چہرہ نہ دیکھ سکی تھی کیونکہ اس لڑکے کی پشت انزلہ کی طرف تھی۔۔۔ اوہ! تو یہ معاملہ ہے بات یہاں تک پہنچ گئی۔۔۔ سارہ کو نظر انداز کرتی وہ اپنی کلاس کی جانب بڑھ گئی۔۔۔ جب کہ انس نے انزلہ کو کوریڈور سے گزرتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور اب سارہ کو بتا رہا تھا اور اب سارہ اس کے پیچھے بھاگتی ہوئی کلاس کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔

انزی انزی میری بات سنو۔۔۔ دیکھو میری بات سنو سارہ اس کے سامنے راستہ روکے کھڑی تھی۔۔۔ مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔ وہ کہتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔
بس پانچ منٹ پھر تم چلی جانا۔۔۔

میرے پاس تم سے بات کرنے کے لیے اک منٹ کا بھی وقت نہیں ہے۔۔۔ پلیز۔۔۔ دیکھو ویسے بھی ہماری بات ہوئے تین دن ہو گئے ہیں اور کسی مسلمان کو تین دن سے زیادہ دوسرے مسلمان سے ناراض نہیں رہنا چاہیے۔۔۔ انزلہ کا دل تو چاہا کہ اسے اچھی طرح سنا دے اپنے مطلب کی ساری باتیں مسلمان ہونے کی تمہیں یاد ہیں بس جو پابندیاں جو حد و بنائی گئی ہیں ان سے تجاوز کر جاؤ تو تھرل۔۔۔ لیکن وہ صرف اتنا ہی کہہ سکی۔۔۔ میری کلاس اسٹارٹ ہونے والی ہے مجھے جانے دو کسی وقت بھی پروفیسر آتے ہونگے۔

پلیز صرف ۵ منٹ اچھا میں اچھی مسلمان نہیں ہوں مگر تم تو ہونا تم اس بات کو مانتی ہو کہ نہیں مجھ سے ناراضگی ختم کرو ورنہ میں نہیں تم گناہ گار ہوگی۔ کیوں کہ میں نے دوستی کی پہل کی ہے۔۔۔ انس کا بتایا ہوا یہ پینٹر اس پر

چل گیا تھا جو سارہ نے ابھی ابھی کہا۔۔۔

چلو، کہاں چلنا ہے۔۔۔ وہ غصے سے کہتی اس کے آگے چلے گی۔

لابریری چلتے ہیں۔۔۔

ابھی نہیں کھلی ہوگی۔۔۔ انزلہ نے بہت سنجیدگی سے کہا

اچھا وہ سامنے بیٹنج پر بیٹھ کر بات کرتے ہیں سامنے لگے اس نیم کے درخت کی جانب سارہ اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہی تھی جس کے گرد کٹڑی کی خوبصورت سی بیٹنج جو پورے درخت کو گھیرے ہوئے تھی وہاں سایہ بھی تھا اور خاموشی بھی۔۔۔ انزلہ تیز تیز قدم اٹھاتی بیٹنج پر جا بیٹھی تھی

بولو کیا کہنا ہے؟۔۔۔ تمہارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں۔۔۔

سارہ نے وضاحت دینی شروع کی۔۔۔ مجھے معلوم ہے تمہیں برا لگا ہے لیکن میں کیا کرتی صائمہ باجی نے اصرار کیا۔۔۔ تو میں نے ویلنٹائن ڈے منالیا اس میں کیا ہے آج کل تو سب ہی مناتے ہیں۔۔۔

کل کو آپ کی یہ صائمہ باجی آگ میں کودنے کو کہیں گی تو کو دجاؤ گی تمہاری اپنی عقل ہے کہ نہیں اک تو تم مجھ سے جھوٹ کہا کہ تم شرعی پردہ کرنے لگی ہو اور پر سے اسلام کا نام بدنام کیا اور تو اور یہودیوں کا دن بھی منا رہی تھیں محترمہ تم میری دوست کیسے ہو سکتی ہو ایسی فضول حرکتیں کرنے والی اور یقیناً آپ نے خالی دن ہی نہیں منا یا اسے پوری طرح انجوائے بھی کیا ہے کس کے ساتھ گئی تھیں ڈیٹ پر جس کے لیے گفت لائی تھیں میرے اور اپنے والدین کے بھروسے کا جنازہ اٹھا کر۔۔۔

جب زیادہ غصے میں ہوتی تو اکثر تم سے آپ جناب پر آجایا کرتی تھی وہ کبھی اتنے سخت الفاظ نہیں کہتی تھی مگر اس بری طرح بکھری تھی کہ سارہ کے ہوش ٹھکانے آگئے تھے۔۔۔

انزی آئی ایم سوسوری مجھے نہیں معلوم تھا تمہیں اتنا برا لگے گا۔۔۔ میں پھر کبھی ایسا نہیں کروں گی تم بس مجھ سے ناراضگی ختم کرلو۔۔۔

مجھے افسوس اس بات کا نہیں کہ تم نے مجھ سے جھوٹ کہا لیکن اس بات کا ضرور ہے کہ تمہیں معلوم تھا کہ تم جو کچھ کرنے جا رہی ہو وہ غلط ہے اسی لیے تم نے اپنے دفاع میں جھوٹ کا سہارا لیا۔۔۔

سارہ بس شرمندہ سی سر جھکائے اس کے برابر بیٹھی تھی۔۔۔ انزلہ کا غصہ قدرے ٹھنڈا ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ تمہیں معلوم ہے سارہ جب انسان جھوٹ بولتا ہے تو وہ جانتا ہے کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے یا جو کچھ کر رہا ہے وہ غلط ہے اسی لیے اپنے اس غلط کام کو چھپانے کے لیے جھوٹ کا سہارا لیتا ہے اسی لیے جھوٹ کو برائی کی جڑ کہا گیا ہے۔۔۔ آج تم اک جھوٹ بولو گی کل دوسرا پرسوں تیسرا اسی طرح تم جھوٹ کی دلدل میں دھنستی چلی جاؤ گی اور اس طرح گناہوں کی دلدل میں بھی۔۔۔ اور وہ بھی مذہب کے نام پر شرعی پردے کے نام پر اسلام کو بدنام کر کے کیا ثابت کرنے کی کوشش کر رہی تھیں تم اپنے گھروالوں سے توبہ گئیں لیکن کیا تمہیں اس بات کا یقین نہیں کہ اللہ تو دیکھ رہا ہے کہ تم کیا کر رہی تھیں۔۔۔ اسلام میں ما محرم سے نظر کا بھی پردہ ہے۔ کبھی کوئی بات کرنے کی ضرورت پڑ بھی جائے تو اپنے لہجے کو اتار دکھا اور سخت رکھنے کا حکم ہے کہ کہیں وہ کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے اور تم مغربی تہذیب کی پیروی میں اک اجنبی اک ما محرم کے ساتھ گھومتی پھر رہی تھیں تحفے دے کر اپنی محبت کا اقرار کر تی پھر رہی تھیں۔۔۔

اچھا چلو اب معاف بھی کر دو کہہ تو رہی ہوں اب ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔۔ سارہ بڑی منت بھرے انداز میں کان پکڑے کہہ رہی تھی۔☆

اسے اپنی معصوم دوست پر پیار بھی آیا پھر غصہ بھی تھا اسی لیے ذرا ڈپٹتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔ ایسا نہ ہی ہو تو اچھا ہے اور سارہ اسے منانے کے لیے زبردستی اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر بیٹھ گئی۔۔۔ ویسے اک بات کہوں اب تھوڑا بہت جھوٹ تو انسان مصلحتاً بھی کہہ ہی لیتا ہے جیسے کسی کی لڑائی ختم کرانے کے لیے کسی کو زندگی دینے کے لیے وغیرہ وغیرہ۔۔۔ سارہ بڑی معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔

نہیں میری پیاری دوست جھوٹ ہمارے مذہب میں سختی سے منع ہے چاہے کتنا ہی بڑا نقصان کیوں نہ ہو جائے اگر جھوٹ بولنے کی ذرا سی بھی گنجائش ہوتی تو نعوذ باللہ کہیں نہ کہیں نبی پاک ﷺ کے جھوٹ بولنے کی کوئی مثال ملتی مگر ایسی کوئی مثال نہیں ہے وہ صادق تھے سچے تھے اسی لیے صادق کے لقب سے پکارے گئے وہ کبھی جھوٹ نہیں کہتے تھے سمجھیں میری بدھو۔۔۔ سارہ بس مسکرا کر رہ گئی

جھوٹ اک سایہ ہے جو وقتی طور پر دنیا کی نظر میں آپ کا کردار اور شخصیت کا قد بہت بڑا دکھاتا ہے لیکن

جب وقت دنیا کو دوسرا رخ دکھاتا ہے تو آپ کی شخصیت بہت چھوٹی بہت حقیر نظر آتی ہے جب کہ سچ اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے۔ سچ سے ڈرے بغیر کڑے سے کڑے وقت کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے کیونکہ وقت کبھی اک سا نہیں رہتا یہ دور بھی گزر جاتا ہے اور باقی صرف سچ رہ جاتا ہے لیکن جھوٹ کا سایا اپنے وقت پر خود ختم ہو جاتا ہے اسی لیے تو اک وقت ایسا ضرور آتا ہے جب جھوٹے شخص کی بات پر کوئی یقین نہیں کرتا اسی لیے اک اچھے مسلمان کی بڑی خو بی سچ کہنا ہے۔۔۔

انزلہ اس کے سر پر چپت لگاتی اسے پیار سے سمجھاتی اب کینٹین کی جانب بڑھ رہی تھیں۔۔۔ اس کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا اور سارہ کے معافی مانگنے پر اسے معاف بھی کر چکی تھی جب کہ درخت کے پچھلی سائیڈ بیٹھا زورین جو بہت دیر سے لاہریری کھلنے کے انتظار میں یہاں بیٹھا نوٹس بنا رہا تھا اس لڑکی کی سوچ کو سن کر خوش ہو رہا تھا کچھ دن پہلے تک وہ انزلہ کو صائمہ کے ساتھ آنے پر چھچھوری اور خراب لڑکی سمجھ رہا تھا لیکن اس کی باتوں سے لگتا ہے وہ تو خود صائمہ سے چڑتی ہے اور پھر پیٹرول دینے پر اس کا روکھا رویہ وہ اسے مغرور سمجھ رہا تھا شاید وہ مغروریت نہیں اسلام کے اک اصول پر عمل کر رہی تھی کہ نامحرم مردوں سے اگر بات کرنی پڑے تو اتنے سخت لہجے میں بات کرو کہ انہیں یا دوسرے دیکھنے والوں کو کسی قسم کی کوئی غلط فہمی نہ ہو۔۔۔ وہ انزلہ سے متاثر ہوا تھا پہلی نظر میں پسند آنے والی یہ لڑکی اک صاف گو سچی اچھی اور اک نیک سیرت لڑکی تھی۔۔۔



مناحل آپنی پاکستان آئی ہوئی تھیں۔۔۔ مینا نے یہ سنا تو وہ بھی بہن سے ملنے لاہور آگئیں گھر میں خوب رو تق آگئی تھی انزلہ کا تو بس نہیں چل رہا تھا کیا کیا پکا کر کھلا دے مگر اس کے ایگزاحز ہونے والے تھے اور اسے پڑھنا تھا۔۔۔ شائلہ ممانی خاص طور پر ان سب کی دعوت کر چکی تھیں اور اب اکثر کبھی کوئی ڈش پکا کر لاتیں تو کبھی کوئی دوسری ڈش۔۔۔ رات گئے تک محفل جمی رہتی۔۔۔ نانا اپنی دونوں بچیوں مینا اور مناحل کو دیکھ کر خوش تو ہو رہی تھیں لیکن بار بار اک ہی بات کا پچھتاوا تھا اتنی دور چلی گئی ہو میری بچیوں۔۔۔ ہم تم لوگوں سے تو ملنے کو ترس ہی گئے ہیں میں کم از کم انزلہ کو تو اتنی دور نہیں جانے دوں گی

مناحل بار بار ملکہ خاتون کے گلے لگ جاتیں اور آنکھوں سے گرم سیال بہنے لگتا ماں بیٹی جذباتی ہو جاتیں

-- اس سردرات جب انزلہ سب کے لیے گرم گرم بھاپ اڑاتی کافی بنا کر لائی تو مینا اور مناحل دونوں ماں کے اطراف بیٹھی رضائی میں دبک کر موم پھلیاں اور کا جو کھا رہی تھیں --۔۔۔ لوجی آپ لوگ تو مجھے بھول ہی گئیں اور میری جگہ پر قبضہ بھی کر لیا وہ مصنوعی خفگی سے کہہ رہی تھی --۔۔۔ تم تو ابھی یہیں ہو ہم اتنی دور سے آئے ہیں اپنی اماں سے چپک کر بیٹھ بھی نہیں سکتے

مناحل اک دم سے جذباتی ہو گئیں تھیں اور ہمیشہ کی طرح آنسو ان کی آنکھ سے پھر بہنے لگے انزلہ کو اندازہ ہی نہیں تھا کہ مذاق اتنا بھاری پڑ سکتا ہے وہ کافی کک سب کو دیتے ہوئے کہہ رہی تھی --۔۔۔ ارے ارے آپنی میں تو بس مذاق کر رہی تھی آپ رو کیوں رہی ہیں --۔۔۔ پلیز آپنی آپ کی بھی تو مما ہیں آپ ان کے پاس جب تک چاہیں بیٹھیں میں تو اپنی نانو کے پاس بیٹھ جاؤ گی۔

اس نے ماحول کی تلخی کو کم کرنے کے لیے نانو کے گلے میں ہانپیں ڈالیں تو مناحل سو سوں کرتی چپ ہو گئی --۔۔۔ جب کہ مینا اسے دیکھ کر انزلہ کو چپ رہنے کا اشارہ کر رہی تھی --۔۔۔

بات بدلنے کے لیے اس نے نیا ہی ٹوپک شروع کر دیا تھا میرے لیے آپ دونوں کیا کیا لائی ہیں وہ تو دکھا دیں --۔۔۔ اس نے بہت بے چین ہوتے کہا تو دونوں کو جیسے کچھ یاد آیا --۔۔۔

ارے ہاں تم لوگوں سے ملنے میں ہی پورا دن گزر گیا یاد ہی نہیں رہا میں دیکھو تمہارے لیے کتنا خوبصورت کارڈیگن لائی ہوں مناحل جھٹ سے اٹھ گئی اور اپنے سوٹ کیس سے نکالنے لگی --۔۔۔ اس وقت تک مینا بھی سب کو ان کے تحفے دینے لگی نانو یہ آپ کے لیے میں چکن کا سوٹ لائی ہوں اور ماما یہ دیکھیں کتنا زبردست پر فیوم ہے اور یہ شال بھی آپ کے لیے اور انزلہ تمہارے لیے یہ کیمرا اور پر فیوم اور آپنی یہ آپ کے لیے اک بہت ہی نفیس ریشم کی کڑھائی سے آراستہ نازک اور خوبصورت گلوں سے سجا سوٹ مینا مناحل کو دے رہی تھی --۔۔۔ واو آپنی کتنا خوبصورت سوٹ ہے انزلہ نے بے اختیار ہو کر کہا جب کہ ماما اور نانو نے بھی تعریف کی اسی طرح سب اک دوسرے کی دی ہوئی چیزیں اک دوسرے کو دکھاتی جاتیں اور داد وصول کرتی جاتیں

مناحل بھی اپنا سوٹ کیس کھول کر سب کو تحفے دے رہی تھی۔ مناحل کے بچے سوچے تھے اور عمران بھائی اور احسان بھائی بھی وہ سب دوسرے روم میں تھے اس لیے انہیں جگانا مناسب نہیں لگا تو مینا نے عمران بھائی اور

دونوں بچوں کے جوڑے بھی مناجل کے ہاتھ میں ہی رکھ دئے اسی طرح مناجل بھی سب کے لیے تحفے دے رہی تھی یہ تحفے نہیں تھے یہ ان سب کی محبت تھی جو وہ اک دوسرے سے ظاہر کر رہی تھیں ناو بار بار اللہ کا شکر ادا کرتیں کہ یہ گھر جو کسی زمانے میں خالی ہو گیا تھا عباد کے جانے کی وجہ سے، اک بار پھر کیسے رونق لگی ہوئی ہے اللہ ان بچیوں کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے آج انہیں بار بار وہ زمانہ یاد آ رہا تھا جب عباد کا انتقال ہوا تھا۔۔۔ اسی لیے وہ کہہ رہی تھیں۔۔۔ آج تم سب کو اس گھر میں دیکھ کر دل کو بہت سکون ملا تم لوگ اپنے گھروں میں خوش ہو یہ دیکھ کر اب میں مر بھی جاؤں تو یہ موت خوشی سے قبول ہے۔۔۔

اللہ آپ کو زندگی دے ملکہ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔۔۔ تو ساتھ ہی انزلہ جو نا نو کے پاس ہی بیٹھی تھی۔۔۔ نا نو دیش ناٹ فیئر۔۔۔ میری باری میں آپ اوپر جانے کی باتیں کر رہی ہیں ابھی تو آپ نے بہت سے کام کرنے ہیں۔۔۔ ایسے کیسے جانے دیں گے ہم۔۔۔

اس کا اشارہ سمجھ کر سب کو ہنسی آ گئی تھی۔۔۔ اور نا نو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تھا ہاں ابھی کہاں جا رہی ہوں ابھی تو مجھے انزلہ کی شادی کرنی ہے اس کے بچے بھی دیکھنے ہیں۔۔۔ اور انزلہ اک دم ہی جھینپ گئی تھی نا نو اک بار پھر کہہ رہی تھیں مجھے وہ وقت یاد آ گیا بس جب عباد تم سب کو اس دنیا میں اکیلا چھوڑ کر چلا گیا تھا اسی گھر میں کیسی وحشت طاری رہتی تھی تم بچیاں تو جلد سو جایا کرتی تھیں ملکہ رات رات بھر آنسو بہاتی اور میں یہ سب دیکھ دیکھ کر کڑھتی رہتی تھی میں چاہتی تھی کہ یہ دوسری شادی کر لے مگر اس نے تم لوگوں کے لیے دوسری شادی بھی نہیں کی۔۔۔ یہ بھی اللہ کا شکر ہے کہ شرجیل نے بھائی اور بیٹا بن کر ہم سب کی بہت مدد کی ہے اس کے ہم سب پر بہت احسان ہیں اگر وہ اس طرح ہمارا ساتھ نہ دیتا تو آج تم دونوں اپنے اپنے گھروں میں اتنی خوش حال زندہ گیاں شاید نہ گزار رہی ہوتیں۔۔۔ اک مرتبہ مجھے یاد ہے یہ مینا جب چھوٹی سی تھی تو آم توڑنے درخت پر چڑھ گئی تھی اور اتنی زور سے گری تھی کہ اس کے بازو میں فریکچر ہو گیا تھا شرجیل ہی تھے پچارے جلدی جلدی اپنے آفس سے بھاگے ہوئے آئے اسے لے کر ہاسپٹل گئے۔۔۔ ہاں یہ تھی بھی تو سب سے چلبلی۔۔۔

اور وہ یاد ہے آپ کو امی۔۔۔ ملکہ خاتون اک دم ہی جوش میں آ گئی تھیں یہ لوگ گھر کے پچھلے حصے میں کھیل رہی تھیں مینا نے مناجل کو اپنا وہ ڈراونا سا مسک پہن کر ڈرایا تھا اور یہ مناجل اتنی ڈر پوک تھی کہ دن کی روشنی میں

بھی اتنا ڈری کہ بری طرح بھاگ رہی تھی ڈرائنگ روم کی دیوار سے ایسی زور سے ٹکرائی تھی اس کے سر پر شدید چوٹ لگی تھی اور خون نکلنے لگا تھا شرجیل بھائی اتفاق سے گھر پر تھے وہ بیچارے اسے گود میں اٹھا کر اسپتال بھاگے تین چار ٹانگے بھی آئے تھے۔۔۔

ہاں مجھے یاد ہے یہ دیکھیں ابھی تک ٹانگوں کے نشان ہیں۔ انھوں نے ماتھے سے بال پیچھے کرتے ہوئے سب کو دکھایا۔۔۔ اک کے بعد اک قصہ نکل رہا تھا اور ہر قصہ اسے چپ رہنے پر مجبور کر رہا تھا۔

انزلہ جو یہ سوچے بیٹھی تھی کہ مینا بجو اور مناحل آپنی کی موجودگی میں وہ مہتاب کے کارنامے سب کے سامنے رکھ کر اس منگنی کو ختم کر دے گی وہ بس سوچتی ہی رہ گئی گھر کا ماحول مناحل آپنی اور مینا بجو کے آنے سے اک دم خوشگوار ہو گیا تھا عمران بھائی اور احسان بھائی بھی گھر بھر میں خوب رونق لگائے رکھتے اس گھر میں دو مرد حضرات موجود تھے۔ سالوں بعد انزلہ نے نانو اور ماما کے چہرے پر یہ اطمینان اور پرسکون سی مسکراہٹ دیکھی تھی۔ وہ مہتاب کے بارے میں ہر بار بتاتے بتاتے رہ گئی وہ کسی کو اداس نہیں کرنا چاہتی تھی خاص کر ان لمحوں میں۔۔۔

مہتاب سے شادی سے انکار شرجیل ماموں کی بات کو رد کرنا ہے اور وہ کتنے خوش تھے اپنے رشتے داروں سے مل کر اس طرح تو وہ پھر ان رشتے داروں سے دور ہو جائیں گے شاید یہ فاصلے مزید بڑھ جائیں اور ان فاصلوں کے بڑھنے کی وجہ کم از کم وہ نہیں بننا چاہتی تھی۔



آج زورین کلاس ختم ہونے کے باوجود کلاس میں ہی تھا کچھ نوٹس مکمل کر رہا تھا کچھ کلاس فیلوز جا چکے تھے اور کچھ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے اور جب کہ صائمہ کارڈز میں کسی سازش کو تیار کئے کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی اور ندا سے بہت مزے لے لے کر کہہ رہی تھی تم ڈائجسٹ پڑھتی ہو اور وہ نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔ میں تو پڑھتی ہوں اور میں نے بہت سے سیز (seen) ہیرو ہیروئرز کے ملن کے پڑھے ہیں میں سوچ رہی ہوں اس میں سے کچھ آزمائشی لوں شاید اس ستم گر کے دل پر کچھ اثر ہو ہی جائے۔۔۔ اک ادا سے لہرا کر صائمہ بو لی تھی۔۔۔ سوچ لو بہت مشکل چیز ہے وہ۔۔۔ اتنی آسانی سے مانے گا نہیں۔۔۔ ندانے بھی پشمن گوئی کی تم ابھی مجھے جانتی نہیں ہوا چھ اچھے میرے حسن کے آگے پانی بھرتے ہیں۔۔۔ اسے خود پر بہت ناز تھا جسے وہ بیان کر

نے سے کبھی پیچھے نہیں ہٹتی تھی۔ ندا صائمہ کی بات نا سمجھتے ہوئے۔۔۔ پانی بھرتے ہیں کہاں؟

اف اک تو تمھاری اردو بھی نا اتنی کمزور ہے۔۔۔ صائمہ کو اس پر غصہ آنے لگا۔۔۔

کافی انتظار کے بعد اب زورین اپنا رجسٹر اٹھا کر بک بند کرتا پین جیب میں رکھ کر کلاس سے باہر نکلنے والا تھا یہ منظر کھڑکی سے نظر آ رہا تھا جب صائمہ نے ندا سے کہا تم دیکھتی جاؤ میں کیا کرتی ہوں اور پھر جیسے ہی زورین کلاس سے باہر نکلا صائمہ اچانک بھاگتی ہوئی بہت زور سے اس سے ٹکرائی تھی۔ زورین اک لمحے میں صائمہ کو پہچان چکا تھا۔

ناگواری کا احساس اسے بہت شدت سے ہوا مگر کچھ بھی کہے بغیر وہ آگے بڑھنے لگا۔۔۔ وہ اس چپ لڑکی کے منہ لگنا نہیں چاہتا تھا

ارے سنئے تو۔۔۔۔۔ آپ مجھ سے نہیں پوچھیں گے مجھے چوٹ تو نہیں لگی۔۔۔ صائمہ نے اسے جاتا دیکھ کر اک بار پھر مخاطب کیا اس کے لہرا لہرا کر بات کرنے کا انداز اور اس کی باڈی لینگویج بتا رہی تھی کہ وہ خود آ کر ٹکرائی ہے۔ زورین نے نظر اٹھا کر صائمہ کو دیکھا۔۔۔ نہیں جی! مجھے معلوم ہے آپ کو چوٹ نہیں لگی کیونکہ چوٹ حادثاتی طور پر ٹکرانے سے لگتی ہے (اس چھوٹے سے جملے سے اس نے واضح کر دیا تھا کہ جب انسان کسی سے خود جان بوجھ کر ٹکرا جائے تو اسے چوٹ نہیں لگتی اور وہ یہ جان گیا ہے)۔۔۔

مگر وہ چھپھوری ہونے کے ساتھ ڈھیٹ بھی تھی اس لیے اس کے جملے کا مطلب سمجھ کر بھی انجان بن گئی چلیں کوئی بات نہیں میں ہی پوچھ لیتی ہوں۔۔۔ آپ کو تو چوٹ نہیں لگی۔۔۔ اک ادا سے مسکراتے ہوئے وہ پوچھ رہی تھی۔

نہیں!۔۔۔ مختصر سا جواب دیتا وہ پھر آگے بڑھنے لگا۔۔۔ لیکن اک بار پھر وہ راستے میں آگئی جیسے آج بات کرنے کی ٹھان کر گھر سے نکلی ہو۔۔۔ لیکن مجھے تو اپنی غلطی کا احساس ہے نا میں واقعی بہت سوری ہوں آپ سے پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔

وہ بات ختم کرنا چاہتا تھا اسی لیے اسے ہر بار نظر انداز کرتا آگے بڑھنے لگتا۔۔۔

آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا وہ پھر اس کی جانب لپکی تھی اس بار وہ رک گیا اور بہت سنجیدگی کے سا

تھ اس کے ماتھے پر دو بل بھی پڑ گئے تھے اب اسے غصہ آنے لگا تھا لیکن بابا اسے ہمیشہ کہتے تھے۔۔۔

غصہ شیطانی صفت ہوتی ہے اور معاف کر دینا رحمانی صفت ہے تو معاف کرنا سیکھو۔۔۔ لیکن اسے روکنا بھی ضروری تھا۔۔۔ اس لیے اس نے صاف الفاظ میں بات کی۔۔۔ میں آپ کو انور کر رہا ہوں آپ کی سمجھ میں اتنی سی بات نہیں آرہی۔۔۔ میرے پاس بہت سے کام ہیں سو پلیز میرا وقت نہ ضائع کریں۔۔۔ وہ بہت روکھے انداز میں کہہ کر پھر آگے جانے لگا۔۔۔

وہ بھی اک ہی ڈھیٹ تھی۔۔۔ اور میں آپ سے پیار کرنے لگی ہوں آپ کو اتنی سی بات سمجھ میں نہیں آرہی۔۔۔ وہ بہت سکون اور اعتماد سے کہہ رہی تھی جیسے کسی دکاندار سے محبت خرید رہی ہو نہ شرم نہ کوئی جھجک۔

زورین کا منہ غصے سے لال ہو رہا تھا بے شرمی کی بھی حد ہوتی ہے شاید یہی وہ فتنہ ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے کہ کچھ عورتیں اور مال فتنہ ہیں ان سے ہوشیار رہو۔۔۔ اک لمحے کو بابا کی بات اسے پھر یاد آئی تھی۔ اس لیے اس نے پھر رک کر اسے منع کرنے کی کوشش کی

میں کوئی سین کریمٹ نہیں کرنا چاہتا اس لیے بہت شرافت سے اور سادہ الفاظ میں کہہ رہا ہوں میں آپ کو پسند نہیں کرتا اس لیے میرا پیچھا کرنا چھوڑ دیجیے ورنہ آپ کے لیے اچھا نہیں ہوگا۔۔۔

اور میں بھی بہت پیار سے کہہ رہی ہوں کہ مجھے اپنا لو ورنہ تمہیں پوری یونی میں بدنام کر دوں گی۔۔۔ اس کا اعتماد بھی عروج پر تھا۔

آپ خوش قسمت ہیں کہ میں الحمد للہ مسلمان ہوں ورنہ میرا ہاتھ آپ کی اس بے ہودہ بات پر اٹھ چکا ہوتا اور اک بات کان کھول کر سن لیں صائمہ جی!! آپ مجھے دھمکی دینے کے بارے میں سوچے گا بھی نہیں ورنہ آپ کے پچھلے سارے بوائے فرینڈز کی لسٹ پورے کیمپس میں بڑے بڑے پوسٹرز کے ساتھ بمع تصویروں کے چھپی نظر آئے گی اور جہاں تک میری بدنامی کی بات ہے میں یہاں تین سال سے پڑھ رہا ہوں لوگ مجھے بھی اچھی طرح جانتے ہیں اور آپ کو بھی اس لیے آپ کی اس فرسودہ دھمکی سے میں ڈرنے والا نہیں۔۔۔ سمجھیں۔۔۔ غصے سے لال پیلا ہوتا مگر اپنی آواز پر ضبط کرتا بہت رعب سے کہہ رہا تھا۔۔۔ صائمہ کی ہر چال بے کار گئی تھی۔۔۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ڈا پارٹمنٹ سے دور چلا گیا تھا۔۔۔ جبکہ صائمہ انتقام کی آگ دل میں جلائے بے



پروفیسر تو فیتق کے روم کے باہر لڑکوں کی بھیڑ تھی۔۔۔ اور وہ سب کسی بات پر بحث کر رہے تھے۔۔۔ پروفیسر صاحب سب کی بحث و تکرار سن رہے تھے۔ جب کوئی حل نہ نکال سکے تو اپنی جان چھڑانی چاہی۔ بس!!!۔۔۔ اک زور کی آواز نے سب کو خاموش کر دیا۔۔۔ سر توفیق سر ہاتھوں میں تھامے سب کو چپ رہنے کا کہہ رہے تھے تم سب نے مل کر میرا دماغ خراب کر دیا ہے۔ میں اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کرونگا اب تم لوگ زورین احمد سے ہی بات کرو وہ ہی تم لوگوں کو سمجھائے گا وہ ہی اس ایونٹ کمیٹی کا صدر ہے اس سے بات کرو جو وہ کہے وہ کر لو اور اب پلیز مجھے مت تنگ کرنا۔۔۔ جاؤ یہاں سے ختم کرو یہ جھگڑا زورین جو اپنے چند دوستوں کے ساتھ بیٹھا پروگرام کی مزید تفصیلات لے رہا تھا اک ہجوم کو اپنی طرف آتے دیکھ رہا تھا۔۔۔ کیا ہو گیا یہ سب میرے پاس کیا کرنے آرہے ہیں۔۔۔ وہ حیرت سے سوچ رہا تھا۔۔۔

کچھ لڑکوں نے کہا۔۔۔ زورین بھائی ہمیں آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔ جس پر دوسرے گروپ کے لڑکے غصے سے پھرتے ہوئے اک دم ہی بول پڑے۔۔۔ نہیں ہمیں پہلے بات کرنی ہے۔۔۔

تم نہیں ہم پہلے بات کریں گے۔۔۔ اک لڑکے نے غصے سے کہا دوسرے گروپ کے لڑکے کہہ رہے تھے۔۔۔ تم لوگ انوکھے ہو کیا؟۔۔۔ بحث برائے بحث جاری تھی۔۔۔ رکو۔۔۔ رکو۔۔۔ کوئی مجھے بتائے گا کہ ہو کیا رہا ہے؟۔۔۔ زورین معاملے کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا ہم چاہتے ہیں کہ یہ تقریب نہ ہو یہ لوگ اتنا شور کرتے ہیں میلاد کم اور میوزک زیادہ ہوتا ہے۔۔۔ اک گروپ کی طرف سے بات واضح کی گئی۔۔۔

تو دوسرا گروپ کہہ رہا تھا۔۔۔ ارے واہ! ایسے کیسے نہیں ہونے دیں گے ہمارے پیارے نبی ﷺ کی ولا دت کا دن ہے ان کی آمد کا جشن بھی نہ منائیں۔۔۔ تم لوگ اگر خوش نہیں ہوتے تو کیا ہم بھی خوش نہ ہوں ہم تو مسلمان ہیں ہم تو خوش ہونگے۔۔۔

دوسرا لڑکا بڑے غصے سے کہہ رہا تھا تمہارا کیا مطلب ہے ہم مسلمان نہیں ہیں یہ ان کے وصال کا دن ہے اسی

لیے اسے بارہ وفات بھی کہتے ہیں جس پر تم لوگ شادیاں بجاتے ہو ہم تم سے زیادہ اپنے نبی پاک ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔۔۔ زورین کو ساری کہانی سمجھ آگئی تھی۔۔۔ وہ زور سے چلایا۔۔۔ enough۔۔۔ بہت ہوا تم دونوں گروپس میں سے اک اک لڑکا اندر آو اور بیٹھ کر بات کرو تم سب جاؤ جو بھی ہو گا تمہیں بتا دیا جائے گا۔۔۔ نوٹس بورڈ پر کل تک نوٹس لگ جائے گا اب جاؤ یہاں سے۔۔۔ وہ یہ کہہ کر اک خالی کلاس میں چلا گیا اس کے ساتھ کمیٹی کے تین چار لڑکے اور بھی تھے جو بارہ بیچ الاول کے فٹنشن کا اہتمام کر رہے تھے۔

اب کہو کیا بات ہے پہلے تم کو اس نے اک لڑکے کی جانب اشارہ کیا۔۔۔ ہم لوگ یہ چاہتے ہیں کہ یہ میلاد وغیرہ کی کوئی تقریب نہ کریں کیونکہ اس میلاد میں اب صرف شور شرابہ رہ گیا ہے اس میں تقدس نہیں ہوتا کہاں لکھا ہے اسلام میں کہ میوزک پر جھومو رقص کے انداز میں نغیتیں پڑھو پھر اصل میں تو یہ نبی پاک ﷺ کے وصال کا دن ہے اس پر تو ہمیں غم زدہ ہونا چاہیے نہ کہ کافروں کی طرح خوش ہوں۔۔۔

۔۔۔ بس۔۔۔ زورین نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا دوسرے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا اب تم کہو۔۔۔

یہ ہمارے بنی کی پیدائش کا دن ہے ہم اسے پورے جوش سے منانا چاہتے ہیں ان کی آمد کا جشن منانا چاہتے ہیں اس میں برائی کیا ہے کافرو یہ لوگ ہیں جو ان ﷺ کی آمد پر منہ لٹکا کر اداس ہو جاتے ہیں۔۔۔

بس۔۔۔ میں نے تم دونوں کو بولنے کا موقع دیا اب جو میں کہہ رہا ہوں وہ غور سے کان کھول کر سنو۔۔۔

تم دونوں اس بات پر متفق ہو کہ نبی پاک ﷺ اللہ کے آخری رسول ﷺ ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ ایک ہے بے شک!۔۔۔ کوئی شک نہیں۔۔۔ دونوں نے اک ساتھ کہا

پھر سب سے پہلے اک دوسرے کو کافر کہنا بند کرو۔ اب تم دونوں یہ مانتے ہو کہ یہ دن نبی پاک ﷺ کا دن ہے۔ یہ بات ابھی رہنے دو کہ یہ ان کے وفات کا دن ہے یا ان کی پیدائش کا ہے دونوں صورتوں میں آپ ﷺ کا ہی دن ہے۔۔۔ ویسے تو ہر دن ہی آپ ﷺ کا ہے ہر لمحہ ان سے محبت کا اظہار کیا جائے تو بھی کم ہے۔۔۔

ہاں!۔۔۔ بالکل!۔۔۔ دونوں اس کی بات پر پھر متفق تھے۔۔۔

اب اک بات بتاؤ آپ ﷺ کی پیدائش اور وصال کے درمیان 63 سال کا عرصہ بھی تو تھا جس میں وہ

محبت بھائی چارے اخوت اور درگزر کا پیغام دیتے رہے جسے تم لوگ فراموش کر بیٹھے ہو یہی اسلام کا پیغام ہے یہی آپ ﷺ کی سنت بھی ہے۔۔۔ میرے بھائیوں محمد ﷺ تو محبت کی لازوال مثال ہیں محبوب خدا ہیں رحمت اللعالمین ہیں وہ جن کے اخلاق اور نرم مزاجی سے متاثر ہو کر کافر مسلمان ہو جاتے جو اپنے اوپر کچرا پھینکنے والی عورت کی بھی فکر کرتے اس کی بیماری میں اس کے گھر عیادت کرنے جاتے۔ عمر فاروقؓ جو کسی زمانے میں ان کے جانی دشمن تھے انہیں معاف کر کے اپنے قریبی صحابیوں میں شامل کر کے اتنی محبت کی کہ دنیا آج تک عمر فاروقؓ کو یاد کرتی ہے میرے نبی پاک ﷺ کی تو یہ شان تھی کہ مدینہ فتح کر کے بھی ان ظالم جابر کفار کے لیے بھی عام معافی کا اعلان کر دیتے ہیں جو کبھی انہیں سڑکوں پر گھسیٹا کرتے تھے پتھر مار کر لہو لہاں کر دیا کرتے تھے۔۔۔ وہ جو سرِ پار رحمت تھے جو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجے گئے اپنے رب کی رضا سے جب وہ چاند کو اک انگلی کے اشارے سے دو ٹکڑے کر نیکا معجزہ کر سکتے ہیں تو کیا یہ مشکل تھا ان کے لیے کہ جب طائف کے لوگ پتھر برسار رہے تھے اور لہو لہاں کر دیتے ان کے عزیزوں صحابیوں اور پیاروں کو شہید کر دیتے تھے تو وہ اپنے رب سے اک بار بھی کہہ دیتے کہ اس قوم کو نیست و نابود کر دے مالک تو سوچو اس قوم کا کتنا عبرت ناک انجام ہوتا مگر یہ میرے نبی ﷺ کا ظرف تھا ان کا اخلاق اور رہمدلی تھی کہ آج وہی عرب قوم دنیا میں باعزت قوم مانی جاتی ہے۔ خانہ کعبہ مسلمانوں کی عبادت گاہ کا مرکز وہیں ہے جس جس نے انہیں تنگ کیا انہیں پریشان کیا اسے بھی نواز دیا۔ معاف کر دیا۔۔۔

اور تم لوگ ان کے امتی ہو کر کیا کر رہے ہو۔۔۔ تم لوگوں کو شرم نہیں آتی۔۔۔ صبر، ضبط، درگزر اور بھائی چارے کو چھوڑ کر اس بحث میں پڑ گئے ہو نبی پاک ﷺ کے نام پر اپنی اپنی انا کی جنگ لڑ رہے ہو تم کو نبی پاک ﷺ سے محبت ہے تو ثابت کرو کہ تم ان سے محبت کرتے ہو ان کے پیغام پر چلو درگزر کرو اک دوسرے کے تلخ رویوں کو اور تمہیں جو ماننا ہے وہ مانو مگر اک دوسرے کے لیے برداشت پیدا کرو اک دوسرے کے جذبات کا احترام کرو۔۔۔

اسلام تو کہتا ہے کہ غیر مسلم سے بھی نازیاں کلمات نہ کہو اس کا دل بھی نہ دکھاؤ پھر ہم سب تو مسلمان ہیں بھائی بھائی ہیں محمد ﷺ کے امتی ہیں۔ پھر ایسے کیسے لڑ سکتے ہو تم۔۔۔ کتنے خوش ہوتے ہو ننگے غیر مسلم تم لوگوں کو لڑتا

دیکھ کر اور اپنے امتیوں کو یوں لڑتے دیکھ کر میرے پیارے نبی ﷺ کتنے دکھی ہوتے ہونگے۔۔۔ کبھی سوچا ہے کیا یہ وہی روئے ہیں جن کے لیے میرے پیارے رسول ﷺ روتے تھے۔۔۔ نمازوں میں اللہ کے سامنے گڑگڑا کر اپنی امت کی مغفرت اور بخشش مانگتے تھے۔۔۔ کہ تم لڑو اور اک دوسرے کی شکلوں سے نفرتیں کرنے لگو اک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکاری ہو جاؤ خود کو بڑا اور دوسرے فرقے کو جہنمی قرار دو اک دوسرے کی جان اور مال کے دشمن ہو جاؤ۔۔۔ جب کہ اسلام تو کہتا ہے کہ تفرقہ نہ ڈالو اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور وہ مسلمان مسلمان ہی نہیں جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ نہیں۔۔۔ پھر کیوں؟۔۔۔ پھر کیوں لڑتے ہو تم۔۔۔ ہاں جو کچھ قرآن پاک میں ہے وہ تو ہونا ہی ہے کیونکہ وہ سچ ہے حق ہے اللہ سب جانتا ہے اور یہ بھی تو قرآن پاک میں ہی لکھا ہے کہ قیامت کے قریب مسلمانوں کے 72 فرقے ہو جائیں گے۔۔۔ یہی تو آزمائش ہے۔ سنت محمدی ﷺ پر چلو میرے بھائیوں یہی سیدھا راستہ ہے نہ لڑو نہ لڑو آپس میں وہ دونوں ہی شرمندہ لگ رہے تھے مگر خاموش تھے۔۔۔

یونیورسٹی میں 12 ربیع الاول کے دن تقریب ہوگی اور اس کا نام ہوگا محفل درود و سلام لیکن آپ ﷺ کے پیغام کے حساب سے نہ تمھاری مرضی سے اور نہ ہی تمھاری خواہش کے مطابق دونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے زورین نے کہا اک ایسی درس کی محفل جس میں سنتیں بیان کی جائیں گی جن میں آپ ﷺ کی حیات طیبہ کو بیان کیا جائے گا جن میں ان پر درود و سلام بھیجا جائے گا نعتیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر ان میں تقدس رکھا جائے میوزک نہ بجایا جائے جھوم جھوم کر لہر لہرا کر نہ پڑھی جائیں آپ اپنی محبت کو ضرور ظاہر کریں لیکن تقدس کو پامال نہ کریں آپ جو بھی سمجھتے ہوں چاہے آپ ﷺ کے وصال کا دن مانیں یا پیدائش کا دن مگر اپنی محبت اور عقیدت سے درود تو بھیج ہی سکتے ہیں ان پر درود بھیجنے کے لیے تو فرشتوں اور انسانوں سے بھی کہا گیا کہ میرے نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجو خود اللہ سبحان و تعالیٰ اپنے محبوب پر درود بھیجتا ہے تو اس میں کیا قباحت ہے اگر ان کی سنتوں کو عام کرنے کے لیے ان کی حیات اور سیرت کو بیان کرنے کے لیے تقریب کی جارہی ہے تو آپ کو کیا اعتراض ہے یہ میں یقین دلاتا ہوں کہ اس تقریب میں کوئی میوزک سسٹم نہیں ہوگا سادہ مائیک ہوگا۔۔۔ بس اور اب خدا را میرے پیارے نبی ﷺ کے نام پر لڑنا باند کر دو۔۔۔ اک دوسرے پر کافر ہونے کے فتوے دے کر دلوں

میں نفرت اور دشمنی نہ پالو۔۔۔ وہ دونوں شرمندہ تھے اور اک دوسرے سے معافی مانگ رہے تھے۔۔۔

چند دن بعد تقریب کے دن سب اسٹوڈینٹس نے مل کر اسٹیج سجایا تھا اور اب دیگر انتظامات دیکھ رہے تھے۔۔۔ یونی میں بارہ ریج الاول کی تقریب جاری تھی نعت خواں پورے تقدس سے بغیر کسی میوزک کے بغیر شور شرابے کے نعتیں پڑھ رہے تھے تو بیچ بیچ میں درس کے ذریعے نبی پاک ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلو بھی بیان کئے جا رہے تھے اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا تھا برکتیں فلک سے نازل کی جا رہی تھیں دلوں کی رنجشیں ختم ہو کر ان سب میں اتحاد اور محبت نظر آ رہا تھا۔۔۔

اور زورین دعا کر رہا تھا۔۔۔ اے اللہ ہم سب مسلمانوں کو بھکنے سے بچا بات بے بات لڑنے سے بچا ہم سب مسلمانوں میں اتفاق اور محبت پیدا فرما ہمیں اس آزمائش میں بھی سرخرو کر دے۔۔۔ آمین



موسم بہت خوشگوار تھا۔ بھیگی بھیگی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی ہلکی پھوار ہونے کی وجہ سے یونی کے لان کی گھاس ہلکی گیلی تھی فضا میں مٹی کی سوندھی سی خوشبو پھیلی تھی۔ زورین اپنے دوستوں کے ساتھ لان میں پڑی بیچڑ تک آیا اور گیلی بیچڑ دیکھ کر وہ سب وہیں کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔ خوشگوار موسم سے لطف اندوز ہوتے کیونکہ فائنل ایگزیمز ہونے والے تھے جس کے بعد انہیں اس یونی کو خیر باد کہنا تھا وہ سب اپنے مستقبل کے بارے میں پلان کرتے اک دوسرے سے آگاہی لے رہے تھے۔۔۔ تم ایگزیمز کے بعد کیا کرو گے؟ تم کیا کرو گے؟ کہاں اپلا ٹی کرنے کا ارادہ ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

سب ہی اک دوسرے کو مشورے بھی دے رہے تھے اور اک دوسرے کو مختلف کمپنیز کے بارے میں بتا بھی رہے تھے کہ کہاں اچھی سیلری ملتی ہے کہاں زیادہ سہولیات ہیں کوئی بیرون ملک مزید تعلیم کے لیے جانا چاہتا تھا تو کوئی اپنے فادر کا بزنس سنبھالنے کا سوچے بیٹھا تھا۔۔۔ ایسے میں اک تیز خوشبو کا جھونکا ان سب کو اپنی جانب متوجہ کر گیا۔۔۔

سب ہی لڑکوں نے جو تقریبائیں سے بائیس کے قریب تھے اک ساتھ پلٹ کر دیکھا۔۔۔ صائمہ اور ندا بہت ہی دھیرے دھیرے مگر پورے اعتماد کے ساتھ چلتی ہوئی آرہی تھیں۔ جب کہ ان کی

نظریں ان ہی لڑکوں پر جمی ہوئی تھیں۔ سب لڑکوں کے یوں اک ساتھ دیکھنے پر صائمہ جو کافی خوبصورت اور گوری تھی اپنے جسم کی نمائش پر تلی سیلوئیس میرون ٹوپ اور فل فٹنگ کی بلیک جینز کے ساتھ اپنے لیرز کٹ بالوں کو کھولے لیٹس فیشن کے گولڈر لگائے برینڈ ڈپرس کندھے پر لٹکائے بہت ادا سے چلی آ رہی تھی اس کی سہیلی بھی اس سے کچھ پیچھے نہیں تھی۔ حالانکہ وہ شارٹ شرٹ کے ساتھ لونگ اسکرٹ پہنے ہوئے تھی مگر اس کی وہ شرٹ اتنی باریک اور ہلکے رنگ کے کپڑے کی تھی کہ جس کے آر پار سارا ہی جسم جھلکتا ہوا بہت عریاں محسوس ہو رہا تھا۔ ان دونوں کا مقصد اس گروپ میں کھڑے لڑکوں سے ہیلو ہائے کرنا تھا ان جیسی لڑکیوں سے لڑکے بھی پوری طرح تفرقہ لیتے ہیں جو ماڈرنزم کے نام پر اپنے آپ کو اڑاں کئے پھرتی ہیں مگر اپنا نا کوئی پسند نہیں کرتا۔۔۔

وہ دونوں پورے پورے تھرل کے موڈ میں تھیں کیونکہ وہ بھی فائنل ائر میں ہی تھیں اور اس گروپ میں کھڑے کئی لڑکوں سے اچھی دوستی تھی اور اتنے سارے لڑکے دیکھ کر تو ویسے بھی وہ دیوانی ہوئی جا رہی تھیں کوئی تو ان کی جانب بڑھے گا اسی لیے ان کی جانب بڑھیں تھیں حالانکہ یہ یونیورسٹی کو ایجوکیشن تھی اور زورین کے ساتھ کئی لڑکیاں پڑھتی تھیں جن سے اس کی اچھی سلام دعا بھی تھی لیکن اک حد تک سب ہی اپنے کام سے کام رکھتے تھے اور لڑکیاں بھی اپنے لباس کے بارے میں کافی محتاط رہتی تھیں ان میں زیادہ تر بہت شریف لڑکیاں تھیں ہاں اگر کہیں کسی چیز کو سیلبریٹ کرنا ہوتا جیسے کسی کی سا لگرہ یا منگنی نکاح وغیرہ تو پورا ہی گروپ قریبی ریسٹورینٹ تک ساتھ جایا کرتا تھا جس میں لڑکیاں لڑکے سب ہی شامل ہوتے تھے اور بہت سی سب کے ساتھ جانے سے بھی انکار کر دیتیں تو کوئی انہیں فورس نہیں کرتا تھا اتنے کھلے ماحول کے باوجود کوئی بھی صائمہ اور ندا کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا تھا۔۔۔

ان دونوں کے کئی بوائے فرینڈز تھے جن کے ساتھ وہ باآسانی کہیں بھی گھومنے چلی جاتی تھیں ڈنر اور پارٹیز میں گھومتی پھرتی تھیں یہ ان کے لیے بہت روٹین کی بات تھی زورین کو یہ سوچ کر حیرت ہوتی تھی کہ ان لڑکیوں کے ماں باپ کیسے ہیں جو اپنی بیٹیوں کو اس قسم کے لباس اور ایکٹیوٹیز میں حصہ لیتا دیکھ کر کوئی اعتراض نہیں کرتے انہیں اچھے بے راستے کی پہچان نہیں کراتے۔۔۔

زورین انس اور دیگر لڑکوں کے ساتھ بات کرتے ہوئے ان سے ذرا فاصلے پر ہو گیا تو اس کے ساتھ کچھ اور

لڑکے بھی آکر کھڑے ہو گئے جب کہ کچھ لڑکے صائمہ اور ندا کے ساتھ باتوں میں محو ہو گئے وہ ہنستے ہنستے کبھی صائمہ کے اور کبھی ندا کے ہاتھ پر ہاتھ مار کرتا لی مارتے تو کبھی ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کوئی بہت ہی راز کی بات بتاتے جسے سن کر وہ ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو جاتیں صائمہ سمجھ رہی تھی کہ اس طرح شاید زورین جیلس ہو کر اسے اپنا لے گا لیکن اسے تو مزید کوفت ہو رہی تھی لڑکے بھی اک حد تک ہی تفریح لے کر اپنے اپنے کام پر جانے لگے کوئی کہیں چلا گیا کوئی کہیں جب کہ انہیں دو بکرے مل گئے تھے۔ جوان کو اپنے ساتھ لٹچ پر لے جانے کو تیار تھے۔ عورت آسانی سے بہکا دیتی ہے اور بہکنے والے بھی تیار ہی کھڑے تھے۔ اللہ ہم سب کو بہکانے والوں اور والیوں کے شر سے اور بہکنے اور بہکانے سے محفوظ رکھے۔ آمین زورین اس وقت بھی دل میں دعا کر رہا تھا۔۔

زورین اور اس کے چار پانچ دوست یہ سارا ہی تماشا دیکھ رہے تھے مگر محض ان کی حرکتوں پر افسوس کرتے اپنی باتوں میں پھر محو ہو گئے تھے۔۔۔ وہ دونوں لڑکے اپنی اپنی بانیکس لینے پارکنگ میں چلے گئے تھے۔ کیونکہ ان کے ساتھ لٹچ پر جانے کا ارادہ تھا۔ جب کہ وہ دونوں مزید اداؤں کے ساتھ تحقیق لگاتی زورین اور دیگر لڑکوں کو دیکھ رہی تھیں پھر نہ جانے صائمہ کو کیا سوچھی کہ وہ جھک کر اپنے سینڈل کا اسٹریپ باندھنے لگی اتنی فٹنگ کے کپڑوں پر چھوٹی سی ٹوپ ہونے کی وجہ سے اس کی تقریباً آدھی کمر کھلنے لگی زورین کا غصہ ساتویں آسمان کو چھونے لگا اب اسے کسی بھی طرح ان لڑکیوں کو یہاں سے بھگانا تھا وہ کچھ ضروری ڈسکشن کر رہے تھے اس لیے خود وہ جانہیں سکتا تھا مگر انہیں کسی بھی طرح یہاں سے بھگانا تھا

وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا اس کی نظر اس آوارہ کتے پر پڑی جو یقیناً باونڈری وال کی گرل سے کوڈ کر اس بیٹچ کے نیچے اب مزے سے سر جھکائے بیٹھا تھا اور تقریباً اونگھ رہا تھا۔ بیٹچ ان لڑکیوں سے زیادہ دور نہیں تھی زورین نے ایک پتھر اٹھا کر اس ٹن کین پر مارا جو بیٹچ کے نیچے کتے کے برابر پڑا تھا۔ کتا جو تقریباً سویا ہوا تھا اس اچانک آواز پر زور سے بھونکتا ہوا بیٹچ سے اچانک نکل پڑا جسے سن اور دیکھ کر صائمہ اور ندا کی حالت خراب ہو گئی اور تقریباً بھاگتی اور چیختی ہوئی اس جگہ سے کافی دور ڈپارٹمنٹ کے کوریڈور تک چلی گئیں۔ اب زورین اور اس کے سب دوستوں کے چہروں پر شوخ سی مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔۔۔

لڑکیاں کتنی ہی پڑھی لکھی ہو جائیں کتنی ہی بولڈ ہوں لیکن فطرتاً تا نازک مزاج ہوتی ہیں جلد ڈرجاتی ہیں۔۔۔



آج اتوار کا دن تھا۔ زورین کی طبیعت کچھ بوجھل بوجھل سی تھی۔ شاید امتحانوں کی تیاری کے لیے کئی راتوں کی جگارتھی۔ اسے سستی سوار تھی اور دل چاہ رہا تھا کہ اک بار پھر سو جائے اسی لیے وہ اب تک گھر پر تھا۔ ناشتے سے فارغ ہو کر یوں ہی سرسری سا اخبار وہ اکثر پڑھ لیا کرتا تھا آج بھی اخبار اٹھا کر پڑھ رہا تھا۔ جب اندرونی صفحے کو پلٹتے ہوئے اس کی نظر اک نام پر پڑی۔ ڈاکٹر کا مران حمزہ کا قتل معمہ بن گیا۔۔۔ اسے یہ نام کچھ سنا سنا سا لگا۔۔۔ میں نے یہ نام کہیں سنا ہے۔۔۔ کہاں سنا تھا یہ نام؟۔۔۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا پھر اس نے مزید تفصیل پڑھی۔۔۔ ملک کے مایا ناز فلم پروڈیوسر ڈاکٹر کا مران حمزہ کا قتل تین دن پہلے دہلی کے اک ہوٹل میں ہو گیا ہے۔۔۔ پروڈیوسر اور ڈاکٹر یہ تو۔۔۔ اودہ یہ تو وہی مری والا ڈاکٹر ہے۔ جس نے شا کر کا علاج کیا تھا۔۔۔ اس کا قتل ہو گیا۔۔۔ لمحے بھر کے لیے وہ حیران ہوا تھا پھر جیسے ہی اسے انس کی کزن کا خیال آیا تو اس کی سوچ بدل گئی۔۔۔ ہاں یہ تو ہونا ہی تھا۔۔۔ برائی کا برا انجام۔۔۔ معلوم نہیں کتنی ہی لڑکیاں اس کے ہاتھوں برباد ہوئی ہوگی اور کتنی ہی بد دعائیں لے کر مرا ہوگا۔ کتنے گھرانوں کے چراغ جلنے سے پہلے ہی اس آگ میں جل کر بھسم ہو گئے ہو گئے۔ ہمارے معاشرے کی وہ لڑکیاں جو خوابوں کی دنیا میں رہتی ہیں چاند تک پہنچنے کی جستجو میں اونچی اڑان اڑنا چاہتی ہیں۔ ڈاکٹر کا مران حمزہ جیسے لوگ ان کے پرکتر کر انہیں منہ کے بل زمین پر گرا دیتے ہیں۔۔۔ یہ لڑکیاں چادر اور چادر دیواری میں محفوظ رہ کر کبھی یہ سمجھتی ہی نہیں کہ باہر کی دنیا جتنی بڑی ہے اتنی ہی تنگ نظر بھی ہے۔ ساری زندگی مضبوط حصار میں رہنے والیاں یا شاید وہ جن کے لیے یہ حصار قید سے کم نہیں۔ جب اپنی مرضی اور خواہش سے اس حصار سے نکل کر ان دیکھی آگ میں کودنا چاہتی ہیں تو کوئی انہیں کیسے روکے اپنی دہلیز کو پھلانگ کر وہ اچانک کھلے میدان میں اس شوق میں آجاتی ہیں کہ انہیں بھی راتوں رات عزت و دولت مل جائے گی کتنی نادان ہوتی ہیں یہ لڑکیاں یہ بھی نہیں سوچتیں کہ۔۔۔ رات تو تاریکی ہے بھلا رات کب کسی کے مستقبل کو راشن کر سکتی ہے۔۔۔ یہی رات ان کے ماتھے پر اپنی سیاہ کالک پوت دیتی ہے جسے پچھتاوے کے آنسو کبھی نہیں دھو سکتے۔۔۔

اس نے مزید پڑھا تفصیلات کے مطابق مایانا زقلم پروڈیوسر ڈاکٹر کا مران حمزہ اپنی ٹیم کے ہمراہ دہلی اک فلم کی شوٹنگ کرنے گئے تھے۔

یہ دو ہفتے کا ٹور تھا لیکن دودن بعد ہی کا مران حمزہ اپنے ہوٹل روم میں مردہ حالت میں پائے گئے۔ ملنے وا لے شواہد سے ایسا لگتا ہے جیسے ان کی موت کی اصل وجہ زہریلی شراب ہے جو ان کے کمرے میں پائی گئی۔ پولیس نے شواہد اکٹھے کر لیے ہیں اور ہوٹل کے عملے اور مہمانوں کے علاوہ ان کے ٹیم ممبر ز سے بھی مزید جانچ پڑتال کی جا رہی ہے۔۔۔ ان دودنوں کے دوران مزید معلومات کے لیے ان کے گھر کی بھی تلاشی لی گئی۔ جس میں کچھ ایسی چیزیں ملیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مختلف لڑکیوں کو ان کی نازیباں تصویروں اور وڈیوز کے ذریعے بلیک میل کرتے تھے۔۔۔ ان تصویروں کے ذریعے ان لڑکیوں تک بھی پہنچا جا رہا ہے اور خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ ان کی اسی بلیک میلنگ کی وجہ سے انہیں قتل کیا گیا ہے۔۔۔

زورین کے ذہن میں مری میں ہونے والا پورا واقعہ گھوم گیا۔۔۔ سستی شہرت اکثر بہت مہنگی پڑتی ہے بعض لڑکیاں دوستی کے نام پر اپنی حرمت کو یوں پامال کر لیتی ہیں۔ اس سستی شہرت کو پانے کے لیے وہ جس انمول ونا یاب خزانے کو کھودیتی ہیں اس کا انہیں خود بھی اندازہ نہیں ہوتا۔۔۔ درحقیقت غلط طریقے سے زن اور ذرکا انتخاب کرنے والے انسان اکثر ذلت کا شکار ہو جاتے ہیں۔



زورین کے فائل ایگزیز ہو رہے تھے۔ اس کے بعد اسے یہ یونی چھوڑ دینی تھی۔ اپنی پوری توجہ سے امتحا نوں کی تیاری کرنے کے باوجود اکثر انزلہ کا سراپا اس کے ذہن میں گھومنے لگتا اسے لگتا کہ ابھی وہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔ ابھی غائب ہو گئی ہے۔ وہ اک عجیب کشش کا شکار تھا۔ کبھی کبھی وہ سوچتا یہ کیسی محبت ہے جس میں کوئی اقرار نہیں ہوا جس میں کوئی وعدے نہیں ہوئے لیکن پھر بھی وہ لڑکی میرے اعصاب پر سوار ہے،۔۔۔ کیوں؟۔۔۔ وہ جتنا اسے اپنے ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کرتا اتنا ہی زیادہ ناکام ہوتا۔ آخر اس نے بابا کے بتائے ہوئے اس صحیح راستے پر چلنے یعنی نکاح کرنے کا فیصلہ کر لیا وہ انزلہ کی رائے لینا چاہتا تھا۔ اس کے بعد ہی اپنے گھر والوں کے علم میں یہ بات لاتا۔۔۔ اسے معلوم تھا کہ ساراہ اور انس اک دوسرے سے بات کرتے ہیں اور اک

دوسرے میں انوالو ہیں۔ اس لیے اس نے انس کے ذریعے معلوم کروانے کا سوچا اک دن ایگزیز کے ختم ہو نے پر زورین انس کے گھر آیا تھا اور اس سے سارہ سے فون پر بات کرنے کا کہہ رہا تھا اور یہ کہ وہ بتائے کہ انزلہ کی زورین کے بارے میں کیا رائے ہے۔۔۔ انس نے سارہ کو فون کیا تو باتوں باتوں میں اس سے پوچھ رہا تھا۔۔۔ تمھاری دوست کیسی ہے؟۔۔۔

ٹھیک ہی ہے پر تم کیوں پوچھ رہے ہو۔۔۔ سارہ مشکوک ہوئی تھی۔۔۔
ویسے ہی پوچھ رہا تھا تم دونوں ناراض تھیں نا اس لئے پوچھا تمھاری ناراضگی ختم ہوئی کہ نہیں اس نے بات بدل دی۔۔۔

ہاں ناراض تو بہت تھی مگر اس کا غصہ بھی ایسا ہی ہے فوراً مان بھی جاتی ہے۔۔۔
وہ اتنا بھڑک رہی تھی تو ایسا بھی کیا ہو گیا یا اس کا کوئی اپنا دوست نہیں ہے کیا؟۔۔۔ انس نے اک بار پھر جاننے کی کوشش کی۔

ارے باپ رے باپ کیا کہہ دیا انس وہ تو کبھی کسی لڑکے کے بارے میں بات کرنا پسند نہ کرے دوستی تو بہت دور کی بات ہے۔۔۔

زورین یہ سن کر مطمئن ہوا تھا اور مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیل گئی تھی۔۔۔
تبھی انس کو شرارت سوچھی، انس زور سے ہنس دیا تھا۔ یعنی اس کا شادی کا کوئی ارادہ نہیں۔۔۔
درحقیقت وہ زورین کو سنا کر تنگ کر رہا تھا۔۔۔

نہیں!!! ایسی بات نہیں ہے انفیٹ اس کی تو مگنی ہو چکی ہے۔۔۔ وہ پیورلی اریخ میرج پر یقین رکھتی ہے۔۔۔ سارہ اپنی رو میں کہے جا رہی تھی۔ انس کے منہ سے نکلا انزلہ کی مگنی ہو گئی ہے جب کہ زورین کے فیس ایکسپریشن دیکھ رہا تھا زورین کے چہرے پر پھیلی ہوئی مسکراہٹ یکا یک غائب ہو گئی تھی اسے افسوس ہو رہا تھا اس نے دیر کر دی۔۔۔

اچھا سارہ میں تم سے تھوڑی دیر میں بات کرتا ہوں۔۔۔ یارا کہ بہت ضروری کال آرہی ہے ٹھیک ہے
۔۔۔ چلو بائے

جب کہ انس دوسری کال آنے کا بہانہ بنا کر سارہ سے بعد میں بات کرنے کا کہہ کر فون بند کر چکا تھا انس کے الفاظ بجلی کی طرح کڑکڑاتے ہوئے زورین کے سینے میں چبھتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔ زورین اسے اپنی قسمت مان کر عشق حقیقی کی رضا پر راضی ہو گیا تھا اور خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا وہ سر جھکا کر بیٹھا تھا جب کہ انس اسے تسلی دے رہا تھا۔۔۔

یار مٹگنی ہی تو ہوئی ہے ہم کچھ کر لیں گے۔۔۔ نہیں !!!

اب کچھ نہیں !! اگر اسے مجھے ملنا ہوتا تو کوئی رکاوٹ آتی ہی نہیں اور اگر اب بھی ملنا ہوگا تو بھی اللہ خود ہی سبب بنائے گا میں اللہ کی مرضی کے خلاف کچھ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا میں کچھ نہیں کرونگا۔۔۔ اور تم بھی پریشان نہ ہو میں اتنا کمزور نہیں ہوں میں ٹھیک ہوں بس تھوڑا وقت لگے گا اچھا میں چلتا ہوں

وہ اتنا کچھ کہہ گیا جب کہ انس کے پاس الفاظ ہی نہ تھے کہ کیسے اپنے دوست کے دل پر مرہم رکھے وہ اداس نظروں سے اسے جاتا دیکھتا رہا۔۔۔ یا اللہ یہ شخص جو تیری رضا کے لیے کبھی کسی لڑکی کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا اسے محبت کے ہنور میں پھنسا کر اس کی آزمائش نہ کرنا اس کی کشتی کو کنارہ عطا کرنا بہت دل سے انس نے اپنے سب سے پیارے دوست کے لیے دعا کی تھی۔۔۔

زورین پورا دن خود کو مختلف کاموں میں مصروف رکھنے کی کوشش کرتا لیکن رات ہوتے ہی تنہائی میں وہ اس کے خیالوں میں آجاتی رات بھر وہ جاگتا رہتا اور کروٹیں بدلتا رہتا بس انزلہ کی آنکھیں وہ سنہری آنکھیں وہ ندی میں تیرتی دو شمعیں اسے یاد آتی رہتیں کیا کشش تھی کہ وہ اس اک یاد سے باہر ہی نہیں آ رہا تھا اس نے اپنے دل پر بہت قابو کرنے کی کوشش کی وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی کو اس کے جذبات کا ذرا بھر بھی علم ہو بس اک آرزو اک تمناد دل سے دعا بن کر نکلتی اور اس کے آنکھوں کے کناروں کو بھگوتی ہوئی کپٹی سے گزر کر بالوں میں ضم ہو جاتی دن بھر خود کو کسی نہ کسی مصروفیت میں رکھ کر وہ خود کو زبردستی تھکا لیتا لیکن پھر بھی رات کے کسی پہر اس کی آنکھ کھل جاتی تو لگتا جیسے نیند کی وادی اس سے کہیں دور بہت دور ہے جو اس تک نیند نہیں پہنچ رہی وہ پہروں کروٹیں بدلتا رہتا۔۔۔ مگر کبھی شکوہ نہ کرتا وہ صبر کرنا چاہتا تھا بس دعا کا حق اسے حاصل تھا سو وہ پورے دل سے دعا کرتا التجا کرتا مانگتا اور گڑ گڑاتا کہ اس کے دل کا قرا را سے مل جائے پھر جب وہ مانگتے مانگتے اپنے حوصلے کھونے لگا تو بس خاموشی سے دو

موتی نکل کر نکتے پر جذب ہو جاتے اور وہ خالی ذہن سے چھت کو تکتا رہتا۔۔۔ اس نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا تھا اور اب اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنے لگا تھا اسے کہاں کہاں جو ب کے لیے اپلائی کرنا ہے کس طرح اچھی جو ب حاصل کرنی ہے وہ اپنے روٹین کے معمولات پر زندگی گزارنے لگا اور اب صرف نتیجے کا انتظار تھا جس کے بعد ہی وہ کہیں جو ب کے لیے اپلائی کر سکتا تھا۔

☆.....☆.....☆

دو سال بعد بھی زندگی اپنے روٹین پر گزر رہی تھی لیکن اس رات اچانک کوئی ڈھائی بجے مہا بہت زور زور سے چلا کر لان میں کھڑی اوپری منزل کی جانب جاتی میٹرھیوں کے پاس جا کر۔۔۔ شرجیل بھائی۔۔۔ شرجیل بھائی۔۔۔ کی آوازیں دے رہی تھیں۔

جب انزلہ کی آنکھ کھلی تھی۔۔۔ وہ بے ساختہ بستر سے اٹھ بیٹھی تھی اور تقریباً بھاگتے ہوئے کمرے سے نکلی تھی ماما کے چلانے سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ خدا نخواستہ کوئی ایمر جنسی ہوئی ہے یا شاید کوئی چور گھر میں گھس آیا ہے لیکن وہ جاننا چاہتی تھی اسی لیے ماما کے پاس چلی آئی تھی ان کی شکل دیکھ کر وہ گھبرا گئی تھی وہ تقریباً رو رہی تھیں کیا ہوا ہے ماما۔۔۔

ملکہ خاتون کے خشک ہوتے حلق سے بڑی مشکل سے یہ الفاظ نکلے تھے۔۔۔ تمہاری نانو کو ہارٹ اٹیک آیا ہے۔۔۔ انزلہ کے پیروں کے نیچے سے جیسے زمین نکل گئی تھی۔

وہ تقریباً بھاگتی ہوئی فون تک آئی تھی اور فوری طور پر ایسبولینس کو کال کی تھی۔ ماما کو نانو کے پاس جانے کا کہہ کر اس نے جلدی سے منہ دھو کر کپڑے بدلے عبا یا پہنا اور اک پرس میں کچھ پیسے اور کریڈٹ کارڈ رکھ کر وہ اپنی گاڑی بھی نکال کر باقی کا گھر لاک کر رہی تھی۔ ایسبولینس چند ہی منٹوں میں ان کے گھر آچکی تھی۔ اتنی آوازیں دینے کے باوجود شرجیل ماموں کے گھر سے کوئی نہیں آیا تھا۔ نانو کو ایسبولینس میں لینا کر ماما کو بھی ایسبولینس میں بیٹھنے کا کہتی وہ گھر کا مین ڈور لاک کر کے گاڑی میں بیٹھی ایسبولینس روانہ ہو چکی تھی اور وہ ان کے پیچھے پیچھے ہسپتال تک جا رہی تھی رات کے اس پہر راستے سنسان تھے۔ سڑکیں خالی تھیں۔ وہ جلد ہی ہسپتال پہنچ گئے راستے میں پیرامیڈیکل اسٹاف نے نانو کو کچھ انجیکشن لگائے تھے اور نانو کی زبان کے نیچے این جی سڈ کی ٹیبلٹ رکھی۔

فوری طور پر اسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں لے جایا گیا ایک اتنا سیوریہ نہیں تھا۔ لیکن ڈاکٹرز نے دو دن اسپتال میں رہنے اور سارے ٹیسٹ کرنے کے بعد بائی پاس کا کہا تھا ان کی طبیعت اب کچھ بہتر تھی۔

تیسرے دن ان کی چھٹی ہوئی تو گھر آنے پر شرجیل ان سے پوچھ رہے تھے۔ آپ لوگ کہاں چلے گئے تھے صبح سے ہم کال بھی کر رہے ہیں تو کوئی گھر میں نہیں تھا۔۔۔ ملکہ خاتون نے بتایا کہ ہم آپ کو پرسوں رات میں اتنی آوازیں دے رہے تھے۔ آپ لوگ جاگے ہی نہیں۔۔۔ ارے ملکہ بھابھی ہم گھر میں ہونگے تو جاگئیں گے نا میں نے آپ کو بتایا تو تھا۔ پرسوں شام ہی تو ہم تین دن کے لیے دہی گئے ہوئے تھے آپ کو بتایا تو تھا کہ ہمارا گھومنے جانے کا ارادہ ہے۔۔۔

اوہ ہاں اس ساری افراتفری میں سب کچھ ہی بھول گئی تھی۔ مجھے یاد ہی نہیں رہا یہ تو انزلہ ماشا اللہ اتنی ہوشیار ہو گئی ہے کہ اس نے سب سنبھال لیا ورنہ میں کیا کرتی اکیلی میری بیٹی نے اس وقت بیٹے کی کمی پوری کر دی۔ ہر کام بھاگ بھاگ کر کر رہی تھی کبھی بینک سے پیسے لینے جاتی تو کبھی ڈاکٹر سے بات کرتی کبھی ان کی دوائیں لا کر دیتی۔ رات میں بھی جاگتی اور دن میں بھی بار بار چکر لگاتی رہتی۔۔۔

اوہ اب کیسی ہے امی جی کے طبیعت۔۔۔ وہ پریشان ہوتے پوچھ رہے تھے۔

اب تو ذرا سنبھلی ہوئی ہے لیکن ڈاکٹر نے فوری طور پر بائی پاس کا کہہ دیا ہے۔۔۔ اور اس کے لیے بہت پیسہ چاہیے مجھے سمجھ نہیں آرہی اب کیا کروں۔۔۔ شرجیل بھائی آپ وہ انارکلی والی اک دکان بکوادیں امی جی کا آپریشن کروانا ہے مجھے اس وقت پیسے کی سخت ضرورت ہے۔۔۔ ملکہ نے اداسی سے کہا۔۔۔

لیکن ملکہ بھابھی آپ لوگوں کا تو گزارہ ہی ان کرایوں پر ہوتا ہے اگر ان میں سے کچھ بچ دیں گی تو پھر کیسے گھر چلے گا۔۔۔

مجھے معلوم ہے شرجیل بھائی ان کرایوں پر ہی گزارہ ہے لیکن مجبوری ہے میرے پاس اور کوئی آپشن بھی تو نظر نہیں آرہا۔۔۔ پنڈی والا گھر اگر کرائے پر نہیں جا رہا تو بکتا بھی تو نہیں ہے وہ تو بالکل ہی بے کار ہو گیا ہے سالوں ہو گئے اس کا کیا کروں ہر بار جب کوئی پریشانی ہوتی ہے۔ کسی بچی کی شادی کے موقع پر یا کسی بھی وقت جب پیسے کی ضرورت پڑتی ہے تو میرا بڑا دل دکھتا ہے بہت تکلیف ہوتی ہے وہ گھریا داتا ہے سب سے زیادہ کرایہ اسی سے

آ رہا تھا اب تو اتنے سالوں میں اس کا کر یہ بھی چار گنا زیادہ ہو گیا ہو گا مگر۔۔۔ ہمارے نصیب میں ہی نہیں ہے۔
 آپ فکر نہ کریں میں اس دکان کے لیے بات کرتا ہوں کسی سے۔۔۔ مجھے معلوم ہوتا تو کبھی نہ جاتا گو منے
 وہ پیسہ آپ کو دے دیتا لیکن اب تو وہ بھی خرچ ہو گیا ہے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔
 شرجیل بھائی پوری ہمدردی سے ملکہ بھابھی کو تسلی دے رہے تھے۔۔۔

دکان بیچ کر چند ہی دنوں میں نانو کا آپریشن ہو گیا تھا لیکن جلدی بکنے کی وجہ سے کافی کم پیسے ملے تھے پچاس
 لاکھ کی دکان صرف پینتیس لاکھ میں بک گئی تھی۔۔۔ لیکن اس وقت بھی شرجیل ماموں ہی کام آئے تھے ایسے
 مشکل وقت میں انہوں نے ہی جدوجہد کر کے دکان کا سودا کروایا تھا ورنہ کس کے آگے ہاتھ پھیلاتیں ملکہ شرجیل
 بھائی کے احسانات کے بوجھ تلے دبی جا رہی تھیں۔۔۔۔۔



رات کے ساڑھے تین بجے دروازے پر گاڑی آ کر رکی تو ہیڈ لائٹس کی روشنی کے ساتھ بجنے والے ہارن
 نے چوکیدار کو پوری طرح چونکا دیا وہ روز ہی تقریباً جاگتا تھا اور زاہد حسین کے دروازے پر معذور ہونے کی وجہ
 سے شاید اس گھر میں وہی جانتا تھا کہ کون کس وقت گھر آتا ہے اور کون کئی کئی دن تک گھر واپس نہیں آتا۔ ورنہ اس
 گھر کا ہر شخص اپنی ہی دنیا میں مگن رہتا تھا۔ اونچی سوسائٹی اور سوشل سرکل میں تعلقات بڑھاتے بڑھاتے ان کے
 سب سے قریبی رشتے ایسے بکھرے کے اک دوسرے کے معمولات میں دخل اندازی کرنا تو دور کی بات کوئی یہ جا
 ننے کی کوشش بھی نہ کرتا تھا کہ اس خاندان کا کوئی دوسرا فرد خیریت سے ہے یا نہیں۔ شاہیں کو کبھی کبھی زیادہ محبت
 آتی اور متناجاگ جاتی تو بچوں کو موبائل پر کال کر کے چند منٹ کے لیے اپنے ہونے کا احساس دلا دیتیں اسی
 لیے اب ان کی کال ریسیو کرنا بھی بچوں کے لیے اک وبال بن گئی تھی اکثر ان کو ہری کر دیتے اور اگر کبھی پک بھی کر
 لیتے تو اک ناگوار سے تاثر کے ساتھ کمٹ آتا ماما کیوں ڈسٹرب کرتی ہیں آپ۔۔۔ اب ہم بچے تو نہیں اپنا خیال
 رکھ سکتے ہیں۔ دوست بھی آپ کے بار بار کال کرنے سے میرا مذاق بنانے لگے ہیں۔

۔۔۔ میں دوستوں کے ساتھ ہوں پلیز اب کال نہ کیجئے گا۔۔۔ اور یہ جواب اب تینوں بچوں کا ہی ہونے
 لگا تھا ان کی گید رنگ میں ان کی سوسائٹی سے بیلونگ کرنے والے محبت کی محرومی کے مارے مجرمانہ حرکات کر کے

اس میں تسکین حاصل کرتے۔۔۔ اس رات بھی مہراں اپنے چند دوستوں کے ساتھ اک پارٹی کو انجوائے کر رہا تھا اور اس پارٹی میں شراب و شباب کا سب انتظام موجود تھا وہ پیتے پیتے جب تھک گیا تو اپنے چند دوستوں کو ساتھ لے کر نکل کھڑا ہوا ڈرائیونگ کرتے ہوئے اس سے اک غریب آدمی جو فٹ پاتھ پر سویا ہوا تھا کچل گیا۔ مہراں خود بھی زخمی ہوا اور اس کے دوستوں کو بھی تھوڑی بہت چوٹ آئی خیر وہ اسے گھر تک چھوڑ گئے ڈاکٹر گھر آیا اور مہراں کی بینڈیج کر کے چلا گیا۔ اور اب جب مسز زاہد یعنی شاہیں جب گھر لوٹیں تو چونکیداران کی جانب بھاگتا ہوا آیا تھا۔۔۔

میم صاحب۔۔۔ میم صاحب۔۔۔ کیا ہے خان! وہ بری طرح تھکی ہوئی تھیں۔۔۔ چھٹی چاہیے یا پیسیوں کی ضرورت ہے جو بھی ہے پلیز زگس سے کہنا اسے تمام ملازمین کا ہیڈ اسی لیے بنایا ہے کہ ایسے معاملات وہ دیکھے میرے پاس ٹائم نہیں ہے وہ کہہ کر آگے بڑھنے لگیں۔۔۔ نہیں بی بی جی۔۔۔ ام کو پیسیوں یا چھٹی کی بات نہیں کرنی ہے وہ مہراں بابا ان کی بات کرنی ہے۔۔۔ مہراں کی؟۔۔۔

کیا ہوا مہراں کو؟۔۔۔ ان کے بڑھتے ہوئے قدم اک دم ہی رک گئے تھے۔۔۔ ان کو جی کچھ ہوا ہے کچھ ٹڑکے ان کو گھر لائے تھے ان کے ہاتھ اور سر پر چوٹیں بھی لگی ہیں۔ ڈاکٹر بھی دیکھ کر گیا ہے۔ جی اس نے مرہم پٹی کر دی ہے چھوٹا صاحب کمرے میں سو رہا ہے۔۔۔ کب ہوا یہ سب اور مجھے فون کیوں نہیں کیا کسی نے؟۔۔۔ وہ اک دم ہی غصے میں آگئی تھیں اور تقریباً بھاگتی ہوئی مہراں کے کمرے کی جانب بڑھیں تھیں۔۔۔ کمرے میں داخل ہوئیں تو زاہد حسین کو بیٹے کے پاس بیٹھے دیکھا تو اک دم ٹھٹک گئیں۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ تو اسلام آباد گئے ہوئے تھے کب آئے؟۔۔۔ اور یہ سب کیسے ہوا

زاہد حسین غصے سے پھٹ پڑے۔ میں کدھر کدھر دیکھوں تمہیں تو بس اپنی کٹی پارٹیز سے ہی فرصت نہیں ملتی۔۔۔ اور آنا پڑا مجھے تمہاری اس اولاد کی وجہ سے۔۔۔ کیا ہوا ہے اسے یہ چوٹیں کیسے لگیں یہ ٹھیک تو ہے ناک بار پھر شاہیں کی توجہ بیٹے کی جانب چلی گئی۔۔۔۔

یہ تو ٹھیک ہو ہی جائے گا مگر پوچھو گی نہیں کر کے کیا آرہا ہے یہ۔۔۔ کیا کیا ہے مہراں نے۔۔۔ وہ اندر تک سہم کر رہ گئیں۔۔۔ قتل کر کے آرہے ہیں صاحب۔۔۔

کیا!!! وہ اک دم ہی دھک سے رہ گئیں یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔

ٹھیک کہہ رہا ہوں شراب کے نشے میں دھت ہو کر گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا یہ اور کسی مزدور کو جو فٹ پاتھ پر سو رہا تھا اسے گاڑی کے نیچے کچل دیا ہے اور وہ مر بھی گیا ہے۔۔

سی سی ٹی وی کیمرہ میں اس کی ویڈیو بھی بن گئی ہے اور اب اک صحافی ہے جو مجھے بلیک میل کر رہا ہے کہ ویڈیو کے بدلے اسے کروڑوں روپے دوں ساری محنت ضائع ہو گئی اب اس کے کارنامے کے لیے بلیک میل ہوتا رہوں یا پھر اک اور بڑا اسکینڈل سننے کے لیے تیار ہو جاؤں۔۔۔ ایسی بار بار کی حرکتوں سے یہ لوگ بدنام ہو جائیں گے۔ میں نے کیا سوچا تھا اور یہ لوگ کیا کچھ کرتے پھر رہے ہیں۔

ابھی کچھ دن پہلے ڈیشان نے نشے کی حالت میں اس لڑکی کے ساتھ۔۔۔ بدتمیزی کی تھی اس لڑکی نے خود کشی کر لی۔ وہ بھی پریس کلب کے سامنے جا کر مری۔ اور نا صرف مری بلکہ میڈیا کو اپنا بیان دے کر مری اف! اتنا بڑا ایٹو بن گیا تھا کتنی مشکلوں سے سنبھالا تھا۔ میں نے سب تمحیص معلوم تو ہے اب میڈیا کتنا تیز ہو گیا ہے۔ بچے بچے کے ہاتھ میں موبائل اور کیمرہ ہے۔ اب کوئی بات عوام سے چھپانا آسان کام نہیں رہا ہے ذرا سا کچھ ہوتا ہے تو وہ ویڈیو بنا کر اپ لوڈ بھی کر دیتے ہیں اتنی مشکل سے وہ معاملہ ٹھنڈا پڑا تھا۔ اب یہ مسئلہ بن گیا ہے ان لوگوں کی وجہ سے میرا کریئر خراب ہو رہا ہے۔۔۔ وہ سر پکڑے بیٹھے تھے جب کہ شاہین بے سدھ پڑے نشے میں چورا پنے بیٹے کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیر رہی تھیں۔ اسے تو زیادہ چوٹیں نہیں آئیں نا۔۔۔

نہیں ابھی ڈاکٹر چیک کر کے گیا ہے مگر تم بھی اسے سمجھانا۔ صبح یہ ہوش میں آئے تو کہنا کہ میں بہت ناراض ہوں پینا ہی تھا تو ڈرائیو کو ساتھ لے کر جاتا یا پھر رات وہیں رک جاتا ایسی حالت میں ڈرائیونگ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ میں اسی لیے تم لوگوں کے یہاں رہنے کے حق میں ہی نہیں ہوں۔



انس آفس سے گھر آیا تو نفیسہ کو مصلہ بچھا کر نماز پڑھتے دیکھا یہ کوئی انوکھی بات نہیں تھی کیونکہ وہ اک بیچ وقتہ نمازی خاتون تھیں۔ انس اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا وہ ابھی نہا کر فریش ہوا ہی تھا جب تک نفیسہ روزانہ ہی اس کے لیے گرم چائے بنا دیا کرتی تھیں جسے پی کر اس کی ساری تھکن دور ہو جاتی تھی لیکن جب وہ کمرے

سے باہر آیا تو نفیسہ اب بھی سجدے میں تھیں اور ان کی دہلی دہلی ہچکیوں کی آواز آرہی تھی انس کو حیرت ہوئی۔۔۔ وہ تھوڑی دیر ان کو یوں ہی دیکھتا رہا پھر جب وہ نماز پڑھ چکیں اور سلام پھیر رہی تھیں تو اس سے رہا نہیں گیا کیا ہوا ماما آپ رو کیوں رہی تھیں۔۔۔ کچھ ہوا ہے کیا؟۔۔۔

وہ مہران۔۔۔ ہچکیوں کے دوران ان کے منہ سے نکلا مہران نے کسی کو گاڑی چلاتے ہوئے نشے میں کچل دیا ہے۔ اس کی ویڈیو منظر عام پر آگئی ہے ابھی خبروں میں دکھا رہے تھے۔۔۔

صبح سے مہران کے بارے میں ایسی خبریں دیکھ دیکھ کر اب ان کا دل بہت خراب ہو رہا تھا۔ ہر چینل اس واقعہ کو نمک مرچ لگا کر بیان کر رہا تھا۔ ہر چینل سے اس بات پر تبصرے اور مختلف سیاسی پارٹیز کے رد عمل سامنے آرہے تھے۔ ان کے پرانے کرپشن کیسز اور ذیشان پر بننے والے ریپ کیس کا ذکر بھی اب ہر تبصرہ نگار کی زبان پر تھا۔ کچھ وکیل حضرات قانون کی روشنی میں ان پر لگنے والے الزامات کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کر رہے تھے تو کچھ ان کے خلاف اپنے دلائل دے رہے تھے۔ نفیسہ کا بلڈ پریشر بڑھ رہا تھا پورا دن ٹی وی پر یہ سب سنتے سنتے ان کی ٹینشن سے طبیعت خراب ہونے لگی بیٹے کو دیکھ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھیں۔۔۔ ان کے اس طرح رو نے پر انس نے تسلی دی آپ پریشان نہ ہوں زاہد ماموں سب سنبھال لیں گے۔۔۔

میں کہتی تھی کہ بچوں کا خیال رکھیں وہ بے راہ روی کا شکار ہو گئے مگر اس وقت میری کسی نے نہیں سنی اب دیکھو بھائی جی کتنے دکھی ہونگے۔۔۔ وہ لوگ بھلے ہم سے نہیں ملتے مگر پھر بھی میں ان کے اور ان کے پورے گھر کے لیے ہر نماز میں دعا کرتی ہوں وہ بچے میرا خون ہیں ہمارے ہی تو بچے ہیں میری گودوں میں کھیلے ہیں یہ بچے۔۔۔ وہ روئے نگیں آپ پریشان نہ ہوں ہم ان کے لیے دعا ہی کر سکتے ہیں وہ کر رہے ہیں۔۔۔

تم ہاں انس تم بھائی جی کو فون کرو۔۔۔ انہیں شاید تمھاری مدد کی ضرورت ہو تم سرکاری وکیل ہو شاید تم انہیں کوئی اچھا مشورہ دے سکو۔۔۔

انس نے اصغر علی کی جانب دیکھا جو ماں بیٹے کی گفتگو کو بہت غور سے سن رہے تھے۔۔۔ اصغر علی کو بیٹے کی حمایت میں بولنا ہی پڑا۔۔۔ انہیں انس کی ضرورت نہیں پڑے گی نفیسہ انہوں نے کر لیا ہوگا کوئی نہ کوئی بڑا وکیل ان کے پاس پیسے کی کوئی کمی نہیں۔۔۔ تم خواہ مخواہ ہی پریشان ہو رہی ہو۔

ہمارا انس بھی تو اتنی جلدی ترقی کرتے کرتے سرکاری وکیل ہو گیا ہے یہ بہت ذہین ہے دنیا کا کوئی بھی وکیل اتنی اپنائیت سے اس کے کیس کو نہیں لڑ سکتا جیسے کہ یہ لڑ سکتا ہے یہ ان کا بھانجا ہے ان کے حق میں اچھا ہی چاہے گا وہ دونوں ان کی نرم طبیعت سے واقف تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ کتنے ہی اختلافات ہوں مگر خون کے رشتے کبھی مرتے نہیں ہیں۔ ان دونوں کو ہی نفیسہ کے دلی جذبات کی قدر تھی مگر ساتھ ہی زاہد کی فیملی سے اتنی ہی شدید نفرت بھی وہ انہیں پوچھنا بھی نہیں چاہتے تھے مگر نفیسہ کی خاطر مجبور ہو گئے تھے۔۔۔ انس نے ماں کی کبھی نا فرمانی نہیں کی تھی اور وہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔ اصغر علی کے اشارہ کرنے پر انس نے فون ملا دیا تھا۔ نفیسہ تڑپ کر بیٹے کے پاس آئی تھیں لا وہ میں بات کرتی ہوں۔۔۔

ہیلو! زاہد بھائی میں نفیسہ بات کر رہی ہوں آپ لوگ ٹھیک ہیں نا۔۔۔
 کون بات کر رہا ہے آواز بہت کم آرہی ہے کچھ سنائی نہیں دے رہا بعد میں کال کیجئے گا۔۔۔
 نفیسہ دل موسوس کر رہ گئیں اور فون کٹ چکا تھا۔۔۔ وہ رو دینے کو ہو رہی تھیں۔۔۔ ان باپ بیٹے کو یہ فکر لگی کہیں ان کی ہی طبیعت نہ خراب ہو جائے۔۔۔ میں دوبارہ ملا دیتا ہوں شاید انہیں ہماری آواز نا جا رہی ہو۔۔۔
 اسپیکر پر کال ڈال کر انس نے اک بار پھر کال ملا دی تھی۔۔۔ زاہد نے کال ریسیو کیا۔۔۔
 کون ہے؟ کیوں پریشان کر رہے ہو؟۔۔۔

بھائی میں بات کر رہی ہوں نفیسہ۔۔۔ ہاں کہو کیا ہوا بڑے ہی روکھے انداز میں کہا گیا۔۔۔
 بھائی مجھے معلوم ہے کہ آپ مہران کی وجہ سے پریشان ہیں میں نے ٹی وی پر اس کے ایکسٹینڈ کی خبر دیکھی تھی وہ تو ٹھیک ہے نا اسے تو چوٹیں نہیں آئیں۔۔۔

وہ ٹھیک ہے کچھ نہیں ہوا اسے اسی روکھے انداز میں اک بار پھر جواب آیا
 میں تو بس یہ ہی کہہ رہی تھی کہ آپ پریشان نہ ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ اور یہ انس بھی آپ کی اس کیس میں مدد کر دے گا یہ بھی اب سرکاری وکیل ہو گیا ہے آپ کو کوئی نہ کوئی اچھا مشورہ دے ہی دے گا میں بھیج دوں انس کو۔۔۔

نہیں کوئی ضرورت نہیں کسی کو بھیجنے کی جسے دیکھو ہمارے ذمہوں پر نمک چھڑکنے آ جاتا ہے یہ پاکستان ہے

یہاں سرعام بندہ قتل کر دو تب بھی کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا پھر یہ تو ایکسڈینٹ تھا ہم کر لیں گے کچھ نہ کچھ وہ چھوٹ جائے گا پیسے میں بڑی طاقت ہے اور تمہارا وہ اک عام ساسرکاری وکیل کیا کر لے گا۔ ملک کے اک سے اک ٹاپ کے وکیل ہائر کئے ہیں ہم نے کسی ایرے غیرے سے نہیں کروا رہے ہم یہ کیس اور میرے بچے کی پریشانی میرا مسئلہ ہے تمہارا نہیں اس لیے تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔ جلد ہی باہر آ جائے گا وہ۔۔۔ اور ساتھ ہی کھٹ سے فون کاٹ دیا گیا تھا۔۔۔

نفیسہ ہکا بکا رہ گئیں وہ فون ہاتھ میں پکڑے اصغر علی اور انس کا چہرہ دیکھ رہی تھیں ان کا اپنا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا ٹھنڈے پسینے آرہے تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ بے ہوش ہو گئیں۔۔۔ انہیں شدید صدمہ ہوا تھا۔۔۔ بیوی کی حالت دیکھ کر اصغر علی گھبرا گئے تھے اصغر علی جو نفیسہ سے شدید محبت کرتے تھے نفیسہ کی یہ حالت دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے۔ دونوں باپ بیٹا نفیسہ کو فوری اسپتال لے کر بھاگے تو معلوم ہوا کہ نفیسہ کے دماغ میں صدمے اور ٹینشن سے کوئی نس ڈنچ ہو گئی ہے۔ اصغر علی اس ساری صورت حال سے اتنا گھبرا رہے تھے۔ الجھے الجھے سے تھے۔ ان کے اختیار میں کچھ نہ تھا کہ بیوی کی خوشی کہاں سے لادیں انہیں زاہد اور ان کے گھر والوں سے شدید نفرت سی محسوس ہو رہی تھیں۔ پیسہ رشتوں کے بیچ اک دیوار کھڑی کر دیتا ہے اور کبھی کبھی یہ دیوار اتنی اونچی ہو جاتی ہے کہ احساسات دل کی زمین تک پہنچ ہی نہیں پاتے اور رشتے مرجاتے ہیں۔۔۔

بے انتہا پریشانی اور نفیسہ کی بیماری زاہد بھائی پر غصہ ان سب وجوہات کی بنا پر ان کا بی بی بہت بڑھ گیا اور جب وہ اسپتال میں نفیسہ کے کمرے کے باہر ٹہل رہے تھے کہ ان کے سینے میں درد دھونے لگا۔ انس میڈیکل اسٹور تک گیا تھا۔ واپس آیا تو معلوم ہوا اصغر علی کو شدید دل کا دورہ پڑا ہے وہ اس وقت سی سی یو میں ہیں جب کہ ٹریینٹ کے دوران ہی وہ انتقال کر گئے۔۔۔ انس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کیا کرے وہ اچانک ہی پریشانیوں میں گھر گیا تھا۔ اک طرف ماں شدید صدمے سے دماغ کی شریان کو نقصان پہنچا تھا۔ دوسری طرف باپ اسے اس دنیا میں اکیلا چھوڑ کر چلا گیا تھا خود کو سنبھالنا اس کے بس میں نہ تھا۔ ماں کو بابا کے انتقال کا بتانا نہیں سکتا تھا اور وہ جب جب ہوش میں آتیں اصغر علی کا ضرور پوچھتیں وہ انہیں ڈاکٹر کے منع کرنے کی وجہ سے بتا نہیں سکتا تھا کہ ڈاکٹر نے انہیں کسی بھی صدمے سے دور رکھنے کے لیے کہا تھا زورین اور سارہ کے علاوہ شا کر اور دیگر بہت سے

دوست اسپتال میں موجود تھے لیکن اس نے زاہد ماموں کو فون نہیں کیا تھا کئی دن بعد نفیسہ کی حالت اب قدرے بہتر تھی۔ وہ اب خطرے سے باہر تھیں نفیسہ کے بار بار پوچھنے پر ڈاکٹر کے مشورے سے انہیں دھیرے دھیرے ذہنی طور پر تیار کیا گیا اور آخر میں بتا دیا گیا کہ اصغر علی اب اس دنیا میں نہیں رہے۔۔۔

آنسو تھے کہ تھمنے میں نہیں آتے تھے۔ سارا سارا دن سوچتی رہتیں تھیں انس ان کی حالت دیکھ کر کڑھتا رہتا تھا۔ کئی دن یوں ہی گزر گئے وہ اپنے صدمے سے باہر نکلنے کی کوشش تو کر رہی تھیں مگر ان کا دل اداس رہتا ان کے لیے اصغر علی کے بغیر زندگی کا کوئی تصور ہی نہ تھا پھر اک دن وہ سارہ سے ملیں جب انس سارہ کو گھر لایا تھا۔۔۔ ماماں آپ کو سارہ سے ملوانا چاہتا ہوں یہ میری بہت اچھی دوست ہے۔ میرے ساتھ لایونیورسٹی میں تھیں میری جو نرہیں پر بہت اچھی لڑکی ہے۔۔۔

انہوں نے سارہ کو مل کر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ اپنی عمر کے تجربے سے انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ انس اک لڑکی سے انہیں کیوں ملوار ہے۔ ظاہر ہے وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہوگا۔ لڑکی تو خوبصورت ہے اور پھر تمہیں پسند بھی ہے پڑھی لکھی اور سلجھی ہوئی لگتی ہے۔ سارہ کے جانے کے بعد انہوں نے انس سے کہا تھا ٹھیک ہے! تم اسی ہفتے شادی کر لو میری زندگی کا اب کچھ نہیں پتہ۔۔۔ انس نے انہیں سمجھانے کی بہت کوشش کی کہ بابا کا چہلم تو ہو جانے دیں لیکن وہ اپنی ہی ضد پر اڑی تھیں۔۔۔ اب ان کے بغیر اگر مجھے کچھ ہو گیا تو تم کو کوئی سنبھالنے والا ہونا چاہیے۔۔۔ انس نے ماں کی کبھی کوئی بات نہیں ٹالی تھی۔ انس نے سارہ سے بات کی اور پھر سارہ نے اپنے گھر والوں سے اس طرح یہ سلسلہ بنا اور پھر دو دن بعد ہی سارہ کے گھر والوں سے ملنے ان کے گھر پہنچا تو اک وبال کھڑا ہو گیا۔ سارہ کے والد نے اسے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا۔ اس لڑکے سے شادی کرو گی تم جس کے پاس اپنی ڈھنگ کی گاڑی بھی نہیں اس پھلچر موٹر سائیکل پر آیا ہے اور یہ رہتا کہاں ہے اس گھٹیا علاقے میں میں تمہاری اس سے شادی نہیں کر سکتا کماتا کیا ہے یہ اتنا تو میں اپنے ڈرائیور کو دیتا ہوں۔۔۔ اس کے اتنے سخت انٹرویو پر سارہ کے باپ نے اس کے بارے میں یہ رائے دی تھی۔۔۔ پیسے نے اک بار پھر انس کو زلیل کروا دیا تھا وہ اب اچھا کمالیتا تھا مگر پھر بھی ڈل کلاس سے ہی تعلق رکھتا تھا۔ جب کہ سارہ بہت ویل آف فیملی سے تعلق رکھتی تھی۔

سارہ کے باپ نے بیٹی کے رونے اور چیخنے پر رد عمل میں اس کا رشتہ کہیں اور طے کر دیا اور دو دن بعد ہی اس

کا نکاح رکھ دیا سارہ کے علم میں یہ بات آئی تو وہ گھر سے بھاگ کھڑی ہوئی اور انس کے گھر پر جا کر بیٹھ گئی انس اور سارہ دونوں ہی بالغ تھے۔ وہ وکیل بھی تھے۔ قانونی کاروائی سے پوری طرح واقف تھے۔ انس نے اسی وقت قاضی اور چند گواہوں کا انتظام کیا اور نکاح کر لیا۔ وہ زورین کو فون کر رہا تھا مگر وہ بھی کراچی اپنے آفس کے سلسلے میں دودن کے لیے گیا ہوا تھا۔۔۔ نکاح کے بعد سارہ اپنے گھر واپس آ گئی اور سب کو نکاح نامے کی کاپی بھی دکھا دی۔۔۔ باپ تو اسے گھر سے اسی وقت نکال دینا چاہتے تھے مگر سارہ کی ممانے انہیں روک دیا وہ مزید تماشہ بنائے بغیر اسے گھر سے خاموشی سے رخصت کر دینا چاہتی تھیں۔۔۔



آفس میٹنگ کے دوران وہ بریفنگ لینے کے بعد قانونی مشورے اپنے باس کو دے رہا تھا اس کمپنی پر بہت سے مقدمات تھے ان مقدمات کی پیچیدگیوں پر وہ کئی دن سے غور کر رہا تھا اور کمپنی کے مالکان کا کہنا تھا کہ یہ سب مقدمات جھوٹ کی بنیاد پر بنائے گئے ہیں انھوں نے کبھی کسی ٹینڈر کو غلط نہیں بیچا کبھی کسی فیکٹری پر ناجائز قبضہ نہیں کیا۔ کبھی کسی اے ون کو الیٹی ایکسپورٹ مال کی جگہ دو نمبر مال نہیں بھیجا۔ کبھی کوئی ٹیکس نہیں چرایا۔ کسی بینک سے کبھی کوئی غبن نہیں کیا۔ کوئی غلط کام کیا ہی نہیں اور ان مقدمات سے نکالنے کے لیے وہ زورین کو منہ مانگی رقم دے رہے تھے۔ زورین احمد مختلف نوعیت کے سات مقدمات اس کمپنی کی طرف سے لڑ رہا تھا۔ اک کے بعد اک راز اس پر فاش ہو رہے تھے مگر چونکہ وہ ان تمام کیسیز کو ابھی اسٹڈی کر رہا تھا اس لیے ان سب پر باری باری ریسرچ کر رہا تھا اس کی نظروں سے کچھ چیزیں مشکوک سی گزریں جن پر وہ آج کل غور کر رہا تھا وہ جلد ہی کسی نتیجے پر نہیں پہنچنا چاہتا تھا اور اسی سلسلے میں وہ اپنے باس سے میٹنگ کرنے آیا تھا وہ ان سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا وہ بہت ہی باریک بینی سے ہر کیس پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ زورین اپنے باس کے ساتھ ان کے کیمین میں میٹنگ میں مصروف تھا۔ جب اک زوردار آواز اور جھٹکے کے ساتھ دروازہ کھلا اور اک لڑکی جو انتہائی غصے میں تھی دندناتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔۔۔ اپنا پرس ٹیبل پر پٹخ کر وہ ہاتھ باندھ کر باس کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔ اور تقریباً چیختے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔ ہر بار۔۔۔ ہر بار آپ میرے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہیں کیا مزہ آتا ہے آپ کو مجھے یوں تنگ کرنے میں۔۔۔ آپ کی وجہ سے میری اتنی بے عزتی ہوتی ہے صرف آپ کی وجہ سے۔۔۔ وہ غصے سے لال پیلی ہوئے

جھلسا ہوا گوار رنگ جو کافی حد تک پیلا ہٹ کا شکار تھا اور کسی بھی طرح حسن کے معیار پر پورا نہ اترتا تھا اوپر سے تنے ہوئے اعصاب مزید برآں اثر ڈال رہے تھے۔۔۔ وہ دیکھنے میں بہت کمزور جیسے کسی مرض میں مبتلا ہو لگ رہی تھی اس کی آنکھوں کے نیچے حلقے پڑے ہوئے تھے آئی بروز تیر کی طرح باریک اور گال جیسے چمڑے کی مانند چہرے کی ہڈیوں سے چپک گئے تھے بال بار بار ڈائی کروانے اور بلوڈ رائی کرنے سے بے رنگ اور سوکھے تنکے لگ رہے تھے میک اپ سے لیس جدید فیشن کے بے انتہا خوبصورت لباس میں ملبوس ہونے کے باوجود وہ اس میں جچ نہیں رہی تھی اس کے اک ہاتھ میں ڈائمنڈ بریسلیٹ تھا تو گلے میں جھولتا ڈائمنڈ لاکٹ اس کے حسن کو بڑھانے میں ناکام رہا تھا۔ ایمرٹڈ برانڈ کا بہت ایکسپینسو پرس اس کے ہاتھوں میں ہچکولے کھا رہا تھا مگر اپنی قسمت پر وہ بھی نازاں نہیں لگ رہا تھا۔ ایسی ہی ایمرٹڈ برانڈ کا بہت ایکسپینسو سینڈل میں سے سوکھے ہوئے پیر شرمندہ سے لگ رہے تھے۔۔۔

مجھے ابھی کے ابھی یہ شاپنگ مال خریدنا ہے۔۔۔ اس نے اک کارڈ ان کے سامنے تقریباً پھینکتے ہوئے کہا جسٹ چل تم بیٹھو تو سہی کیا ہوا ہے۔۔۔ باس اک دم ہکا بکا کھڑے تھے اور اسے بیٹھا کر فریش جوس منگوا رہے تھے۔۔۔

زورین حیرت سے کبھی اپنے باس کو تو کبھی اس لڑکی کو دیکھتا اس کا غصہ اب قدرے ٹھنڈا ہوا تو اسے خیال آیا یہ کون ہینڈ سمن بندہ پاپا کے ساتھ کھڑا ہے۔۔۔ وہ کسی مقناطیسی طاقت کے زیر اثر اپنا سارا غصہ بھول کر اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کا غصہ جیسے کافور ہو چکا تھا۔۔۔

باس نے بیٹی کو زورین کو بلا جھک تکتے دیکھا تو زورین کو بعد میں آنے کا کہہ کر اپنی چیمبر پر بیٹھ گئے اب بتاؤ کیا بات ہے۔۔۔

اسے جیسے اپنی بے عزتی پھر یاد آگئی تھی اور گلاس ٹیبل پر زور سے رکھتے ہوئے بولی آپ نے میرے اکاونٹ میں کل تین لاکھ روپے کیوں نہیں ڈلوائے۔۔۔ جب کہ میں نے کہا بھی تھا کہ مجھے شاپنگ پر جانا ہے میں نے ساری شاپنگ کر لی تو معلوم ہوا اس میں صرف دو لاکھ تھے مجھے اپنی فرینڈز کے سامنے کتنی شرمندگی ہوئی کچھ احساس

ہے آپ کو۔۔۔ وہ اک بار پھر چیخ رہی تھی اور کیبن سے باہر تک آوازیں آرہی تھیں۔۔۔ سارا آفس سن رہا تھا۔۔۔
 پھر اک دم خاموشی ہو گئی۔ گلاس وال سے اندر کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا اور اس سے اندازہ کرنا
 مشکل نہ تھا کہ باس نے کوئی چیک کاٹ کر اسے دیا تھا۔ اور وہ اک بار پھر دندناتی ہوئی کیبن سے باہر چلی گئی۔۔۔
 وہ بڑی مشکل سے دو دن کے اندر اس شاپنگ مال کو خرید چکے تھے اور اب بیٹی ان کے لیے بڑے چاؤ سے
 اک چاکلیٹ کیک لے کر آئی تھی

پاپا یو آر سو موئیٹ۔۔۔ زورین اس سے شاپنگ مال کے پیپر ز پر سائن کر رہا تھا۔۔۔ اور وہ اپنے پاپا کو بار
 بار مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس مال کو خریدنے کے لیے انہوں نے گورنمنٹ کے ساتھ غداری کی تھی اور
 اک بہت مہنگا ٹینڈر بہت سستے ریٹ پر بیچ دیا تھا۔

باقی کا سب پیسا اس شاپنگ مال کی نظر ہو چکا تھا۔۔۔
 زورین دل میں اس شخص پر افسوس کر رہا تھا جو اپنی بیٹی کی خوشی کے لیے اسے دوزخ کی آگ میں دھکیل رہا
 تھا اور اس کے ساتھ ساتھ خود بھی اسی آگ میں جلنے کو تیار تھا۔۔۔۔۔ قرآن پاک کی آیت اسے بار بار یاد آ جا
 تی۔۔۔ یہ اموال اور اولاد تمہارے لیے آزمائش ہیں۔۔۔ اسے پھر یاد آیا بابا کہتے ہیں بھکنے سے بچو۔۔۔ بھکنے
 سے بچو کہیں تم غلط راستے کا انتخاب نہ کر بیٹھو۔۔۔

جیسے کوئی اس کے دونوں کانوں میں سرزنش کر رہا تھا اس کا دل اک دم اچاٹ ہو گیا تھا اسے اس آفس اور
 اس میں کام کرنے والوں سے گھن محسوس ہوئی تھی اور ابھی وہ نوکری چھوڑنے پر غور کر رہی رہا تھا جب اگلے دن
 باس نے اسے اپنے کیبن میں بلایا زورین اندر گیا تو وہ سر پکڑے بیٹھے تھے۔۔۔ میں تنگ آ گیا ہوں اس لڑکی
 سے میری اکلوتی بیٹی ہے اس کی ہر فرمائش پوری کرتا ہوں لیکن یہ خوش ہی نہیں ہوتی۔۔۔ کیا تم میری مدد کرو گے
 اب اس کی اک اور ڈیما نڈ ہے۔۔۔ زورین۔۔۔ تم میری بات مان لو گے۔۔۔ تو تمہیں گاڑی بنگلہ یہ سارا کارو
 بار سب کچھ میری ڈھیروں پر اپرٹی سارے شاپنگ مال سب کچھ تمہارا ہوگا۔۔۔ وہ جھجکتے ہوئے کہہ رہے تھے

۔۔۔۔۔
 زورین حیران تھا۔۔۔ جی سر آپ پوری بات کریں میری سمجھ میں نہیں آیا میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔۔۔

میں نے آج تک کبھی اپنی بیٹی کی کوئی خواہش رد نہیں کی اور اس کی خواہش پوری کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جاسکتا ہوں۔۔۔ میری بیٹی تم سے شادی کرنا چاہتی ہے۔۔۔ اب تم بتاؤ تم اس سے کب شادی کر سکتے ہو؟۔۔۔ وہ بہت رعب سے مغرور انداز میں کہہ رہے تھے جیسے انہیں پورا یقین ہو کہ وہ کھڑے کھڑے بک جا جائے گا۔۔۔ اور ان کی فرمائش کو پورا کر دے گا۔۔۔

وہ حیرت سے ان کا چہرہ دیکھنے لگا اسے یقین ہی نہ ہوا کہ یہ الفاظ اک باپ ادا کر رہا ہے۔ عزت دار معاشرے کا عزت دار باپ جو شادی جیسے خالص اور پاکیزہ رشتے کو بھی دولت کے ترازو میں تول رہا تھا۔۔۔ زورین کے پاس الفاظ ہی نہیں تھے وہ اپنی بیٹی کے لیے لڑکا خرید رہے تھے اس کی بولی لگا رہے تھے۔ اس نے لمحے بھر میں ہی فیصلہ کر لیا تھا آپ یقیناً اپنی بیٹی کی ہر فرمائش پوری کرتے ہوئے لیکن میں بکا نہیں ہوں۔ مجھے آپ کی بیٹی میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے سر۔۔۔ بہت صاف گوئی سے کہتا وہ کھڑا ہونے لگا۔۔۔ سوچ لو!! اگر یہ نہیں ہوگا تو اس جاب سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے تمہیں۔۔۔ صرف میرے پاس یہ طاقت ہے تمہارا مستقبل اب میرے ہاتھ میں ہے۔۔۔ وہ اپنی کرسی پر جھولتے ہوئے پیپر ویٹ سے کھیلتے بہت اطمینان سے کہہ رہے تھے۔۔۔

انتہائی کڑے تیوروں کے ساتھ اس نے اپنا ریزائن ٹیبل پر نکال کر بیچ دیا۔۔۔ جس انسان کو اپنے اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے اسے فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ وہ کبھی کسی کا محتاج نہیں ہو سکتا اور رزق زندگی موت ہر چیز میرے اللہ کے اختیار میں ہے۔۔۔ تم جیسے کسی فراڈ اور بے ایمان کے ہاتھ میں نہیں اور تم خود کو طاقت ور کہتے ہو جو شخص اپنی اولاد کے لیے ساری زندگی اللہ کی نافرمانی کرتا رہا بے ایمانی، ملک سے غداری کرتا رہا پھر بھی اس کی بیٹی خوش نہیں تو سوچو تم سے کمزور انسان کون ہوگا نہ تو تم دنیا کے رہے اور نہ ہی دین کے۔۔۔ وہ کہہ کر پلٹنے لگا۔۔۔

جانے سے پہلے اک بات سن لو میں تمہارا مستقبل خراب کر دوں گا۔۔۔ تمہیں کہیں جاب نہیں ملے گی۔۔۔ پیسے میں بہت طاقت ہوتی ہے میں کچھ بھی خرید سکتا ہوں کسی کو بھی۔۔۔ مکارانہ مسکراہٹ کے ساتھ اب وہ اپنا دوسرا ہتھیار نکالے بیٹھے اسے ڈرانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

میں صرف اللہ سے ڈرتا ہوں اور جانتا ہوں کہ ہر چیز کی قدرت اور طاقت صرف اس کے ہی پاس ہے اور یہ بھی اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ جیسے کمزور لوگ اپنی ہی کرپشن سے ڈرتے ہیں اس کے ثبوتوں سے ڈرتے ہیں اور یہ یاد رکھئے گا اگر مجھے ذرا سا بھی پریشان کرنے کی یا تنگ کرنے کی کوشش کی گئی تو وہ سارے ثبوت جو آپ کے خلاف اب تک میری دسترس میں آچکے ہیں میں شوکر دوں گا پھر آپ اور آپ کی یہ طاقت دھری کی دھری رہ جاوے گی۔۔۔ سمجھے۔۔۔

وہ نوکری چھوڑ آیا تھا۔۔۔ اور اب سوچ رہا تھا یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے کہا گیا کہ بچ کر رہو کہیں تم بھٹک نہ جاؤ کہیں تم حرام نہ کھانے لگو کہیں تم دولت کے نشے میں اپنے خالق کو نہ بھلا دینا۔ سب طاقت صرف اور صرف اللہ ہی کی ہے۔۔۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔۔۔



کیا کر رہے ہو زورین؟۔۔۔ رومانہ اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھ رہی تھیں۔۔۔
 امی یہ دو چار میلز کر رہا تھا جاب کے لیے۔۔۔ زورین نے اپنا لیپ ٹوپ پر میلو سینڈ کرتے ہوئے کہا۔۔۔
 وہ تم کل بھی تو کوئی انٹرویو دے کر آئے تھے کیا ہوا اسکا۔۔۔ رومانہ وہیں بیٹھ گئی تھیں۔
 اتنی آسانی سے ملنی ہوتی نوکری تو لوگ کیوں جوتے چٹخا رہے ہوتے۔ میں ابھی انٹرویو دینے کمرے میں داخل ہی ہوا تھا کہ ان کے پاس کسی کا فون آگیا۔ ان کے ہر انداز سے لگ رہا تھا کہ یہ نوکری تو گئی۔ میں پھر بھی بیٹھ گیا اور میرا شک صحیح ثابت ہوا۔ کسی کی سفارش آگئی تھی اور انہوں نے مجھے منع کر دیا۔ میرا انٹرویو لیے بغیر۔۔۔ دکھ سے زورین نے کہا

چلو کوئی بات نہیں بندہ اک رستہ روکتا ہے تو اللہ دس راستے بنا دیتا ہے۔ تمہارے نصیب میں اس سے اچھی نوکری لکھی ہوگی اسی لیے تم کو یہ نہیں ملی۔ رزق اس مالک کے ہاتھ میں ہے۔ میں بہت دعائیں کر رہی ہوں۔ نوکری بھی مل جائے گی پریشان نہ ہو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ رومانہ بیٹے کو تسلی دیتی ہوئی کمرے سے چلی گئیں
 لیپ ٹوپ بند کرنے کے بعد زورین کچن میں جا کر ماں سے پوچھ رہا تھا۔۔۔ امی میں انس کے گھر جا رہا ہوں کہتا ہوا چابی اٹھا کر جاتے ہوئے آپ کو کچھ منگوانا تو نہیں ہے۔۔۔

آتے ہوئے آٹے کا تھیلالے آنا۔۔۔ رومانہ نے اپنی ضرورت کا اظہار کیا۔

جی۔۔۔ وہ ہامی بھرتا گھر سے نکل گیا۔

ایمن یہ سن کر اپنے کمرے سے نکلی۔۔۔ چلو بھائی چلے گئے۔ اب جلدی سے ان کے کمرے کی صفائی کر لوں
ورنہ جان کو آجائیں گے۔۔۔۔۔

ایمن زورین کے کمرے کی ابھی صفائی کر ہی رہی تھی کہ زورین بھائی کمرے میں واپس آ گئے۔ ان کا موڈ
بہت اچھا تھا پچھلے دنوں جہاں جہاں اس نے اپلائی کیا تھا ابھی کچھ دیر پہلے ان میں سے اک جگہ سے انٹرویو کال
آ گئی تھی اور زورین کو پورا یقین تھا کہ اسے یہ جواب مل جائے گی۔۔۔۔

ایمن کو اپنے کمرے میں دیکھ کر وہ کہہ رہا تھا۔۔۔ تم پھر ماسی بنی پھر رہی ہو اور یہ کیا چہرے پر تھوپ کر بیٹھی
ہو۔۔۔۔۔ ڈرانے کا ارادہ ہے کیا؟۔۔۔۔۔ ایمن منہ بناتے ہوئے۔۔۔۔۔

آپ کیوں واپس آ گئے۔۔۔۔۔ زورین۔۔۔ اپنا والٹ بھول گیا تھا۔ والٹ اپنی جیب میں رکھتے ہوئے
۔۔۔۔۔ ماسی۔۔۔۔۔ اے ماسی۔۔۔۔۔ ذرا اچھی طرح صفائی کرنا نہیں تو پیسے کاٹ لونگا۔۔۔۔۔ وہ اس کے سر پر چپت لگا کر
جانے لگا۔۔۔۔۔ وہ نقل اتارتے ہوئے۔۔۔۔۔ آئیں آئیں۔۔۔۔۔ کرتی رہ گئی۔۔۔۔۔

وہ صفائی کر چکی تو ایسے ہی چہرے پر ابٹن تھوپے لاؤنج میں بیٹھی تھی اور ٹی وی پر اس کا فیوریٹ ڈرامہ چل
رہا تھا۔ رومانہ بھی دوسرے صوفے پر بیٹھی تھیں۔ ایمن ٹی وی دیکھنے میں پوری طرح محو تھی کہ پلکیں بھی جھپکنا
بھول گئی تھی۔۔۔۔۔ انس گھر پر نہیں تھا اس لیے زورین گھر واپس آ گیا۔ گھر میں داخل ہوا تو اپنی بہن پر نظر پڑتے ہی
بہت معصوم سی لگی اور پیار آتے ہی اک شرارت اس کے دماغ میں کوند گئی۔ اپنے کمرے سے وہ اک گیند لے آیا
جو وہ اب اشارے سے ماں کو دکھا رہا تھا اور انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کر رہا تھا اس نے بال ایمن کے پیروں
کے پاس بہت مہارت سے ایسے لڑھکا دی جو ایمن کے پیروں کو چھوتی ہوئی گزری ساتھ ہی زورین کی آواز پو
رے لاؤنج میں گونجی امی چوہا۔۔۔۔۔ چوہا۔۔۔۔۔ چوہا۔۔۔۔۔ زورین ایک دم سے چیخنے لگا۔

ایمن کی اک زوردار چیخ حلق سے برآمد ہوئی اور اس کے بعد اگلا قدم صوفے پر چڑھ کر اچھل رہی تھی اس
کے ساتھ ہی آفرشاکس کی طرح چیخوں کا دورانیہ بتدریج کم ہوتا گیا۔۔۔۔۔

وہ اس اچانک افتاد کے اثر سے باہر نکل کر ذرا ہوش میں آئی تو زورین بھائی اور امی کو ہنستے ہوئے دیکھ کر اپنے حواس بحال کئے۔۔۔

چوہا کہاں ہے؟۔۔۔

وہ تو مر گیا۔۔۔ زورین ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا اور ایمن کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔۔۔

مر گیا۔۔۔ کیسے مر گیا؟ کس نے مارا؟۔۔۔ ابھی تو میرے پیروں پر سے گزرا تھا یہ کہہ کر اس نے جھر جھری سی لی۔۔۔

لو اب تک تو سڑ بھی گیا وہ دیکھو کہیں سے بد بو آرہی ہے۔۔۔ زورین نے اپنی تیز ناک کی حس کا مظاہرہ سوگھنے کی کوشش کرتے ہوئے کیا۔

اس کی تائید میں ایمن بھی ناک کی حس کی جانچ پڑتال کرنے کھڑی ہو گئی۔۔۔ مجھے تو نہیں آرہی۔

اونہ۔۔۔ زورین نے اپنی ناک پکڑتے ہوئے ایمن کے پاس آ کر کہا امی یہ بد بو تو کسی چوہیا کے سڑنے کی آرہی ہے۔۔۔ آدھی بات کر کے اس نے ایمن کے چہرے کی طرف دیکھا۔ رومانہ مسکرانے لگیں۔ اب ایمن کی سمجھ میں آیا کہ وہ شرارت کر رہے تھے۔۔۔ جی نہیں ایسا کچھ نہیں ہے آپ کے پاس سے آرہی ہوگی۔ بد بو میرے پاس سے نہیں آرہی وہ منہ بگاڑ کر کہتے کہتے نیچے اترنے لگی۔ زورین جب تک اپنی جگہ تبدیل کر چکا تھا اور گیند اس کے پاس ایسے صوفے کے ساتھ نیچے پڑی تھی کہ ایمن نہیں دیکھ پاتی تھی۔ زورین نے اک بار پھر گیند کو اپنے پیر سے ایسے لڑھکایا کہ ایمن کے اک پیر کے پاس سے ہلکی سے چھوٹی ہوئی گزاری جسے وہ صوفے سے نیچے رکھ چکی تھی۔۔۔ اور وہ چیختی ہوئی پھر صوفے پر چڑھ گئی۔ زورین اور رومانہ کی ہنسی لاؤنچ میں اک بار پھر شور پیدا کر گئی اور ساتھ ساتھ وہ اسے چوہیا کہتا ہوا بارہ چلا گیا۔ وہ امی کی طرف مدد طلب نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ رومانہ نے اسے گیند اٹھا کر دکھا دی۔۔۔

بھائی ی ی ی۔۔۔ ایمن کی آواز دور تک گئی اس آواز میں پیار، غصہ، مان سب تھا۔

☆.....☆.....☆

سال پر لگا کر اڑ رہے تھے کچھ ہی عرصہ ہوا تھا اسمبلی ڈیزول ہو گئی تھی۔ حکومتی ڈھانچہ منہ کے بل گر گیا تھا۔

جب اک بار پھر سارے ملک میں ایکشن کمیٹین چل پڑی تھی۔ بہت سے پولیٹیکل لوٹے اپنی وفاداریاں تبدیل کر رہے تھے اور موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے زاہد حسین اپنی پارٹی سے علیحدگی ظاہر کرتے ہوئے اپنی ساری کرپشن کے الزامات کا بوجھ پارٹی پر ڈال کر بری الذمہ ہو گئے تھے کیونکہ زاہد حسین نے اپنے سابقہ دور میں بے انتہا کرپشن کی تھی جس کی وجہ سے وہ کافی بدنام ہو چکے تھے۔ پورے ملک میں ان کے خلاف نفرت کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ سوشل میڈیا ان کے خلاف اک بھرپور مہم چلا رہا تھا ان کی کرپشن کو اتنے مضحکہ خیز انداز میں پیش کیا جا رہا تھا کہ سارے ملک میں ان پر لطیفے اور کارٹونز بن رہے تھے لوگ ان کے دروازے پر آ کر احتجاج کرنا چاہتے تھے لیکن سکیورٹی کے اتنے سخت انتظامات تھے کہ ان کی مرضی کے بغیر چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی تھی اپنی ساکھ کو بچانے کے لیے اک دوسری بڑی پارٹی کو جو آئن کر کے انہوں نے اپنے کریز کو بچا لیا تھا اپنی تمام تر نااہلی اور کرپشن کو سا بقہ پارٹی پر تھوپ کر وہ اک بار پھر سرخرو ہو گئے تھے۔ ان کے مخالفین اب ان کے دوستوں میں شمار ہوتے تھے اک بار پھر ایکشن کمیٹین میں ان کے نام کے نعرے بلند ہونے شروع ہو گئے تھے اور یہ ڈر کسے تھا کہ عوام ہمیں ووٹ دے گی یا نہیں یہاں تو دھاندلی اور بے ایمانی کا راج تھا اندھا قانون ان کرپشن کیسز کے باوجود بولنے کی صلاحیت سے محروم ہو گیا تھا یا شاید اس کی زبان اس دولت سے بند کر دی گئی تھی جو کرپشن سے عوام سے لوٹی گئی تھی۔

زاہد حسین نے فیملی کو پہلے ہی یورپ میں سیٹل کر دیا تھا اور اب وہ اکیلے ہی پاکستان میں تھے لیکن ان کے لیے مہینے میں اک دو چکر لگ لینا کون سی بڑی بات تھی۔ حکومتی کوٹے پر آنا جانا تو چلتا ہی رہتا تھا کچھ نہیں تو بیماری کا بہانہ ہی سہی۔۔۔

شاہین تنہا گھر کے لان میں ٹہلتی رہیں لیکن رات کہ تین بجے بھی گھر کوئی لوٹ کر نہیں آیا تھا اچانک مین گیٹ پر گاڑی کی لائٹس پڑیں اور چوکیدار نے دروازہ کھول دیا یہ عروبہ کی گاڑی تھی عروبہ اپنے ہی رنگ میں رنگی ہوئی تھی اس کے سوشل سرکل میں ایسے ایسے لڑکے شامل تھے جو کسی بھی اینگل سے شریف نہیں لگتے تھے اس رات بھی جب وہ رات تین بجے گھر لوٹی تو شاہین جاگ رہی تھیں ان کے اندر کی روایتی ماں جاگ اٹھی تھی۔۔۔ تم اتنی دیر سے کیوں آئی ہو۔۔۔ شاہین نے غصے سے سوال کیا۔۔۔

تو عروبہ اک زوردار قہقہے کے ساتھ ہنس دی آپ کب سے اتنی کنزرویٹو (دقیانوسی) ہو گئیں کہ ہم سے یہ فضول سوال کرنے لگیں۔۔۔

بکواس نہ کرو مجھے بتاؤ تم اتنی دیر سے کیوں آئی ہو کہاں تھیں تم اب تک۔۔۔
جسٹ چل مام میرا موڈ نہ خراب کریں اپنے فرینڈز کے ساتھ تھی اور کہاں ہو گئی اب میں بچی تو ہوں نہیں کہ گھر بیٹھ کر آپ کا اور بابا کا انتظار کرتی رہوں میری اپنی لائف ہے مجھے انجوائے کرنے دیں۔۔۔
وہ اتنی ریلیکس تھی۔ اس پر شاہین کے غصے کا کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا تھا۔ وہ تیسرے چڑھاتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی اور شاہین اسے کچھ بھی نہ کہہ سکیں جب کہ یہی تو ان کا سب سے بڑا ڈر تھا کہ اب ان کی بیٹی بچی نہیں رہی۔۔۔ وہ کبھی کسی کے ساتھ گھومتی پھرتی تو کبھی رات رات بھر گھر سے غائب رہتی ذرا اپنی پولیٹیکل پارٹی کی سرگرمیوں میں اتنے محو رہتے کہ انکو گھر کی کوئی خبر ہی نہ تھی شاہین اب سر پکڑ کر بیٹھی تھیں میں کس کس کو سنبھالوں ان لوگوں نے تو میرا ناک میں دم کر دیا ہے۔۔۔ اب جب ان کی آنکھیں کھلی تھیں تو پانی سر سے گزر چکا تھا بچے ان کی بات ماننے اور سننے کو تیار نہ تھے وہ سب بے لگام ہو چکے تھے شراب، جوازا کون سا عیب تھا جو وہ نہیں کر رہے تھے مگر اب کچھ بھی روکنا ان کے اختیار میں نہیں تھا۔۔۔

بگڑی ہوئی اولاد باہر جا کر بھی اپنی حرکتوں سے نہ باز آئی اکثر و بیشتر ان کی اولادوں کے کارنامے سوشل ویب سائٹس کے ذریعے منظر عام پر آتے اور پھر کچھ عرصے بعد ایسی ویڈیوز اور اسکیڈلز پر زاہد حسین اور ان کے رفقاء کے حمایتی بیانات سامنے آتے یہ جھوٹی ویڈیوز ہیں انہیں ہمیں بدنام کرنے کے لیے بنایا جا رہا ہے۔ زاہد حسین کے دونوں بیٹوں کے کردار پر کئی سوالات اٹھنے لگے ان کا کردار مشکوک ہو گیا تھا زاہد حسین بھی بیٹوں کی عیاشیوں سے خوب واقف تھے اسی لیے وہ ان سے ناامید ہو چکے تھے اور پھر اچانک وہی عروبہ زاہد جو کبھی ماڈلنگ کی دنیا کا ستارہ ہوا کرتی تھی جس کی اداؤں پر ہزاروں دل دھڑکا کرتے تھے ٹی وی کے ایڈز سے لے کر ریپ واک تک اس کے جلوے بکھرے ہوئے تھے یہ اور بات کہ اس وقت زاہد حسین اتنے مشہور نہیں تھے اور اک اعلیٰ سرکاری عہدے پر فائز ہوتے ہی انہوں نے بھی بیٹی پر پابندی لگا دی تھی تم میری بیٹی ہو تمھارا یہ کر یز میری سیاست کے راستے میں رکاوٹ بن سکتا ہے اس لیے اب تم کوئی ایڈ نہیں کرو گی اسے رکنا پڑا لیکن اس کی

پارٹیز اور دیگر سرگرمیاں یوں ہی جاری رہیں۔۔۔ کچھ ہی عرصے بعد اچانک سے اک نئے گیٹ اپ کے ساتھ پاکستان کی سرحدوں میں داخل ہو رہی تھی۔ سر پر دوپٹہ لپیٹے وہ مشرقی روایات کی عکاسی کرتی عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک رہی تھی غلط پیسے سے پروان چڑھنے والے بچوں کی تربیت اور ان کے خون میں بے ایمانی اور کرپشن دوڑ رہی تھی وہ کیسے ایماندار اور ملک سے وفادار ہو سکتے تھے۔۔۔ پاکستان کی سرحدوں میں داخل ہوتے ہی عروبہ زاهد اب سیاست میں قدم رکھ رہی تھی کیونکہ اب زاهد حسین کو اپنے دونوں بیٹوں سے کوئی امید نہیں رہی تھی وہ مکمل طور پر جہالت اور عیاشی کی دلدل میں دھنس چکے تھے۔۔۔ لیکن دولت کی ہوس نے زاهد اور شاہین کی عقلوں کو بند کر دیا تھا۔۔۔ نہ وہ اب اپنے بچوں کو سمجھا سکتے تھے اور نہ ہی روکنے میں دلچسپی رکھتے تھے کیونکہ ان کے تینوں بچے اب 18 سال سے بڑے تھے بالغ تھے اپنی مرضی کے مالک تھے اور یورپین قانون کے مطابق زاهد اور شاہین اب اپنے ہی بچوں پر کسی بھی قسم کے دباؤ کا اختیار نہیں رکھتے تھے بصورت دیگر انہیں قانون کے شکنجے سے کون بچاتا کیونکہ وہاں تو رشوت بھی نہیں چلتی تھی۔



سرمئی شام میں دن ڈھلنا شروع ہو گیا تھا۔ زورین گھر کی چھت پر اکیلا کھڑا کچھ سوچ رہا تھا آج پھر زورین کا دل بہت بچھا بچھا سا تھا۔ انس اس سے ملنے آیا تو ملازم نے اسے اوپر ہی بھیج دیا تھا آج انس کا موڈ بہت اچھا تھا جیسے کچھ فتح کر کے آیا ہو مگر زورین کو اداس دیکھ کر پہلے اس کی پریشانی جاننا چاہتا تھا بعد میں اپنے کارنامے کا اعلان کرے گا۔ آج زورین کے چہرے پر وہ رونق نہیں تھی جو ہمیشہ ہوا کرتی تھی۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔ وہ بڑے موڈ میں سلام کرتا مضافہ کر رہا تھا۔۔۔

وعلیکم سلام۔۔۔ کیسے ہو انس؟ خیریت آج اچانک کیسے آگئے۔۔۔ زورین نے اخلاق سے پوچھا

ہاں ہاں سب خیریت ہے آج بور ہو رہا تھا سوچا تمہارے پاس سے ہی ہواؤں۔۔۔

تمہیں کیا ہوا کیا بات ہے یہ آج چہرے پر بارہ کیوں بجے ہوئے ہیں؟ انس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

کچھ نہیں یار۔۔۔ بس ایسے ہی۔۔۔ زورین نے بات ٹالنے کی کوشش کی۔

تم سناؤ تمہاری جو ب کیسی چل رہی ہے۔۔۔

وہ تو اچھی ہی چل رہی ہے مگر تم بات کو گول کرنے کی کوشش نہ کرو۔۔۔ جو پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ۔۔۔

یار۔۔۔ آج پھر امی نے وہی ٹاپک شروع کر دیا تھا میں چپ تو ہو گیا تھا لیکن کب تک ٹال سکتا ہوں وہ چاہتی ہیں کہ میں شادی کر لوں نہیں تو کم از کم کوئی منگنی ہی کر لوں جب سے جو ب ہوئی ہے ہر دوسرے دن بس یہی ٹو پک لے کر بیٹھ جاتی ہیں۔۔۔

تو کر لو منگنی اس میں کیا ہے۔۔۔ انس نے بہت سادگی سے کہہ دیا

یار بس۔۔۔ دل نہیں مانتا۔۔۔ میں اپنی پوری کوشش کے بعد بھی۔۔۔ اس دل کو انزلہ کی محبت سے خالی نہیں کر پا رہا۔ میں جانتا ہوں وہ کسی اور کی امانت ہے لیکن پھر بھی بار بار اسی کا خیال آتا ہے۔۔۔

تم تو بس اک ہی پس ہو۔۔۔ ویسے اک بات بتاؤ تم تو اس سے کبھی ملے بھی نہیں mean date وغیرہ پر کبھی نہیں گئے پھر اتنا اٹیچ کیسے ہو گئے نا ہی تم اس سے کبھی فون پر گھنٹوں باتیں کرتے تھے infect میں نے تو کبھی تمہیں اس سے بات کرتے ہی نہیں دیکھا پھر اتنی شدت مجھے سمجھ نہیں آئی۔۔۔ انس نے اپنی الجھن بتائی محبت ہونے کے لیے ڈیٹ پر جانا یا گھنٹوں اک دوسرے کو دیکھنا یا باتیں کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ یہ اک احساس ہے جو اک لمحے میں انسان کو اپنے جادوئی سحر میں جکڑ لیتا ہے۔ آنکھوں سے نکلنے لگی ایسی wave ہیں جو سیدھی دل پر اثر کرتی ہیں۔ اک کشش ہے جو اک دوسرے کو اپنی جانب کھینچتی ہے میں آج بھی اسی لمحے کے سحر میں گرفتار ہوں۔۔۔ زورین بہت جذب سے کہہ رہا تھا۔۔۔

ایسی بات ہے تو تمہیں اک بار کوشش تو کرنی چاہیے تھی ابھی تو صرف منگنی ہوئی ہے نکاح تو نہیں ہوا۔۔۔ انس نے اسے پھر وہی راہ دکھائی تھی جس پر وہ چلنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

نہیں یار خواہ مخواہ کسی کی نارمل زندگی کا سکون اپنی محبت کا کنکر پھینک کر کیوں خراب کروں۔۔۔ وہ خوش ہے تو اسے خوش رہنے دے تو معلوم بھی نہ ہوگا کہ میں اسے۔۔۔ بات ادھوری چھوڑ کر سر ہلاتا وہ خاموش ہو گیا تھا۔۔۔ تم نے سنا نہیں کوشش کرنے والوں کی کبھی ہار نہیں ہوتی۔۔۔ وہ بہت جوش سے کہہ رہا تھا۔۔۔

انس کبھی ہنس کر تو کبھی سنجیدگی سے مسلسل قائل کرنے کی کوشش میں تھا۔

زورین ہلکے سے مسکرا دیا تھا۔۔۔ ہر اس چیز کو حاصل کرنے کی کوشش ضرور کرنی چاہیے جس کو پانے کی

خواہش آپ کے دل میں ہو لیکن جس کی اجازت اسلام دیتا ہو۔۔۔ مجھے یہ اجازت نہیں کہ اک نامحرم خاتون کو نظر بھر کر بھی دیکھوں اور تم کہہ رہے ہو کہ اس کے دل میں جگہ بناؤں اپنی جانب متوجہ کروں اپنی کسی بھی بات سے پریشان کروں اس بے چاری کے دل میں اپنی محبت جگا کر کیا حاصل کر لوں گا میں سوائے گناہ کے۔۔۔

تمھاری تو کوئی بات میری سمجھ میں ہی نہیں آتی اگر سب یہی سوچنے لگیں تو کوئی شادی ہی نہ کرے۔ شادی سے پہلے میرے بھائی سب ہی نامحرم ہوتی ہیں۔۔۔ انس مذاق اڑانے والے انداز میں ہنس رہا تھا۔۔۔

تم میری بات سمجھے ہی نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں اس کی منگنی ہو چکی ہے اور اب اس کے گھر والے میرا رشتہ اس کے لیے قبول نہیں کریں گے اور جس انداز میں تم کوشش کرنے کی ترغیب دے رہے ہو اس طرح مجھے اس کے دل میں جگہ بنانی ہوگی یعنی پہلے اسے اپنی دوستی کا یقین دلاؤں **in other words girl freind** بناؤں پھر اسے بغاوت پر مجبور کروں اسے اس کے والدین کے سامنے کھڑا کر دوں اور وہ مانائیں تو کورٹ میرج کر کے اپنا محرم بناؤں۔۔۔

ہاں تو اس میں برا کیا ہے کان ادھر سے پکڑو یا ادھر سے بات تو اک ہی ہے محرم پہلے بناو یا بعد میں بن تو جانی ہے وہ تمھاری محرم۔۔۔ یعنی جیت پکی۔۔۔ وہ بہت عام سے انداز میں کہہ رہا تھا۔۔۔

چھوڑو تم نہیں سمجھو گے۔۔۔ زورین اسے نہیں سمجھا سکا تھا۔۔۔

ہاں تو تم سمجھا دو نا مجھے۔۔۔ انس بھی اپنی بات پراڑ گیا تھا۔

چھوڑو یہ باتیں تمھارے لیے کچھ کھانے کو منگواتا ہوں۔ اور اس نے عبدالکریم کو چائے ناشتے کے لیے کہا تھا

تم بات کو ٹال رہے ہو۔۔۔ انس بھی پیچھے ہی پڑ گیا تھا

اس میں ٹالنے والی کوئی بات ہے ہی نہیں۔۔۔ اتنی دیر میں چائے کے ساتھ ہی کباب اور کلکٹس لیے عبدالکریم حاضر تھے۔۔۔

اتنی جلدی۔۔۔ زورین کے منہ سے نکلا بڑی کونک سروں کر دی آپ نے۔۔۔ وہ مسکرایا۔۔۔

جی بیٹا انس بابا کو دیکھتے ہی میں نے چائے کا پانی رکھ دیا تھا اور یہ بھی فرائی کرنے رکھ دئے تھے۔۔۔ یہ آج ہی میں نے بنائے ہیں چکن کلکٹس اور گائے کے شامی چکھ کر دیکھیں کیسے بنے ہیں۔۔۔

ارے گڈ تھینک یو بابا۔۔۔ ٹھیک ہے آپ جائیں ہم کر لیں گے۔۔۔

ان کے جانے کے بعد وہ پھر شروع ہو گیا۔۔۔ اب بول بھی دو۔۔۔ وہ آج ماننے کو تیار نہیں تھا۔۔۔

یاراک بات بتاؤ کہ تم مرغی، گائے، بکرا، دنبہ، اونٹ ان سب کا گوشت کھاتے ہو۔۔۔

ہاں ہاں! کیوں نہیں یہ سب حلال ہیں اس میں کیا ہے۔۔۔ لیکن اگر انہیں حلال ہی نہ کیا جائے جیسے یورپ میں جھکے کا گوشت ملتا ہے کیونکہ انہیں حلال طریقے سے ذبح نہیں کیا جاتا تو وہ بھی حرام ہو جاتا ہے۔۔۔ پہلے تم

اس جانور کو مار دو اور پھر اسے ذبح کرنا چاہو اس کی گردن پر تکبیر پڑھ کر چھری چلا دو تو کیا وہ حلال ہو جائے گا بغیر نکاح کے نا محرم بھی تو ہم پر حرام ہی ہیں تو ہم حلال طریقہ کیوں نہ اپنائیں ضروری ہے کہ حرام کو اپنائیں۔۔۔

انس کا ہاتھ کباب پکڑے پکڑے رک گیا تھا اور وہ کسی سوچ میں پڑ گیا۔۔۔

جب زورین نے کہا میں سوچ رہا ہوں اس بارے میں اکبر انکل سے بات کرتا ہوں۔۔۔ وہ مجھے کوئی نہ کوئی بہتر حل بتا سکتے ہیں۔۔۔ زورین نے پر سوچ انداز میں کہا

اب یہ کون صاحب ہیں؟۔۔۔ انس اپنے خیالات سے باہر نکلا اور تجسس سے پوچھا
بابا کے مولانا صاحب ہیں جب بھی کوئی پریشانی ہوتی ہے بابا ان کے پاس ہی جاتے ہیں۔۔۔
چلو پھر ابھی چلتے ہیں۔۔۔ انس کو جلدی تھی

ابھی اس وقت؟۔۔۔ زورین حیران ہوا

ہاں کل کرے سو آج آج کرے سواب۔۔۔ ابھی چلو۔۔۔ انس نے بھی زور دیا۔

وہ دونوں چائے پی کر نکل گئے اور اب مولانا کے گھر کی قریبی مسجد میں موجود تھے۔۔۔ زورین اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ آفس سے آنے کے بعد عصر سے مغرب تک یہیں ہوتے ہیں۔۔۔ وہ اکثر بابا کے ساتھ آتا رہا تھا۔ وہ دونوں وہاں پہنچے تو مولانا اکبر حسب معمول مسجد میں موجود تھے ان کے گرد دس سے پندرہ افراد جمع تھے۔۔۔ ہر شخص اپنے مسائل انہیں بتا رہا تھا اور وہ اس پر قرآنی آیات کے ذریعے اس کا حل بتا رہے تھے۔ لوگ اپنے اپنے مسائل کا حل لیتے اور اک طرف ہو جاتے پھر کوئی دوسرا شخص سامنے آتا اور اپنا مدعا بیان کرتا۔ انس آج پہلی بار ان سے ملنے آیا تھا جب کہ وہ زورین کو دیکھتے ہی پہچان گئے تھے۔

دونوں مصافحہ کرتے ان کے قریب بیٹھ گئے۔ اپنی باری آنے پر زورین نے کہا مولانا صاحب میرا اک سوال ہے کہ جب اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے تو ان کی خواہش کیوں پوری نہیں کرتا ان کو اتنی مشکل میں ڈالتا ہی کیوں ہے؟۔۔۔

مولانا مسکرائے۔۔۔ اس لیے بیٹا کہ یہ کیسے ثابت ہوگا کہ آپ صبر کرنے والے ہو یا نہیں یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے لیکن یہ دنیا آزمائش کی جگہ ہے وہ دے کر بھی آزماتا ہے اور لے کر بھی آزماتا ہے دے کر یہ آزماتا ہے کہ تم اس کے شکر گزار بندے ہو یا نہیں کہیں تم طاقت کے غرور میں اندھے تو نہیں ہو گئے کہیں تم دولت کے نشے میں چور تو نہیں ہو۔۔۔ اور لے کر یہ آزماتا ہے کہ اب بھی تم اس کے شکر گزار ہو اس کے صبر کرنے والے بندے ہو یا نہیں کہیں تم اس آزمائش کے ڈر سے اپنی راہ سے بھٹک تو نہیں گئے۔ کہیں تم کسی غلط راستے کا انتخاب تو نہیں کر رہے۔ کہیں ان سختیوں سے بچنے کے لیے راہ فرار تو نہیں اپنا رہے۔۔۔ زورین نے دل میں اللہ کا شکر ادا کیا وہ اب تک نہیں بھٹکا تھا اور اب مزید مستحکم ہو کر سوچنے لگا۔۔۔ وہ نہیں ہلکے گا۔۔۔

لیکن وہ تو ہر چیز پر قادر ہے اس کے لیے کیا مشکل ہے وہ کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گا کیونکہ ہر شے اس کے تابع ہے پھر کیوں ہم اس کے فرمانبردار ہو کر بھی ترستے ہیں صبر کرتے ہیں۔ اب کی بار اس نے سوال کیا تھا۔ وہ یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور صبر کرنے والوں کے ساتھ ہمیشہ اچھا ہی ہوتا ہے یہ اور بات ہے کہ ہم ناقص اعقل لوگ اس کی مصلحتوں کو سمجھتے نہیں ہیں۔۔۔

بے شک اس کی مصلحتیں وہ ہی جانے لیکن ہم جب دنیا میں کرپٹ corrupt لوگوں کو کامیاب اور صبر کرنے والوں کو مجبور دیکھتے ہیں تو سوچتے ہیں کہ صبر کرنے والے صرف صبر ہی کرتے رہ جاتے ہیں اور دوسرے ترقی کر جاتے ہیں۔۔۔ اُس کو اپنے ماموں کا خیال آ گیا تھا اس لیے اس بات پر بحث شروع کر دی تھی۔۔۔

مولانا صاحب پھر مسکرائے جب کہ زورین دونوں کی گفتگو خاموشی سے سن رہا تھا۔۔۔ ہم! تم! ایسے نہیں مانو گے تمہیں سمجھانے کے لیے کوئی اور طریقہ اپنانا پڑے گا۔۔۔ پھر وہ کہنے لگے تم دونوں کو میں یہ ہزار ہزار روپے دے رہا ہوں۔ اس مسجد کے باہر بیٹھی اس عورت کو یہ پیسے مجھے دینے تھے میں اس کی مدد کرنے کا سوچ رہا تھا لیکن اب یہ پیسے تم دونوں رکھو یہ کہہ کر انہوں نے ہزار ہزار کا اک اک نوٹ ان دونوں کی

جانب بڑھا دیا۔ وہ دونوں حیران تھے مولانا صاحب کیا کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ اب میری بات غور سے سنو یہ عورت جو مسجد کے باہر ٹوپیاں، تسبیح، مسواک اور عطر وغیرہ بیچ رہی ہے یہ اک بیوہ عورت ہے مجھے ابھی معلوم ہوا کہ یہ دودن سے بھوکی ہے۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ ان پیسوں سے اس کے لیے اچھے سے اچھا کھانا خرید کر لاؤ لیکن یاد رکھنا ان پیسوں سے تجاوز نہ کرنا اس حد سے آگے نہ بڑھنا یہ عورت تم میں سے کسی اک کا ہی کھانا لے گی تو جس کا کھانا وہ لے گی وہی کامیاب ہوگا فیصلہ وہ خود کرے گی اور ہاں تم اک دوسرے کو کچھ نہیں بتاؤ گے کہ تم نے کھانے میں کیا لیا ہے؟۔۔۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ تم میں سے بہتر کھانا اس کے لیے کون لے کر آتا ہے؟۔۔۔ جاؤ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ دونوں خاموشی سے مسجد سے باہر نکل گئے اور اس عورت کے لیے کھانے کا علیحدہ علیحدہ بندوبست کرنے لگے۔۔۔ انس یہ سوچ رہا تھا کہ میرا کھانا زورین سے بہتر ہونا چاہیے۔۔۔ اس لیے اسے ایسا کھانا کھلاؤں جو اس غریب عورت نے زندگی میں کبھی نہ کھایا ہو بہت مہنگا اور مزے دار ہو جو اس نے کبھی نہ کھایا ہو وہ فوراً اس کھانے کی جانب لپکے تاکہ وہ خوش ہو کر کھائے اور میں جیت جاؤں۔۔۔ وہ تھوڑی دیر سوچتا رہا اور پھر اک لارج سائز پیزا اور اک کولڈ ڈرنک لے کر مسجد پہنچ گیا۔۔۔ وہ مولانا کے پاس آیا اور تھوڑی دیر میں زورین بھی وہاں پہنچ گیا تھا لیکن اس کے ہاتھ میں تو کئی تھیلے تھے انس حیران رہ گیا یہ کیا لایا ہے جو اتنا سارا سامان اس کے ہاتھ میں ہے۔۔۔

اس نے حیران ہو کر پوچھا تم ہزار روپے میں اتنا سارا سامان لے آئے مگر یہ کیا یہ تو سب کچا ہے۔۔۔ مولانا نے کھانا لانے کے لیے کہا تھا تم آلو، پیاز، آٹا، چاول، دالیں اور چینی لے آئے ہو۔۔۔ اس نے مسکراتے ہوئے زورین سے کہا۔

یہ مقابلہ تو میں ہی جیتونگا کیونکہ وہ عورت دودن سے بھوکی ہے اور جلد سے جلد اپنا پیٹ بھرنے کے لیے وہ میرا پیزا ہی کھائے گی جس سے کافی اشتہا انگیز قسم کی خوشبوئیں پھوٹ رہی ہیں کئی بار تو میرا پنا دل لچایا ہے چپکے سے وہ زورین کے پاس ہو کر کہہ رہا تھا۔۔۔ جب کہ زورین بہت پر وقار اور پر اعتماد انداز میں کھڑا تھا نہیں وہ میرا سامان لے گی۔۔۔ مولانا نے اس عورت کو اندر بلوایا دیکھو بیٹی یہ دونوں میرے شاگرد ہیں اور تمہاری مدد کر

نا چاہتے ہیں اور تمہارے لیے کھانا لائے ہیں مگر ان میں سے تمہیں اک ہی لینا ہے اب تم بتاؤ کہ تم ان دونوں کے کھانوں میں سے کس کا کھانا لینا پسند کرو گی۔۔۔

ابھی انھوں نے یہ کہا ہی تھا کہ انس نے پیزے کا باکس کھول دیا اشتہا انگیز خوشبو سے اس کا دل لپکا گیا۔ وہ اپنے ہاتھ بڑھانے لگی مگر تب ہی زورین نے بھی تھیلوں سے سامان نکالنا شروع کر دیا۔ پہلے آدھا کلو کی دالوں کے چھوٹے پیکٹ نکالے پھر پانچ کلو آٹا، پھر چینی اور چاول، آلو اور پیاز اس عورت کی نظر جواتے سارے سامان پر پڑی تو بڑھے ہوئے ہاتھ اک دم رک گئے۔ اس نے زورین کے لائے ہوئے سامان کو منتخب کر لیا تھا۔۔۔ جب کہ انس حیران تھا یہ اتنی بھوک ہو نے کے باوجود کچا سامان کیوں لے رہی ہے۔ وہ سامان اٹھا کر جانے لگی تو مولانا صاحب نے کہا۔۔۔ رکو بیٹی۔۔۔ نو جوان تم بھی اپنا کھانا ان کو دے دو اور وہ خوشی سے زورین کے سامان کے ساتھ پیزا کا ڈبا اور کولڈ ڈرنک بھی لے کر دعائیں دیتی چلی گئی۔ اللہ تمہاری ہر جائز خواہش پوری کرے ہمیشہ خوش رہو کبھی کوئی دکھ نہ ملے بہت ترقی کرو۔ اس کی آواز میں خوشی کی لرزش بھی تھی۔ جذباتی ہو نے سے آواز بھاری ہو گئی تھی تو آنکھوں میں نمی کے آنے سے دو موتی بھی چمکنے لگے تھے۔ وہ روتی جاتی تھی اور دعائیں دیتی جاتی تھی وہ مسجد کے احاطے سے باہر چلی گئی۔۔۔

جی صاحب زادے کیا سیکھا آپ نے اس بات سے۔۔۔ مولانا اکبر انس سے پوچھ رہے تھے۔ مجھے سمجھ نہیں آیا میرا پیزا تو اس کے کچے آٹے سے بہتر تھا زیادہ مزے کا تھا اس میں سے اشتہا انگیز خوشبو نہیں آرہی تھیں جو کسی بھرے پیٹ انسان کا بھی دل لپکا دے اور وہ دودن کی بھوک بھی تھی پھر اس نے زورین کا سا مان کیوں لیا۔۔۔ انس اپنی حیرانی بیان کر رہا تھا۔

اب مولانا نے زورین سے سوال کیا۔۔۔ تم کیا سوچ کر یہ سب سامان لائے تھے۔۔۔ میں یہاں بہت عرصے سے آ رہا ہوں اور اس عورت کو کئی بار مسجد کے باہر یہ سامان بیچتے دیکھا ہے اس کے ساتھ کبھی اس کے بچے بھی ہوتے ہیں ہم اس کی اکثر مدد کرتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اس کے چار بچے ہیں۔۔۔ اک ماں خود تو بھوک رہ سکتی ہے پر اپنے بچوں کا پیٹ پہلے بھرتی ہے جب آپ نے کہا کہ تم میں سے کسی اک کا ہی کھانا وہ لے گی۔ تو مجھے یقین ہو گیا کہ وہ میرا لایا ہوا کچا سامان بھی لے لے گی کیونکہ کوئی بھی پکا ہوا کھانا اتنی

بڑی تعداد میں ہزار روپے میں نہیں آتا جتنا کچا سامان آسکتا تھا اس کی ضرورت یہی تھی تاکہ وہ اک دو دن تک اپنے بچوں کا پیٹ بھی بھر سکے۔۔۔

مولانا صاحب مسکرائے اور کہا!۔۔۔ دیکھا اُس کیونکہ یہ جانتا تھا کہ اس عورت کے چار بچے ہیں اور وہ اس کا کچا سامان بھی اپنے بچوں کا پیٹ بھرنے کے لیے لے لے گی۔۔۔ اس لیے وہ سمجھتا تھا کہ اس کی ضرورت کیا ہے اس لیے وہ کامیاب ہو گیا اور تم سوچ رہے تھے کہ کچے آٹے سے بہتر پیزا ہے کیونکہ وہ زیادہ مزے دار اور پکا ہوا ہے۔ وہ بھوک کی عورت پہلے اسے لے گی مگر تم غلط تھے دیکھنے میں پیزا واقعی آٹے سے بہتر لگتا ہے لیکن اس کی ضرورت پوری نہیں کرتا۔۔۔ بالکل اسی طرح جس طرح کسی چیز کی خواہش ہم کریں وہ دیکھنے میں بھلے ہمارے لیے بہت اچھی ہو لیکن کبھی کبھی وہ ہماری ضرورت پوری نہیں کر سکتی پھر اسی طرح جیسے ابھی تم حیران ہو رہے ہو ہم حیران ہو کر اللہ سے شکوہ کرنے لگتے ہیں ناشکرے بن جاتے ہیں۔۔۔

میں یہ مانتا ہوں کہ اک ماں اپنے بچوں کے لیے وہی جذبہ محبت رکھتی ہے جو اک مومن اپنے اللہ کی رضا کے لیے رکھتا ہے دونوں میں محبت اپنے عروج پر ہوتی ہے تم نے دیکھا اس عورت نے اپنی بھوک کو مار کر اپنے بچوں کے لیے سوچا اپنی بھوک پر اپنے بچوں کی خوشی کو اہمیت دی ایسے ہی اک مومن اپنی نفسانی خواہشات کو مار کر اپنے رب کی رضا کو پانے کی کوشش کرتا ہے۔۔۔

اب مجھے تم دونوں یہ بتاؤ کہ زورین اس عورت کی صرف اک ضرورت جانتا تھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کے لیے کیا اچھا ہے۔۔۔ اسی لیے وہ کامیاب ہو گیا۔۔۔ لیکن اب ذرا غور کرو۔۔۔ وہ رب، وہ اللہ جو ہماری شہہ رگ سے بھی قریب ہے۔ جو ہر چیز پر قادر ہے جو ہماری سب ضرورتیں، سب حاجتیں، سب خواہشات جانتا ہے جو ہماری سوچوں، ہماری نیتوں سے بھی واقف ہے جو ہمارے ماضی، حال، مستقبل سے واقف ہے جو ہمیں ہر وقت ہر لمحہ دیکھ رہا ہے ہمارے ہر عمل پر نظر ہے اس کی جس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں اور جو ہم سے ستر ماؤں سے بھی بڑھ کر محبت کرتا ہے۔۔۔ کیا وہ کبھی ہمارے لیے کچھ غلط منتخب کر سکتا ہے؟۔۔۔ یہ اس کی مصلحت ہے کہ جو وہ دیتا ہے وہی ہمارے لیے بہتر ہوتا ہے اور جو نہیں دیتا اس سے بڑھ کر کچھ اور دے دیتا ہے بس ہم ہی اس کی مصلحتوں سے واقف نہیں ہوتے کیونکہ وہ سب جانتا ہے اور ہم کچھ نہیں جانتے بے شک وہ ہر شے پر قادر

ہے۔۔۔ انس کا منہ کھلاتھا اور بنا پلکیں جھپکے وہ مولانا کی بات سن رہا تھا۔

اور تم کیا کہہ رہے تھے کہ صبر کرنے والے بس صبر ہی کرتے رہ جاتے ہیں اور کرپٹ لوگ جیت جاتے ہیں تو بیٹا یہ پنڈورا باکس تو آخرت میں ہی کھلے گا کس نے کیا پایا کس نے کیا کھویا۔۔۔ جیسے بات کھلنے پر تمہاری سمجھ میں آئی کہ تمہارے پیزا سے اچھا اس عورت کے لیے وہ کچا آٹا کیوں تھا۔۔۔ ویسے ہی جس دن سب کے اعمال نامے کھلیں گے وہ دن جو یوم حساب ہوگا۔۔۔ وہ دن کہ جب سب راز فاش ہو جائیں گے اس دن سمجھ میں آئے گی کہ ہمیں کیا کیا نعمتوں سے نوازا گیا۔۔۔ وہ نعمتیں جن پر ہم آج ناشکرا پن کرتے ہیں۔۔۔ پھر اس وقت ہم سوچیں گے کہ ہمیں جو کچھ دیا گیا اس سے بہتر تو ہمارے لیے کچھ تھا ہی نہیں حالانکہ دنیا میں بھی بعض اوقات بعد میں کبھی ایسا ضرور آتا ہے جب ہم پر اللہ کی مصلحت کھل جاتی ہے۔۔۔ اور وہ لوگ جو آج کرپٹ ہوتے ہوئے ہم سے بہتر نظر آتے ہیں وہ کس قدر خسارے میں ہونگے اور ایسا نہیں کہ کبھی ان کا انجام دنیا میں ہمارے سامنے نہیں آتا اس دنیا میں بھی برائی کا انجام برا ہی ہوتا ہے لیکن وہ اپنی رسی ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے کہ شاید میرا یہ بندہ لوٹ آئے شاید یہ تو بے کر لے کیونکہ خالق تو وہی ہے وہ اپنے گناہگار بندوں سے بھی محبت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ لوٹ آئیں بھکنے سے بچ جائیں۔۔۔

انس اور زورین دونوں کی آنکھ سے بے ساختہ آنسو کے قطرے نکلنے لگے وہ سمجھ گئے تھے کہ مولانا کیا سمجھا رہے ہیں۔۔۔ پھر جیسے زورین کے دل کو سکون مل گیا۔۔۔ انس کسی سوچ میں ڈوبا تھا اس کا دل بے چین ہو گیا تھا اس نے اللہ کی رضا سے بڑھ کر اپنی خوشی کو چاہا تھا اس کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے یہاں تک کہ وہ بچکیوں سے رونے لگا۔۔۔

زورین حیران تھا وہ اتنا کیوں رو رہا ہے وہ اسے اپنے ساتھ واپس لے آیا تھا۔۔۔ تب انس نے بتایا کہ اس نے چھپ کر نکاح کر لیا ہے۔۔۔ تو کیا میں نے اس مالک کی رضا کے خلاف کام کیا ہے؟ زورین اسے تسلی دے رہا تھا۔۔۔ نکاح کیا ہے کوئی گناہ نہیں کیا۔۔۔



نانو کا بائی پاس ہو گیا تھا دن رات کی محنت اور خدمت سے نانو بہت تیزی سے ریکور ہو رہی تھیں کئی دن آئی

سی یو اور پھر اسپتال کے روم میں رہنے کے بعد نانو کو گھر لے آئے تھے انزلہ اب کہیں جا کر ذرا سکون میں آئی تھی وہ تھک گئی تھی بہت دن سے سکون سے سوئی بھی نہیں تھی جیسے سارا ہی بوجھ اس کے کمزور کندھوں پر آ گیا تھا مانا کہ شرجیل ماموں ان لوگوں کی بہت مدد کر رہے تھے لیکن انہیں بھی اپنے آفس جانا ہوتا تھا اس لیے اک حد تک ہی وہ وہاں رہ سکتے تھے اسپتال میں کبھی شائلہ ممانی اور کبھی ملکہ خاتون نانو کے پاس رک کر ڈیوٹی بدل بدل کر رہ رہی تھیں جب کہ اسپتال لانے لے جانے اور دووائی ڈاکٹر سے بات یہ سارے کام کبھی شرجیل دیکھتے تو کبھی انزلہ مستقل بھاگ دوڑنے اس کو جسمانی، اعصابی اور ذہنی طور پر بہت تھکا دیا تھا۔۔۔ سارے جسم میں درد تھا۔۔۔ جب نانو کو گھر شفٹ کیا گیا تو انزلہ تھکن سے بے حال ہو کر بغیر کچھ کھائے پیئے اپنے کمرے میں جا کر سو گئی اور اتنی مدہوش سوئی کہ شام میں کہیں اس کی آنکھ کھلی دماغ اب بھی سویا سویا لگ رہا تھا جسم کا اک اک حصہ درد کر رہا تھا مگر پہلے اسے نانو کا ہی خیال آیا ان کے کمرے میں گئی تو وہ بھی سو رہی تھیں اور ملکہ خاتون بھی ان کے برابر بیڈ پر سو رہی تھیں وہ مطمئن ہو کر کچن میں آئی اور اپنے لیے اسٹرانگ سی چائے بنا کر لان میں آ بیٹھی تھی جب ہی سا رہ کا فون آ گیا۔۔۔

کیسی ہوا نازی؟ کہاں غائب ہو کتنے دن سے تمہارے گھر پر کال کر رہی تھی کوئی ریسیدو ہی نہیں کر رہا تھا کوئی گھر میں نہیں تھا کیا؟۔۔۔

سارہ کے سوال پر اسے خیال آیا کہ اس بھاگ دوڑ میں تو وہ سارہ کو بھی بتانا بھول گئی تھی اگر اسے بتایا ہوتا تو شاید وہ کچھ مدد کر دیتی۔۔۔

ہاں یار میں ذرا مصروف تھی گھر میں بھی کوئی نہیں تھا اصل میں نانو کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ اس لیے ایر جنسی میں ان کا بائی پاس کروانا ضروری ہو گیا تھا۔۔۔

اوہ اب کیسی طبیعت ہے ان کی۔۔۔ سارہ نے پوچھا تھا

اب تو ٹھیک ہیں۔ گھر آ گئی ہیں۔ آج ہی اسپتال سے ڈسچارج کروایا ہے۔۔۔ میں اتنی مصروف رہی کہ تمہیں فون کرنا بھی یاد ہی نہیں رہا۔ اک بھگدڑ مچی ہوئی تھی کبھی اسپتال تو کبھی گھر بس اسی طرح دن رات گزر رہے تھے۔۔۔

اچھا میں آؤ گی کسی دن اپنے شوہر کے ساتھ۔۔۔ سارہ نے سرسری انداز میں کہا تو وہ چونک گئی
شوہر کے ساتھ کیا مطلب؟۔۔۔

ہاں میں تمہیں اسی لیے کال کر رہی تھی۔۔۔ وہ میں نے نکاح کر لیا ہے۔۔۔

کیا!!!۔۔۔ وہ اتنی بری طرح اچھل کر چیخی تھی کہ خود وہ کرسی سے گرتے گرتے پئی۔۔۔ کیا کہہ رہی ہو؟

گھر والے راضی نہیں ہو رہے تھے تو کیا کرتی۔۔۔ میں نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا پھر گھر والوں کو بتایا تو
دو دن کے اندر انہوں نے خاموشی سے میری رخصتی کر دی۔۔۔ سارہ نے بہت نارمل انداز میں کہا۔

تم اتنا بڑا قدم کیسے اٹھا سکتی ہو؟۔۔۔ انزلہ کو دکھ بھی ہو رہا تھا اور غصہ بھی آ رہا تھا

کیوں نہیں اٹھا سکتی؟ میں بالغ ہوں اپنے اچھے برے فیصلے کو کرنے کا حق ہے مجھے۔۔۔ مگر وہ اپنی بات پر
اڑی ہوئی تھی۔۔۔

لیکن یار تمہیں کم از کم اک بار تو سوچنا چاہیے تھا۔۔۔ وہ تمہارے والدین ہیں تمہارا اچھا براتم سے بہتر سمجھتے
ہیں۔۔۔ انزلہ اسے سمجھائے بنائیں رہ پارہی تھی۔۔۔

افو!! میں نے اس لیے فون نہیں کیا تھا تمہیں کہ تم مجھے اب کوئی لیکچر دینے بیٹھ جاؤ۔۔۔ جو ہونا تھا ہو چکا
ہے۔۔۔ اب میں اس کے ساتھ اس کے گھر میں بہت خوش ہوں۔۔۔ سارہ جتنی انداز میں کہہ رہی تھی

اچھا تمہیں برا لگ رہا ہے تو کچھ نہیں کہتی۔۔۔ انزلہ اس کی بیزاریت اور کوفت کو محسوس کر کے بات کا رخ بد
لنا چاہتی تھی۔۔۔ اس کے گھر والوں نے تمہیں قبول کر لیا۔۔۔

اس کے گھر والوں کو قبول کرنا ہی بڑا جیسے میرے گھر والے روٹھے بیٹھے ہیں ایسے ہی انہوں نے بھی بات کا
بنگلہ بنائے بغیر ہماری شادی کو قبول کر لیا تھوڑے ناراض ہیں لیکن وہ بھی مان جائیں گے تم پریشان نہ ہو ویسے بھی
اس کے گھر میں اک ماں ہی تو ہیں۔۔۔

انزلہ اب تک شاک میں تھی اسی لیے کچھ کہہ نہ سکی مگر دل میں اپنی دوست کے لیے دعا کی تھی کہ اس کا
مستقبل اچھا گزرے اسی لیے وہ اس وقت کوئی بھی سوال نہ کر سکی بس چپ ہو گئی۔۔۔

تم مجھے فون کر دیتیں تو میں اپنے شوہر کے ساتھ تمہاری مدد کروا دیتی تم نے کتنی مشکل سے سب منج کیا ہوگا۔

ہاں مشکل تو ہوئی لیکن ماموں اور مامی نے بہت ساتھ دیا میری اور ماما کی طرح وہ دونوں بھی پورا پورا بدن اسپتال میں رہے ہیں۔۔۔

تو کیا مہتاب نہیں آیا تھا تمھاری مدد کو۔۔۔ سارا نے اس کی دکھتی رگ پر جیسے ہاتھ رکھ دیا ہو۔۔۔ میرے فون کرنے کے باوجود مہتاب کا کچھ اتہ پتہ نہیں تھا اس نے اک بار بھی آکر نہیں پوچھا تھا اور ایسے ہی اس کے گھر والوں کو بھی اپنے پرانے پرانے سب کام یاد آ گئے تھے۔۔۔ اسے شدید غصہ آ رہا تھا ویسے تو گلی کے دن میں کئی کئی چکر لگاتا تھا لیکن کام کے وقت غائب ہے۔۔۔ انزلہ سارا سے غصے میں کہہ رہی تھی۔۔۔ تم نے اسے فون کر کے بتایا تھا سارا حیرت سے سوال کر رہی تھی۔۔۔

ہاں بتایا تھا۔۔۔ مگر اس نے کہہ دیا کہ وہ اس وقت شہر میں نہیں ہے جب کہ اسی شام جب میں کچھ میڈیسن لینے میڈیکل اسٹور پر گئی تھی جو ہمارے علاقے سے کافی دور ہے وہاں سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا وہ سامنے شا پنگ مال میں جا رہا تھا۔۔۔

سارا۔۔۔ یا راس لمحے ایسا لگا میں اس دنیا میں بالکل اکیلی ہوں اس لمحے اس گھر کو اک مرد کی کمی کتنی شدت سے محسوس ہوئی میں بتا نہیں سکتی حالانکہ میں نے ماما کو یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ میں پریشان ہوں میں نے سب سنبھال لیا لیکن اندر سے میں بہت ڈر گئی تھی۔۔۔ وہ تقریباً رو رہی تھی وہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن آنسو تھے کہ بات کرتے کرتے خود بخود اس کی پلکوں سے چھلکے پڑ رہے تھے۔۔۔

تم پریشان نہ ہو یا راس بٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ سارا اسے صرف تسلی دے سکتی تھی اور وہ دے رہی تھی۔۔۔ میں آدگی کسی دن تم نانو کا خیال رکھنا

انزلہ اس کی تسلی کے جواب میں کہہ رہی تھی۔۔۔ مجھے معلوم ہے اللہ کبھی کسی کو بے آسرا نہیں چھوڑتا اگر ہمارا کوئی بھائی نہیں یا پاپا نہیں رہے تو ہمیں خود ہی ہمت کرنا ہوگی۔۔۔

ہاں بالکل تمھیں ہمت سے کام لینا ہوگا۔۔۔ تم بہت بہادر ہو انزلہ تم نے نانو اور آنٹی کی بہت اچھے سے کیئر کی ہے۔۔۔ سارا نے مزید حوصلہ بڑھایا

سارا میں کبھی کبھی سوچتی ہوں اگر شرجیل ماموں نہ ہوتے تو ہمارا کیا ہوتا انہوں نے ہمارے لیے بہت کچھ کیا

ہے میں ان کے کہنے پر کسی سے بھی شادی کر سکتی ہوں مہتاب سے بھی حالانکہ میں جانتی ہوں میں کبھی بھی مہتاب کے ساتھ خوش نہیں رہو گی۔ مہتاب ان کا بھتیجا ہے لیکن مجھے لگتا ہے کہ وہ میرے ساتھ مخلص نہیں ہے میں مہتاب کے ساتھ کبھی کہیں نہیں گئی اور نہ ہی اس سے فون پر کوئی خاص رابطہ رکھنے کی کوشش کرتی ہوں وہ خود مہینوں میں کبھی فون کر لیتا ہے اور کسی نہ کسی طرح مجھے کہیں باہر لے جانے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے تو اس سے مجبوراً چند لمحوں کی بات کر کے جانے سے انکار کر دیتی ہوں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں وہ کبھی اپنی فیملی کے ساتھ گھر بھی آتا ہے تو مجھے۔۔۔ نہیں معلوم مجھے کیوں برا لگتا ہے ایسا لگتا ہے جیسے وہ مجھے عجیب سے انداز سے دیکھ رہا ہو اس کی آنکھوں میں کچھ ہے اس کی نظریں مجھے اپنے جسم کے آر پار ہوتی محسوس ہوتی ہیں ان آنکھوں میں مجھے شرافت یا محبت نہیں دکھتی اس کے باوجود صرف ماموں کی خواہش کی وجہ سے اب تک میں نے یہ رشتہ قائم رکھا ہوا ہے۔۔۔۔

تم اسے دوبارہ فون تو کرتیں شاید وہ اسی شام آ گیا ہو۔۔۔ سارہ نے کہا
 تم بھی کیسی بچوں جیسی باتیں کرتی ہو وہ کوئی چھوٹا بچہ ہے جسے ہر بات بتانی پڑے جب میں نے بتا دیا تھا کہ نانوکا بائی پاس ہو رہا ہے تو اگر اسے آنا ہوتا تو اتنے دنوں میں اک چکر تو لگاتا اور دوسری بات بائی پاس ہونا نزلہ زکام جیسی چھوٹی بیماری تو نہیں کہ میں اسے بار بار فون کر کے بلاتی رہوں اسے میری فیملی کی کوئی پروا ہی نہیں ہے بس وہ میرے ساتھ گھومنا چاہتا ہے۔۔۔ انزلہ کو اک دم ہی غصہ آ گیا تھا۔۔۔
 سارہ اس کا یہ انداز اور ہنسنے کا ہٹ سمجھ رہی تھی اسی لیے خاموش ہو گئی
 میں جانتی ہوں میں اسے گھومنے کے لیے ابھی فون کر دوں تو فوراً آ جائے گا لیکن جس وقت مجھے اس کی شدید ضرورت تھی وہ وہاں نہیں تھا ایسے خود غرض شخص کے ساتھ میں ساری زندگی کیسے گزارہ کروں گی مجھے یہی تو سب سے بڑی پریشانی ہے۔۔۔۔



مہران بہت خوش تھا۔ وہ آج مام سے ڈار تھی کو ملانے والا تھا۔ ڈار تھی سے اس کی ملاقات اک مہینے میں ہوئی تھی وہ نیلی آنکھوں والی بھورے بالوں والی بلاشبہ خوبصورت لڑکی تھی۔ ان کی دوستی ہوئی اور دوستی بڑھتے بڑھتے پیار میں بدل گئی پیسے کی کوئی کمی تو تھی نہیں مہران نے ڈار تھی کے نام اک فیلٹ خریدا اور دونوں اس میں رہنے

لگے وہ قانونی طور پر بالغ تھے اس لیے یورپین قانون بھی روک نہیں سکتا تھا وہ دونوں کئی مہینوں سے اک ساتھ اک ہی فلیٹ میں رہ رہے تھے تو مہران نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ ڈارٹھی کو مام سے ملائے گا تا کہ وہ ان دونوں کی انگیج میٹ کر دیں لیکن زاهد اس رشتے کے لیے تیار نہ تھے۔

ذیشان نے بھی ڈارٹھی کو اسی وقت دیکھا تھا جب مہران اسے گھر لایا تھا۔ ذیشان ڈارٹھی کی بے باکی اور ہوشربا حسن سے متاثر ہوا تھا اس کی نیت خراب ہونے لگی اور پھر اس نے بھی ڈارٹھی سے دوستی کی آفر کر دی تھی اس کا کانٹیکٹ نمبر ایکسچینج کیا تھا مہران کو برا تو لگا تھا مگر بظاہر ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی تھی جس پر وہ اعتراض کرتا۔۔۔ مہران ڈارٹھی کے ساتھ تو ویسے بھی رہ رہا تھا اسے ماں باپ کی پرواہ بھی نہیں تھی لیکن اگر وہ مان جاتے تو اسے اچھا لگتا۔۔۔ کچھ دن بعد ذیشان نے ڈارٹھی طرف پیش قدمی شروع کر دی تھی وہ اسے فون کرتا اور پھر گھنٹوں اس سے باتیں کرتا وہ اکثر شام میں گھومنے بھی چلے جاتے مہران ڈارٹھی پر یقین کرتا تھا اس لیے اسے کبھی شک ہی نہ ہوا اور پھر ذیشان کا مہران کے فلیٹ پر آنا جانا کچھ زیادہ ہی بڑھ گیا تھا۔۔۔ وہ اکثر باہر گھومنے جاتے ساتھ ڈسکو جاتے اور اک دوسرے سے بہت جلد گھل گئے تھے ڈارٹھی کی دلچسپی مہران میں کم ہو رہی تھی مگر پیسے کی کشش اسے ان دونوں سے باندھے ہوئے تھی مہران اپنے آپ میں مگن رہنے والا لڑکا تھا۔ جب سے وا پس پر ڈارٹھی ہنستی مسکراتی ملتی تو اس کی ساری تھکن دور ہو جاتی اسے کبھی شک ہی نہ ہوا کہ ڈارٹھی اسے ڈبل کر اس کر سکتی ہے۔۔۔ ذیشان پوری طرح ڈارٹھی کو اپنے پیار میں پاگل کر چکا تھا وہ اسے قیمتی تحفے دیتا اور مہران کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتا۔۔۔

آج ڈنر پر اتفاق سے شاہین کو ٹائم مل گیا تھا اور انہوں نے سب کو اک ساتھ ڈنر کرنے کے لیے کہہ دیا تھا۔ زاهد تو پاکستان میں تھے اس لیے نہیں آسکتے تھے عروبہ واپس آگئی تھی اس نے شاہین کے فون کرنے پر ان کی بات سن کر اچھا دیکھوں گی کہہ کر ٹال دیا تھا جب کہ شاہین نے زبردستی ذیشان اور مہران اپنے دونوں بیٹوں کو سا تھ ڈنر کیلئے راضی کر لیا تھا ماں کے آنسو ان دونوں سے ہی برداشت نہیں ہوئے تھے اور اپنی اپنی ایکٹیوٹیز کو چھوڑ کر وہ رات دس بجے تک گھر پہنچ گئے تھے۔۔۔ شاہین آج بہت خوش تھیں اتنے دنوں بعد وہ اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ ڈنر کر رہی تھیں۔۔۔ وہ دونوں ہی خاموش تھے جب کہ شاہین ذیشان سے بار بار بیٹا یہ لونا یہ تو تمہارا

فیوریٹ ہے کہتیں تو کبھی مہران کو کوئی اور ڈش لینے پر اصرار کرتیں وہ دونوں ہی خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے جب شاہین کا موبائل بجنے لگا زاہد کالنگ دیکھ کر شاہین اک دم خوش ہو گئی تھیں۔۔۔

ہیلوجی زاہد آپ آرہے ہیں کیا؟۔۔۔ نہیں میں نہیں آرہا بس یہ پوچھنے کے لیے فون کیا ہے کہ یہ ہمارے اکاونٹ میں سے ڈھائی کروڑ ڈالر زکھاں گئے مجھے ابھی اک ڈیل کے لیے چاہیے تھے دیکھا تو اکاونٹ میں سے اتنی بڑی رقم غائب ہے کس نے لی ہے؟۔۔۔

مجھے نہیں معلوم میں نے تو بس تین لاکھ ہی نکالے تھے مجھے اک نیپکلیس پسند آ گیا تھا وہ لیا ہے اچھا میں بچوں سے پوچھتی ہوں۔۔۔

تمہارے بابا کا فون ہے تم میں سے کس نے اس جوائنٹ فیلٹی اکاونٹ سے ڈھائی کروڑ ڈالر لیے ہیں۔۔۔ ڈھائی کروڑ!!!۔۔۔

وہ دونوں ہی چونکے تھے میں نے تو بس اک کروڑ ہی لیے تھے۔۔۔ ذیشان نے قبول کر لیا جب کہ مہران نے بھی اک کروڑ دس لاکھ لینے کا اقرار کیا اس کا مطلب۔۔۔ اس کا مطلب باقی کے سینتیس لاکھ عروبہ نے خرچ کئے تم لوگوں کو ایسی کیا ضرورت پڑ گئی جو اک کروڑ لینے لگے۔۔۔ شاہین بہت نرمی سے پوچھ رہی تھیں ماما بچے تو ہیں نہیں ہم کہ آپ کو ہر بات کا حساب دیں۔۔۔ ذیشان نے کہا تھا اور غصے سے ڈانگ ٹیبل کی کرسی کھسکاتا ہوا جانے لگا۔۔۔

اس کا مطلب ڈور تھی کو تم نے فلیٹ خرید کے دیا ہے۔۔۔ مہران اچانک ہی بول پڑا۔۔۔ ہاں دیا ہے تمہیں کیا ہے پھر جب تم اسے 75 لاکھ کا ڈائمنڈ سیٹ گفٹ کر سکتے ہو اور نیو اسپورٹس کار بھی تو تب تو میں نے کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔ ذیشان نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا

شاہین یہ سب سن کر سر پکڑ کر رہ گئیں ان کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا یہ دونوں کس ڈگر پر چلنے لگے۔۔۔ مہران ذیشان کی بات سن کر تپ کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔ پوچھ رہے ہو مجھے کیا؟!!!۔۔۔ وہ میری گرل فرینڈ ہے۔۔۔

واٹ ریش غلط فہمی ہے تمہاری وہ میری گرل فرینڈ ہے۔۔۔ ذیشان بھی اس کا دعوے دار ہوا

تم کچھ بھی کر لو تم اسے مجھ سے نہیں چھین سکتے۔۔۔ مہران نے بہت یقین سے کہا
مجھے چھیننے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی وہ آلریڈی میری ہو چکی ہے تمہیں لینی ہے تو لے لو وہ میرے لیے
اب جسٹ یوز ڈٹشو پیپر کی طرح ہے۔۔۔ ذیشان بھی کم نہ تھا
واٹ۔۔۔ تم اس کے بارے میں ایسی گھنٹیا بات کر بھی کیسے سکتے ہو؟۔۔۔ وہ صرف مجھ سے محبت کرتی ہے
اور جلد ہی ہم شادی کرنے والے ہیں۔۔۔ مہران نے اپنے اگلے لائحہ عمل سے آگاہ کیا
بے وقوف ہو تم وہ تم سے کبھی بھی شادی نہیں کرے گی۔۔۔ ذیشان دھاڑا تھا
بس!! بس کر جاؤ تم دونوں بہت ہو گئی وہ تم دونوں کو بے وقوف بنا رہی ہے۔۔۔ شاہین اپنے بیٹوں کے لیے
پریشان ہوئیں تھیں

واٹ ایور۔۔۔۔ اب وہ میری ضد ہے اور اسے حاصل کرنے کے لیے میں کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں
ذیشان نے مہران کو دھمکاتے ہوئے اپنی بات مکمل کی اور جانے لگا۔۔۔
میں تم سے چھوٹا ضرور ہوں مگر چوڑیاں میں نے بھی نہیں پہنیں میں بھی دیکھتا ہوں تم کیسے اسے مجھ سے لیتے
ہو۔۔۔ ٹیبل پر رکھا ہوا گلاس زمیں پر پٹختے ہوئے وہ بھی گھر سے باہر نکل گیا۔۔۔
شاہین اب بیٹھی رو رہی تھیں جب کہ زاہد کو فون لگانے پر مستقل بڑی آ رہا تھا شاہین کی سمجھ میں ہی نہیں آ رہا
تھا کہ کیا کریں۔۔۔

☆.....☆.....☆

سمرہ نے آج فائل بات کرنے کا سوچا اور ظفر کو فون کر دیا۔ ظفر بیٹا اب تم نے کیا سوچا ہے وہ لوگ بھی دو
سال سے انتظار کر رہے ہیں اب انہوں نے بھی کہہ دیا ہے کہ آپ کم از کم منگنی کریں یا پھر ہم اپنی بیٹی کا رشتہ کہیں
اور طے کر رہے ہیں تم مجھے بتاؤ اب تم کب آ رہے ہو ماما ابھی تو میں نہیں آ سکتا ویسے بھی آپ میرے لیے لڑکی
دیکھنا بند کر دیں میں نے شادی کر لی ہے۔۔۔

سمرہ کے ہاتھ سے کریڈل گرتے گرتے بچا کیا کہہ رہے ہو بیٹا۔۔۔ تم نے۔۔۔
وہ صوفے پر بیٹھی بات کر رہی تھیں مگر لگا کہ جیسے اس بات نے انہیں زمین پر لا پٹھا ہو۔۔۔

ماما میں نے سوچا تھا آپ لوگوں کو آرام سے بتا دوں گا لیکن آپ اتنا اصرار کر رہی تھیں کہ مجھے بتانا ہی پڑا مجھے وہ اچھی لگتی تھی اور اس کے ساتھ کچھ مسائل تھے اس لیے مجھے اتنی جلدی سب کرنا پڑا۔۔۔ ممداد کوئی انگریز نہیں ہے پاکستانی ہے لیکن کیونکہ کبھی پاکستان نہیں گئی اس لیے پاکستان کے بارے میں زیادہ کچھ نہیں جانتی ماما وہ مسلمان ہے پاکستانی ہے۔۔۔ پھر آپ لوگوں کو کیا پرولم ہو سکتی ہے۔۔۔

تم نے شادی کر لی ہمیں بتائے بغیر اجازت لینا تو دور کی بات ہم سے مشورہ کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا ہم یہاں تمھاری شادی کے خواب سجائے بیٹھے ہیں اور وہ لڑکی جسے تمھارے نام پر دو سال سے روکا ہوا ہے اسے کیا کہوں گی میں اور تم کہتے ہو کہ ہمیں کیا پرابلم ہو سکتی ہے۔ تمھاری نظر میں ماں باپ کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ ایسا ہے تو ایسا ہی سہی مر گئے ہم سب تمھارے لیے اور تم ہمارے لیے۔ اب کبھی یہاں فون نہ کرنا سمجھو تم۔۔۔ کہتے کہتے انہوں نے فون بند کر دیا۔۔۔

اس دن پورا دن وہ بہت ڈسٹرب رہیں۔ وقفے وقفے سے انہیں ظفر کا بچپن یاد آ جاتا اور اس کی شادی کا ارمان یوں ٹوٹ کر بکھر گیا تھا کہ انہیں بہت تکلیف ہوئی تھی بلاخر انہیں اماں بی اور اعجاز کو ساری بات بتانی ہی پڑی۔۔۔ اعجاز کا غصے سے برا حال تھا۔

کیا!!!۔۔۔ سمرہ کیا کہہ رہی ہو؟ وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے؟ اس نے ہمیں بتایا تک نہیں اور سمرہ بس روئے ہی جا رہی تھیں۔۔۔ ساری زندگی ان بچوں کی خاطر قربانیاں دیتے گزر گئی۔ بدلے میں ہمیں کیا چاہئے تھا ان سے تھوڑی سی عزت اور ان کی خوشیاں بس۔۔۔ ہمیں نہ سمجھ کر ہمیں بے توقیر کر کے کیا ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے وہ۔۔۔ میں ابھی فون کر کے اسے واپس بلاتا ہوں۔۔۔

نہیں!!!۔۔۔ اماں بی جواب تک خاموش تھیں اچانک بول پڑیں۔۔۔ اعجاز تم اسے کچھ نہیں کہو گے خاموشی اختیار کرو گے اس کے لیے یہی سزا بہت ہوگی اسے یہ احساس خود ہونے دو کہ اس کے لیے اس کا خاندان اس کے اپنے کتنے ضروری ہیں تم اسے فون نہیں کرو گے۔۔۔ اس نے دوبارہ فون کیا تھا اور مجھ سے صرف اک بات کہی کیا آپ گوارہ کرتیں کہ آپ کا پوتا وہ گناہ کرتا جس کی کوئی معافی بھی نہیں میں نے نکاح کیا ہے کوئی گناہ نہیں زنا نہیں میں بالغ بھی ہوں اور اپنے فیصلے کرنے کا اختیار بھی رکھتا ہوں ہاں مجھے افسوس ہے کہ آپ لوگوں کو اس

خوشی میں شامل نہ کر سکا لیکن میں نے کوئی گناہ نہیں کیا میں بھکنے سے بچ گیا ہوں۔۔۔ وہ بہت رور ہاتھا ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہے وہ گناہ کرنے سے بہتر فیصلہ کیا ہے اس نے۔۔۔ ہمیں بھی دل بڑا کر کے اسے معاف کر دینا چاہیے۔۔۔

لیکن اماں بی اسے کچھ باتیں تو سنا سکتا ہوں نا اسے اتنا بھی احساس نہ ہوا کہ ہم نے تو خود اس سے کہا تھا کہ کوئی لڑکی پسند ہے تو بتا دو ہم کوئی بہت پست سوچ رکھنے والے والدین تو نہ تھے جو اسے اتنا بڑا قدم اٹھانا پڑا ہر طرح سے آزادی دی ہے ہم نے انہیں اس نے ہمارا مان توڑ دیا۔۔۔ وہ شدید غصے میں تھے۔۔۔

یہی تو میں نہیں چاہتی تم اسے سنا کر اس کی سزا کو کم کر دو گے جب تک تم اسے کچھ نہیں کہو گے تب تک وہ پشیمان رہے گا کہ بابا مجھ سے بات نہیں کر رہے اور جب تم اسے سنا لو گے تو اس کو اطمینان ہو جائے گا۔۔۔ اماں بی کی بات میں لا جک تھی اعجاز اب دماغ کو پرسکون کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

وہ سب بھی بہت اپ سیٹ ہوئے اعجاز کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ ظفر کو فون کر کے بہت سی باتیں سناتے مگر اماں بی کے منع کرنے پر خاموشی اختیار کر لی۔۔۔ چند دن گھر کا ماحول یونہی اپ سیٹ سا رہا پھر جیسے جیسے دن گزرتے جا رہے تھے زندگی لوٹی آ رہی تھی۔

اچانک اماں بی کو اک خیال آیا اور سمرہ اور اعجاز کو کمرے میں بلا لیا میں تم دونوں سے اک بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ جی اماں بی کہیے ہم سن رہے ہیں ظفر کا تو تم دونوں جانتے ہی ہو۔۔۔

جی۔۔۔ اعجاز نے ہامی بھری

میں نہیں چاہتی کہ اشعر بھی کسی غلط راستے پر چل پڑے اس سے پہلے ہی اس کو بھی کسی کھونٹے سے باندھ دینا مناسب ہوگا بچوں کی جتنی جلدی شادی ہو جائے اچھا ہے۔۔۔ وہ دونوں اماں بی کی بات کو بہت غور سے سن رہے تھے۔۔۔

میں چاہتی ہوں کہ اشعر کی شادی ایمن سے کر دی جائے گھر کی بچی ہے دیکھی بھالی ہے اس طرح ہمیں بھی سکون رہے گا اور بہت سی پریشانیوں سے بچ بھی جائیں گے۔۔۔

کیا کہتے ہو تم لوگ؟۔۔۔ اماں بی نے اپنی رائے دی

اماں بی بات تو ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ لیکن اشعر سے اس کی رضا مندی لینا ضروری ہے میں نہیں چاہتا کہ بڑے بھائی کے کیے کی سزا اس بے چارے کو ملے اگر وہ کسی اور کو پسند کرتا ہے تب بھی ہم اس کے ساتھ ہونگے اور اگر اسے ایمین سے شادی پر کوئی اعتراض نہیں تو اس سے اچھی کوئی بات ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔ اعجاز نے بہت کھلے دل سے اماں بی کی بات کا مان رکھتے ہوئے بیٹے کی خواہش کا بھی احترام مد نظر رکھا تھا اب وہ تینوں مل کر اشعر سے بات کر رہے تھے۔۔۔

اشعر ہم چاہتے ہیں کہ اب تم شادی کر لو۔۔۔ اس دن جب اشعر سنڈے منانے کے لیے دیر سے سوکراٹھا تو دادی، آغا جی اور امی کو لاؤنچ میں بیٹھا دیکھ کر وہیں چلا آیا تھا کچھ دیر بعد اعجاز نے کہا تھا۔۔۔ جسے سن کر جمائی لیتے لیتے رک گیا تھا

لیکن ابھی اتنی جلدی کیا ہے۔۔۔ ابھی تو میری جو ب لگی ہے ابھی تو مجھے اسٹیل ہونے میں تھوڑا ٹائم لگے گا نہیں ہم چاہتے ہیں کہ تم اب شادی کر لو انہوں نے اک بار پھر اپنی بات دہرائی تو برا سامنہ بناتا وہ سمرہ کو دیکھ رہا تھا کہ وہ کچھ مد کریں۔۔۔ سمرہ نے بھی کہا تمہارے آغا جی ٹھیک کہہ رہے ہیں اب تمہیں شادی کر لینی چاہیے۔

لیکن امی ابھی تو میرے بہت سارے خواب ہیں انہیں پورا کرنا ہے گاڑی لینی ہے۔۔۔ ترقی حاصل کرنی ہے کچھ بننا ہے۔۔۔ اشعر پریشان ہو گیا تھا۔۔۔

شادی ہونے سے کون سا وہ تمہیں ترقی کرنے سے روک دے گی۔۔۔ سمرہ نے اسے ٹوکا تھا لیکن پھر بھی آغا جی میں۔۔۔ وہ انہیں منانے کی کوشش جاری رکھے ہوئے تھا اس کی بات کاٹتے ہوئے اعجاز اک دم غصے میں آ گئے تھے۔۔۔ تو تم کیا چاہتے ہو اپنے بھائی کی طرح چھپ کر شادی کرو گے۔۔۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنے دل کا غبار اس پر نکال گئے تھے۔۔۔ اور وہ ان کی بات سن کر بس خاموشی سے دیکھتا رہ گیا تھا۔۔۔

اماں نے بات کو سنبھالا تھا۔۔۔ دیکھو بیٹا ہر چیز کی اک عمر ہوتی ہے ترقی بھی کرتے رہنا لیکن ابھی ہمارے کہنے سے شادی کر لو۔۔۔ لڑکی جو تم کہو اس سے ہم تمہاری شادی کروادیں گے اور اگر کوئی نہیں ہے تو ہمیں ایمین

پسند ہے اگر تمہیں کوئی اعتراض نہیں تو ہم تمہاری شادی ایمن سے کر دیتے ہیں اب تم کہو کیا کہنا ہے۔۔۔

مجھے کچھ وقت تو دیں۔۔۔ اعجاز نے بات ہی ایسی کہہ دی تھی کہ اس کے پاس انکار کا کوئی جواز ہی نہیں تھا۔

اشعر نے چند دن سوچنے کے لیے لیے اور پھر اپنی رضا مندی ایمن کے لیے ظاہر کر دی۔۔۔ اسی دن اماں

بی اور اعجاز نے رومانہ اور طاہر سے ایمن کا رشتہ فون پر مانگا تھا جسے انہوں نے بخوشی قبول کر لیا تھا۔۔۔

چند دن بعد وہ باقاعدہ طور پر رشتہ لے کر لاہور گئے۔۔۔ سب نے خوشی سے ساری باتیں طے کیں اور دو دن

رکنے کے بعد واپس کراچی آ گئے



انس گھر آیا تو فل ولیم میں گانے بج رہے تھے گھر کسی سینما ہال کی طرح گونج رہا تھا۔ نفیسہ بیگم تو پہلے ہی ان کے کسی معاملے میں نہیں بولتی تھیں انہیں اپنے کمرے میں لیٹا دیکھ کر انس کو بہت غصہ آیا۔۔۔ شادی امی کی طبیعت خراب ہے اور سارہ نے فل ولیم میں گانے لگائے ہوئے ہیں۔۔۔ وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو سارہ اور صائمہ ڈانس کر رہی تھیں اسے بہت برا لگا یہ کیا نئی مصیبت ہے یہ اس کی کزن ہے تو میرے گھر کیا کر رہی ہے ویسے ہی انس صائمہ کو پسند نہیں کرتا تھا۔۔۔

ہائے انس کیسے ہو؟۔۔۔ وہ انس کو دیکھ کر بہت لہک کر آگے بڑھی تھی مگر انس نے زیادہ لفٹ نہیں کروائی اس کے ماتھے پر دو بل پڑ گئے تھے۔۔۔ ٹھیک ہوں۔۔۔ سارہ مجھے چائے بنا کر دو اور یہ شور بند کرو امی کی طبیعت خراب ہے انہیں ریسٹ کرنا ہے۔۔۔ وہ کہتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

تمہارا یہ میاں تو بڑا ہی خووس ہے سیدھے منہ بات بھی نہیں کرتا۔۔۔ سارہ بھی صائمہ سے ذرا شکمی ہی رہتی تھی اسے بھی انس سے یوں لہک کر ملنا اچھا نہیں لگا تھا لیکن صائمہ کے سامنے کچھ کہہ نہ سکیں۔۔۔

انس بھی آگئے ہیں میں ان کو چائے بنا کر دیتی ہوں۔۔۔ مجھے تھوڑا ناٹم لگ جائے گا تم بیٹھو یہاں۔۔۔ وہ کہہ کر کچن میں جانے لگی لیکن صائمہ بھی اس کے ساتھ ہی کمرے سے نکل آئی تھی انس جو ماں کے کمرے میں ان کے پاس بیٹھا ان کی خیریت معلوم کر رہا تھا صائمہ وہاں چلی آئی۔۔۔ اور زبردستی اس سے باتیں کرنے لگی۔ سارہ کچن میں ضرور تھی مگر اس کا پورا دھیان انس اور صائمہ پر تھا۔۔۔ سارہ دل ہی دل میں کڑھ رہی تھی اس میں انس

کی کوئی غلطی نہیں تھی لیکن اسے صائمہ کو گھر کا پتہ نہیں دینا چاہیے تھا اسے معلوم تو تھا کہ صائمہ کس نیچر کی ہے۔۔۔
 اک اک لمحہ گزارنا مشکل ہو رہا تھا اور صائمہ کے قہقہوں کی آواز کچن میں آئی تو چائے کپ میں نکالتے سارہ کے ہا
 تھ کانپ کر رہ گئے ٹرے میں تھوڑی سی چائے جھلک گئی۔۔۔ دل سوکھے پتے کی طرح لرز رہا تھا تو غصے کی وجہ
 سے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں لال دھاگے سے تیرنے لگے وہ نفیسہ بیگم کے
 کمرے میں داخل ہوئی تو دیکھا انس اور صائمہ یونیورسٹی کے دور کی باتیں کر رہے ہیں۔۔۔ آو سارہ تم بھی ہما
 رے ساتھ بیٹھو اسے اپنا ہی گھر سمجھو صائمہ نے بہت مزاحیہ انداز میں کہا جس پر انس کے چہرے پر مسکراہٹ سی
 آگئی۔۔۔

تم نہ بھی کہو تو میں بہت اچھی طرح جانتی ہوں یہ میرا ہی گھر ہے تو ظاہر ہے میں تو اسے اپنا ہی سمجھو گی
 ۔۔۔ سارہ نے بہت سنجیدگی سے کہا تھا اس کے جذبات اس کے چہرے سے نمایاں ہونے لگے اور انس اس
 بات پر خوش ہوا تھا کہ سارہ صائمہ سے جل رہی ہے۔ اچھا ہے اس طرح یہ اس فتنے کو ہمارے گھر سے دور رکھ
 گی ورنہ یہ تو ہر دوسرے دن ہمارے گھر ہوگی۔۔۔ اسے اک ترکیب سوچھی وہ مزید ہنس ہنس کر صائمہ سے باتیں
 کرنے لگا۔۔۔ سارہ وہاں موجود تو تھی لیکن بے بس سی لگ رہی تھی۔۔۔

صائمہ تم اب شادی کر لو عمر نکل جائے گی تو کوئی ملے گا بھی نہیں اور صائمہ کا اگلا جملہ سارہ کو مزید جلا گیا۔۔۔
 ہائے!!! اب کس سے شادی کروں تم نے تو کر لی شادی۔۔۔ آنکھ مارتے ہوئے وہ انس کے ہاتھ پر ہاتھ
 مار رہی تھی۔۔۔ سارہ کا چہرہ لال پڑنے لگا اور وہ اٹھ کر چائے دینے کے بہانے ان دونوں کے بیچ آ کر بیٹھ گئی
 ۔۔۔ انس سارہ کے فیس ایکسپریشن اور اس کی بے چینی سے پوری طرح محظوظ ہو رہا تھا جب کہ صائمہ اپنی فطرت
 سے مجبور اپنے اداؤں سے لڑکوں کو اپنی جانب راغب کرنے کے اس فن میں ماہر خوش ہو رہی تھی کہ انس بھی اس کا
 دیوانہ ہو رہا ہے۔۔۔ اور سارہ کو اپنے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں سنائی دے رہی تھیں انسیکیورٹی کا احساس اس
 کے روم روم میں ہو رہا تھا۔۔۔

صائمہ میرا خیال ہے ہمیں امی جی کو آرام کرنے دینا چاہیے اب تم جاؤ میں خود تم سے ملنے کسی دن گھر آؤ گی
 ۔۔۔ آخر سارہ کو یہ کہنا ہی پڑا وہ ناشتہ تو پہلے ہی کروا چکی تھی اور اب چاہتی تھی کہ کسی بھی طرح صائمہ یہاں سے

چلی جائے۔۔۔ صائمہ جانے سے پہلے سارہ کو گلے لگا کر بائے کہنے لگی اور اب وہ انس سے کہہ رہی تھی ڈیر تم بھی آنا میرے گھر تم سے اتنے دنوں بعد مل کر بہت اچھا لگا اور پلیز مجھے زورین کا نمبر دے دینا اس نے شاید نمبر چینج کر لیا ہے مل ہی نہیں رہا۔۔۔ وہ تو میرے پاس بھی نہیں ہے میں جاؤنگا تو ضرور لے لوں گا۔۔۔ پکا۔۔۔ وہ لہک کر بولی بالکل پکا دونوں کے دانت دکھنے لگے جب کہ سارہ اپنے دانتوں کو کس کے بند کئے ہوئے تھے کہیں کوئی بات غصے میں اس کے منہ سے نہ نکل جائے۔۔۔ صائمہ کو چھوڑنے انس بھی سارہ کے ساتھ دروازے تک آیا اور وہ ہاتھ ہلاتی فلائنگ کس دیتی اپنی گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی۔۔۔ سارہ انس کو گھور رہی تھی مگر وہ ایسا بن گیا جیسے اسے کچھ معلوم ہی نہ ہو وہ اپنی ہی دھن میں گنگنا تا ہوا نہانے چلا گیا جب فریش ہو کر واش روم سے نکلا تو بال بناتے بناتے اسے مر رہے دیکھتا جاتا تھا اور گنگنا تا جاتا تھا سارہ کی جل جل کر حالت خراب تھی اور پھر اس نے پوچھ ہی لیا۔

تم بڑے خوش ہو آج کیا بات ہے۔۔۔

ہم تو ہر وقت ہی خوش رہتے ہیں۔۔۔ اداس کب دیکھا تم نے

آج کچھ خاص ہوا ہے کیا۔۔۔؟

نہیں کچھ خاص نہیں۔۔۔ بس ویسے ہی بندہ خوش بھی نہیں رہ سکتا کیا۔

تم اتنا کیوں فری ہو رہے تھے صائمہ سے۔۔۔ سارہ کے ضبط کے سب بندھن ٹوٹ گئے تھے۔

کون میں؟۔۔۔ وہ ایسے چونکا جیسے کوئی انہونی بات سن لی ہو۔۔۔ میں کہاں فری ہو رہا تھا وہ خود ہی بات کر رہی تھی۔ اب اگر میں بات نہ کرتا یا گھر سے چلا جاتا تب بھی تم اعتراض کرتیں میری کزن کی تم نے بے عزتی کر دی اس سے بات بھی نہ کی۔۔۔ وہ اتنی سادگی سے کہہ رہا تھا کہ سارہ جلنے کے باوجود اسے کچھ بھی نہ کہہ سکی مگر دل میں یہ ضرور سوچ لیا تھا کہ اب صائمہ کو اپنے گھر نہیں آنے دے گی۔۔۔

وہ اک بار پھر سیٹی بجاتا اس سے کہہ رہا تھا۔۔۔ میں زورین کے گھر جا رہا ہوں صائمہ کے لیے نمبر بھی تولانا ہے اس کا۔



ایمن اداس سی اکیلے کمرے میں بیٹھی کچھ سوچ رہی تھی جب زورین کمرے کے باہر سے گزرا تھا اسے اداس

دیکھ کر وہ سمجھ گیا میری بہن اداس ہے اس کا دل بہلانے کے لیے اس کے پاس آیا۔۔۔ چلو آؤں کریم کھانے چلتے ہیں۔۔۔ وہ اپنی سوچوں سے نکلے۔۔۔

اچھا کس خوشی میں۔۔۔ وہ ایک دم ہی خوش ہو گئی تھی۔۔۔

تم سے جان چھٹنے کی خوشی میں۔۔۔ وہ اسے گھور کر دیکھنے لگی وہ اور مستی کے موڈ میں آ گیا۔۔۔ چلو بھئی میری جان تو چھوٹے گی۔ سکون ہی سکون ہو گا بھائی یہ لا دو، بھائی وہ لا دو، اب چند دن بعد میں جب آفس سے آیا کرونگا تو کوئی مجھے یہ نہیں کہے گا بھائی میری سہیلی کے گھر لے جاؤ، بھائی درزی سے کپڑے لا دو، بھائی مجھے یہ کھانا ہے لا دو، کتنے کام کم ہو جائیں گے میرے۔۔۔ وہ ہنستے ہنستے اسے تنگ کر رہا تھا

جب اک آنسو ایمین کی آنکھ سے خاموشی سے ٹپک گیا زورین بہن کی آنکھ میں آنسو دیکھ کر رزپ گیا۔

ارے میری گڑیا میں۔۔۔ میں تو مذاق کر رہا تھا تم رونے کیوں لگیں۔۔۔ وہ اک دم شرمندہ ہو گیا تھا۔ ایمین کو خود سے قریب کرتے وہ اس کے سر پر ہاتھ سے تھکی دے رہا تھا۔۔۔

آپ کو میں بہت تنگ کرتی ہوں نا۔۔۔ وہ سر جھکائیے اداسی سے کہہ رہی تھی۔۔۔

بہنیں بھی بھلا بھائیوں کو کبھی تنگ کرتی ہیں۔ وہ تو بہت پیار کرنے والی ہوتی ہیں اور تم تو میرے گھر کی چڑیا ہو تم چلی جاؤ گی تو گھر کتنا سونا سونا لگے گا پھر میں کسے تنگ کرونگا کس کے ساتھ مستی مذاق کرونگا۔۔۔ وہ اسے دلا سادے رہا تھا۔۔۔ زورین نے اتنی محبت سے کہا تو ایمین کا دل بھر آیا اک آنسو پھر ایمین کی آنکھ سے نکل آیا تھا۔

نہیں میری جان میرا بچہ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اک ہی تو بہن ہے میری اس سے مستی نہیں کرونگا تو کسے تنگ کرونگا میں صرف مذاق کر رہا تھا کبھی منع کیا ہے تمہارے کسی کام کو۔۔۔ مجھے تم یاد آؤ گی بہت یاد آؤ گی۔۔۔ اور ہاں!!۔۔۔ تم بالکل پریشان نہ ہو۔۔۔ جب تک تمہارا بھائی زندہ ہے تم کبھی بھی اکیلی نہیں ہو کچھ بھی کبھی بھی مشکل ہو تو تم مجھے کسی بھی وقت کال کرنا میں تمہاری مدد کو ضرور پہنچوں گا۔۔۔

میری چند رونا بند کرو اب جلدی سے۔۔۔ وہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہہ رہا تھا اس کی ناک رو نے کی وجہ سے لال پڑ چکی تھی۔۔۔ زورین نے اسے ہنسانے کے لیے کہا

مجھے لگتا ہے تمہاری اس لال ٹائٹل جیسی ناک کے ساتھ اک تصویر اشعر بھائی کو بھیج ہی دوں ساتھ میں میسج بھی

دونگا۔۔۔ بھائی اب بھی وقت ہے سوچ لو۔۔۔ وہ ہنستے ہوئے اسے تکتے سے مارنے لگی۔۔۔

تین مہینے بعد شادی کر کے ایمن کو اس گھر سے چلے جانا تھا ایمن بھی اس رشتے پر خوش تھی اور زورین اسے مختلف گانے گا کر بار بار چھیڑے جا رہا تھا۔۔۔ جہاں رومانہ اور طاہر خوش تھے کہ اپنی ذمہ داری سے فارغ ہو رہے ہیں وہیں اپنی پیاری بیٹی سے جدائی کا دکھ بھی تھا۔ وسو سے اور اندیشے بھی تھے گو کہ وہ اشعر کو بچپن سے جانتے تھے اور اس گھر کے سب افراد سے بھی اچھی طرح واقف تھے پھر بھی بیٹی جب بہو بن جائے تو رشتوں میں کہیں نہ کہیں سلوٹیں پڑنے لگتی ہیں۔ وہ دونوں بھی ان ہی سلوٹوں میں الجھے ہوئے تھے۔

☆.....☆.....☆

آج سنڈے تھا انزلہ دیر سے سو کر اٹھی تو اسے یاد آیا کہ آج تو اک خاص دن ہے۔ موبائل پر سب خاص دنوں کے ریمائنڈر اس نے لگا رکھے تھے اور اس خاص دن کا بھی اسے میسج آیا ہوا تھا۔ فریش ہو کر ناشتہ کیا۔ تو تقریباً بج چکے تھے اس نے سوچا سارہ اٹھ گئی ہوگی میں اسے فون تو کر لوں۔

ہیلو۔۔۔ اسلام علیکم۔۔۔

ہاں! سارہ انزی بول رہی ہوں۔۔۔

واعلیکم اسلام جیتی رہیے خوش رہیے بولیے بولیے آپ کو کون بولنے سے روک سکتا ہے بھلا۔۔۔

روک کے تو دکھائے کوئی مجھے میں تمہیں سامنے کر دوں گی سب کی بولتی بند ہو جائے گی۔۔۔ ہی ہی ہی

اوائے کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔ میں اتنی ڈراؤنی ہوں۔۔۔

نہیں نہیں اتنی بھی نہیں ہو مگر کیا ہے کہ جب انسان ڈر جاتا ہے تو خوف سے اس کے گلے سے آواز ہی نہیں نکلتی اب اس میں تمہارا کیا قصور ہے۔۔۔ انزلہ سارہ کو تنگ کر رہی تھی

اچھا تو یہ بات ہے۔۔۔ تم ملو مجھ سے پھر بتاتی ہوں تمہیں ویسے ہی میں تم سے بہت ناراض ہوں اوپر سے تم ایسی بکواس کر رہی ہو۔۔۔

سارہ مصنوعی خفگی سے کہہ رہی تھی۔۔۔

کیوں بھی مجھ جیسی ناچیز سے کیا گستاخی ہو گئی جو مادام خفا ہو گئیں۔۔۔ انزلہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

کچھ نہیں۔۔۔ ہر بات کہنے کی تھوڑی ہوتی ہے کچھ چیزیں خود بھی یاد رکھنی چاہیں انسان کو۔۔۔ سارہ نے پیار بھرا شکوہ کیا۔

کچھ نہیں تو۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ ویسے میں نے تمہیں وش کرنے کے لیے فون کیا تھا میری چاندی پیاری، پر یوں سی نازک اور پھولوں سی

کوئل دوست کو سا لگرہ بہت بہت مبارک ہو تم جیو ہزاروں سال۔۔۔ محبت سے انزلہ نے مبارکباد دی ارے واہ تم کو یاد تھا۔۔۔ thank u so much لیکن یہ وش تو تم جب ملو گی تب کرنا میں بغیر تحفے کے وشز نہیں لیتی۔۔۔ بڑے مان سے سارہ نے کہا

ہاں ہاں ندیدی مل جائے گا گفٹ بھی اب یہ بتاؤ ناراض کیوں ہو اور ابھی کہاں ہو سسرال میں یا میکے میں۔۔۔ انزلہ نے پوچھا

تم نے صبح سے وش جونہی کیا تھا میں سمجھی تم بھول گئیں اور سسرال والوں کی تو بات ہی نہ کرو میکے میں ہوں۔ ایسے کیسے بھول جاؤ گی؟ اسی لیے تو فون کیا ہے کہ تم گھر پر ہو یا نہیں۔۔۔

میں بالکل گھر پر ہوں بلکہ تم ذرا دیر سے آنا کیونکہ مجھے پتا ہی نہیں تھا ماما لوگوں نے سر پر انز پارٹی ارٹج کی ہو ہے بلکہ آئی اور نا نو کو بھی لے آنا۔۔۔ سارہ نے دعوت بھی دے دی

اوکے ڈیئر آرہی ہوں۔۔۔ ٹھیک اللہ حافظ۔۔۔

اللہ حافظ۔۔۔ جلدی آنا۔۔۔

ok۔۔۔ جلدی آؤ گی۔۔۔

مما سارہ سے ابھی بات ہوئی۔۔۔ آج اس کی سالگرہ ہے اسکے گھر والوں نے پارٹی ارٹج کی ہوئی ہے اس نے میرے ساتھ آپ کو اور نا نو کو بھی بلایا ہے شام میں آپ لوگ جلدی تیار ہو جائے گا پھر چلتے ہیں۔۔۔

تمھاری نا نو تو نہیں جاسکتیں ان کے گھنٹوں میں بہت درد ہے اور انہیں اکیلے چھوڑ کر میں نہیں جاسکتی۔۔۔ تم چلی جانا۔۔۔

آپ لوگ بھی چلتیں تو مزا آتا نا کتنے دنوں بعد ملو گی اس سے۔۔۔ نہیں ہم تو نہیں جاسکتے تم کوئی راستے سے

اچھا سا گفت لیتی جانا۔۔۔ ملکہ خاتون نے صلح دی

جی اک گفت لیا ہے بس ریپ کروانا ہے وہ راستے سے کرواتی جاؤں گی۔۔۔

اور بیٹا ذرا جلدی آنے کی کوشش کرنا زیادہ رات نہ کرنا۔۔۔ جی امی۔۔۔

وہ ناشتہ کر کے جانے کے لیے کپڑے وغیرہ نکالنے لگی شام میں جب سارہ کے گھر جانے کے لیے تیار ہوئی اور گفت اٹھا کر گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔ پہلے وہ سیدھی اک گفت شاپ پر گئی اپنے گفت کو اچھا سا پیک کروا کر با ہر نکل رہی تھی کہ اس کی نظر سامنے کھلے ریسٹورینٹ کی پارکنگ پر چلی گئی جسے دیکھ کر وہ ٹھٹھک گئی۔ جہاں ابھی اک گاڑی آ کر رکھی تھی۔۔۔ جسے دیکھ کر وہ چونک گئی اور اس میں سے مہتاب اتر کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھی لڑکی کے لیے اب دروازہ کھول رہا تھا۔۔۔ وہ بہت فلمی انداز میں جھک کر اسے باہر آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔۔۔ الٹرا ماڈرن انداز کے بہت ہی چست سیلویلیس ٹی شرٹ آدھی پنڈلیوں تک کھلی ٹانگوں والی چست سی جینز کی پینٹ پہنے لڑکی باہر اتری اور دونوں اک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہنستے مسکراتے ریسٹورینٹ میں چلے گئے۔۔۔ وہ لڑکا اور کوئی نہیں مہتاب تھا جسے دیکھ کر انزلہ کا دل گھبرا رہا تھا۔۔۔ آنسوؤں کا اک ریلہ آنکھوں میں آنے لگا جو وہ یوں بچ راستے میں بہا نہیں سکتی تھی۔

اب انزلہ کا موڈ نہیں تھا۔ سارہ کی پارٹی میں جانے کا اس لیے گھر واپس آ گئی۔۔۔ نانو نے پوچھا بھی کہ تم گئی نہیں۔۔۔ نہیں نانو ابھی جا رہی ہوں بس سر میں درد ہو رہا تھا۔ تھوڑا آرام کر لوں دو اکھائی ہے۔ ابھی آدھے گھنٹے بعد چلی جاؤں گی اسکے دل پر کیا گزر رہی تھی اس وقت وہ کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی خاص کر نانو اور ماما پر وہ انہیں دکھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ حالانکہ اسے مہتاب سے کبھی کوئی محبت نہیں رہی تھی مگر اک نام کا رشتہ تھا جسے شاہید وہ مجبوراً نبھانا چاہتی تھی لیکن پھر بھی اسے تکلیف ہوئی تھی یہی وہ چند تکلیف دہ لمحے ہوتے ہیں جب انسان خود کو کسی محفوظ حصار میں جانے کا متلاشی ہوتا ہے اور اس لمحے اسے بھی اک بھائی اور باپ کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی تھی اس کا دل خون کے آنسوؤں سے تھکا ہوا تھا کاش میرا بھی بھائی یا بابا ہوتے تو میں اس رشتے سے کب کا انکار کر چکی ہوتی ماموں کے احسانات کی وجہ سے وہ انکار کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی لیکن اسے خود پر قابو رکھنا تھا۔۔۔۔۔

ورنہ ان دو سادہ دل عورتوں کے دل کو ٹھیس لگ سکتی تھی جو اس سے بہت پیار کرتی ہیں۔ اس کا دل ابھی کسی

سے بات کرنے کو نہیں چاہ رہا تھا وہ بس خاموشی سے گزرے وقت کے بارے میں سوچنا چاہتی تھی۔۔۔ تاکہ مستقبل کے بارے میں فیصلہ کر سکے لیکن شاید ابھی اس میں یہ فیصلہ لینے کی بھی ہمت نہ تھی دل تو کر رہا تھا کہ کپڑے چنچ کر کے سو جائے مگر نانو اور ماما کو کیا جواب دے گی اور پھر سارہ کی وجہ سے جانا ہی پڑا اور نہ وہ ناراض ہو جاتی۔۔۔ وہ سارہ کے گھر پہنچی تو پورا گھر سجا ہوا تھا، مہمانوں کی کافی بڑی تعداد جمع ہو چکی تھی شاید اسے ہی دیر ہوگی تھی۔۔۔

سارہ کی اس پر نظر پڑتے ہی وہ دوڑی چلی آئی۔۔۔ تم آگئیں اتنی دیر میں آرہی ہو ساری تیاری مجھے اکیلے کرنی پڑی۔ ڈریس سلیکشن جیولری میک آپ تم آجائیں تو میری ہیلپ کراتی نا۔۔۔ وہ خفگی سے کہہ رہی تھی۔۔۔ تو تم نے مجھے کام کرنے کے لیے بلایا تھا۔۔۔ سارہ کی اتنی لمبی تقریر سن کر مسکراتے ہوئے اس نے صرف یہی کہا تھا۔۔۔ تو اور کیا دوستیں اور کس لیے ہوتی ہیں؟ وہ بھی اک ڈھیٹ تھی بڑی ڈھٹائی سے کہتے اسے چڑانے لگی لیکن انزلہ نے کوئی تبصرہ نہیں کیا سارہ نے نوٹ کیا وہ کچھ چپ چپ سی ہے۔۔۔ پھر سارہ نے اس کا گفت لیتے ہوئے اسے چھیڑا۔۔۔ لے آئیں تم کوئی اپنا پرانا سا گفٹ۔۔۔

انزلہ اور اس بات پر خاموش رہ جائے یہ نہیں سکتا تھا مگر وہ اب بھی چپ تھی جیسے کسی سوچ میں گم ہو۔۔۔ سارہ کا شک یقین میں بدل گیا کچھ بات ضرور ہے۔۔۔ سارہ کی امی کو دیکھ کر انہیں سلام کرتی ان سے مل رہی تھی۔۔۔ والیکم اسلام۔۔۔ میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ تم سناؤ تم ٹھیک ہو۔۔۔ انزلہ نے دور کہیں کنویں سے آتی اپنی آواز سنی۔ جی آنٹی میں بالکل ٹھیک ہوں جیسے خود کو یقین دلا رہی ہو۔ تمھاری نانو اور ماما نہیں آئیں آنٹی کھوجتی نگاہوں سے پوچھ رہی تھیں۔۔۔ نہیں آنٹی نانو کے گھٹنوں میں بہت درد تھا اسی لیے ماما کو بھی ان کے پاس ہی رکنا پڑا۔۔۔ اوہ!! لاؤ کسی دن اپنی امی اور نانو کو۔۔۔

انزلہ خود پر قابو پاتے ہوئے دھیرے سے مسکرا کر۔۔۔ جی ضرور۔۔۔ کہہ رہی تھی اچھا تم لوگ انجوائے کرو۔۔۔ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے آنٹی مسکرا کر کہتی مزید مہمانوں کی جانب بڑھ

گئیں تھیں۔

سارہ اچھا تم اپنے شوہر سے تو ملو او۔۔۔ وہ ابھی تو یہیں تھے شاید کسی کام سے باہر گئے ہونگے بس آتے ہی ہونگے اصل میں، میں ابھی اس لیے نہیں بلا رہی کہ مجھ سے ابھی ابھی لڑائی ہوئی ہے اور میں بات کرنے میں پہل نہیں کرنا چاہتی۔۔۔

کیوں بھئی ابھی سے لڑائیاں شروع ہو گئیں۔۔۔ انزلہ نے ہنستے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں یوں ہی کہا تھا مگر سارہ شروع ہو گئی تھی۔ ہاں اب کیا کروں اتنے کنجوس ہیں میں نے اک ڈائمند کا ہار ہی تو مانگا تھا میری شادی کے بعد پہلی سالگرہ ہے اور پھر شادی بھی ہماری ایسی کوئی دھوم دھام سے نہیں ہوئی اسی لیے ممانے یہ فنکشن رکھا ہے کہ اپنے خاندان والوں کے سامنے تو شرمندگی سے بچ جائیں اب اتنا تو حق بنتا ہے میرا مگر نہیں اک سونے کی چین لے آئے ساتھ میں بس اک پھولوں کا بکے یہ بھی کوئی بات ہوئی۔۔۔

کسی نے سارہ کو بلایا تھا۔۔۔ سارہ۔۔۔ وہ اسے باقی سہیلیوں کے درمیان انزلہ کو بیٹھا کر دوسرے مہمانوں کے پاس چلی گئی۔ مگر اس کی نظر چپ چاپ بیٹھی انزلہ پر تھی وہ خاموشی سے بس زبردستی مسکرا رہی تھی۔۔۔ کھانا کھاتے ہی انزلہ باقی سہیلیوں کی موجودگی کے باوجود سر درد کا بہانہ کر کے جلدی گھر چلی گئی۔۔۔

پارٹی میں زورین نے انزلہ کو دیکھ لیا تھا اسی لیے وہ وہاں سے چلا جانا چاہتا تھا اسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اس سے کیوں بچ رہا ہے بس وہ اس کے سامنے نہیں آنا چاہتا تھا اس کے دل کی کیفیت بہت عجیب ہو رہی تھی انس جو زورین کی دلی کیفیت سے واقف تھا اسے کمپنی دینے کے لیے اس کے ساتھ سارہ کے گھر سے نکل آیا تھا اور اب دونوں دوست ایک پارک میں جا کر بیٹھ گئے تھے زورین چپ چپ تھا۔۔۔ تم چپ کیوں ہو۔۔۔

پتہ نہیں جب میں اسے بھولنے لگتا ہوں وہ کیوں میرے سامنے آ جاتی ہے پتہ نہیں میرے نصیب میں کیا لکھا ہے۔۔۔ وہ بے چینی سے ٹہل رہا تھا اور کچھ دیر بعد سارہ کا فون آیا کہاں ہو تم سب مہمان چلے جائیں گے تب آو گے کیا سب تمہیں پوچھ رہے ہیں اب تو آدھے مہمان کھانا کھا کر چلے بھی گئے ہیں۔۔۔ اچھا اچھا آ رہا ہوں۔۔۔ چلو یا کھانا تو کھا لو۔۔۔

نہیں انس میرا موڈ نہیں ہے تم جاؤ میں کچھ دیر یہیں بیٹھنا چاہتا ہوں اور پھر انس اسے چھوڑ کر سارہ کے گھر چلا گیا۔۔۔

انزلہ کے گھر پر ناو اور ماما اس کے انتظار میں اب تک جاگ رہی تھیں ان دونوں کو سلام کرتی وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

تمھاری طبیعت ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔ امی جی بتا رہی تھیں تمھارے سر میں درد تھا۔۔۔ ملکہ خاتون پریشانی سے پوچھ رہی تھیں۔

جی ماما اب تو بہتر ہے میں نے میڈیسن لے لی تھی بس نیند آرہی ہے سو جاؤں گی تو جو تھوڑا بہت درد رہ گیا ہے۔ وہ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ اچھا چلو ٹھیک ہے تم سو جاؤ اگر زیادہ طبیعت خراب ہو تو مجھے جگا دینا۔۔۔ جی آپ بھی سو جائیں۔ شب بخیر۔۔۔ شب بخیر۔۔۔

ساری رات سوچتے سوچتے وہ روتی جاتی تھی۔ اس نے یہ منظر پہلے بھی دو مرتبہ دیکھا تھا۔ وہ ہر بار اک نئی لڑکی کے ساتھ ہوتا تھا۔ اسے اس بارے میں اب مزید دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اپنی ماما اور ناؤ کو اپنے اس فیصلے سے آگاہ کر دینا چاہیے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ مہتاب کے بارے میں کیا فیصلہ کرنے جا رہی ہے اور کیوں۔ میں اب مزید خاموش نہیں رہو گی میں ان دونوں کو سب کچھ بتا دوں گی وہ اس پریشانی سے نکلنے کی کوئی راہ تلاش کرنا چاہتی تھی۔

روتے روتے اس کی آنکھیں سوج گئی تھیں وہ دعا کر رہی تھی۔۔۔

یا اللہ! میری مشکل آسان فرما میرے حق میں جو کچھ بہتر ہو وہ کر دے مالک میں بہت کمزور ہوں مجھے طاقت دے میں نے ہمیشہ اپنا ہر فیصلہ تجھ پر چھوڑا ہے کیونکہ میں جانتی ہوں تو بہترین کرنے والا ہے میں یہ فیصلہ بھی تجھ پر چھوڑتی ہوں پس تو جو میرے لیے مناسب سمجھے وہ کر دے بے شک تجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔۔۔

انزلہ دعا کرتے کرتے سو گئی تھی۔ صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو سر اتنا بھاری ہو رہا تھا کہ اٹھنے کی ہمت ہی نہیں تھی۔ صبح سارہ کے فون سے اس کی آنکھ کھلی۔ سلام دعا کے بعد سارہ نے پوچھا تم کیسی ہو۔۔۔

ہاں ٹھیک ہوں۔۔۔

پر تمھاری آواز سے تو نہیں لگ رہا۔۔۔

بس تھوڑا سا بخار ہے اور نزلہ بھی ہو گیا ہے اسی لیے آواز ایسی لگ رہی ہے۔۔۔

کیوں کیا ہوا ہے؟ اچھا ٹھیک ہے میں تمھارے پاس آ رہی ہوں۔۔۔ سارہ کو اپنے شک پر یقین ہونے کا کچھ تو گڑبڑ ہے۔۔۔

کچھ نہیں ہوا ہے کیا انسان بیمار نہیں ہو سکتا۔۔۔

ہو سکتا ہے لیکن تم پریشان ہو صرف بیمار نہیں اور شاید اسی ٹینشن کی وجہ سے بیمار پڑی ہو۔ میں آ رہی ہوں گھر پر ہی رہنا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں سارہ اس کے کمرے میں موجود تھی۔

کیسی ہو؟ انزلہ نے کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی۔۔۔

ٹھیک ہوں۔ بس سر میں درد ہو رہا ہے۔۔۔ کوئی خاص وجہ۔۔۔ نہیں کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔ بس ایسے ہی شاییند نہیں پوری ہوئی۔۔۔

اور شیند کیوں پوری نہیں ہوئی؟۔۔۔

بس ایسے ہی۔۔۔ ایسے ہی تو نہیں کوئی نہ کوئی ٹینشن ضرور ہے۔ بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے۔ کل سے دیکھ رہی ہوں۔۔۔ کچھ تو ہوا ہے تمھیں۔۔۔ کل پارٹی میں بھی اتنی گرم سمیٹھی تھیں تم جیسے کسی نے زبردستی تم کو باندھ کے بٹھا یا ہوا ہو۔۔۔

نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔۔ انزلہ نے اس کی بات ٹالنے کی کوشش کی

تم شرافت سے بتا رہی ہو کہ نہیں۔۔۔ انزی میں تمھاری ہر عادت کو اچھی طرح جانتی ہوں۔ تم اس وقت پریشان ہو اور یہ تمھارے چہرے پر صاف صاف لکھا ہوا ہے۔۔۔

تو گویا فیس ریڈنگ کر رہی ہیں آپ میری۔۔۔ انزلہ نے بالوں کو بینڈ سے باندھتے ہوئے کہا لیکن وہ بھی سارہ تھی ایسے ہی خاموشی سے اسے گھورے گئی۔۔۔ مجبوراً انزلہ نے بتانے کا فیصلہ کر ہی لیا۔
اچھا میری پریشانی جان کر تم کیا کر لو گی؟ کون سا میری پریشانی ختم کر دوا دو گی؟۔۔۔

ختم نہ بھی کر سکوں تو تم کو کوئی اچھا سا مشورہ ہی دی دوں گی۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے بتا رہی ہوں مگر ابھی ماما یا نانا میں سے کسی کو کچھ نہیں بتانا میں نہیں چاہتی کہ وہ پریشان ہوں جب تک کہ میں خود کوئی فیصلہ نہ کر لوں۔ اب بولو گی بھی یا پہیلیاں ہی بجھواتی رہو گی۔۔۔

اصل میں بات یہ ہے کہ میں نے تمہیں بتایا تھا نہ مہتاب کا۔۔۔

اب کیا کر دیا مہتاب نے؟۔۔۔ سارہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

میں نے کل پھر اسے اک لڑکی کے ساتھ ریسٹورینٹ میں جاتے دیکھا ہے۔ اس کے ہر انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ لڑکی صرف دوست نہیں بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔۔۔ اگر وہ فلرٹ بھی کر رہا ہے تب بھی مجھے اس کی یہ حرکت پسند نہیں آئی اسے اتنا بھی احساس نہیں کہ اب اس کی مجھ سے منگنی ہو گئی ہے۔ اور اگر ابھی وہ یہ سب کچھ بغیر کسی خوف کے کر رہا ہے کہ کوئی دیکھ بھی لے تو کیا فرق پڑتا ہے تو پھر بعد میں تو اسے کھلی آزادی مل جائے گی میرا کونسا کوئی بھائی یا پاپا ہیں جو اسے سیدھا کر کے رکھیں گے۔۔۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا اب کیا فیصلہ کروں۔۔۔ اگر میں انکار کرتی ہوں تو ابھی نانا کو کا دو مہینے پہلے بائی پاس ہوا ہے انہیں ٹھیس پہنچے گی اور اگر نہیں کرتی تو مجھے آگے بہت مشکل ہو سکتی ہے۔۔۔

شادی کی تاریخ کب کی ہے؟۔۔۔ سارہ نے پوری بات سن کر سوال کیا

ابھی توچھ مہینے کا ٹائم ہے لیکن ماما چاہتی ہیں کہ میں شوپنگ شروع کر دوں۔۔۔ سوچ رہی ہوں دونوں آپسوں کو ساری صورت حال بتا دوں اور ان سے مشورہ کر لوں تاکہ وہ ماما اور نانو کو کنس کر سکیں۔۔۔ تو پھر ٹینشن کس بات کی ہے۔ جب تک اس وقت کو نکال سکتی ہو۔ خاموش رہو وقت آنے پر انکار کر دینا آپسوں سے بھلے مشورہ کر لو تاکہ وہ بھی ذہنی طور پر تیار ہو جائیں جب تک نانو کی طبیعت بھی بہتر ہو جائے گی۔ ہاں میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔۔۔

کچھ دن بعد اس نے مناجلہ آپنی کوفون کیا تھا اور ساری بات بتائی تھی وہ تو پریشان ہی ہو گئیں تھیں۔ ہائے!!! اب کیا ہوگا اتنے سال منگنی رکھ کر ختم کریں گے تو لوگ کتنی باتیں بنائیں گے۔۔۔ انزی میری گڑیا ایسے نہ کرنا اور اتنی آسانی سے رشتے ملتے بھی تو نہیں ہیں۔۔۔

وہ شروع سے ہی ایسی تھیں۔ ہر بات پر پریشان ہو جانے والی گھبرا جانے والی۔ کوئی بھی چھوٹا سا مسئلہ ہوتا ان کے ہاتھ پاؤں یوں ہی پھول جاتے۔۔۔ گھبراہٹ کا دورہ سا پڑ جاتا۔ شادی سے پہلے بھی ان کا یہی حال تھا اسی لیے شرجیل ماموں کے لائے ہوئے اس بیرون ملک کے رشتے کو سوچ سوچ کر گھبرا جاتیں لیکن ماما اور نانو کے سمجھانے پر مان گئی تھیں۔ وہ خود فیصلہ لینے کی صلاحیت سے محروم تھیں۔ وہ لوگوں کی باتوں سے ہمیشہ سے ہی ڈرتی تھیں اسی لیے ماموں جب ان کے لیے رشتہ لائے تو انہیں کچھ سمجھ بھی نہ آیا اور سارا فیصلہ ماما پر ڈال کر سکون سے بیٹھ گئیں کہ بعد میں مجھے کوئی کچھ نہ کہے یہ فیصلہ آپ کر رہی ہیں۔۔۔

آپی آپ کیا چاہتی ہیں کہ میری شادی مہتاب سے ہو جائے۔۔۔ انزلہ نے ساری باتیں مہتاب سے متعلق انہیں بتا کر ان کی رائے مانگی تھی۔۔۔

نہیں میں نے ایسا کب کہا لیکن اس منگنی کو ختم کرنے کا بھی نہیں کہہ رہی اسے سمجھایا تو جاسکتا ہے نا۔۔۔ وہ ابھی بھی ڈانوا نڈول ہو رہی تھیں اور اسے بھی کنفیوز کر رہی تھیں۔۔۔

لیکن جتنے دن اسے سمجھانے میں لگیں گے۔۔۔ اتنا ہی وقت گزرتا جائے گا۔ پھر لوگ کہیں گے اتنے سال بعد منگنی ختم کر دی پھر بھی تو باتیں بنیں گی آپنی اور اگر خدا نخواستہ شادی کے بعد مسائل ہوئے تو کیا ہوگا۔ تب بھی باتیں بنیں گی۔۔۔ انزلہ ان کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ چکی تھی۔۔۔

وہ تو گھبرا کر رونے ہی لگیں۔۔۔ انزی میری گڑیا پھر اب کیا ہوگا اب کیا کرو گی تم۔۔۔

کچھ نہیں کروں گی میں۔۔۔ بس جو کچھ کرے گا اللہ کرے گا۔۔۔ میں تو صرف دعا کروں گی کہ جو بھی میرے حق میں بہتر ہو۔۔۔ آپ فکر نہ کریں آپ کو میں نے آگاہ کر دیا ہے۔ آگے جو بھی ہو خود کو ذہنی طور پر تیار رکھیے گا اور پلینز رونا بند کریں آپنی۔ میں نے اس لیے آپ کو فون نہیں کیا تھا کہ آپ پریشان ہو جائیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ اچھا میں بعد میں بات کریں گی۔۔۔ ابھی ماما اور نانو کو کچھ نہیں بتائیے گا مجھے ابھی کچھ وقت چاہیے۔ وہ آپنی سے ان کی رائے لینا چاہتی تھی مگر وہ خود اتنی پریشان ہو گئی تھیں کہ بجائے اسے تسلی دینے کہ خود ہی رو نے لگیں۔۔۔ وہ مزید الجھن کا شکار ہو گئی تھی۔

اس نے فون رکھ کر کہہ کر مینا بھوکو بھی فون کر دیا تھا اور ساری تفصیلات سے آگاہ کر کے ان کی بھی رائے لینے چاہی

۔ فون کی بیل جا رہی تھی اور وہ ماضی کے جھروکوں سے بچپن کو سوچنے لگی۔۔۔

بجو قدرے مضبوط اعصاب کی مالک تھیں۔ انہوں نے ہمیشہ ہی اس کا ساتھ دیا تھا اور اس دنیا سے لڑنے کے بہت سے گر بھی سکھائے تھے۔ اسے یاد تھا کہ اک بار جب وہ آٹھویں جماعت میں تھی اور اسکول سے گھر آتے ہوئے اسے اک لڑکے نے اس پر آوازیں کسی تھیں تو اس کی حالت کتنی خراب تھی کس طرح ڈرتی کا پنتی وہ گھر تک پہنچی تھی پسینے میں شرابور ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے اگلے دن اس کا خوف سے دم نکلا جا رہا تھا اور اسی خوف کی وجہ سے دو دن تک بخار چڑھا رہا ایسے میں آپنی تو رونے بیٹھ گئیں تھیں کہ ہمارا کوئی بھائی نہیں پاپا نہیں ہیں ہم کس سے کہیں۔۔۔ کہتی جاتیں اور رونے لگتیں لیکن بجونے اسے بہت حوصلہ دیا تھا اسے کہا تھا کہ وہ ہمیشہ آیت الکرسی پڑھ کر گھر سے نکلا کرے کیونکہ اللہ اس کی حفاظت کریں گے۔ پھر انہوں نے ہی کہا تھا کہ اپنے آپ کو ڈھانپ کر رکھا کرو جب سے ہی اس نے عبا یا اوڑھنا شروع کر دیا تھا اسے تحفظ کا احساس ہوا تھا، بچہ راستے میں نہیں بلکہ راستے کے ایک کنارے پر چلا کرو، زور زور سے ٹھٹھے لگاتی ہنستی مسکراتی نہ چلا کرو، راستے پر کھاتی پیتی اٹھکھیلیاں کرتی لڑکیاں خود مردوں کو اپنی جانب متوجہ کرتی ہیں سنجیدگی سے چلا کرو۔ کوئی بھی ایسا کام جس سے راہ چلتے لوگ تمھاری جانب متوجہ ہوں اچھا نہیں ہے جیسے پازیب یا ایسی چوڑیاں جن میں آواز پیدا ہو پر فیوم کی اتنی تیز خوشبو کہ ہر نگاہ تمھاری جانب اٹھے۔ تمھاری یہ بردباری اور سنجیدگی آدھے سے زیادہ مسائل کو یوں ہی حل کر دے گی۔۔۔ تم پہلے اپنے اعمال پر نظر رکھو اپنی حفاظت کے لیے یہ سب اہتمام کرو پھر دوسروں کی باری آئے گی۔۔۔ پھر بھی کوئی آوازیں کسے تو کوشش کرو کہ نظر انداز کر دو یا راستہ بدل دو لیکن پھر بھی کوئی تمھاری طرف غلط نگاہ سے دیکھے تو اپنے اندر اتنا حوصلہ رکھو کہ اس کو منہ توڑ جواب دے سکو کسی کی اتنی جرات نہ ہو کہ تمھیں نقصان پہنچانے کے بارے میں سوچ بھی سکے۔۔۔ سمجھیں۔۔۔ ایسے لوگ بہت ڈر پوک ہوتے ہیں۔ جو تہا لڑ کیوں کو راہ چلتے ڈراتو سکتے ہیں لیکن دنیا کے سامنے ان کی طرف دیکھنے کی ہمت بھی نہیں کر سکتے۔ اس لیے ایسے راستے کا انتخاب کرو جو پر رونق ہو۔ اور اگر ایسا کوئی راستہ نہ ہو یا کچھ حصہ تمھارے راستے میں سناٹے والا ہو اور ایسی کوئی صورت حال پیش آئے تو زمین پر پڑے پتھروں کو استعمال کرو جیسے بھونکنے والے کتوں کو پتھر کھینچ کر مارا جاتا ہے اور وہ ڈر کر بھاگ جاتے ہیں تو پھر یہ لوگ تو ان سے بھی کمزور ہوتے ہیں کیونکہ یہ کاٹ بھی نہیں سکتے

انہیں بھی ایسے ہی پتھر کھینچ کر مارنا لیکن ایسے کہ صرف ان کو ڈراؤ کسی کو زخمی نہ کر دینا کہ کوئی دشمن ہی بن جائے وہ پتھر تمہیں کبھی تنگ نہیں کریں گے اپنی حفاظت خود کرنا سیکھو ورنہ دنیا تمہیں ہر موڑ پر ڈرائے گی۔۔۔

چند دن بعد اسکول جاتے ہوئے اک گندے سے حلے والا مزدور آدمی اس کے پاس سے گزرا لیکن جب سنا نا دیکھ کر اپنی سائیکل اس کی جانب موڑ لی تھی اور اک انتہائی بے ہودہ گانا گاتا ہوا اس کے گرد چکر کاٹ رہا تھا اس نے ہمت کر کے پتھر اٹھایا اور مارا وہ پتھر سائیکل کے پیچے پر لگا وہ آدمی سائیکل سے گر پڑا اتنی دیر میں انزلہ نے دوسرا پتھر اٹھایا تو وہ ڈر کر جلدی سے سائیکل چلاتا بھاگ گیا اسے آپنی کی کبھی بات پر یقین ہو گیا اب وہ آسانی سے نہیں ڈرتی تھی۔ اس نے یہ بات سیکھ لی تھی کہ جتنا آپ اپنے اوپر خوف کو طاری کرتے ہیں آپ اتنا ہی تکلیف کا شکار ہو جاتے ہیں۔ خوف صرف اللہ کی نافرمانی سے کھانا چاہیے۔ اس کی ناراضگی سے ہونا چاہیے۔ بچو ہمیشہ کبھی تمہیں تمہارے بھی اتنی ہی ہاتھ پاؤں ہیں جتنے کسی لڑکے کے ہیں اگر ہمارا بھائی ہوتا تو شاید وہ بھی یہی کرتا۔۔۔ اس دن وہ بہت مسرور سی گھر لوٹی تھی اور پورا واقعہ جب دونوں آپوں کو سنایا تو بڑی آپنی کا تو منہ ہی بند نہیں ہو رہا تھا وہ اسے مستقل ڈرا رہی تھیں اگر وہ آدمی پھر آ گیا تو۔۔۔ جب کہ بجو اسے شاباشی دے رہی تھیں اب وہ کبھی تمہارے پیچھے نہیں آئے گا۔۔۔ جب انسان کو یہ احساس ہو جائے کہ وہ اپنی حفاظت خود کر سکتا ہے تو اس میں اک خاص قسم کا اعتماد آ جاتا وہ کسی دوسرے انسان کا محتاج نہیں رہتا ہمیں بھی یہ حقیقت تسلیم کر لینی چاہیے کہ ہمارا کوئی بھائی نہیں تو ہمیں خود اپنی حفاظت کرنی ہے اس دن انزلہ نے ان سے پوچھا تھا آپنی اپ کو اتنی ساری باتیں کیسے پتہ ہیں تو وہ ہنس کر کہنے لگیں۔۔۔ چندہ ہمیں پیدا کرنے والے نے ہمارے سب مسائل کا حل قرآن پاک میں بتا دیا ہے میں جو کچھ تمہیں بتاتی ہوں اس میں سے زیادہ تر تو قرآن میں ہے اور جو کچھ دوسری باتیں ہیں وہ زندگی کی کتاب سے پڑھ کے تجربے کی روشنی میں بتاتی ہوں۔۔۔ اس کے چہرے پر اطمینان واضح دیکھا جاسکتا تھا۔

اسلام و علیکم بچو کیسی ہیں آپ۔۔۔

و علیکم اسلام آج سورج کہاں سے نکلا ہے ہماری گڑیا کو ہماری یاد آ گئی۔۔۔ بچو مسکراتے ہوئے اسے پیار سے شکوہ کر رہی تھیں۔

نہیں بجو! میں تو آپ کو یاد کرتی ہی رہتی ہوں بس بات کرنے کا ٹائم ذرا کم ہی ملتا ہے ابھی پچھلے دنوں ایگزیز میں بڑی تھی تو کھانے کا بھی ٹائم نہیں مل رہا تھا۔۔۔ آپ لوگ ٹھیک ہیں۔۔۔

ہاں ہم سب خیریت سے ہیں۔۔۔ ماما اور نانو کیسی ہیں؟۔۔۔

وہ بھی ٹھیک ہیں۔۔۔ بجو وہ آپ سے اک مشورہ لینا تھا۔۔۔

ہاں کہو۔۔۔

بجواصل میں بات یہ ہے کہ۔۔۔ اور پھر اس نے ان سارے دنوں میں ہونے والے مہتاب سے متعلق سارے ہی واقعات انہیں بتادئے۔۔۔

دیکھو گڑیا شادی کوئی گڈے گڑیا کا کھیل تو ہے نہیں اگر تمہیں لگتا ہے کہ مہتاب کے ساتھ یہ سارے مسائل ہیں اور تم ان سے ایڈجسٹ نہیں کر سکو گی تو میں تم کو روکوں گی نہیں مجھے معلوم ہے تم بہت سمجھدار اور سلجھی ہوئی لڑکی ہو جو بھی فیصلہ کرو گی سوچ سمجھ کر کرو گی مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے۔۔۔ تم اپنے فیصلے کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو شاہد مجھ سے بھی زیادہ اچھے فیصلے کر سکتی ہو۔۔۔ جو بھی کرنا اس پردس بار پہلے سوچ لینا اگر سب تمہارے مخالف ہوئے تب بھی میں تمہارے ساتھ کھڑی ہو گی۔۔۔ تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو جو بھی میں تمہارے لیے کر سکی کروں گی۔۔۔ اور آپ کی باتوں کو تو رہنے ہی دو وہ کبھی اپنے لیے کوئی فیصلہ نہیں لے سکیں تمہاری کیا مدد کریں گی۔۔۔ ماما اور نانو کی تم پر روانہ کرو انہیں میں سنبھال لوں گی اور رشتوں کی کوئی کمی نہیں ہے تم اچھی شکل صورت کی ہو کوئی بھی بہتر لڑکا مل جائے گا۔۔۔ بس تم اپنے بارے میں سوچو جو بھی فیصلہ کرو مجھے بتا دینا ٹھیک اور پریشان نہیں ہونا پریشان ہونے سے کبھی کوئی مسائل حل نہیں ہوتے مزید الجھ جاتے ہیں۔۔۔

اوکے بجو آپ نے تو میرے دل کا بوجھ اک دم ہلکا کر دیا اب مجھے فیصلہ کرنے میں آسانی ہو گی۔۔۔ اچھا بجو میں بعد میں بات کروں گی ابھی پبلیسنس بھی کم ہے۔۔۔ اوکے فی امان اللہ فی امان اللہ اسلام علیکم۔۔۔ انزالہ اب قدرے مطمئن تھی۔



رومانہ بیٹھی سوچ رہی تھیں اتنی جلدی وقت گزر گیا معلوم ہی نہیں ہوا آج ہمارے بچے اتنے بڑے ہو گئے

ہیں کہ ہم ان کی شادی کے بارے میں سوچ رہے ہیں رومانہ کو آج وہ دن بہت شدت سے یاد آ رہے تھے جب زورین ان کی زندگی میں شامل ہوا تھا اور انکی دنیا مکمل ہو گئی تھی خوشیوں سے بھرپور دن رومانہ کے گھر بھی اتر آئے تھے۔ فرشتوں سی معصوم مسکراہٹ ان کے پچھلے ہرزخم کو بھر گئی تھی۔ انہیں یاد بھی نہ تھا کہ کیسے لوگ بے اولادی کے انہیں طعنے دیتے تھے۔ وقت پر لگا کر اڑے جارہا تھا سردی گرمی خزاں اور بہار سب گزرے مگر رومانہ طاہر کو اپنے آنگن میں بس بہار ہی بہار محسوس ہوئی تھی۔ زورین ان کے آنگن کا نایاب پھول تھا۔ جس کی خوشبو سے ان کا گھر مہک اٹھا تھا۔ اس کی فلقاریاں اس گھر کی سونی دیواروں میں سات سروں کے سنگم چھیڑ دیتی تھیں۔ اب دور دور تک اداسی کا کوئی نام و نشان نہ تھا۔ اب وہ واکر کے ذریعے پورے گھر میں گھومتا رہتا اور رومانہ اس کے پیچھے پیچھے گھومتیں ان کے ہاتھ زندگی جینے کی اک بہت خوبصورت وجہ آگئی تھی۔

رومانہ کی آنکھوں میں خوشی کے دیپ جلے دیکھ کر طاہر بھی ہر بات سے بے نیاز ہو گئے تھے۔ وہ اس کی خوشی میں خوشی سے جھومے جا رہے تھے وقت ایسے گزر گیا تھا جیسے بھر بھری مٹی ہاتھ سے چپکے سے پھسل جائے اور اب۔۔ اتنے سالوں بعد ایمن کی شادی طے ہونے پر رومانہ کو بیٹی کے جہیز کی فکر لگی تھی وہ تیاریاں کر رہی تھیں سب لاونچ میں بیٹھے ہیں۔ رومانہ اور طاہر ایمن کے جہیز کے سامان کی لسٹ بنا رہے تھے اتنی دیر میں زورین بھی آفس سے آ گئے۔۔۔

زورین سلام کر کے وہاں بیٹھ گئے۔۔ کیا ہو رہا ہے؟۔۔۔ وہ ایمن سے پوچھ رہا تھا۔ ایمن کے جہیز کی لسٹ بنا رہے ہیں۔ رومانہ جواب دیتے ہوئے ایمن سے پوچھ رہی تھیں کتنے جوڑے ہو گئے اور شال اور سوئٹر بھی لکھ لینا بیڈ شیٹس اور ٹاولز وغیرہ بھی لکھ لیے ہیں نا ایمن۔۔۔ جی امی میک اپ اور پرس بھی لکھ لیا ہے۔۔۔ رومانہ چلو اچھا ہے سب چیزیں لکھ لی ہیں اب بازار جا کر کوئی چیز بھولیں گے نہیں ایمن بیٹا جاؤ بھائی کو چائے وغیرہ دو اور زورین بیٹا تم بھی فریش ہو جاؤ پھر شاپنگ پر جانا ہے بیٹا ابھی سے کام کریں گے تو ہونگے بہت کام باقی ہیں زورین جی امی کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

ایمن چائے بنا کر بھائی کا انتظار کر رہی تھی اور ادھر ادھر ٹہل رہی تھی زورین کی شکل دیکھتے ہی ایمن ایکسا ٹمنٹ سے کہہ رہی تھی۔۔۔ بھائی جلدی سے چائے پئیں پھر چلیں

زورین کو چائے پیٹتے ہوئے اس کی excitement دیکھ کر مزہ آنے لگا وہ اور آرام آرام سے چائے پی رہا تھا رومانہ اور طاہر بھی اس situation کو سمجھ کر انجوائے کر رہے تھے۔۔۔ ایمن ہر sip کے بعد زورین کے کپ میں جھانکتی اور کہتی۔ چلیں۔۔۔ زورین ہنستے ہوئے۔۔۔ یار مرزا نہیں آیا چائے ٹھنڈی ہو گئی اکپ اور بنا دو (بڑی فرمانبرداری سے) وہ اکپ اور بنانے چلی گئی۔ (زورین ہنستے ہوئے امی ابو سے)۔۔۔ ابھی اس سے جو چاہے کام کروالو بھاگ بھاگ کر کرے گی وہ دوبارہ چائے پی رہے ہوتے ہیں اور امی ابو مسکرا رہے ہیں وہ امی ابو کو دیکھ کر سمجھ جاتی ہے اور پوچھتی ہے اپ لوگ کیوں ہنس رہے ہیں۔۔۔ اس سے پہلے کہ ایمن اس شرارت پر منہ پھلا کر بیٹھ جاتی زورین چلیں چلیں کا نعرہ لگا کر ان دونوں کو چلنے کا کہہ کر گاڑی تک آچکے تھے۔ ایمن گاڑی میں بیٹھتے ہی بھائی زیادہ پیسے رکھ لیے ہیں بہت ساری شاپنگ کرنی ہے مجھے۔۔۔

زورین ہاں رکھ لیے ہیں پیسوں کے بغیر کیسے شاپنگ ہوگی۔ وہ کئی گھنٹے تک مختلف دکانوں اور بوتیکس سے ایمن کے لیے کپڑے جوتے بیڈ شیش اور بہت سارا سامان خرید کر واپس آرہے تھے کہ راستے میں ایک سگنل پر ٹریفک کانٹریل نہیں روک لیتا ہے کانٹریل زورین کے پاس آکر۔۔۔ سرگاڑی کے کاغذات چیک کرائیں۔۔۔

زورین سب پیپر زچیک کر دیتے ہیں کانٹریل سراس میں تو ڈرائیونگ لائسنس کی مدت ختم ہو چکی ہے چلان کا ٹائپڑے گا آپ کا۔۔۔ زورین بے زاریت سے اچھا ٹھیک ہے کاٹ دیں۔۔۔ کانٹریل سرکیوں ان چکروں میں پڑتے ہیں کچھ دے دلا کر مک مکہ کر لیتے ہیں وہ ادھر ادھر دیکھ کر پیچھے گھوم گیا تھا اور گاڑی کی کھڑکی پر اس کی پشت تھی اپنے ہاتھ پشت پر کئے وہ ہاتھوں کو شیشے سے اندر کئے ایسے کھڑا تھا جیسے انتظار کر رہا ہو کہ زورین اس کے ہاتھ میں کچھ پیسے رکھ دے۔ زورین کو کانٹریل کو دیکھتے ہوئے بڑا غصہ آ رہا تھا یہ کھلے عام رشوت مانگ رہا ہے میں کہہ بھی رہا ہوں کہ چالان کاٹ لیں تب بھی۔۔۔ لیکن ایسے جاؤں کیسے؟۔۔۔ وہ دل میں سوچ رہا تھا جب کہ دوسرا کانٹریل گاڑی کے بالکل سامنے کھڑا تھا جب تک یہ کانٹریل اشارہ نہیں کرے گا وہ سامنے سے ہٹے گا نہیں پیچھے ٹریفک جام ہے جا نہیں سکتا تو میں جاؤں گا کیسے؟ یہی سوچتے اسے اچانک اک خیال آیا اور اس کی آنکھیں چمکیں پھر سامنے ڈیش بورڈ پر پڑے اخبار پر پڑیں اس نے اخبار سے ایک ٹکڑا پھاڑ کر پیچھے مڑے کانٹریل کے ہاتھ میں تھما دئے۔ کانٹریل انہیں پیسے سمجھتے ہوئے جلدی سے بغیر دیکھے اپنی جیب میں رکھ چکا تھا

اور اپنے ساتھی سے گاڑی آگے بڑھانے کا اشارہ کر رہا تھا۔۔۔ رومانہ اور ایمن جوزورین کی یہ حرکت دیکھ کر دھیرے سے ہنس پڑی تھیں۔ زورین مسکراتے ہوئے گھر کی جانب روانہ ہو گئے۔



عروبہ پاکستان میں اپنا اک نیا میج بنانے کی کوشش کر رہی تھی جس میں وہ اک بہت محبت وطن اور نیک لڑکی دکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

سیاسی کارکنان اس کی اک نئی تصویر دنیا کے سامنے لا رہے تھے پورے پاکستان میں اس کے بڑے بڑے پوسٹر لگ رہے تھے نئی نسل جوان خون سیاست میں آ رہی ہے آپ سب کے مسائل کو حل کرنے کے لیے جو پاکستان کا نقشہ بدل دے گی اس ملک کو قرضوں سے نجات دلانے والی سیاست میں قدم رکھ چکی ہے آپ ہمارا ساتھ دیں اور اس ملک کی تقدیر بدلنے میں چند لمحے لگیں گے وہ کبھی کسی فلاحی ادارے میں جا کر امدادی چیک میڈیا کے سامنے دیتی تو کبھی کسی سرکاری اسکول اور اسپتال کا دورہ کرتی دہشت گردی میں ہلاک اور زخمی ہونے والوں کے لواحقین سے ملتی۔ انہیں تسلی دیتی میڈیا اس کی ہر حرکت کو دنیا کے سامنے ایسے پیش کرتا کہ وہ کسی مسیحا کی طرح پاکستان میں مشہور ہونا شروع ہو گئی تھی وہ پوری کوشش کر رہی تھی کہ اس کا اک سو فٹ امیج دنیا میں بن جائے اس کی سیاسی جماعت نے اسے اک نیا نام دیا۔۔۔ پاکستان کی لیڈی ڈیانا اک ایسی شہزادی جو مظلوموں کمزوروں اور غریبوں کی مدد کو ہر وقت تیار رہتی ہے۔ سیلاب زدہ علاقے کے دورے پر اس نے اک گندے سے ادھ ننگے بچے کو گود میں اٹھا کر تصویریں بھی بنوائی تھیں اور میڈیا کے سامنے اپنے امدادی کیمپوں سے پوری پوری امداد کرنے کی ہدایات بھی دی تھیں آج زاہد حسین بہت خوش تھے کیونکہ ان کی سیاسی وارث اب پوری طرح ان کے پلان پر عمل کرتی دکھائی دے رہی تھی آج ہر ٹی وی چینل پر عروبہ زاہد کے کارنامے بیان کئے جا رہے تھے ان کی مخالف پارٹی عروبہ کے ماضی کی دھجیاں بکھیرنے میں لگی ہوئی تھی وہ اس کا امیج خراب کرنا چاہتی تھی سا ری سیاسی پارٹیاں اپنے اپنے مفادات کی جنگ لڑ رہی تھیں جب کہ سرکاری اسکولوں اسپتالوں کی حالت وہیں کی وہیں تھی دیے جانے والے گرینڈز کے چیک ملے بھی کہ نہیں اور اگر ملے تو کس کے اکاؤنٹ میں گئے کوئی نہیں جانتا تھا غریب آج بھی کٹورا اٹھائے کسی امداد کا منتظر تھا اس کے بچے آج بھی بنیادی تعلیم اور صحت کی سہولیات سے

محرم تھے صاف پانی اور دو وقت کی روٹی کے لیے وہ آج بھی ان ہی سیاسی جماعتوں کی طرف بڑی آس سے دیکھ رہا تھا جو فوٹو سیشن کروا کر چلی جاتیں تھیں اور پھر پلٹ کر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی تھیں۔ میڈیا صرف مرنے والے غریبوں کی تعداد بتا رہا تھا کوئی صحافی خاتون دھماکے میں

مر جانے والے لوگوں کے لواحقین سے سوال کر رہی تھیں یہ اک بہت دکھ کی بات ہے آپ نے اپنے پیا روں کو کھود دیا ہے آپ اپنے تاثرات کا اظہار کریں ان دہشت گردوں سے کچھ کہنا چاہیں گی؟۔۔ حکومت سے کچھ کہنا چاہیں گی؟۔۔ آپ کیسا محسوس کر رہی ہیں؟۔۔ اور وہ بوڑھی ماں جس کا جوان بیٹا اس دھماکے میں اس دنیا میں اسے اکیلا چھوڑ کر چلا گیا ڈبڈباتی آنکھوں سے اینکڑ کو دیکھ کر رہ گئی کیا کہتی کہ وہ کیا محسوس کر رہی ہے۔

☆.....☆.....☆

اک بار پھر میڈیا نے شور مچانا شروع کر دیا تھا چٹ پٹی خبروں نے تہلکہ مچا دیا تھا۔ زاہد حسین نے الیکشن کمیشن کو جواٹاٹے ظاہر کئے تھے وہ جعلی تھے اس سے کہیں زیادہ ان کے پاس دولت تھے حالانکہ انہوں نے پوری کوشش کے کر کی جائداد اور کاروبار کو اپنی اولاد اور بیگم کے نام منتقل کر دیا تھا لیکن اس کے باوجود وہ قانون کے شکنجے میں پھنستے جا رہے تھے جس کے ثبوت کچھ صحافیوں کے ہاتھ لگ چکے تھے چوہے بلی کا کھیل اک بار پھر جاری ہو چکا تھا میڈیا کو خاموش کرانے کے لیے وہ کئی بڑی رقوم کے چیکس جینلز مالکان کو دے چکے تھے جو صحافی بک گئے وہ خاموش ہو گئے اور جو نہ بکے وہ خاموش کر دئے گئے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لیکن مخالف پارٹیز کسی طرح اس معاملے کو دبے نہیں دے رہیں تھیں اسی دوران ان کی دوہری شہریت کا معاملہ بھی سامنے آ گیا یہ اک اور مشکل تھی مگر زاہد حسین بھی یکے سیاست دان تھے چکنی مٹی کے گھڑے جن پر ان چھوٹے موٹے الزامات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ ہر ٹاک شو میں انہیں بلایا جاتا اور ان سے مختلف جینلز کے مشہور و معروف اینکڑ سوالات کرتے جسے وہ بڑی ہی خوبی سے گھما کر مخالف پارٹی کی کسی نہ کسی کمزوری پر وار کر دیتے مسکراہٹ میں چھپی انکی مکاری صاف نظر آرہی تھی لیکن اتنے بڑے عہدے پارٹی پوزیشن اور جیل کی پالیسی کی وجہ سے لوگ کھل کر ان کی بے عزتی بھی نہیں کر پارہے تھے اور جو زیادہ جو شیے قسم کے سوالات شروع ہو جاتے تو وہ اپنی اگلی میٹنگ یا دوسرے جینلز سے کمینٹ کا بہانہ کر کے وہاں سے اٹھ جاتے۔۔۔ یہ اک حقیقت تھی کہ دولت اور شہرت طاقت کی ان کے

پاس کوئی کمی نہ تھی مگر ذہنی آسودگی اور عزت سے محروم ہی تھے۔۔۔ نفیسہ بھائی کے حالات سن کر پریشان ہوتی رہتیں اب انہیں صرف ٹی وی اور اخبارات سے ہی بھائی کے حالات کا علم ہوتا تھا ورنہ ہر طرح سے وہ لوگ قطع تعلق کر چکے تھے نفیسہ کی خداری بھی اب اجازت نہ دیتی تھی کہ بھائی کے گھر پھر جائیں دل میں بھائی کے لیے دعا کرتیں تو آنسو خود بخود ہتھیلیوں کو بھگودیتے وہ اصغر علی کے جانے کے بعد اب کسی سے زیادہ بات بھی نہ کرتیں تھیں بس خلا میں کچھ کھوجتی رہتیں بیٹے سے دل کی بات کہتے ہوئے بھی گھبراتیں کہ کہیں وہ ناراض ہی نہ ہو جائے کہ ان لوگوں کو تو آپ کی پرواہ ہے نہیں اور آپ ان کی فکر میں کھل رہی ہیں۔۔۔



زورین آفس کی ایک میٹنگ کے سلسلے میں چند دنوں کے لیے اعجاز کے گھر کراچی آئے ہوئے تھے۔ فجر کی اذان ہوئی اور اعجاز اور سرہ الارم سے اٹھ گئے صبح کے آغاز کے ساتھ زندگی کی چہل پہل کا بھی آغاز ہو گیا تھا اب کا شکر ادا کرنے اعجاز اور سرہ اٹھے تو اپنے بچوں کو بھی اٹھایا سمر اوضو کرنے کے بعد دوپٹہ لپیٹے اشعر کو اٹھا رہی تھیں۔ اماں پہلے سے ہی جاگ رہی تھیں اب سرہ شفق کو اٹھا رہی تھیں اٹھو فجر کا وقت ہو گیا ہے وہ بڑی مشکلوں سے آنکھ کھول کر دیکھتی ہے اٹھ جاؤں گی ابھی۔۔۔

سمر اقدارے غصے سے۔۔۔ تمہیں معلوم ہے فجر کا وقت کم ہوتا ہے پھر نماز قضا ہو جائے گی اٹھو شفق ہاں اٹھ رہی ہوں کہہ کر بیٹھ گئی اور سمر ا کے جاتے ہی پھر سو گئی۔۔۔

جب کہ زورین نماز کے لیے تیار ہو کر مسجد جانے کے لیے نکل رہا تھا۔ نماز پڑھ کر سمر ا واپس آ کر دیکھتی ہیں تو شفق سورہی ہوتی ہے۔۔۔ ارے لڑکی اٹھ بھی جاؤ نماز کا وقت نکل جائے گا وہ جھٹکے سے اٹھ جاتی ہے زورین نماز پڑھ کر واپس آئے تو اس کے کمرے کے آگے سے گزرتے ہوئے مسکرا کر بڑی امی یعنی سرہ کو سلام کرتے ہوئے گزر گئے شفق نماز پڑھ رہی تھی۔

افق پر کھلتے سورج کی لالی آسمان کو اور خواب ناک بنا رہی تھی ٹھنڈی ہوا میں شامل مویے کے پھولوں کی خوشبو پورے لان میں بکھری ہوئی تھی۔ چڑیاں چچہا کر اک نئے دن کا استقبال کر رہی تھیں۔ شفق لان میں پانی ڈال رہی تھی جب کہ زورین قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے اور پورے گھر میں ان کی تلاوت کی آواز گونج

رہی تھی اعجاز لان میں بیٹھ کر چائے پی رہے تھے جب کہ اشعر نماز پڑھ کر پھر سے سو رہا تھا تھوڑی دیر بعد ناشتے کی ٹیبل پر سب تیار ہو کر جمع ہو گئے اور اشعر، زورین اور شفق اپنے اپنے کام سے آفس اور یونیورسٹی کے لیے روانہ ہوئے سمرہ اعجاز سے کہتی ہیں آپ نے دیکھا اک زورین کے ہمارے گھر آنے سے گھر کا ماحول کیسے تبدیل ہو گیا ہے سب ماشاء اللہ نماز پڑھ رہے ہیں یہ لڑکا مجھے بہت پسند ہے میں تو یہ ہی چاہتی ہوں ہماری شفق کی شادی اس سے ہو جائے اور وہ ہمیشہ خوش رہے۔

اس بارے میں بعد میں سوچیں گے ابھی تو مجھے جانا ہے۔۔۔ اعجاز بہت سنجیدگی سے اخبار پلٹتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

دونوں کتنے اچھے لگتے ہیں ساتھ میں اور ہماری بیٹی میں کون سی کمی ہے لڑکا بھی ہر لحاظ سے اچھا ہے پھر خاندان کا ہے دیکھا بھالا ہے۔۔۔ سمرہ پھر دلیل دینے والے انداز میں کہہ رہی تھیں۔۔۔ میں نے کہا نابعد میں بات کرونگا اس بارے میں ابھی مجھے جلدی جانا ہے۔۔۔ اعجاز دو ٹوک انداز میں کہہ دیتے ہیں۔

کیوں یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی۔۔۔ سمرامنہ بناتی رہ گئیں۔

اچھا مجھے پینشن لینے جانا ہے تم میرے کپڑے نکال کر پریس کر دو میں آتا ہوں اعجاز بات کو ختم کرتے ہوئے اخبار کو پلٹ کر پڑھنے لگے۔

سمرہ ہلکے ہلکے بڑبڑاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ میری تو کوئی بات سنتے ہی نہیں بس اپنی ہی چلاتے ہیں۔۔۔ اتنا اچھا لڑکا ہے ہاتھ سے نکل جائے گا بار بار تھوڑی ملتے ہیں ایسے رشتے۔۔۔

شام میں جب اعجاز گھر آئے تو سمرہ نے ان کا موڈ بحال کرنے کے لیے جلدی سے چائے بنادی تھی اور اب ان سے ہلکی پھلکی باتیں اور دن بھر کا احوال معلوم کر رہی تھیں۔

صبح آپ پینشن لینے گئے تھے کیا ہوا ملی کہ نہیں۔۔۔ چائے کا کپ اعجاز کو تھماتے ہوئے سمرہ نے پوچھا ہاں! انھوں نے 15 دن بعد پھر بلایا ہے اسلام آباد head office سے کچھ پیپرز آنے ہیں وہ ابھی آئے نہیں ہیں جب سب ڈاکیومنٹس مکمل ہو جائیں گے تب ملے گی۔

عجاز تھوڑا چڑتے ہوئے خیر اب ایسا بھی بوڑھا نہیں ہوا ہوں میں۔۔۔ اگر آپ اجازت دیں تو۔۔۔ شرارت سے مسکراتے ہوئے ذومعنی انداز میں۔۔۔ ابھی بھی شفق کے دو تین بھائی بہن اور آسکتے ہیں۔۔۔ سمرا جینپیٹ ہوئے آپ تو بس حد ہی کرتے ہیں۔۔۔ شرم تو آتی نہیں پوتے کھلانے کی عمر میں ابا بننے کا شوق چڑھا ہے۔۔۔

اشعر جی امی! کہتے ہوئے کمرے کی طرف مڑ جاتے ہیں۔

اعجاز سمر کے دل کا خوف سمجھ جاتے ہیں اور مسکرانے لگتے ہیں۔۔۔ سمرہ بھی چائے بنانے کے بہانے وہاں سے چلی جاتی ہیں جب تک زورین بھی آگئے تھے اور اب سب لان میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔۔۔ زورین آغا جی (اعجاز) کو اکیلا بیٹھا دیکھ کر پوچھتے ہیں کیا سوچ رہے ہیں؟

فتنہ (اک آزمائش) 243 ﴿﴾ <http://sohnidigest.com>

وزنگ کارڈ لینے اپنے کمرے میں جاتا ہے۔ اور زورین فریش ہونے کا کہہ کر اپنے روم کی طرف بڑھ جاتے ہیں
 سمراتنی دیر میں چائے لے آتی ہیں اور اعجاز موقع دیکھ کر انہیں تنگ کرنے کے لیے گنگنانا شروع کر دیتے
 ہیں۔۔۔ ابھی تو میں جوان ہوں۔۔۔ ابھی تو میں جوان ہوں۔۔۔

سمر اگھور کر انہیں دیکھ رہی تھیں کہ کچھ تو خیال کریں بچے گھر پر ہیں اور وہ ہنس کر چپ ہو گئے تھے۔



انزلہ نانو اور ماما کو ان تین سالوں میں ہونے والے سارے ہی واقعات ساری باتیں جن کی وجہ سے اسے
 مہتاب سے چڑ ہو گئی تھی بتا دینا چاہتی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ شرجیل ماموں سے کسی بھی طرح تعلقات خراب
 ہوں آخر کو مہتاب ان کا ہی تو بھتیجا تھا انکار کی صورت میں ان کی خفگی کافی بھاری پڑ سکتی تھی اور اب ماما اور نانو ما
 موں کے سہارے کی اتنی عادی ہو چکی تھیں کہ ان کے مشورے کے بغیر کوئی قدم اٹھانے کا سوچ بھی نہیں سکتیں
 تھیں اس لیے فیصلہ کرنے میں انزلہ کو تین سال لگ گئے تھے وہ جب بھی کوئی بات کرنے کی کوشش کرتی کچھ نہ
 کچھ ایسا ہو جاتا کہ اسے وقتی طور پر خاموش ہونا پڑتا شادی تو ویسے بھی اس کا ایل ایل بی مکمل ہونے پر ہی ہونی تھی
 اور اب ایل ایل بی کے فائنل امتحان ہو چکے تھے۔ اس لیے وہ اب چپ نہیں رہ سکتی تھی اسے ڈر تھا کہ کسی بھی دن
 مہتاب کے گھر والے آجائیں گے۔۔۔

مینا بوجو بھی چند دن کے لیے میکے آئی ہوئی تھیں ان کے گھراک پیارا سا بیٹا ہوا تھا جواب تقریباً دو مہینے کا ہو
 چکا تھا۔۔۔ انزلہ کا اندازہ ٹھیک ثابت ہوا اک دن ممانے بتایا کہ مہتاب کے گھر والے اس ہفتے کی شام شادی کی
 تاریخ طے کرنے آرہے ہیں تو اس نے نانو اور ماما کو اعتماد میں لے لیا تھا مینا بوجو اسے پوری طرح سپورٹ کر رہی
 تھیں اور آخر کار جس ہنگامے کا ڈر تھا وہ کھڑا ہو ہی گیا۔۔۔

انزلہ یہ میں کیا سن رہا ہوں؟۔۔۔ شرجیل ماموں نے بہت واویلا مچایا بہت ناراض ہوئے اتنا کہ اسے امید
 بھی نہ تھی وہ بری طرح چیخ رہے تھے اس نے کبھی انہیں اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔۔۔

تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہوں اک دو دن نہیں پورے تین سال گزر گئے ہیں تم نے اسے ملنے سے منع کیا وہ
 بچا رہ رک گیا تم نے اسے فون پر بات کرنے سے بھی منع کر دیا وہ اس پر بھی خاموش ہو گیا اب تم اچانک کہہ رہی

ہو کہ تم اس سے شادی نہیں کرنا چاہتیں اچانک سے اس میں ایسی کون سی خامی دیکھ لی تم نے جو منع کر رہی ہو اور اگر تمہیں اس سے شادی نہیں کرنی تھی تو منگنی بھی کرنے کی کیا ضرورت تھی اب میں کیا کہوں گا اپنے خاندان والوں کو وہ غصے سے کانپ رہے تھے آنکھیں لال اور شعلے انگلی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

انزلہ سے کبھی کسی نے اس انداز میں بات نہیں کی تھی مگر ابھی کبھی ڈانٹیں یا نانو سمجھاتیں تو بہت نرمی سے کہتیں تھیں یہ انداز اس پر پہلی بار کھلے تھے وہ جودل ہی دل میں ڈر رہی تھی شرجیل ماموں کی بات ٹھیک تھی اس لیے نانو تو ماما اور نانی نانو انہیں روک پارہی تھیں لیکن جانے کیوں مینا بجواس بات پراڑ پچی تھیں کہ انزلہ جیسا چاہتی ہے ویسا ہی ہو گا وہ فل ٹائم اس کا ساتھ دے رہی تھیں اب اس وقت وہ کھڑی انزلہ کے لیے وکالت کر رہی تھیں اسے گھر میں اس طرح ہنگامہ کرنا بالکل پسند نہیں آ رہا تھا لیکن جو کچھ ہو رہا تھا یہ تو اک نہ اک دن ہونا ہی تھا۔۔۔ اک وقت تو ایسا آیا جب اس ہنگامے اور بحث و تکرار سے گھبرا کر ماما اور نانو پریشان ہونی شروع ہو گئی تھیں انزلہ اتنا ڈر گئی کہ اس کا دل چاہا کہ ماموں سے کہہ دے کہ وہ ناراض نہ ہوں وہ مہتاب سے شادی کرنے کے لیے راضی ہے لیکن مینا بجواسے مسلسل حوصلہ دے رہی تھیں۔۔۔ تمہیں اپنی بات کہنے کا پورا حق ہے اپنی مرضی سے شادی کرنے کا بھی حق رکھتی ہو۔۔۔

شرجیل ماموں غصے سے لال پیلے ہوئے جا رہے تھے۔۔۔ تم لوگوں کے لیے میں نے اپنی پوری زندگی وقف کر دی اور تم لوگ آج مجھے یہ انعام دے رہی ہو۔۔۔ وہ اپنے آپے میں نہیں تھے تو مینا بھی کچھ کم نہیں تھی ماموں اگر آپ نے ہمارے لیے کچھ کیا ہے تو ہم بھی آپ کے احسان کے بدلے اپنی فرمانبرداری اور احسان سے اتارتے رہے ہیں آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے آپ کے لیے کبھی کچھ نہیں کیا ہے ہم نے ہمیشہ آپ کو ویسے ہی عزت دی ہے جیسے اپنے بابا کو دیتے آپ کی بات کا مان رکھا ہے لیکن اگر انزلہ نہیں چاہتی کہ یہ شادی ہو تو کوئی اس کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا اسے اپنی پسند اور مرضی سے شادی کرنے کا پورا حق ہے۔۔۔ یہ سن کر جیسے شرجیل ماموں کو شک لگا تھا۔۔۔

اوہ!!! تو یہ مسئلہ ہے۔۔۔ کوئی ہے تو پہلے بتائیں اپنی مرضی اور پسند سے شادی کرنی تھی تو مجھے بتا دیتیں میں اسی لڑکے سے تمہاری شادی کروا دیتا مجھے کیوں اس عذاب میں ڈالا میں اتنے ارمانوں سے سارے خواب سجا کر

بیٹھا ہوں کہ اس طرح اپنے کھوئے ہوئے رشتے واپس پالونگا۔۔۔

وہ ان خواتین کو ایویشنل بلیک میل کر رہے تھے جب غصے سے کام نہیں بنا تو وہ رونے لگ گئے تھے۔۔۔ چلو جیسے تم لوگوں کی مرضی میرا تو پہلے بھی کوئی نہیں تھا اب پھر اک بار یہی سوچ لوں گا اب بھی کوئی نہیں ہے تم لوگ بھلے میری پروا کرو نہ کرو میری بات کا مان رکھو نہ رکھو لیکن جیسے میں پہلے تم لوگوں سے محبت کرتا تھا اب بھی کروں گا بھلے تم لوگوں کو میری عزت اور جذبات کی کوئی پروا نہ ہو۔۔۔

انہیں روتا دیکھ کر سب کی طرح مینا کا دل بھی اک دم پکھل گیا تھا۔۔۔ نہیں ماموں ہم بھی آپ کی اتنی ہی پروا کرتے ہیں جتنی آپ ہماری میں مانتی ہوں کہ آپ بھی اپنی جگہ ٹھیک تھے کہ یہ تین سال بعد کہہ رہی ہے کہ اب اسے اس لڑکے سے شادی نہیں کرنا لیکن اگر یہ ایسا چاہتی ہے تو اس کی کوئی وجہ بھی تو ہوگی۔۔۔

مینا کو نرم لہجے میں بات کرتا دیکھ کر اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی شرجیل اک بار پھر اک دم ہی بھڑک اٹھے۔۔۔ اب تک کہاں غائب تھا اس کا دماغ کس چیز کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

مینا بھی اسی انداز پر واپس آگئی شرجیل ماموں آپ کو جتنا غصہ کرنا ہے کر لیں لیکن انزلہ کی شادی اس کی مرضی کے بغیر نہیں ہوگی اگر وہ لڑکا اسے پسند نہیں تو نا سہی۔۔۔ مینا نے دو ٹوک الفاظ میں بتا کر کے بنا ڈرے کہہ دیا تھا۔۔۔ اور اپنی بات پر اڑی رہیں ساتھ میں نا نو اور ماما کو مناتی رہیں تو ماما اور نا نو بھی مان گئیں ظاہر ہے شرجیل ماموں سب سے لڑ نہیں سکتے تھے آخر کو ان کے گھر میں جو رہ رہے تھے۔۔۔

چند دن بعد جب نا نو نے مہتاب کے گھر انکا رکارفون کیا تو مہتاب کھل کر سامنے آ گیا اور انزلہ کو اغوا کروانے اور تیزاب ڈالنے کی دھمکیاں دینے لگا۔ نا نو اور ماما بہت ڈر گئی تھیں انزلہ پہلی بار اتنی دل گرفتہ تھی آج اسے احساس ہو رہا تھا کہ اگر اس کے بابا زندہ ہوتے یا کوئی بھائی ہوتا تو شاید مہتاب کی اتنی جرات نہ ہوتی کہ یوں کھلے عام دھمکیاں دیتا۔ کبھی فون بجاتا تو تینوں خواتین دہل جاتیں کبھی وہ آدھی رات کو فون کرتا کبھی ان کے گھر کے باہر آ کر بیٹھ جاتا۔

ڈر کی وجہ سے نا نو اور ماما اسے کہیں جانے بھی نہیں دے رہی تھیں ایسے میں انہوں نے انزلہ کو خاموشی سے مینا کیساتھ اسکے گھر کراچی روانہ کر دیا۔ مینا بچو کے شوہر احسان بھائی بہت اچھے انسان تھے اور انہوں نے اسے تسلی

دی کہ تم میرے گھر پر ہونم میری بہن ہو کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔



زورین گھر میں لیٹائی وی دیکھ رہا تھا جب اچانک چینلو کی سرچنگ کرتے ہوئے اک نیوز چینل پر ریمورٹ کا بٹن جا رکھا تھا۔۔۔ اپنے علاقے میں واقع اس بینک میں جس میں اس کا اپنا بھی اکاؤنٹ اور ماکالا کر تھا ان کے سب ہی زیورات رکھ کر یہ لوگ اسے محفوظ تصور کر رہے تھے اور اب اسی بینک میں ہونے والی بینک ڈکیتی کے بارے میں خبر آرہی تھی۔۔۔

بریکنگ نیوز۔۔۔ بریکنگ نیوز۔۔۔

لاہور کے علاقے میں موجود نجی بینک میں ڈکیتی کی واردات نا کام بنادی گئی ہے۔۔۔ ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ یہ خبر سب سے پہلے ہم نے آپ تک پہنچائی ہے۔۔۔ لاہور کے ایک نجی بینک میں ڈکیتی کو نا کام بنادیا گیا ہے۔۔۔ گارڈ کی حاضردماغی اور بروقت دفاع سے نجی بینک کی ڈکیتی کو نا کام بنادیا۔۔۔

اطلاات کے مطابق دو ڈاکوؤں نے اس مقامی نجی بینک کو اپنا حدف بنایا۔۔۔

اس بینک پر موجود سکیورٹی گارڈ حسب معمول بینک کے دروازے پر موجود تھا جب دو ڈاکو گن لیے بینک میں گھسنے کی کوشش کر رہے تھے دیکھئے۔۔۔ بینک میں نصب کیمرے کی مدد سے ان ڈاکوؤں کی ساری ویڈیو ہمارے چینل کو حاصل ہو گئی ہے سب سے پہلے ہم آپ کو یہ خبر دکھا رہے ہیں۔۔۔

یعنی شاہدین کے مطابق لگتا ہے کہ ڈاکو ابھی اتنا تر بیت یافتہ نہیں تھا اگر اس ڈاکو نے پہلے بھی کوئی ڈکیتی کی ہوتی تو اسے اس وقت اتنا ضرور معلوم ہوتا کہ اسے ڈکیتی کے لیے کسی دوسرے سہارے کی ضرورت پڑے گی یہ صرف دو ڈاکو تھے۔ اور ان کی اس کارروائی کے دوران گارڈ نے گولی چلا دی اپنے دفاع میں گھبرا کر انہوں نے بھی گولی چلائی مگر انکا نشانہ چوک گیا گارڈ کی اگلی گولی سیدھی ڈاکو کے سر میں لگی اور وہ موقع واردات پر دم توڑ گیا جب کہ اس کا ساتھی فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے پولیس دوسرے مجرم کی تلاش میں ہے مزید شواہد اکٹھے کر رہی ہے۔۔۔ ڈاکو کی لاش شناخت اور پوسٹ مٹم کے لیے پولیس نے اپنی تحویل میں لے لی ہے۔۔۔

اس نے چینل چینج کر دیا تھا۔۔۔

ابھی اسے اطمینان ہوا تھا کہ چلو ڈکیتی کامیاب نہیں ہوئی ماما کا زیور بچ گیا۔۔۔

کہ فون کی گھنٹی بجنی شروع ہو گئی تھی۔۔۔

زورین نے فون اٹھایا تو انس کی کال تھی۔ اسلام وعلیکم کہاں ہیں صاحب۔۔۔ زورین نے اپنے مخصوص انداز میں اس کی خیریت پوچھی وعلیکم اسلام تم ابھی میرے گھر آ سکتے ہو۔۔۔ بہت ہی سنجیدگی سے کہا گیا۔۔۔ کیوں؟ سارہ سے پھر لڑائی ہو گئی یا اپنی شادی کی خوشی میں مجھے ڈنر کھلانے کا ارادہ ہے تیرا ولیمہ ابھی تک ڈیو ہے۔۔۔ زورین فل موڈ میں تھا

زورین میں سنجیدہ ہوں ابھی میرے گھر آ جاؤ فوراً۔۔۔ انس کی آواز گھبرائی ہوئی تھی

زورین کو کچھ انہونی کا احساس ہوا۔۔۔ انس سب خیریت ہے؟۔۔۔

خیریت نہیں ہے تم بس گھر آ جاؤ پھر بات کرتے ہیں۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے میں آتا ہوں اور پھر زورین فوراً ہی انس کے گھر پہنچ گیا۔۔۔

زورین اسے دیکھتے ہی اس کے ساتھ چل پڑا تم چلو میرے ساتھ۔۔۔

کہاں؟۔۔۔ چلو تو سہی۔۔۔ انس مسلسل اصرار کر رہا تھا۔۔۔ زورین اس کی حالت دیکھ کر اس کی دلی

کیفیت سمجھ سکتا تھا وہ بری طرح پریشان لگ رہا تھا۔۔۔

اب بتا بھی دو ہوا کیا ہے؟ تم اتنے پریشان کیوں لگ رہے ہو۔۔۔

وہ دونوں اک پارک میں قدرے سکون کی جگہ پر بیٹھ گئے تب انس نے کہا ابھی میں نے ٹی وی پر اک خبر دیکھی ہمارے علاقے میں نجی بینک میں ڈکیتی ہوئی ہے۔۔۔

تم اس کی ٹینشن لے رہے ہو وہ ڈکیتی ناکام ہو گئی ہمارا سب سیف ہے کچھ نہیں گیا۔۔۔ گارڈ نے ڈاکو کو گولی مار دی ہے اور وہ مر گیا ہے دوسرا فرار ہو گیا ہے۔۔۔ زورین نے اپنے طور پر انس کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کی

مگر انس کا پسینہ اور آنسوؤں سے تر چہرہ ادیکھ کر خود ہی پریشان ہو گیا۔۔۔ پوری بات بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے۔

تم جانتے ہو مرنے والا ڈاکو کون ہے؟۔۔۔

زورین اس کی بات کو سن کر چونکا تھا۔۔۔ کون ہے؟

شا کر۔۔۔

کیا؟۔۔۔

ہاں ہمارا شا کر۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے وہ تو اتنا اچھا لڑکا تھا اسے کیا ضرورت تھی بینک میں ڈکیتی کی۔۔۔ زورین کو یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔ تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔ یہ ناممکن ہے۔۔۔ زورین یہ ماننے کو تیار ہی نہ تھا کہ شا کر ایسا کوئی کام کر سکتا ہے۔۔۔

میں نے اپنی آنکھوں سے اس کی باڈی دیکھی ہے جب پولیس اس کی باڈی پولیس تھانے لے کر آئی تو میں اک کیس کے سلسلے میں تھانے میں ہی موجود تھا وہاں کچھ صحافی بھی تھی جو اس کی تصویریں بنا رہے تھے میری بھی اس کے چہرے پر نظر پڑ گئی مجھے خود یقین نہیں آیا لیکن کچھ دیر بعد جب پولیس نے اس کی جیبوں کی تلاشی لی تو اس میں سے اس کا شناختی کارڈ نکلا وہ شا کر ہی تھا۔۔۔ اور اس زور زور سے رونے لگا۔۔۔

جب کہ زورین کو یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔ یہ کیسے ہو گیا؟ وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے؟۔۔۔ میں اس کے گھر گیا یہ کفرم کرنے کے لیے کہ وہ گھر پر ہے یا نہیں لیکن وہ صبح سے گھر سے غائب تھا۔

لیکن۔۔۔

لیکن کیا؟۔۔۔

اس کے والد سے ملاقات ہوئی تو وہ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ میں شا کر کو سمجھاؤں وہ کسی لڑکی کے چکر میں پڑ گیا ہے بینک میں رکھی ساری رقم وہ ختم کر چکا ہے اور نوکری اس کی کام پر پورا ادھیان نہ دینے کی وجہ سے چھوٹ چکی ہے۔۔۔ میں ان سے کیا کہتا کہ اب سمجھانے کا وقت ہاتھ سے نکل گیا ہے۔۔۔ میں خاموشی سے گھر لوٹ آیا۔۔۔ لیکن پھر بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ شا کر تھا میں نے اس کے سب سے بہترین دوست محی الدین کو فون کیا اور اس سے شا کر کے بارے میں پوچھا کہیں اس کے پاس تو نہیں آیا۔ اس نے بتایا کہ شا کر اب اس سے بھی کم ہی ملتا ہے اور یہ بھی بتایا کہ میں اسے ملوں تو سمجھاؤں کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ مجھے تجسس ہوا کہ شاید محی الدین کو علم ہو کہ وہ کیا کر رہا ہے میں نے پوچھا مطلب کیا کر رہا ہے وہ۔۔۔ اس پر مجھے محی الدین

نے بتایا کہ وہ کسی لڑکی پر عاشق ہو گیا ہے اور اس لڑکی نے شرط رکھی ہے کہ جب شا کر اپنا گھر اور گاڑی کر لے گا تو ہی وہ اس سے شادی کرے گی ٹینشن اور کام پر توجہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ بے روزگار تو ہو ہی چکا تھا رکھی ہوئی ساری جمع پونجی جوئے میں لگا دی لیکن وہ بھی ہار گیا۔۔۔ اس کے بعد مجھ سے کافی عرصے رقم مانگتا رہا لیکن میں نے نہیں دی جانتا تھا کہ وہ پھر جو اکیلے گا۔۔۔ کیونکہ اس کے پاس اور کوئی آپشن ہی نہیں تھا اس لڑکی کی اگلے مہینے شا دی ہے اور اس کے بعد سے اب تک اس سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔۔۔ میں محی الدین کو بھی کیا بتاتا کہ اب شا کر کسی سے رابطہ نہیں کر سکے گا اس نے اپنی زندگی کا جو اکیلا ہے اور وہ بھی ہار چکا ہے۔۔۔

انس کی آواز بھر رہی تھی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔۔۔ مجھے اب بھی یقین نہیں ہو رہا کہ شا کر جیسا سمجھدار لڑکا کسی لڑکی کے بہکاوے میں آکر اتنا بڑا قدم اٹھا سکتا ہے اس نے اپنے بوڑھے والدین کا بھی نہیں سوچا۔۔۔

کاش مجھے یہ سب پہلے معلوم ہو جاتا تو اسے راہ راست پر لانے کی کوشش ضرور کرتا۔۔۔



انزلہ کو کراچی آئے اک ہفتہ ہو گیا تھا اس کا دل نہیں لگ رہا تھا ایسا نہیں کہ اسے مہتاب سے کسی قسم کی کوئی محبت یا انسیت تھی بلکہ اسے یہ ڈرتا تھا کہ اس کے بغیر نانا اور ماما کیا حال ہوگا اپنا گھر پھر اپنا ہی ہوتا ہے اور وہ اس طرح ڈر کر کب تک بہن کے سسرال میں رہے گی اسے جلد سے جلد اپنے لیے کوئی راستہ نکالنا تھا وہ پریشان بھی تھی اور دکھی بھی زندگی میں یہ دوسرا موقع تھا جب اسے احساس ہوا کہ اگر پاپا یا بھائی کوئی ہوتا تو وہ یوں کسی اجنبی کی دھمکیوں سے ڈر کر بھاگ نہ رہی ہوتی۔۔۔

مینا اس کے دل کی کیفیت کو سمجھتی تھیں اسے خوش رکھنے کی پوری کوشش بھی کرتی لیکن کبھی کبھی وہ بھی اداس ہو جاتی تھی عورت کتنی ہی ہمت دکھا دے لیکن مرد کے بغیر گھر تاش کے پتوں کا محل ہی ہوتا ہے تند ہوا کے اک جھوٹے سے بکھرنے لگتا ہے وہ آج بھی شرجیل ماموں کی احسان مند تھی کہ اب تک ان کے گھر کے بہت سے مسائل انہوں نے سنبھالے تھے اور انہیں ان تمام مشکلات سے بچایا تھا لیکن اس وقت وہ ان کی یہ بات نہیں مان سکتی تھی۔ اسے صاف صاف اپنا مستقبل نظر آ رہا تھا وہ ایک ایسے شکی، خود غرض اور عیاش انسان کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی تھی جسے اسلام کے بارے میں بھی کچھ آگاہی نہیں جو بے ہودگی کو ماڈرنازم کا پہناوا پہنا کر خوش ہوتا تھا

یہی امید اس سے رکھتے ہوئے اسے بھی بے وقعت کر دینا چاہتا تھا۔ وہ اتنی بھی کمزور نہیں تھی تعلیم یافتہ تھی باشعور تھی اپنے لیے بہتر فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی وہ کسی کے جذباتی دباؤ میں نہیں آئے گی۔۔۔۔۔

انزلہ ٹی وی دیکھتے دیکھتے کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی جب مہوش (مینا کی چھوٹی نند) اسے اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہنے لگی۔۔۔ تم چلو میرے ساتھ۔۔۔

مگر کہاں؟۔۔۔ وہ حیران پریشان کھڑی تھی۔۔۔

ارے میری اک سہیلی ہے اس کے گھر چلنا ہے۔۔۔ مہوش نے کہا

لیکن میں مینا بچو سے تو پوچھ لوں۔۔۔

بھابھی نے ہی کہا ہے تم میرے ساتھ چلو گی تو تمہارا بھی دل بہل جائے گا۔۔۔ اس کے اصرار کرنے پر وہ چلنے کو تیار ہو گئی تھی۔۔۔

اچھا چل رہی ہوں مگر وہ تو اسے اتنی زبردستی پکڑ کر پڑوس میں لے گئی کہ اسے کپڑے بھی تبدیل کرنے کا موقع نہ ملا کپڑے میلے نہیں تھے لیکن کاٹن ہونے کے باعث ان کی استری بری طرح خراب ہو چکی تھی۔ اس نے جلدی میں اپنے دوپٹے کو سر پر اسکارف کی طرح لپیٹ کر خود کو کور کیا تھا مہوش شفق کی بہت اچھی سہیلی تھی۔۔۔ اور اب وہ دونوں انزلہ کی بھی سہیلیاں بن گئی تھیں۔۔۔ وہ خوب مزے سے بری کے جوڑے پیک کروانے اور دیگر کاموں میں ان دونوں کے ساتھ مل کر وقت گزار رہی تھی وہ خود بھی مصروف رہنا چاہتی تھی اسی لیے اپنے تجربے (بری کو سجانے کا) کو جو اسے مناعل آپی اور مینا بچو کی شادی سے حاصل ہو چکا تھا وہ تجربہ ان دونوں میں منتقل کر رہی تھی وہ تینوں ہی ہر چیز کی شاپنگ کے لیے ساتھ جاتیں اور مشورہ کر کے خریدتیں سمرہ اماں کی طبیعت کی وجہ سے کہیں نہیں جاتیں تھیں۔ چند ہی دنوں میں ان تینوں کی بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی۔ تب ہی مہوش نے شفق کو بتایا تھا کہ کیوں انزلہ ان کے گھر میں رہ رہی ہے۔۔۔

شادی کا گھر تھا لیکن اک سو گواریت کا سا سماں تھا۔۔۔ ظفر کے لیے تڑپتی سمرہ کسی پرغا نہیں ہونے دینا چاہتی تھیں کہ انہیں ظفر کی شادی اور نافرمانی کا دکھ ہے لیکن ان کے چہرے پر بڑی مشکل سے ہنسی آرہی تھی۔۔۔

سب لوگ تیاریاں کر رہے تھے جب کہ سمرہ کا چہرہ بہت اداس تھا۔ رومانہ اور سب نے ان سے بار بار پوچھا لیکن

وہ کوئی جواب نہیں دیتی تھیں بس ہر بار یہی کہتی تھی ذرا تھکن زیادہ ہو گئی ہے لیکن اعجاز اچھی طرح جانتے تھے کہ سمرہ مظہر کے دکھ کو ہی نہیں بھولیں تھیں اب ظفر کے کارنامے سے مزید دکھی ہو گئی ہیں اور یہی غم انہیں اندر ہی اندر کھائے جا رہے ہیں۔ لیکن انھوں نے کسی سے کچھ نہیں کہا اعجاز سمرہ کی حالت دیکھ رہے تھے یہ بھی کہ رات میں وہ اکثر چھپ چھپ کر روتی ہیں۔ پہلے ہی وہ مظہر کے غم میں آج تک مبتلا تھیں۔ اب یہ ظفر کی وجہ سے ان کے سا رے ہی غم جیسے تازہ ہو گئے تھے اعجاز کو بھی ظفر کا دکھ تھا لیکن اس سے کہیں زیادہ انہیں سمرہ کی فکر تھی اگر یہ اسی طرح گھلتی رہیں تو اپنی طبیعت خراب کر لیں گی۔۔۔ اشعر اور شفق خوش دکھنے کی کوشش ضرور کر رہے تھے اپنے چہروں پر ہنسی سجا کر ماں کو بہلانے کی کوشش کرتے رہتے لیکن سارے حالات سے واقف ہونے کے بعد ان کے اختیار میں خوش ہونا نہیں تھا۔ ان کے اپنے دل بجھے ہوئے تھے۔۔۔



نومبر کی خنکی بھری اس شام میں شادی سے تین دن پہلے ہی طاہر اور رومانہ اپنے دونوں بچوں زورین اور ایمن کے ساتھ لاہور سے کراچی آ گئے تھے۔ اعجاز نے اپنے گھر کا اوپری پورشن طاہر، رومانہ اور ان کی پوری فیملی کے لیے مختص کر دیا تھا۔۔۔۔۔ اس لیے سب کے آتے ہی اماں نے سب کا سامان اوپر کمروں میں پہنچوا دیا تھا۔۔۔ اشعر سب کو سلام کرتا خیر خیریت لیتا ہوا سب سے باتیں کر رہا تھا جب کہ کنکھیوں سے ایمن کو دیکھتا جاتا ایمن جو ذرا جھپنی جھپنی سی تھی کبھی اماں کے پیچھے تو کبھی سمرہ کے ساتھ جا کر کھڑی ہو گئی تھی اور انہیں سلام کر رہی تھی جب آگے بڑھ کر سمرہ گلے لگا کر ایمن کو پیار کر رہی تھیں اور رومانہ اشعر کا ماتھا چھومتی سر پر ہاتھ پھیر کر دعائیں دے رہی تھیں۔

اعجاز نے بھی زورین اور طاہر سے گلے مل کر خوشامد کہا تھا تو دوسری طرف زورین اور طاہر بھی اشعر سے مل کر خوش ہو رہے تھے سب کے چہرے کھلے کھلے جا رہے تھے شفق جلدی سے سب کے لیے گرما گرم چائے بنا لا ئی تھی ڈرائنگ روم میں بیٹھے سب افراد کے چہروں پر تھکن تھی لیکن چائے پی کر سب ہی تروتازہ سے ہو گئے تھے اماں چائے کے ساتھ ناشتے کے انتظامات دیکھنے کچن میں گئی تھیں جب کہ موقع دیکھ کر اشعر ایمن کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔ شادی کی بہت مبارکباد۔۔۔ وہ جو پہلے ہی شرم سے بالکل گلابی ہو رہی تھی اب گل و گلزار ہو گئی تھی۔ اس کے گال بلش کرنے لگے تھے، ہلکی مسکراہٹ سے گردن ہلا کر اس کے سلام کا جواب دیا تھا آواز جیسے حلق میں کہیں گم ہو گئی تھی جب ہی اماں کی عقابانی نگاہیں ان پر پڑیں تھیں۔۔۔ لوجی!!! اس کو موقع مل گیا ارے بچے ابھی تین دن ہیں پھر کرتے رہنا ساری زندگی باتیں وہ اشعر کو کہہ رہی تھیں سب نے ہی ان دونوں کی جانب اک ساتھ دیکھا تھا تو دونوں ہی سٹپٹا گئے تھے۔ ایمن جلدی سے ماں کے کندھے سے جا لگی تھی جب کہ وہ بھی مرد حضرات کے پاس جا کر بیٹھ گیا تھا۔ اماں نے سب خواتین کو اوپر بھجوا دیا تھا۔ جس کا مقصد صاف تھا کہ ایمن کو فوری طور پر اوپر بھیجنا چاہتی تھیں اس کے اوپر جاتے ہی اشعر کا دل بھی اوپری منزل کی جانب الٹ گیا تھا ایمن اوپری پورشن میں ہی تھی جب کہ اشعر کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کسی طرح وہ اک نظر ایمن کو دیکھ لے لیکن اماں نے فوری طور پر علی اعلان اس کے اوپر جانے پر پابندی عائد کر دی تھی۔۔۔ لاہور سے کراچی آنے پر اشعر نے بس ذرا دیر ہی تو ایمن سے بات کی تھی بس اس کے بعد ایسا پردہ کرایا گیا کہ بیچارا سارے ہی ارمان دل میں لیے بیٹھا تھا۔۔۔ اسی رات ظفر اپنی بیوی کے ساتھ پاکستان آ گئے تھے۔۔۔ سمرہ کے چہرے پر دکھ تو تھا لیکن بیٹے کو دیکھ کر ناراضگی کا اظہار کرتے وہ اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھیں وہ ظفر سے بات نہیں کرنا چاہتیں تھیں اسے گھر سے نکال دینا چاہتی تھیں لیکن اعجاز نے انہیں روک دیا تھا۔۔۔

شادی کا گھر ہے میں نہیں چاہتا کہ کوئی تماشہ بنے۔۔۔ اعجاز کے کہنے پر سمرہ نے بالکل خاموشی اختیار کر لی تھی لیکن اعجاز بھی ظفر سے بات نہیں کر رہے تھے سمرہ نے اشعر سے کہلوادیا تھا کہ ظفر اب ہمارے پورشن میں نہیں رہے گا شادی میں شرکت کر کے واپس چلا جائے اور اس وقت تک اوپر مہمانوں کی طرح رہے۔۔۔ بس اس سے زیادہ نہیں۔۔۔

مگر وہ ماں بابا کے کمرے کے باہر ہی کھڑا منت کر رہا تھا۔ اماں بی طاہر اور ومانہ نے ضرور تھوڑا بہت ڈانٹا تھا لیکن سمرہ اور اعجاز دونوں ہی خاموش تھے اور ظفر کے لیے یہی سب سے بڑی سزا تھی وہ دروازے کے سامنے کھڑا تھا لیکن سمرہ دروازہ ہی نہیں کھول رہی تھیں جب اعجاز نے اسے ڈانٹنا شروع کر دیا اور اتنا غصہ کیا وہ اسے گھر سے نکالنے لگے تھے جب ہی سمرہ تڑپ کر کمرے سے باہر نکل آئیں وہ بہت بری طرح رو رہا تھا اور سمرہ کے پیر پکڑ کر

بیٹھ گیا تھا جب تک آپ مجھے معاف نہیں کریں گی میں نہیں جاؤں گا۔۔۔ کہیں نہیں جاؤں گا۔۔۔ سب نے بہت سمجھایا اور آخر کار ان کا دل پکھل ہی گیا ماں تھیں بیٹے کو یوں روتا نہ پتا نہیں دیکھ سکتی تھیں اپنی انا کے خول کو توڑ کر انہوں نے اسے گلے لگا ہی لیا آنسوؤں میں سارے ہی شکوے شکایتیں بہہ گئی تھی دلوں پر جیسے میل دھل گئے تھے روتے روتے سمرہ نے بیٹے سے شکوہ کیا تو وہ دونوں کان پکڑ کر معافی مانگنے لگا اس کی آنکھوں میں تیرتی نمی ماں کو اسے معاف کرنے پر مجبور کر گئی ان بچوں کی آنکھ میں وہ کبھی آنسو نہیں دیکھ پاتی تھیں ایسے میں اعجاز بھی آگے بڑھے اور اسے معاف کر دیا تب سمرہ حیران ہوئی تھیں کہ ابھی تو یہ اتنا غصہ کر رہے تھے کہ اسے گھر سے نکال رہے تھے اور اب بڑھ کر اس کی پیٹھ تھپتھا رہے ہیں۔۔۔ بیوی کو حیرت سے دیکھتا پا کر انھوں نے انکشاف کیا ظفر کا فون آیا تھا اس نے مجھ سے معافی مانگی تو میں نے معاف کر دیا میں تمھاری حالت بھی دیکھ رہا تھا پھر میں نے ہی اسے بلایا تھا اگر یہ بے چین تھا تو سکون سے ہم بھی تو نہیں تھے ہم میں سے کوئی بھی ساری زندگی اک دوسرے سے انا لگا کر خوش نہیں رہ پاتا۔ ہم بھی تڑپتے اور یہ کون سا خوش رہتا زندگی جینے کے لیے خوش رہنا ضروری ہے ماں نے مجھے کہا تھا اسے بلالو۔۔۔ یہ سب سن کر ساری ہی کشافت دور ہو گئی تھی سب کے چہرے کھل اٹھے تھے۔

ظفر نے شازمین کا تعارف کروایا تو وہ گلابی رنگت نیلی آنکھوں، بھورے بالوں والی نازک سی لڑکی مسکراتی ہوئی ان سے ہاتھ ملانے لگی اعجاز پہلے تو تھوڑا جھجکے لیکن پھر ہاتھ ملا لیا وہ جلدی سے سمرہ کے گلے میں بانہیں ڈال کر کھڑی ہو گئی۔۔۔ اسے اردو نہیں آتی تھی۔۔۔ اس کی اس حرکت پر اعجاز کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا برخوردار خوب ٹرینڈ کر کے لائے ہوئے ہوئے سب کے ہی چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔ اس رات جب سب ساتھ مل کر کھانا کھا رہے تھے تو سمرہ بیٹے سے پوچھ رہی تھیں تم تو کہہ رہے تھے کہ یہ پاکستانی ہے مگر یہ تو انگریز لگتی ہے۔۔۔ جی امی اصل میں ان کے والد پاکستانی ہیں اور ماں انگریز گھرانے سے ہیں لیکن ان کی والدہ نے اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ اپنے خاندان سے لڑ کر انکے بابا سے شادی کی تھی لیکن اب کچھ مسائل کی وجہ سے ہمیں جلدی اتنی ایمر جنسی میں شادی کرنی پڑی۔۔۔ یعنی اس کے ماں باپ دونوں مسلمان ہیں انھوں نے اک بار پھر وضاحت چاہی تھی۔۔۔ ظفر کے جی کہنے پر انکے دل کو قدرے سکون ملا تھا۔ دل میں جتنے ابہام سر اٹھا رہے تھے وہ خود بخود دم توڑ گئے تھے۔

اشعر کی پوری کوشش تھی کہ ایمن سے بات کر سکے مگر اماں بی نے ایسے پہرے بٹھائیے تھے کہ اسے ذرا دیر کو تنہا نہیں چھوڑ رہی تھیں بیچارہ اندر ہی اندر بیچ و تاب کھاتا کھانا زہر مار کر رہا تھا جب کہ آنکھوں کی زبان میں ہی دو دروڑ سے اس سے باتیں کرتا رہا اور وہ دھیرے دھیرے مسکراتی رہی۔۔۔ جب کہ زورین شفق، ظفر تینوں ہی ان کو دیکھ دیکھ کر محظوظ ہو رہے تھے۔ کھانا کھاتے ہی اماں بی کے حکم پر ایمن کو اوپر کے پورشن میں بھجوا دیا گیا۔۔۔ سا تھ ساری منڈلی بھی اوپری پورشن میں محفل جما کر بیٹھ گئی لیکن اشعر کو اوپر آنے کی اجازت نہ ملی تو بڑبڑ کرتا ہی رہ گیا۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی میری شادی ہے اور میں ہی ہلے گلے میں شامل نہیں سب مستی کر رہے ہیں۔۔۔ اس کے اعتراض پر مردوں نے اسکی حمایت کرتے ہوئے مردانہ محفل نیچے اور زنانہ ٹولی اوپر چلی گئی۔۔۔ اب تو وہ کوئی بہانا بھی نہیں بنا سکتا تھا۔۔۔ اس لیے بیچارہ صبر کر کے بیٹھ گیا۔۔۔

اسی رات یہ فیصلہ کیا گیا کہ اشعر کے ساتھ ظفر کا ولیمہ بھی کر دیا جائے۔۔۔ گھر بھر میں رونق آ گئی تھی شازمین سے مل کر سمرہ کی ساری ہی خنگی دور ہو گئی تھی۔۔۔ وہ مسلمان تھی لیکن مشرقی روایات کو اتنی اچھی طرح نہیں سمجھ سکتی تھی۔ لیکن اس کی نمازوں کی ادائیگی اور لباس سے قدرے مطمئن ہو گئی تھیں۔۔۔



انس کی ترقی ہو گئی تھی۔ وہ اب ایڈوکیٹ بن گیا تھا۔۔۔ وہ خوشی خوشی مٹھائی کا ڈبہ لیے گھر میں داخل ہوا تو سارہ فون پر کسی سے بات کر رہی تھی۔۔۔ انس کو دیکھتے ہی اللہ حافظ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا تھا۔۔۔ انس کو تعجب ہوا لیکن وہ کچھ بولا نہیں اپنے موڈ کو خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ وہ سارہ کو آواز دیتا ہوا مٹھائی ماں کے پاس لے گیا امی میری ترقی ہوئی ہے منہ میٹھا کریں۔۔۔ مبارک ہو مبارک ہو نفیسہ بیٹی کی کامیابی کا سن کر بہت خوش ہوئی تھیں سارہ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آئی تھی مگر پھر خود ہی ختم بھی ہو گئی۔۔۔ انس کی نظروں نے یہ بھی محسوس کر لیا۔۔۔ پچھلے کئی دنوں سے دونوں کے بیچ کچھ تناؤ سا تھا لیکن دونوں ہی کھل کر بات نہیں کر رہے تھے۔ یہ تناؤ کھینچتے کھینچتے ان دونوں کے رشتے میں فاصلے بنا رہا تھا ان کی چھوٹی چھوٹی سی دیواریں کھڑی ہونا شروع ہو گئی تھیں۔۔۔ دل میں اک دوسرے کے لیے شک گھر کر چکا تھا۔ جس دن انس زیادہ تیار ہو کر آفس جاتا جب کہ وہ پہلے بھی ایسے ہی تیار ہوتا تھا مگر سارہ کو ایسا لگتا کہ کہیں کچھ ہے جو انس اس سے چھپا رہا ہے اسی لیے وہ اپنے دل

کی بات صائمہ سے تو کبھی انزلہ سے کر رہی ہوتی انزلہ اسے سمجھا کہ ایسا نہیں ہو گا تم شک مت کرو مگر صائمہ بھڑکار رہی ہوتی تھی اور ایسے میں اچانک اگر انس گھر آ جاتا تو وہ خاموش ہو جاتی یا پھر فون ہی بند کر دیتی انس کے دل میں شک بڑھ رہا تھا یہ کس سے بات کرتی ہے جو مجھے دیکھتے ہی فون بند کر دیتی ہے۔۔۔ سارہ اپنی ماما سے کہتی تو وہ بھی اسے ہی غلط کہتیں تمہیں ہی بھروسہ تھا نا اس پر ہم تو پہلے ہی منع کر رہے تھے مگر تم نے ہماری اک نہ سنی اور آج بھی ممانے اس سے یہی کہا تھا تم کھل کر بات کرو اس سے کب تک کڑھتی رہو گی اس سے پوچھو کہ وہ کہاں گھومتا پھرتا ہے اور آفس سے بھی لیٹ آتا ہے۔۔۔

سارہ بات کرنے کے لیے پوری طرح تیار تھی جب ہی انس گھر آ گیا اپنی ترقی پر وہ بھی بہت خوش تھا۔۔۔ سارہ تم بھی منہ میٹھا کرو نا اور سارہ نے اک چھوٹا سا کلٹر اپنے منہ میں رکھ کر بغیر کچھ کہے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔ انس کو اس وقت بھی احساس ہوا کہ سارہ نے اسے مبارکباد بھی نہ دی۔۔۔ یہ بہت چھوٹی چھوٹی سی باتیں تھیں لیکن اگر دل میں چھوٹی چھوٹی باتیں جمع ہونے لگ جائیں تو دل تنگ ہو جاتے ہیں جذبوں کا دم گھٹ جاتا ہے اور رشتے مرنے لگتے ہیں وہ ماں کے پاس سے تو خاموشی سے اٹھ گیا مگر کمرے میں آتے ہی زور سے دروازہ بند کیا اور دھڑ سے الماری کھول کر اپنے کپڑے نکالے اور فریش ہونے چلا گیا۔۔۔ وہ تیار ہوا اور بغیر بتائے گھر سے بھی باہر چلا گیا سارہ اندر ہی اندر سلگتی رہی کہ ابھی گھر آئے اور اس سے بات کرنا بھی پسند نہ کیا اور پھر نکل گئے کیا میری اس گھر میں اتنی ہی حیثیت رہ گئی ہے کہ گھر کے کام کروں اور ان کی بوڑھی ماں کو سنبھالتی رہوں ادا سی اور ڈپریشن سے وہ رونے لگی۔۔۔

انس تھوڑی دیر دوستوں کے ساتھ رہا مگر اس کا دل نہیں لگا تو وہ لوٹ آیا۔ گھر آیا تو سارہ کو روتا دیکھا اسے غصہ ہی آ گیا۔۔۔ اتنی ہی تکلیف ہوئی ہے نا تمہیں میری ترقی سے مجھے مبارکباد دینے کے بجائے رورہی ہو۔۔۔ مجھے کیوں تکلیف ہو گی آپ کی ترقی سے میں آپ کی بیوی ہوں وہ آنسو صاف کرتے ہوئے کہہ رہی تھی ہاں۔۔۔ تو پھر اس بات کی تکلیف ہو گی کہ تم میری بیوی ہو۔۔۔ کیا مطلب آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں کھل کر بات کریں۔۔۔ وہ بھی غصے سے بھری بیٹھی تھی پھٹ ہی پڑی۔۔۔ یہی کہہ رہا ہوں جو تمہاری سمجھ میں آ رہا ہے تم اس شادی سے خوش نہیں ہو تو کیوں کی تھی مجھ جیسے مڈل کلاس لڑکے سے شادی۔۔۔ میں خوش نہیں ہوں

۔۔۔ میں۔۔۔ وہ غصے سے پوچھ رہی تھی یہ آپ اپنے دل کی بات مجھ پر رکھ کر نہ کہیں میں سب سمجھتی ہوں آفس سے دیر سے گھر آنا اتنا تیار ہو کر آفس کے نام پر جانا اور آفس سے آتے ہی پھر تیار ہو کر گھر سے چلے جانا میری تو کوئی حیثیت ہی نہیں مجھ سے تو بات بھی نہیں کرتے۔۔۔ وہ اک بار پھر رونے لگی تھی۔۔۔

گل چھرے اڑاتا پھر رہا ہوں نا میں لڑکیوں کے ساتھ۔۔۔ دن رات محنت کی ہے تب کہیں جا کر یہ ترقی ملی ہے ایسے گھومتا پھرتا تو نوکری بھی جاتی کوئی نہیں دیتا بغیر محنت کے تنخواہ۔۔۔ میں خوش تھا کہ گھر جا کر بتاؤنگا تو تم خوش ہوگی یہاں تو سوگواریت ہی ختم نہیں ہوتی ہے میں نے کبھی پوچھا ہے تم سے کہ کس سے بات کرتی رہتی ہو تم سارا سارا دن جب بھی فون کرو آنکج جا رہا ہوتا ہے گھر آؤ تو مجھے دیکھتے ہی فون بند کر دیتی ہو اتنی ہی سچی ہو تو کرو میرے سامنے بات۔۔۔ اس نے بھی اپنے دل میں لگی آگ اگنی شروع کر دی تھی سارا دکھ کے ساتھ کہہ رہی تھی انس تم مجھ پر شک کر رہے ہو۔۔۔ مجھ پر جس نے تمھاری خاطر ساری دنیا کو ٹھوکر مار دی اپنے والدین کی بھی پروا نہیں کی اور تم مجھ پر شک کر رہے ہو۔۔۔

ہاں کر رہا ہوں شک! کیونکہ میں نے اپنی آنکھوں سے تمھیں فون بند کرتے دیکھا ہے اور تم جب میرے لیے اپنے ماں باپ کو چھوڑ سکتی ہو تو کسی کے لیے مجھے بھی چھوڑ سکتی ہو۔۔۔ وہ اپنے آپے میں نہیں رہا تھا اور جو دل میں آیا بکتا گیا۔۔۔ انس کیا بکواس کر رہے ہو تم ہوش میں تو ہو۔۔۔ ہوش میں تو اب آیا ہوں میں تم جیسی عورت کے ساتھ مجھے نہیں رہنا دفع ہو جاؤ میرے گھر سے۔۔۔ وہ غصے سے چیخ رہا تھا۔۔۔

سارہ نے اپنا پرس اٹھایا اور گھر سے باہر نکل آئی اسے لگا اس نے انس سے شادی کر کے زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے۔



اس رات اشعر نے بڑی منت اور خوشامد سے زورین اور ظفر بھائی کے ساتھ مل کر ایمین سے ملنے کا پلان بنا یا۔ زورین ایمین کو آئس کریم کھلانے کے بہانے باہر لے کر جائے گا جب کہ شفیق شاز اور ظفر بھی ان کے ساتھ ہو نگے ایسے میں اشعر بھی وہیں آجائے بڑوں کی غیر موجودگی میں انہیں کچھ دیر بات کرنے کا موقع مل جائے گا۔۔۔ سمرہ نے جب یہ سنا کہ زورین اور شفیق ایمین کو آئسکریم کھلانے لے جا رہے ہیں تو انہوں نے بہت خوشی

سے ناصر فاجازت دی تھی بلکہ دل میں خوش بھی ہوئی تھیں چلو اسی بہانے شفق اور زورین کو قریب آنے کا موقع بھی مل جائے گا اللہ نے چاہا تو ان دونوں کی جوڑی خود ہی بن جائے گی جب بچے اک دوسرے کو پسند کرنے لگیں گے تو بڑے منع نہیں کر پائیں گے۔۔۔ ان ہی کے اصرار پر رومانہ طاہر اور اعجاز بھی خاموش ہو گئے تھے سا رے بچے بہت خوش ہو رہے تھے جب ہی اماں بی نے ظالم سماج بن کے دیوار کھڑی کر دی کوئی ضرورت نہیں دہن کو کہیں جانے کی اب یہ شادی سے پہلے کہیں نہیں جائے گی تم لوگوں کو آئس کریم کھانی ہے تو گھر لے آؤ لیکن ایمن کہیں نہیں جائے گی نظر لگ جاتی ہے۔۔۔ اور ان کی ساری پلاننگ پر آئس کریم پھر گئی۔۔۔

زورین چاہتا تو کوئی نہ کوئی ٹکڑم لگا کر ایمن کو اشعر سے ملو ادیتا لیکن اماں بی کے احترام میں اس نے ایسی کسی بھی کاروائی سے گریز کیا۔۔۔ ظلم پر ظلم یہ کہ اماں بی نے ایمن کا موبائل بھی لے لیا تھا اس لیے بے چارہ اشعر اس سے فون پر بھی بات نہیں کر سکتا تھا سارا دن تو سب اسے گھیرے رہتے تھے اس کے باوجود وہ سب اک ہی گھر میں خوب ہلاکلا کرتے رہے کبھی شفق اشعر کا کوئی خط ایمن کے پاس لے کر جاتی تو کبھی اس کا جواب اشعر تک پہنچاتی بڑے بچوں کی ان چھوٹی چھوٹی شرارتوں کو دیکھ کر بھی انجان بن رہے تھے اشعر نے ایمن کو منالیا تھا تم گھر سے باہر نہیں جا سکتیں چھت پر تو مل سکتی ہونا اور ایمن نے ہاں بھی کر دی تھی اگلی رات سب کے سو جانے کا انتظار کرتے انہیں رات کے کوئی دو بج گئے تھے تب زورین کے نمبر سے اشعر کو اک میسج ملا all done وہ اپنے کمرے میں بہت تک سسک سے تیار ہو کر انتظار کر رہا تھا پھر بڑی مشکلوں سے احسان بھائی کی مدد سے ان کی چھت پر گیا ان کی چھت سے اس نے اپنے گھر کی چھت پر کودنے سے پہلے کسی کو اپنی چھت پر بیٹھے دیکھا تھا وہ یقیناً ایمن ہی ہوگی اس نے سوچا اور اس کے دل کی دھڑکنیں اچانک ہی بے قابو ہونے لگی تھیں مسکرا، ہٹیں بھر پور طریقے سے نکھری پڑ رہی تھیں چھت پر رکھی دو کرسیوں میں سے اک پر اپنے مقررہ وقت پر ایمن کو بیٹھا دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا تھا۔

وہ بڑی مہارت سے ان کی چھت سے اپنی چھت پر کودا تھا لیکن اس کے باوجود اسی چکر میں اس کے گھٹنے اور کہنیاں بھی چھل گئیں۔ چاندنی رات میں چھت پر پھیلی یہ چاندنی بہت رومینٹک ایلفیٹ کر میٹ کر رہی تھی۔ چھت پر کوئی بلب نہیں تھا۔ اس لیے صرف چاند کی روشنی ہی تھی۔ اس مدہم چاند کی روشنی میں اک سحر سا تھا۔

ٹھنڈی مست ہوا کے جھونکے اسے بہت بھلے لگ رہے تھے۔ ان چند گھنٹوں میں اس نے نا جانے کیا کیا سوچا تھا کہ وہ ایمن سے یہ کہے گا وہ کہے گا۔ یہ سب اس کے لیے بھی اک خواب کی طرح ہی تھا۔ وہ سلام کرتا اپنے کپڑوں پر لگی مٹی جھاڑتا اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور اب اپنی کہنیوں کے چھلے حصے کو دیکھ کر اسے بہت خوشی سے بتا رہا تھا۔ فائنٹی اب مجھے تم سے ملنے کا موقع مل ہی گیا۔ کتنی پابندیاں لگا دی گئی ہیں مجھ بیچارے پر۔۔۔ تمھاری خاطر کیا کیا کرنا پڑ رہا ہے۔ دیکھو کہنیاں اور گھٹنے بھی چھل گئے۔۔۔ مگر خیر میں آج بہت خوش ہوں تم میری زندگی میں شامل ہونے جا رہی ہو۔۔۔ میں تمھیں بہت بہت پسند کرتا ہوں کیا تم اس شادی سے خوش ہو۔۔۔

وہ اک ہی سانس میں بنار کے بس بولے ہی گیا اسے ڈر تھا کہ کہیں کوئی آہی نہ جائے اور اس کے دل کی بات دل میں ہی نہ رہ جائے۔ وہ اس کم وقت میں زیادہ سے زیادہ باتیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن ایمن اتنی لمبی تقریر سننے کے بعد بھی چپ رہی تو اسے شک ہوا۔ یہ چپ کیوں ہے۔۔۔ اس نے پھر غور کیا تو اسے کچھ اور زیادہ شک ہوا۔ وہ پوری طرح کور تھی۔۔۔ یہاں تک کہ اس کا چہرہ بھی نہیں دکھ رہا تھا۔ چاندنی رات کے سحر میں یہ خیال ہی اس کے دل کو بہت لبھار ہا تھا کہ ایمن اس کے ساتھ ہے مگر اس طرح۔۔۔؟ لیکن اس فینٹسی میں اس نے غور ہی نہیں کیا تھا کہ یہ اتنا کور ہو کر کیوں بیٹھی ہے۔۔۔ اس نے اس چھوٹی موٹی سی لڑکی کا گھونگھٹ لرزتے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ اٹھایا۔ دل کی دھڑکنیں اچانک ہی تیز ہو گئی تھیں۔ اس پر شادی مرگ کی سی کیفیت سوار تھی۔۔۔ گھونگھٹ اٹھا کر دیکھا تو سر سے پیر تک اس کی جان جل گئی کیونکہ وہاں ایمن نہیں بلکہ چادریں اور تکیے ایمن کے اک جوڑے میں بھر کر کچھ اس طرح سے رکھے گئے تھے کہ محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی بیٹھا ہے۔ اوپر سے ایمن کا دوپٹا ڈال کر پوری طرح پنوں سے سیٹ کر دیا گیا تھا۔ چھت پر پھیلے اندھیرے نے یہ کام اور آسان کر دیا تھا۔ وہ آسانی سے بے وقوف بن چکا تھا اور باقی سارے ہی دور پرے کے کزنز اور دوست جو جو بھی ان کی ہم عمر تھے۔ اس شرارت میں شامل تھے۔ وہ سب چھپ کر یہ سارا منظر انجوائے کر رہے تھے اور اب وہ سب اپنی بھرپور ہنسی کے ساتھ ہتھ پہنہ لگاتے جن میں خود زورین، شفق، شاز اور ظفر بھی شامل تھے اس موقع پر باہر نکل آئے۔ وہ سب لوگ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوئے جا رہے تھے۔ جب کہ اشعر کی تو جان ہی جل گئی تھی۔ غصے سے لال بھبھو کا چہرہ لیے وہ زورین کو دیکھ رہا تھا۔ جب زورین نے چھت پر بنے اس اکلوتے کمرے کی کھڑکی کی جانب اٹھا

رہ کیا۔ اشعر نے اس کے اس اشارے کو سمجھ کر جو کھڑکی پر دیکھا تو ایمن کھڑی بہت دل سے مسکرا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے خوشی پھوٹی پڑ رہی تھی۔ اشعر کو لگا اس کی ساری محنت وصول ہو گئی اور اپنے تمام سوالوں کے جواب بھی مل گئے تھے۔ اس کے سارے جذبات ایمن تک پہنچ گئے تھے۔ وہ جذبے جو محبت سے بھر پور تھے۔ بن کہے بھی دل کا حال کہہ گئے تھے۔ یہ بہت خوبصورت لمحے تھے اور مستقبل کی حسین یادیں بھی۔۔۔ چاندنی رات میں چاندی سے دھلی مصوم سی میٹھی یادیں جو خوبصورت احساس بن کر ایمن کے چہرے کو شفق رنگ سے نہلا گئی تھی۔ شرم شونی اور محبت کا اظہار اس کے چہرے پر نمایاں تھی۔



اگلی صبح فجر کی اذان کے ساتھ ہی حسب عادت گھر کے تقریباً سب ہی لوگ جاگ گئے تھے۔۔۔ نماز پڑھ کر ان میں سے اکثریت واپس سو گئی کیونکہ رات جگے کی وجہ سے نیند پوری نہیں ہوئی تھی۔۔۔ لیکن زورین کو نیند نہیں آرہی تھی۔۔۔ وہ بڑی امی (سمرہ) کے ہاتھ کی بنی چائے کا کپ اٹھا کر چھت پر آ گیا تھا۔ اجنبی شہر کی صبح و شام اپنے روٹین لائف سے بالکل مختلف ہوتے ہیں کیونکہ مناظر بدل جاتے ہیں آپ ہر لمحے کو محسوس کرنا چاہتے ہیں شاید زورین بھی ان ہی فرصت کے لمحوں کو انجوائے کرنا چاہتا تھا اسے چھت پر کھلی ٹھنڈی ہوا اچھی لگ رہی تھی۔ آسمان پر اب بھی ہلکی سرخی اور کھلتی نکھری سورج کی کرنیں اس ٹھنڈی ہوا کو ابھی گرم نہ کر سکی تھیں۔ چاروں جانب گھروں میں لگے لان، چھتوں اور گلیوں میں عجیب مگر دلچسپ مناظر تھے۔ جسے دیکھ کر کوئی انسان بور نہیں ہو سکتا کوئی لڑکا اپنی چھت پر کھڑا پتنگ اڑا رہا تھا۔۔۔ تو کوئی اپنے گھر میں پلے کبوتروں کو دانادینے کے بعد ہوا میں اڑا اڑا کر ان کی مشقیں کروا رہا تھا۔ کسی لان میں کوئی بزرگ اخبار کھولے مطالعہ میں مصروف تھے تو کسی گھر سے بچے اسکولوں کو روانہ ہو رہے تھے۔ خاتون خانہ اپنے شوہر اور بچوں کو مسکرا کر رخصت کرتیں ہاتھ ہلارہیں تھیں تو کہیں اسکول دینوں کی آمد کا شور تھا۔۔۔

ان مناظر کے دوران اسے اک لڑکی جو سڑک پر جاتی ہوئی نظر آئی اس کے عبایا پہننے کا انداز زورین کو کسی کی یاد دلا گیا۔۔۔ وہ بار بار اسے بھولنا چاہتا تھا لیکن کہیں نہ کہیں کسی بھی بہانے وہ اس کے ذہن سے نکل کر جیسے آنکھوں کے سامنے آ جاتی تھی اس نے اپنا وہم سمجھ کر جھٹک دیا اور چھت کے دوسرے رخ پر چلا گیا۔۔۔ لیکن یہ

منظر پہلے والے منظر سے قطعی مختلف اور صاف تھا اسے شک ہوا یہ کہیں اس کا وہم تو نہیں لیکن اس بار یہ اس کا وہم نہیں تھا وہ یقیناً انزلہ ہی تھی جو ان پیارے سے چھوٹے چھوٹے سفید خرگوشوں کے ساتھ کھیل رہی تھی جو احسان بھائی کے گھر کے لان میں پھدکتے پھر رہے تھے۔۔۔

یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟۔۔۔ اس نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔۔۔
یہ تصور ہے یا واقعی انزلہ میرے سامنے ہے؟ وہ بڑی محویت سے دیکھنے لگا۔۔۔ وہ اسے اپنا وہم ہی سمجھتا اگر اک دوسری لڑکی اس کے پاس آ کر بیڈ منٹن کی آفر نہ کرتی وہ دونوں اب دوپٹہ کے دونوں سروں کو گانٹھ باندھ کر کندھے پر ڈال لے کھیل رہی تھیں۔ وہ یقین کرنا چاہتا تھا مگر اتنی ہی دیر میں رومانہ کی آواز نے اسے چونکا دیا زورین نیچے آ جاؤ ناشتہ کر لو بیٹا اسے جانا ہی پڑا۔۔۔

وہ ناشتہ کرتا جاتا تھا لیکن اس کا ذہن انک گیا تھا کیا انزلہ یہاں شادی ہو کر آ گئی ہے؟ کیا اس کی شادی ہو گئی ہے؟ اس کی تو پہلے ہی مگنی ہو گئی تھی یقیناً یہی ہوا ہو گا۔۔۔ وہ ہلکی پھلکی باتیں کرتا ظفر سے کل رات کے واقع پر مسکرا رہا تھا۔ جب اس نے سرسری انداز میں ظفر سے پوچھا۔۔۔ احسان صاحب سے اچھی دوستی ہے اشعر بھائی کی۔۔۔ ہاں دوستی کیا اچھے پڑوسی ہیں ابھی کچھ عرصے پہلے ہی یہ لوگ یہاں شفٹ ہوئے ہیں ہم سب سے ہی اچھی سلام دعا ہے ملنسار انسان ہیں سلجھے ہوئے سمجھدار انسان ہیں۔۔۔

کیا کرتے ہیں یہ زورین نے یوں ہی پوچھ لیا۔۔۔ پرائیوٹ جوب کرتے ہیں اک گارمینٹس فیکٹری میں انجینئر ہیں۔۔۔

تو اور کوئی بھائی وائی بھی ہے ان کا۔۔۔؟ نہیں نہیں اکیلے ہی ہیں۔۔۔ کوئی بھائی نہیں انکا ہاں اک بہن ہے بس گنتی کے چار تو لوگ ہیں خود احسان بھائی ان کی امی، بہن اور مسز۔۔۔ اور مسز بھی تمھارے ہی شہر کی ہیں۔ ہا ری احسان بھائی سے اچھی بات چیت ہے پر یہ شوق کی بہت دوستی ہے ان کی بہن اور مسز سے۔۔۔ ویسے کل مزہ بہت آیا۔۔۔ جی۔۔۔ وہ مسکراتا دل کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ اس نے اک بار پھر صبر کر لیا حالانکہ دل بہت اداس ہوا تھا۔۔۔ اپنے رب کی رضا میں راضی ہو کر وہ اپنا فیصلہ اللہ کے سپرد کر کے مطمئن ہو گیا تھا۔۔۔ میرے مالک جو تو بہتر سمجھے وہ کر میں تیری رضا پر راضی ہوں۔۔۔ بے شک تو ہی بہتر جاننے والا ہے۔۔۔ میں

تیری مصلحتوں سے واقف نہیں بس تو مجھے ہمت دے اور اس لڑکی کی جھولی میں اپنی خاص نعمتوں کے خزانے سے خوشیاں دے مالک میں اس کی خوشی مانگتا ہوں۔۔۔ وہ دل ہی دل میں دعا کرتا۔ زندگی کی طرف لوٹ جانا چاہتا تھا۔ اسی لیے اس نے کوئی شرارت کرنے کا سوچا تا کہ اس کی اداسی کو کوئی محسوس نہ کرے۔ وہ خوش دکھنا چاہتا تھا مگر اس کا دل کوئی شرارت کرنے پر آمادہ ہی نہ تھا۔۔۔

ناشتے کے دوران رومانہ سمرہ سے کہہ رہی تھیں۔۔۔ یہ اچھا ہوا ظفر بھی آگئے ان کے بغیر گھر کی خوشیاں ادھوری تھیں۔۔۔

ہاں!! یہ تو اچھا ہو گیا کہ یہ آگیا مگر میرے ارمان پورے نہیں ہوئے میں نے اس کی شادی کے لیے کیا کیا خواب نہیں دیکھے تھے۔۔۔ سمرہ بہت اداسی سے بیٹے کو دیکھتی شکوہ کر رہی تھیں۔

اشعر بھائی کے ساتھ ساتھ ظفر بھائی کا ولیمہ تو ہو رہا ہے۔ ان کی شادی بھی سیلیم ریٹ کر لیجیے گا بڑی امی۔۔۔ زورین نے جیسے انہیں تسلی دینے کی کوشش کی۔۔۔

شفق چاہتی تھی کہ ظفر کی دلہن کو بھی اس موقع پر گھر کی چھوٹی چھوٹی شرارتوں میں شامل کرتی لیکن ایسا لگتا ہے جیسے زبردستی ہم ان کی خوشیاں منارہے ہیں۔ وہ بھی ہم سے تھوڑی لیے دے رہتی ہے دل میں کہیں نہ کہیں وہ خلش رہ ہی گئی ہے کوئی ایسی میٹھی یاد نہیں جو کبھی ہم بیٹھ کر سوچیں تو کہیں کہ ہاں ظفر کی شادی پر ایسا ہوا تھا۔ میں تو ویسے ہی مظہر کو یاد کرتی رہتی ہوں۔ پھر اب یہ ظفر نے بھی ایسی حرکت کر دی کہ میرا دل بہت خراب ہو گیا ہے۔۔۔ سمرہ بہت دل گرفتہ ہو رہی تھیں۔۔۔

یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں آپ فکر ہی نہ کریں یادیں اتنی زبردست بن جائیں گی کہ آپ سوچیں گی اور مسکراتی رہیں گی۔۔۔ اب کی بار ظفر نے انہیں تسلی دینے کے ساتھ ساتھ محبت اور خلوص سے خوش کرنے کی کوشش کی۔۔۔ طاہر کی بہن بھی اپنی فیملی کے ساتھ پاکستان آچکی تھیں اور اب وہ لوگ بھی اوپری منزل پر اک کمرے میں تھے۔ گھر میں باقی لوگ بھی جاگ گئے تھے۔ رونق پھر سے شروع ہو گئی تھی۔ مہمان پورے گھر کے مختلف حصوں میں ناشتے کے بعد گروپس کی شکل میں موجود تھے۔ مرد حضرات سیاست اور کرکٹ پر بات کر رہے تھے۔۔۔ تو خواتین کھانوں کی ریسپیٹ ڈسکس کر رہی تھیں۔۔۔ گھر میں موجود دیگر رشتے داروں کے بچے لان میں کرکٹ

کھیل کر خوب شور مچا رہے تھے۔۔۔ جب کہ لڑکیاں اپنی ڈرینگ کے لیے اک دوسرے کو ان کی میچنگ جیولری اور میک اپ پر ڈسکس کر رہی تھیں۔۔۔ وہ شاز کو پاکستانی انداز میں تیار ہونے کے لیے کہہ رہی تھیں۔ جس پر وہ بہت خوشی اور شوق سے راضی بھی ہو گئی تھی۔۔۔ جب ہی زورین اور ظفر کمرے میں داخل ہوئے دھم سے ظفر صوفے پر آکر گر اٹھا۔۔۔ کیا ہو رہا ہے؟۔۔۔ ظفر نے لڑکیوں کی تیاریاں دیکھتے ہوئے پوچھا شفق اور ایمین شاز کو لیے بیٹھی تھیں کچھ نہیں ہم بھابھی کو پاکستانی طریقے سے تیار ہونا سکھا رہے ہیں۔۔۔ اچھا۔۔۔ اسے یہ بہت انٹرسٹنگ لگا تو بھابھی مان گئی ہیں۔۔۔ زورین نے کہا۔۔۔

یہ تو بہت زبردست بات ہے۔ اس طرح تو بابا اور مادونوں ہی بہت خوش ہو جائیں گے۔۔۔ ظفر کے سراہنے پر شاز بھی مزید کھل اٹھی۔۔۔ ظفر، زورین اور شفق، ایمین سب ہی اس سے بات کرنے یا اس کے سامنے بات کرتے ہوئے انگریزی زبان کا استعمال کرتے تھے اور اس وقت بھی وہ یہ سب سن کر خوش ہو گئی تھی۔ ظفر نے زورین، شفق اور ایمین کو اردو میں کہا میں جو بھی کہوں تم لوگ بس میری ہاں میں ہاں ملانا آج بہت مزا آنے والا ہے۔۔۔ کیا کرنے والے ہیں آپ بھائی۔۔۔

بس چپ کر کے جو کہہ رہا ہوں کرتی جاؤ۔۔۔ پارلر سے آئی ہوئی لڑکی ایمین اور شاز دونوں کے ہاتھوں میں مہندی لگا کر ابھی گئی تھی۔

شفق اور ایمین کچھ نہ سمجھتے ہوئے بھی ٹھیک ہے کہہ کر چپ ہو گئی تھیں۔۔۔ ظفر نے اک بار پھر شاز کی جانب رخ کر لیا تھا تم کو معلوم ہے یہاں اک رسم ہے جس میں دلہن جب اپنی شادی کے لیے مہندی لگاتی ہے تو اسے دس منٹ اکڑوں بیٹھنا پڑتا ہے اور اس کے ہاتھ دعا کے انداز میں اوپر کو اٹھے ہوں تب کہیں جا کر اس کے ہاتھوں کا رنگ گہرا ہوتا ہے اور تب ہی اس کے سرال والے اسے خوش رکھتے ہیں۔۔۔ وہ بڑی دلچسپی سے سب سن رہی تھی۔۔۔ لیکن یہ تھوڑا مشکل کام ہے تم کر لو گی۔۔۔ میں بالکل کر لوں گی۔۔۔ وہ کسی چھوٹی بچی کی طرح خوش ہو رہی تھی۔۔۔ تو پھر ٹھیک ہے تم زمین پر یہ میٹ بچھا کر اکڑوں بیٹھ جاؤ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو ہوا میں اونچا کر کے دعا کے انداز میں رکھو اور اپنی آنکھیں بھی بند کر لو اور اگلے دس منٹ تک آپ کسی سے کوئی بات نہیں کرو گی

یہاں تک کہ کسی کی کوئی بات کا جواب بھی نہیں دو گی آنکھ بھی نہیں کھولنی ورنہ سب تم سے ناراض ہو جائیں گے۔ اسی لیے سب چاہیں گے کہ تم اس ٹاسک میں فیل ہو جاؤ مگر یہی تو ٹاسک ہے۔۔۔ شاز پوری بات سن کر اس ٹاسک کو کرنے کے لیے پورے جوش سے تیار تھی۔۔۔

زورین شفق اور ایمین اپنی دبی دبی سی مسکراہٹ پر قابو کرنے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔۔۔ وہ لوگ اس کی پشت پر کھڑے تھے اسی لیے وہ ان کے چہرے کے تاثرات نہ دیکھ سکی۔ اس نے ظفر کی بتائی ہوئی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے خاموشی سے اکڑوں بیٹھ کر ہاتھ دعا کے انداز میں اٹھا کر آنکھیں بند کر کے پرسکون بیٹھی تھی وہ سب کو ہی بہت کیوٹ اور معصوم بھولی سی لگ رہی تھی۔ جب ظفر، ایمین، شفق اور زورین کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئے۔

ظفر نے اماں بی سے کہا وہ آپ لوگ شاز کو تو دیکھ لیں انہیں کیا ہوا ہے۔ وہ شاید کسی بات پر ناراض ہو گئی ہیں کسی سے بات ہی نہیں کر رہی وہ کہتی ہے آپ لوگ اسے شادی کی کسی رسم میں شامل ہی نہیں کر رہے۔۔۔ ظفر نے بہت فکر مندی سے کہا شفق نے بھی لقمہ دیا۔۔۔ مجھے تو کچھ عجیب سے انداز میں ہی بیٹھی لگ رہی ہیں۔۔۔

اماں بی اس کے کمرے میں گئیں تو اسے آنکھیں بند کئے ہاتھ اٹھائے عجیب طریقے سے بیٹھا دیکھ کر پوچھنے لگیں۔ شاز بیٹا کیا کر رہی ہو مگر اک تو اسے بولنے اور آنکھیں کھولنے کو منع کیا گیا تھا اوپر سے اماں بی اردو میں بات کر رہی تھیں شاز کی سمجھ میں کچھ نہ آیا اس نے ہاتھ ہلا کر مہندی دکھانے کی کوشش کرتے کچھ کہنے کی کوشش کی اور یہ بھی کہہ کر اردو اس کی سمجھ نہیں آ رہی ساتھ وہ نفی میں گردن بھی ہلا رہی تھی۔۔۔ اماں بی اس کی اس حرکت پر اور زیادہ خوف زدہ ہو گئیں۔۔۔ ان کے دل میں بھی گمان آیا یہ کیا کر رہی ہے اس پر کوئی جن تو نہیں آ گیا۔۔۔ وہ جلدی سے سمرہ اور رومانہ کو بھی لے آئیں رومانہ اور سمرہ نے اس سے انگلیش میں بھی پوچھا کیا کر رہی ہو مگر وہ کچھ نہ بولی دیکھتے ہی دیکھتے سارے مہمانوں کا رخ شاز کے کمرے کی جانب ہو گیا تھا۔۔۔ وہ بیچاری خود کشکش میں مبتلا تھی آنکھیں کھول کر جواب دے یا ایسے ہی بیٹھی رہے اس کی ٹانگوں میں بھی درد ہونے لگا تھا اور ہاتھ بھی سن ہو رہے تھے پراسے ہر حال میں یہ ٹاسک پورا کرنا تھا اب ان لوگوں کے سوالات پر اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کیا کرے کیسے بتائے کہ وہ کیا کر رہی ہے؟ جب کہ زورین، ایمین، شفق اور ظفر سب کی قیاس آرائیوں سے محظوظ ہو

رہے تھے کوئی کہتا بیٹا اب جب اس گھر میں آگئی ہو تو تم بھی اس گھر کا حصہ ہوتے تھے ایسے ناراض نہیں رہنا چاہیے۔۔۔ ارے کچھ تو بولو!!!۔۔۔ ان انگریزوں کے تو بگڑنے کے انداز بھی الگ ہی ہیں اماں خفا ہوئی تھیں۔۔۔ اور ناراضگی سے بیڈ پر بیٹھ گئی تھیں۔ کوئی اس کی خاموشی سے تشویش کا شکار تھا۔ جب کہ ظفر اس کی اس طرح بے وقوفانہ انداز میں بیٹھنے کی کئی تصویریں بنا چکا تھا اور اب اپنے لیپ ٹاپ میں ٹرانسفر کر رہا تھا گو سب چمگوئیاں کر رہے تھے کہ اچانک کمرے میں رکھی گھڑی کا الارم بج گیا۔ دس منٹ ہو گئے تھے۔ وہ خوشی سے مسکرا کر آنکھیں کھولے سب کے حیرت زدہ چہرے دیکھ رہی تھی۔۔۔ پھر اس نے پوچھا کیا ہوا آپ سب لوگ مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔۔۔ جس پر ظفر نے کہا تم ایسے چپ سادہ کر جو بیٹھی تھیں اس لیے مگر آپ نے ہی تو کہا تھا کہ ایسے میری مہندی کا رنگ اچھا آئے گا اور سب دیکھ کر خوش ہونگے۔۔۔ تب سمرہ اور رومانہ کی سمجھ میں آیا کہ یہ ظفر کی شرارت تھی۔ اس لیے وہ ایسے بیٹھی تھی انہوں نے اماں کو بھی بتایا اور سب کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ زورین نے شاز کو بھی کہا بھابی یہ آپ کو بے وقوف بنا رہے تھے ایسی کوئی رسم نہیں ہوتی۔ پہلے تو وہ بچوں کی طرح منہ پھلا کر بیٹھ گئی کہ وہ اچھی خاصی بے وقوف بن چکی تھی مگر سمرہ کے آگے بڑھ کر اسے گلے لگانے اور پیار دینے پر اور ساتھ ہی ظفر کے قہقہے لگا کر ہنسنے پر اور اس کی تصویروں کا پرنٹ آؤٹ سمرہ کو دے کر کہنا۔۔۔

لیس ہماری شادی کی یادگار تصویریں شاز کی سمجھ میں جیسے ہی آیا کہ اسے بے وقوف بنایا گیا ہے وہ تکیہ لے کر ظفر کے پیچھے دوڑی اماں بی سمیت ساری ہی عورتیں اس کے اس طرح بھاگنے پر ہنس رہی تھیں اس وقت سمرہ کے چہرے پر آئی ہنسی ظفر کے دل میں اطمینان جگا گئی۔۔۔ وہ اسے چھیڑ رہا تھا عورت کہیں کی بھی ہو آسانی سے الو بن ہی جاتی ہے۔۔۔ جس پر ایمن اور شفق چڑ گئی تھیں اور چیلنج کرتے کہہ رہی تھیں۔ اب آپ بچ کے رہیے گا ہم بدلہ لے کر رہیں گے۔۔۔ اچھا اچھا زیادہ رونے کی ضرورت نہیں وہ ان تینوں لڑکیوں کو چڑا چڑا کر خوش ہو رہا تھا۔ جب کہ زورین کا دل اس تمام ہنسنے مسکراتے شرارتوں بھرے ماحول میں بھی اپنے قابو میں نہیں آ رہا تھا۔۔۔ بار بار اس کا ذہن انزلہ پراٹک جاتا۔۔۔



کئی دن اور رات کی جگہ کے بعد جب امی جی کی طبیعت خراب ہونے لگی تو ملکہ خاتون نے انہیں نیند کی گواہی

لی دے کر سلایا تھا اور اب وہ خود بھی سونے لیٹی تھیں دو پہر کے وقت جب بڑی مشکل سے سوچتے سوچتے ملکہ خاتون کی آنکھ لگی تھی کہ اچانک گھر کے فون پر بیل بجنے لگی۔۔۔ یہ سلسلہ کئی دنوں سے جاری تھا۔ آدھی رات کو بھی فون بجنے لگتا آخر تنگ آ کر اب وہ رات کو فون انگیج کر دیا کرتی تھیں۔ اسی وجہ سے ان کی نیند بھی پوری نہیں ہو رہی تھی اور اب یہ سلسلہ دن تک بھی پھیل گیا تھا۔ دن میں کئی مرتبہ فون بجتا اور سارے کام چھوڑ کر وہ فون تک جاتیں مگر ملکہ جب تک فون تک پہنچتیں فون کٹ جاتا آخر تنگ آ کر انھوں نے فون کا تار ہی نکال دیا تھا۔۔۔

امی جی اک گھریلو خاتون ہی تھیں اور اسی حساب سے انہوں نے اپنی بیٹی ملکہ خاتون کی تربیت کی تھی۔ تعلیم انٹر تک حاصل کرنے کے باوجود ان میں لوگوں کی چالاکیاں سمجھنے کی کم ہی صلاحیت تھی۔ وہ بھی اک گھریلو سادہ سی خاتون تھیں۔ عباد علی کے بعد اگر انہیں کوئی پریشانی ہوتی تو شرجیل بھائی سے جا کر کہتیں تھیں۔ انھوں نے بھی اگر ملکہ کو بہن کہا تھا تو ان کی ہر مشکل کے وقت وہ کھڑے تھے۔ ملکہ خاتون لوگوں کی چالاکیوں اور دھوکے بازی سے بہت ڈرتی تھیں یہی وجہ تھی کہ اپنے گھر کے اوپری پورشن کو کم آمدنی کے باوجود وہ کسی اور کو کرائے پر نہیں دینا چاہتیں تھیں اس کے علاوہ انہیں شرجیل بھائی کا سہارا بھی تھا عباد انہیں جانتے تھے اور ان پر بے انتہا بھروسہ کرتے تھے عباد کے بھروسے پر بھروسہ کرنا انہیں ان حالات میں جب اچانک عباد کا انتقال ہو گیا تھا اور اس بھری دنیا میں اپنی بچیوں کے ساتھ دنیا کا مقابلہ کرنے کی ان میں ہمت نہ تھی۔ ایسے وقت میں انہیں یہی سہارا سب سے آسان لگا تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ وہ ان پر پوری طرح انحصار کرنے لگی تھیں۔۔۔۔۔

امی جی بھی ملکہ کی پریشانی کو سمجھ رہی تھیں وہ خود بھی انزلہ کے لیے بہت پریشان تھیں جب شام ڈھلنے لگی اور امی جی کی نیند کھلی تو وہ دونوں خواتین اسی موضوع پر غور کر رہی تھیں۔۔۔

آخر کب تک ہم انزلہ کو اس طرح مینا کے گھر پر چھوڑ سکتے ہیں اک مہینہ دو مہینہ اس کے بعد کیا ہوگا اسے تو واپس آنا ہی ہوگا۔۔۔ امی جی میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آ رہا کیا کیا جائے اتنی جلدی کوئی اچھا رشتہ بھی تو نہیں ملے گا۔۔۔ ملکہ ماں سے اپنی پریشانی بیان کر رہی تھیں۔۔۔

میں بھی کئی دنوں سے یہی سوچ رہی ہوں اور اگر ہم جلدی میں اس کی کہیں شادی کریں تو بھی تو معلومات کرنا ہی ہوگی لڑکے کی بغیر معلومات کے اتنی جلدی شادی بھی نہیں کر سکتے آج کل کتنے دھوکے ہو رہے ہیں۔۔۔

امی جی بھلے تعلیم یافتہ اور تیز طرار خاتون نہیں تھیں مگر زندگی کا تجربہ ضرور رکھتیں تھیں۔۔۔

اس سے بڑھ کر مجھے تو اک اور بھی خوف ہے۔۔۔ ملکہ نے پریشانی سے کہا۔۔۔

وہ کیا۔۔۔؟۔۔۔ امی جی مزید پریشان ہو گئی تھیں۔۔۔

ملکہ ماں سے اپنے دل کی بات کہنا تو چاہتی تھیں لیکن انہیں ڈر بھی تھا کہ کہیں وہ مزید پریشان ہو کر اپنی طبیعت نہ خراب کر لیں لیکن اس دنیا میں ماں سے بڑھ کر بھروسے کے قابل انہیں اور کوئی اس وقت نہیں دکھائی دے رہا تھا آخر انہوں نے کہہ ہی دیا۔۔۔ ہم نے مینا کے کہنے پر شرجیل بھائی سے چھپا تو لیا ہے اور ان پر بھی یہی ظاہر کیا ہے کہ انزلہ اپنی بڑی بہن منال کے پاس آسٹریلیا چلی گئی ہے۔

شرجیل بھائی کا رویہ بھی اتنا اکھڑا اکھڑا ہے کہ مجھے اب خوف آنے لگا ہے اور ان سے چھپانا بھی ہماری مجبوری بن گیا ہے۔ اس کے باوجود میں اپنی بچی کو جان بوجھ کر کنویں میں نہیں دھکیل سکتی۔ میں سوچ رہی ہوں اگر ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ منال کے پاس نہیں بلکہ مینا کے پاس گئی ہے تو وہ ہوسکتا ہے مہتاب کو بتا دیں کیونکہ وہ ان کا بھتیجا ہے اور وہ کہہ چکے ہیں کہ ان کی خواہش ہے کہ انزلہ کا رشتہ کسی بھی صورت مہتاب سے ہی ہو اور اگر مہتاب کو معلوم ہو گیا تو وہ کسی بھی وقت کراچی جاسکتا ہے اس طرح مینا کو بھی پریشانی ہو سکتی ہے اس کا بھی سسرال کا معاملہ ہے۔۔۔ یہ تو شکر ہے کہ ابھی چند مہینے پہلے ہی مینا کے سسرال والوں نے اپنا گھر بدلہ ہے اور شرجیل بھی چونکہ کافی عرصے سے کراچی نہیں گئے تو وہ بھی اس کا گھر نہیں جانتے۔ دوسرا یہ بھی کہ ہم نے کبھی شرجیل بھائی سے کوئی جھوٹ نہیں کہا ہے تو انھوں نے فوراً ہماری بات پر یقین کر لیا تھا انہیں معلوم ہو گا تو خفا ہی نہ ہو جائیں۔۔۔

ادھر انزلہ ماما اور نانو کی وجہ سے پریشان رہتی تھی اب بھی اس کا دل بہت گھبرا رہا تھا۔ وہ صبح سے کئی بار فون کر چکی تھی لیکن فون کی بیل جانے کے باوجود کوئی فون ریسپونڈ نہیں کر رہا تھا۔۔۔ اس کے دل میں کئی دوسرے آنے لگے۔ وہ کیسے ان سے کاٹیکٹ کرے کیا ہوا ہے وہاں کہیں نانو کی پھر سے تو طبیعت خراب نہیں ہو گئی۔ کبھی ماما کو انہیں اسپتال لے جانا پڑا ہو۔ وہ گھر میں ہوتیں تو فون ضرور اٹھاتیں وہ اپنا سیل فون بھی ساتھ ہی لے آئی تھی اور ان دونوں کو موبائیل استعمال ہی نہیں کرنا آتا تھا وہ کیسے ان سے کوٹیکٹ کرے۔۔۔

وہ سوچ سوچ کر ہلکان ہوئے جا رہی تھی اس نے اس بارے میں مینا بچو سے بھی بات کی تھی وہ بھی پریشان

ہو گئی تھیں۔۔۔ میں اسی لیے انہیں اکیلے چھوڑ کر آنا ہی نہیں چاہتی تھی مگر آپ لوگ تو جیسے میرے پیچھے ہی پڑ گئے تھے۔ میں وہاں رہتی تو کیا کر لیتا وہ مہتاب میرا۔۔۔ وہ غصے اور پریشانی سے ٹہل رہی تھی پھر جیسے سوچتے سوچتے اسے خیال آیا اور اس کے ہاتھ اک اور نمبر ڈائل کرنے لگے۔۔۔

سارہ میں انزی بات کر رہی ہوں۔۔۔ انزلہ نے سارہ کی مدد چاہی تھی

انزی تم کہاں ہو مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔۔ سارہ اسے اپنی اور انس کی لڑائی کے بارے میں بتانا چاہتی تھی مگر اس کے مزید کچھ کہنے سے پہلے ہی انزلہ بول پڑی میں جہاں بھی ہوں تمہاری مدد چاہیے مجھے۔۔۔ اور پھر اس نے سارہ کو پوری بات بتادی تھی اور اسے ہوشیار رہنے کے لیے کہا تھا شرجیل ماموں کے سامنے بالکل یہی ظاہر کرنا تھا کہ اسے انزلہ کے بارے میں کچھ علم ہی نہیں ہے۔۔۔ اس طرح سارہ پوری تفصیل جان چکی تھی اور پھر انزلہ نے سارہ سے اپنے گھر جانے کا کہا تھا اور یہ بھی کہ اک سادہ سے فنجروالا موبائل فون بھی وہ خرید کر ماما تک پہنچا دے تاکہ وہ کہیں بھی جائیں انزلہ سے آسانی سے بات کر لیا کریں۔۔۔ سارہ فوری طور پر مارکٹ سے اک فون خرید کر اس میں نیا سم کارڈ ڈالوا کر انزلہ کے گھر گئی تھی مگر سامنے ہی اسے شرجیل ماموں لان میں اخبار پڑھتے ہوئے مل گئے تھے۔۔۔

اسلام وعلیک ماموں کیسے ہیں آپ؟۔۔۔ وہ بہت نارمل انداز میں ان سے ملی

واعلیکم اسلام۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ تم کیسی ہو بچے۔۔۔ میں بھی ٹھیک ہوں انزلہ سے ملنے آئی تھی

اندر ہے وہ؟۔۔۔ سارہ نے سرسری انداز میں پوچھا

کیوں تم انزلہ سے کیوں ملنے آئی تھیں۔۔۔ وہ کچھ مٹھوک ہوئے تھے

کیا ہو گیا شرجیل ماموں وہ دوست ہے میری میں اپنی دوست سے ملنے بھی نہیں آسکتی کیا۔۔۔

پھر بھی آج اچانک کوئی خاص وجہ وہ بات کو کرید رہے تھے۔۔۔

ارے ماموں۔۔۔ ایسے ہی بہت دن ہو گئے تھے۔ اس سے کوئی کانٹیکٹ ہی نہیں ہو رہا تھا۔ گھر فون کر رہی ہوں تو انگیز جارہا تھا اس کے سیل پر کرتی ہوں تو وہ بھی سوئچ آف تھا تو سوچا گھر جا کر اس کی ذرا خبر لوں۔۔۔ وہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی۔

شرجیل ماموں جو اسے بغور دیکھ رہے تھے اب مطمئن ہو گئے تھے لیکن وہ تو گئی ہوئی ہے۔۔۔ انھوں نے اسے بغور دیکھتے ہوئے اس کے چہرے کے تاثرات نوٹ کرنے چاہے۔۔۔

کہاں گئی ہے؟۔۔۔ چلیں کوئی بات نہیں میں جب تک نا نو اور آئی سلی لیتی ہوں اس کا انتظار کر لیتی ہوں کب تک آئے گی وہ۔۔۔ سارہ بالکل انجان بننے کی بھرپور ایکٹنگ کر رہی تھی۔ شرجیل کو پورا یقین ہو گیا تھا کہ اسے کچھ بھی معلوم نہیں۔۔۔ وہ مناجل کے پاس آسٹریلیا گئی ہے۔۔۔ ہیں کب کنجوسنی نے مجھے بتایا بھی نہیں کہیں اس سے کوئی گفت نہ منگوا لوں۔۔۔ شرجیل کو پورا یقین ہو گیا تھا اسے کچھ بھی نہیں معلوم۔ اب وہ قدرے مطمئن تھے ارے نہیں بس جلدی میں چلی گئی تو شاید تمہیں بتانا بھول گئی۔۔۔ تم اندر چلی جاؤ امی جی اور ملکہ بھابھی اندر ہی ہیں۔۔۔ اور وہ خاموشی سے اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔ سلام کرتے ہوئے وہ ملکہ آئی کا ہاتھ پکڑ کر انہیں ان کے بیڈروم میں لے آئی تھی۔۔۔ آئی سب خیر خیریت تو ہے نا کوئی مسئلہ تو نہیں جب کہ ملکہ کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا اور وہ بس اس کا چہرہ دیکھے جارہی تھیں پھر اس نے انہیں بیٹھا کر پوری بات تفصیل سے بتائی اور تب ہی فون نکال کر انہیں دیا تھا اور سارے آسان سے فچر جیسے فون کیسے ریسیدو کرنا ہے کیسے میسج پڑھنا ہے۔ سکھا ئے تھے آسانی سے یہ دونوں چیزیں انہوں نے سیکھ لی تھیں وہ کچھ گھبراہٹ تھیں مگر سارہ نے انہیں بات کر کے پرسکون کر دیا تھا۔۔۔

سارہ گھر واپس آ چکی تھی اور اب انزلہ کو بتا رہی تھی کہ یہ آئی کا نیا نمبر ہے تم بات کر سکتی ہو انزلہ نے اس کا بہت شکریہ ادا کیا تھا۔۔۔ اس مشکل وقت میں تم میرے اتنے کام آئیں میں بہت خوش نصیب ہوں کہ تم میری دوست ہو اس کی آنکھیں بھرا آئی تھیں۔۔۔ پھر کچھ خیال آتے ہی وہ پوچھ رہی تھی۔۔۔ شرجیل ماموں کو کوئی شک تو نہیں ہوا۔۔۔ انزلہ کو تشویش ہوئی ارے نہیں بالکل بھی نہیں میں نے بھی اتنی صفائی سے جھوٹ بولا کہ وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ تم سے میرا کوئی رابطہ نہیں۔۔۔ ویسے بھی مجھے جھوٹ بولنے کی بڑی زبردست پریکٹس ہے۔۔۔ وہ اپنے کارنامے پر خوش ہو رہی تھی۔۔۔

تم کو ڈر نہیں لگتا۔۔۔ انزلہ نے بے خیالی میں یوں ہی پوچھ لیا۔۔۔
کس چیز سے؟۔۔۔

جھوٹ بولنے سے کبھی پکڑی گئیں تو۔۔۔

پہلے لگتا تھا اب نہیں لگتا اب تو میں سچ میں لپیٹ کر اتنی خوبصورتی سے بات کرتی ہوں کہ کسی کو شک بھی نہیں ہوتا۔۔۔

سچ میں لپیٹ کر۔۔۔ مطلب۔۔۔ انزلہ نے پہلی بار ایسی کوئی بات سنی تھی۔

مطلب۔۔۔ میری بھولی سیہلی یہ کہ جب انسان پورا جھوٹ بولتا ہے تو وہ آسانی سے پکڑا جاتا ہے لیکن جب اسی جھوٹ کو سچ کے آمیزے کے ساتھ ملا کر بولا جائے تو وہ بہت خطرناک ہو جاتا ہے پھر اسے پکڑنا اتنا آسان نہیں رہتا ایسا جھوٹ دنیا کا سب سے بڑا خطرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان سوچتا رہتا ہے کہ وہ سچ کو سچ مانے یا جھوٹ کو جھوٹ اور اسی سوچ میں وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے اسی لیے تو کہہ رہی ہوں جھوٹ سچ کی آمیزش دنیا کا سب سے بڑا خطرہ۔۔۔ انزلہ کو جھوٹ سے شدید نفرت تھی اس لیے اسے اکتا ہٹ ہونے لگی۔

اچھا تم اس دن کیا کہہ رہی تھیں تمہیں مجھ سے کیا ضروری بات کرنی ہے۔۔۔ انزلہ کو یاد آیا۔

ہاں وہ اک مسئلہ ہو گیا تھا میری اپنے شوہر سے لڑائی ہو گئی تھی پر اب سب ٹھیک ہے میں روٹھ کر اپنے میکے آگئی تھی مگر وہ مجھے منا کر واپس لے آیا ہے۔۔۔ میرے بغیر وہ بھی نہیں سکتا نا سارہ مسکرا کر کہہ رہی تھی جب کہ انزلہ حیران ہو رہی تھی۔

چلو اچھا ہوا سب ٹھیک ہو گیا میں نے پہلے بھی کہا ہے اپنے شوہر پر شک نہ کیا کرو لیکن تم۔۔۔ ابھی وہ بات کہ رہی تھی جب مینا نے آواز دے دی اچھا آرہی ہوں سارہ میں بعد میں بات کرتی ہوں تم سے ابھی بچو کے ساتھ ذرا مارکٹ تک جا رہی ہوں وہ میرا ہا ہر انتظار کر رہی ہیں اوکے۔۔۔

اوکے اللہ حافظ۔

اللہ حافظ۔

☆.....☆.....☆

عصر کی نماز کے بعد قرآن خوانی، میلاد اور پھر مایوں کی تقریب تھی۔ اس کے لیے اشعر ظفر اور زورین گھر کے باہر لان میں قاتیل لگوا رہے تھے۔۔۔ بڑے سلیقے سے دریاں چاندنیاں بچھوا کر ان کے سائیڈز پر کرسیاں

رکھ دی گئی تھیں کہ قرآن خوانی و درس کی تقریبات کے بعد مایوں کی رسم بھی ادا کرنی تھی۔۔۔ درس اور مایوں کی مختلف رسوں کی ادائیگی کے لیے بہت خوبصورت اسٹیج بنادیا گیا تھا لکڑی کے جھولے کو گیندے کے پھولوں سے ڈھک دیا گیا تھا پورے گھر میں ابٹن چنبیلی کے تیل مہندی، عرق گلاب، گیندے اور گلاب کے پھولوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی گھر میں داخل ہوتے ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ اس گھر میں شادی ہو رہی ہے۔۔۔ اماں کی خواہش کے مطابق ایمن کے ساتھ شاز کو بھی مایوں بیٹھا دیا گیا تھا۔۔۔ شاز مین اگر ان رسوں کو انجائے کر رہی تھی تو اتنا ہی ان کمفر ٹیبل بھی ہو رہی تھی وہ ابٹن کی خوشبو سے گھبرا رہی تھی مگر ظفر کی خوشی کے لیے یہ سب کرنے پر تیار تھی۔۔۔ لان میں لگے درختوں کو بھی چھوٹی چھوٹی لائٹس کی لڑیوں سے کور کیا گیا تھا زرد برقی قمقموں کی روشنی میں ہر چیز پر زرد رنگ چھایا ہوا تھا۔۔۔ عرق گلاب چھڑک کر اس ماحول کو اور زیادہ خواب ناک بنادیا گیا تھا۔۔۔ وہ تینوں تھکن سے چوراب سب کاموں سے فارغ ہو کر فریش ہونے اندر چلے گئے تھے۔۔۔

انزلہ کی ملکہ خاتون سے بات ہو گئی تھی مگر ساری بات سن کر وہ مزید پریشان ہو رہی تھی اس لیے اسے اداس دیکھ کر مینا بجو اور مہوش (مینا بجو کی نند) اسے زبردستی اپنے ساتھ عصر کی نماز کے بعد قرآن خوانی میں لے آئی تھیں۔ سب خواتین سے تعارف کے دوران مینا بجو نے انزلہ کا تعارف رومانہ سے بھی کروایا تھا۔ شہد رنگ بڑی بڑی غلافی آنکھوں والی۔ کھلتی گلابی رنگت، تیکھے نقوش، ستوان ناک، کمر پر اسکارف سے باہر نکلتی لمبے گھنے چمکیلے سیاہ با لوں کی موٹی سی چٹیا، وہ دراز قد لڑکی دیکھتے ہی انہیں اچھی لگی تھی۔ زرد رنگ کے لباس میں اس کی رنگت اور کھل گئی تھی۔ جیسے خالص سونے پر پڑنے والی سورج کی کرنیں کئی خواتین اسے مڑ مڑ کر دیکھ چکی تھیں مگر شاید وہ اپنی ہی سوچوں میں کہیں گم اک کونے میں مینا کے ساتھ بیٹھ گئی تھی اور قرآن پاک پڑھ رہی تھی جب کہ رومانہ کی نظریں مسلسل اس کو جانچ رہی تھیں۔۔۔

اب قرآن خوانی کے بعد درس قرآن کی تقریب ہو رہی تھی اور اک خاتون درس دے رہی تھیں۔۔۔ شام کی چائے کے انتظامات کو بھی دیکھنا تھا۔۔۔

زورین اشعر اور ظفر کی مدد کر رہے تھے جب کہ شفق بھی ان دونوں کی مدد کروا رہی تھی اور اب شفق کی مدد کرنے نے مہوش بھی کھڑی ہو گئی تھی

ساتھ ہی ان دونوں نے انزلہ کو بھی اٹھا دیا تھا۔۔۔ چلو تم بھی ہمارے ساتھ کیا مہارانیوں کی طرح بیٹھی ہو اتنے دن میں انزلہ کی مہوش اور شفق سے بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی۔۔۔ زورین نے چائے کی ٹرے شفق کو پکڑائی وہ قاتلوں میں بیٹھی ان مہمان خواتین میں چائے کے کپ بانٹ رہی تھی اتنی دیر میں زورین دوسری ٹرے ہاتھ میں لیے قاتلوں کے باہر کھڑا تھا کیونکہ قاتلوں کا اک حصہ کھلا تھا شفق کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس کی نظر انزلہ پر پڑی جو اک بار پھر قدرے کونے کی جگہ دیکھ کر بیٹھ چکی تھی جب انسان کا دل اداس ہو تو وہ یوں ہی ہر اک سے کترا نا چاہتا ہے اسے قرآن کی تفسیر سننے میں بہت مزا آ رہا تھا دل کو جیسے قرار مل رہا تھا اسی لیے وہ بہت محویت سے درس سن رہی تھی۔۔۔ انزلہ کو دیکھ کر زورین کے دل میں پھر اک آس سی جاگ گئی تھی اس سے بات کرے اس سے اس کا حال پوچھے وہ کیسی ہے مگر دل میں کہیں کچھ جل گیا تھا شاید ارمان اسے پانے کی خواہش اور صبر کی رم جھم بھی اسے ٹھنڈا نہیں کر پا رہی تھی وہ وہاں سے چلے جانا چاہتا تھا کم از کم اس سے پہلے کہ انزلہ اسے دیکھے مگر اک بہت خوبصورت رنگ برنگی تتلی نے اپنی جانب زورین کی ساری توجہ کھینچ لی وہ اسے محویت سے دیکھنے لگا۔ وہ تتلی انزلہ کے سر پر گول دائرے کی شکل میں اڑ رہی تھی جیسے کسی معصوم فرشتے کے سر پر چمکتا ہوا ہالہ سا بن جائے۔ زورین کی نظر تتلی سے بھٹک کر انزلہ کے چہرے پر آ گئی اس کی چمکتی سنہری رنگت زرد رنگ لباس میں اور زیادہ کھل رہی تھی کیا تتلی اسے بھی اک خوبصورت پھول سمجھ رہی تھی وہ یہ سوچ کر مسکرا دیا۔ زورین نے اسے ہمیشہ کا لے رنگ کے عبا یہ میں ہی دیکھا تھا جس پر وہ گہرے میرون رنگ کا اسکارف لیتی تھی جس پر چھوٹے ٹگوں سے ہلکا سا کام ہوتا تھا۔ زورین کو یہ حیرت ہو رہی تھی کہ بھری محفل میں تتلی کو بھی وہ ہی پسند آئی جو اس کی پسند تھی۔

وہ سوچ رہا تھا انزلہ شادی کے بعد بہت بدل گئی ہے اسی لیے اس کے اوڑھنے پہننے میں بھی فرق آ گیا ہے مگر اب بھی وہ خود کو اس اسکارف سے اپنے بالوں کو چھپائے ہوئے تھی زرد رنگ لباس ضرور تھا مگر اس کے دوپٹے کو اتنی خوبصورتی سے کیری کیا تھا کہ اس نے خود کو پوری طرح کو کر لیا تھا۔۔۔ مگر وہ چونکا۔۔۔ اسے کسی کی ذاتی زندگی میں جھانکنے کا کوئی حق نہیں تھا۔۔۔ اسی سوچ کے ساتھ وہ واپس پلٹ گیا۔۔۔

مایوں کی رسم کے دوران اسے بھی اپنی بہن کی تمام رسموں میں شامل ہونا تھا اس لیے وہ اسٹیج پر آ گیا۔ اس کی نظر انزلہ پر پڑی تو بڑی محویت سے وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ زورین نے نظر انداز کرنے کی کوشش کی

-- شاید وہ اسے پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی ان دوسالوں میں بھی وہ اتنا نہیں بدلتا تھا کہ اسے پہچانا نہ جاسکے مگر اس گہرے براؤن کرتے سفید شلوار میں وہ پہلے سے زیادہ ہینڈسم اور میچور لگ رہا تھا۔ انزلہ اسے اپنا گمان سمجھی تھی مگر وہ حقیقت میں تھا اس کے سامنے وہ یقین کرنے کے لیے ہی اسے غور سے دیکھ رہی تھی اور اسی لمحے اس کی نظر زورین سے ملتے ہی جیسے وہ گڑبڑا گئی تھی۔ مینا بچو کے آٹھ مہینے کے بیٹے سے کھیلنے لگی تھی۔۔۔ زورین کچھ اور بچہ گیا کیونکہ وہ سمجھا کہ یہ بچہ انزلہ کا ہے۔۔۔ اس کا دل اس محفل سے کہیں چلے جانے کو چاہ رہا تھا لیکن سب کی خوشی کی خاطر وہیں کھڑا رہا۔ آخر اس کی اکلوتی بہن کی شادی تھی۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھ کر منظر سے کہیں غائب ہو گیا تھا اس سے پہلے کہ انزلہ اسے دیکھ کر ڈسٹرب ہو وہ خود اس کے سامنے نہیں جانا چاہتا تھا اسے اس بات کا اندازہ تھا کہ وہ بھی زورین کو پسند کرنے لگی تھی لیکن شاید اب اس کی شادی ہو گئی ہے تو اس طرح اس کے سامنے جا کر اس کے زخموں کو کربیدنا نہیں چاہیے۔۔۔

کتنی عجیب بات ہے جن لوگوں کے بارے میں ہم کچھ جانتے نہیں لیکن ہم ان کے دل کی بات ان کے دل کا ہر راز ان کی آنکھوں کے درپچے سے با آسانی پڑھ لیتے ہیں کبھی کبھی کچھ نہ کہہ کر بھی انسان بہت کچھ کہہ جاتے ہیں۔ ان جذبوں کو الفاظ کا روپ دے کر ان اصول جذبوں کی شفافیت کو ختم نہیں کرنا چاہیے۔۔۔

وہ بھی ان جذبوں کو خالص رہنے دینا چاہتا تھا اپنی یادوں میں اپنے خیالوں میں وہ عشق حقیقی میں ڈوب کر اس رب کی رضا میں پرسکون رہنا چاہتا تھا لیکن یہ اتفاقات کے کنکر اسے پرسکون رہنے نہیں دے رہے تھے۔ وہ اسے حال اور ماضی سے نکل کر مستقبل کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیتے تھے۔۔۔ دوسری طرف اس کی مجبوری یہ تھی کہ وہ دلہن کا سگ اور اکلوتا بھائی تھا اور ہر تصویر اور رسم میں اسے پوچھا جاتا تھا اس لیے ناچا ہتے ہوئے بھی اسے انزلہ کی نظر میں آنا ہی پڑا۔۔۔ لیکن وہ بہت سنجیدہ لگ رہا تھا۔ جیسے دل میں کوئی ارمان مر گیا ہو۔ اس نے جانے کیا کچھ سوچا تھا مگر اب سوچنے کو کچھ بچا ہی نہ تھا۔۔۔

خواہشیں انسان کی زندگی کو خوب صورت بنا دیتی ہیں انسان جاگتی آنکھوں سے ان خواہشوں کے خواب دیکھ کر خوش رہنے لگتا ہے کسی کو اپنانے اور کسی کا ہو جانے کا تصور ہی زندگی سے پیار کر دیتا ہے۔ ادھر رومانہ کے دل میں انزلہ کے لیے بہو کا تصور پختہ ہوتا جا رہا تھا اسی لیے انہوں نے مینا سے بات کی کہ

اس کی کہیں مگنی تو نہیں ہوئی جس پر مینا نے ساری تفصیلات بتا دیں کہ مگنی ہوئی تھی مگر ٹوٹ گئی ہے اس کا مگنیتہ
اک شکی اور بدکردار قسم کا لڑکا ہے ہم نے شادی سے انکار کر دیا تو وہ دھمکیوں پر اتر آیا ہے نہ ہمارے ابو زندہ ہیں
اور نہ ہی کوئی بھائی ہے ایسے میں مجبوراً اسے ہمارے پاس آنا پڑا اور یہ اسی لیے میرے پاس آئی ہوئی ہے۔

رومانہ نے پوری بات تفصیل سے سنی انہیں بہت دکھ ہوا اتنی پیاری اور معصوم سی بچی کے ساتھ بہت غلط ہوا
انہوں نے مینا سے انزلہ کی اک تصویر مانگی اور کہا کہ وہ بھی آج کل اپنی بیٹے کے لیے لڑکی ڈھونڈ رہی ہیں۔ اس
لیے اپنے بیٹے اور شوہر سے مشورہ کر کے بتائیں گی۔ مینا بہت خوش تھی اس نے تصویر تو اسی دن ان تک پہنچا دی
تھی لیکن ابھی انزلہ کو کچھ نہیں بتایا تھا کیونکہ وہ سوچ رہی تھیں کہ ہو سکتا ہے آنٹی کا بیٹا یا شوہر اس رشتے کی رضا
مندی نہ دیں جب ان کی طرف سے ہاں ہوگی تب ماما اور نانو کے ساتھ انزلہ کو بھی بتا دوں گی۔۔۔

طاہر نے تصویر دیکھ کر پسندیدگی کا اظہار کیا اور اب رومانہ نے تصویر بیٹے کو دکھائی تو وہ حیران رہ گیا۔۔۔ یہ تو
احسان بھائی کی بیوی ہیں نا۔۔۔ ارے نہیں یہ تو مینا کی بہن ہے احسان کی سالی آج کل بہن کے گھر آئی ہوئی
ہے۔ اس کی مگنی ہوئی تھی مگر ٹوٹ گئی ہے تو وہ آج کل بہن کے گھر ہی ہے۔۔۔ وہ حیرت سے کھڑا یقین اور بے
یقینی کی سی کیفیت میں سن رہا تھا۔۔۔ اور رومانہ نے پوری کہانی اسے سنا دی تھی وہ خاموشی سے سنتا گیا اور اب
سوچ رہا تھا۔۔۔ انزلہ اس کی تقدیر میں لکھی گئی تھی وہ تو صرف دعا کرتا تھا اور بابا کی کہی بات اسے اب یاد آرہی
تھی کہ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے اس کے باوجود اس نے اپنے بندے کو دعا کا حق دیا ہے۔ بے شک اس کی
رحمت بے حساب ہے اور اگر عدال سے مانگی جائے تو اللہ تبارک و تعالیٰ ان دعاؤں کو قبول فرما کر تقدیریں بھی
بدل دیتا ہے تو مانگو اور دل سے مانگو مگر یہ بھی جان لو کہ ہوتا وہی ہے جو رب کی رضا ہے اور یقین رکھو کہ وہ تمہارے
حق میں بہتر کرنے والا ہے۔۔۔ اس نے بھی ماں کی خوشی میں اپنی مرضی شامل کر دی تھی۔۔۔

چند لمحے تو اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ اس کی سمجھ میں ہی نہیں آیا کہ یہ اتفاق ہے یا
اس کی دعاؤں کا اثر پھر اس خیال سے مسکرا دیا کہ جب انسان سے کچھ چھن جائے اور وہ اس رب کی رضا میں
راضی ہو کر سکون محسوس کرنے لگے تو وہ عظیم مالک جو اپنے بندوں سے بہت محبت کرتا ہے اپنے بندے سے خوش
ہو کر اس کی چاہت اسے عطا کر دیتا ہے کہ اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں اگر بندہ

اس کی اک آزمائش میں پورا اترتا ہے تو اللہ اس بندے کو وہی نعمت دے کر دوسری آزمائش میں ڈال دیتے ہیں کہ اے بندے اب کیسے اس آزمائش سے گزرتا ہے۔ یعنی وہ دے کر بھی آزماتا ہے اور لے کر بھی آزماتا ہے اور انزلہ یقیناً یہ اس کیسے آزمائش کا پھل ہے جو اسے دیا جا رہا تھا۔۔۔ اس نے فوراً ہامی بھر لی۔۔۔

رومانہ اسے دعائیں دیتی کمرے سے چلی گئی تھیں جب کہ وہ تصویر لیے دیکھتا ہی رہا۔۔۔

رومانہ نے اس رشتے کا ذکر ابھی کسی سے نہیں کیا تھا وہ پہلے لڑکی والوں کی رضا مندی چاہتی تھیں اس سے پہلے بات نہ پھیلے تو اچھا ہے اسی خیال سے مینا نے بھی اب تک انزلہ کو کچھ نہیں بتایا تھا لیکن وہ اپنے شوہر احسان کو ساری بات بتا چکی تھی اور یہ بھی کہ وہ اس لڑکے سے مل کر اس کی عادات کا معلوم کریں وہ کیسے اخلاق کا ہے اس کی جاب تعلیم اور دیگر ضروری معلومات مینا اس بات پر بھی خوش تھی کہ یہ بھی اللہ کی ہی طرف سے سبب بن گیا تھا کہ انہیں شرجیل ماموں سے معلومات نہیں کروانی پڑ رہی ہیں ورنہ شاید وہ اس رشتے کے لیے کبھی راضی نہ ہوتے۔

جب سے زورین کے علم میں یہ بات آئی تھی کہ انزلہ کی ابھی شادی نہیں ہوئی ہے اور رومانہ اس کی شادی انزلہ سے کرنا چاہتی ہیں اس کا دل اچھلنے کو دے کر کمر کھاتا تھا۔۔۔ رگ رگ میں خون شرارت اور مستی بن کر دوڑ رہا تھا۔ وہ کبھی ایمن کو بہنوں کے رخصتی والے گانے گا کر چھیڑتا تو کبھی اشعر کو دولہا بھائی کہہ کر مخاطب کرتا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں زندگی کی چمک آگئی تھی۔۔۔ جب اس نے شاز بھا بھی سے کہا کیا خیال ہے آپ کو بے وقوف بنا نے والوں کو بخش دیا جائے یا سمجھ لیا جائے اور وہ خوشی سے اچھل ہی پڑی اچھا پر ایسا ہوگا کیسے وہ تو بہت تیز ہیں کبھی بے وقوف نہ بنیں گے۔۔۔ پر وہ بھی زورین تھا کوئی نہ کوئی طریقہ تو نکالنا ہی تھا اب اسے شرارت سوچنے کی ضرورت نہ پڑی جب اس کا موڈ اچھا ہوتا تھا تو ہر بات پر کچھ نہ کچھ شرارت دل سے نکلتی رہتی مسکراہٹ چہرے پر رقصاں ہوتی۔۔۔



شاہیں اپنی زندگی میں خوش اور مطمئن تو نہ تھیں مگر پھر بھی زندگی سے جو کچھ انہوں نے چاہا تھا وہ مل گیا تھا سسرال کا کوئی جھنجھٹ نہیں تھا دولت کی فراوانی اور کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہیں تھی صحت اور بیوٹی پر ان کی ساری توجہ ہونے کی وجہ سے اب بھی وہ بہت گریس فل نظر اتیں تھیں بچے گویا وہ تعلیم یافتہ نہیں تھے مگر مغربی ماما

لک میں رہنے کی وجہ سے انگریزی زبان پر عبور رکھتے تھے اس لیے ان کی تعلیمی قابلیت پر بڑی خوبصورتی سے پر وہ پڑ گیا تھا مذہب کی جانب کبھی کسی نے ان بچوں کو راغب کرنے کی کوشش کی ہی نہیں اس لیے حلال اور حرام کی کوئی تفریق ان بچوں میں رہی ہی نہیں ان کا لائف اسٹائل ان کے سرکل میں موجود لوگوں جیسا ہی تھا شراب جو زنا جیسی چیزیں ان کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی تھیں وہ میٹوں کی سب ہی حرکتوں سے واقف تھیں لیکن پھر بھی خاموش ہو جاتی تھیں کہ یہ ان کی جوانی کے دن ہیں اس عمر میں بچے ایسی چھوٹی موٹی غلطیاں کر ہی دیتے ہیں انہیں ان تمام باتوں پر اس لیے بھی اعتراض نہیں ہوتا تھا کہ یہ ان کی سوسائٹی ان کے ماحول کا اک حصہ بن چکا تھا۔۔۔ غرض ہر اس قابل اعتراض بات پر وہ پردہ ڈال دیتیں اور پرسکون ہو جاتیں بلکہ جب کبھی ان کے کسی بیٹے کی کوئی شکایت کرنے کی کوشش کرتا تو ڈانٹ کر یا پیسے سے اس شخص کا منہ بند کر دیا جاتا گویا جیسا حرام مال آ رہا تھا ویسے ہی حرام ذرائع میں خرچ ہو رہا تھا۔۔۔

شاہیں معمول کے مطابق آج بھی اک فارل سی پارٹی میں مدعو تھیں سیاسی شخصیت ہونے کے ناتے انہیں ایسی پارٹیز میں جانا بھی ہوتا تھا تا کہ وہ اپنے سوشل سرکل کا حصہ بنی رہیں وہ سب ہی فرینڈز سے ہنس بول رہی تھیں جب ہی ان کی پارٹی کے اک اور سینئر رہنما ان کے پاس چلے آئے ہائے مسرز ابد کیسی ہیں آپ ہائے شہزاد یو اور لوکنگ ہینڈ سم مسز شاہیں نے مسکراتے ہوئے ان کی تعریف کی زاہد کہاں ہے؟ وہ تو لندن گئے ہوئے ہیں اپنے اک کام سے مطلب تم اکیلی ہو میں کمپنی دوں تم کو وہ شراب کے نشے میں پوری طرح بہکے ہوئے تھے شاہیں مسکراتی ہوئی شہزاد حسن سے بہت لہک لہک کر باتیں کر رہی تھیں اور شراب کے نشے میں شہزاد نے ان کی کمر میں ہاتھ ڈال کر خود سے قریب کرتے ہوئے کہا تھا تم تو اب بھی جوان ہو چلو چل کرتے ہیں۔

وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی تھیں غیر ارادی طور پر انہوں نے پوری محفل کی جانب دیکھا تھا کہ کہیں کسی نے یہ حرکت ہوتے تو نہیں دیکھی جب ہی ان کی نظر زاہد حسین پر پڑی وہ اس پارٹی میں موجود ہیں جب کہ شاہیں تو سمجھ رہی تھیں کہ وہ لندن گئے ہوئے ہیں۔۔۔ انہوں نے زاہد حسین کے پاس جانے کی کے لیے قدم بڑھائے ہی تھے کہ رک گئیں وہ اک حسین اور نوجوان دوشیزہ کے ساتھ ہوٹل رومز کی جانب جا رہے تھے۔۔۔ شاہیں سے رہانہ گیا انہوں نے ان دونوں کا پیچھا کیا لیکن جب وہ کمرے کے باہر تک پہنچیں تو دروازہ بند ہو چکا تھا اور دروازے

کے ناب پر لکٹا ڈوناٹ ڈسٹرب کا کارڈ ان کو منہ چڑا رہا تھا۔۔۔



اگلے دن سب لوگ لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔ جب سرمہ طاہر سے کہہ رہی تھیں

طاہر بھائی آپ کے لیے دوپہر میں کچھ خاص بنوادوں آپ بتائیں کیا کھائیں گے۔۔۔

ارے نہیں بھابی اللہ کا شکر ہے سب کھا لیتا ہوں کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ کچھ بھی بنوالیں۔۔۔

نہیں طاہر بھائی یہ لوگ تو پھر بھی بیچ بیچ میں کبھی چکر لگا لیتے تھے لیکن آپ تو اتنے عرصے بعد آئے ہیں آپ تو

خاص مہمان ہیں آج تو آپ کی ہی پسند کی چیزیں ہی بنیں گی۔۔۔

کوئی ہلکی سے ڈش بنوالیں کوئی سبزی یا دال وغیرہ شادی کے مرغن کھانے کھا کھا کر ذرا کھانا دیر سے ہضم

ہو رہا ہے۔۔۔ چلیں جیسے آپ کہیں۔۔۔ اشعر جو کمرے میں بیٹھا تھا اچانک بول پڑا مجھ سے بھی پوچھ لیں میں

بھی تو خاص ہوں میری شادی ہے آخر۔۔۔

اس کے بے ساختہ جملے پر سب کے ہی چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔۔۔ ہاں ابھی یہ سب سے خاص ہیں

یعنی کے اسپیشل۔۔۔ ظفر نے زورین کو آنکھ مارتے ہوئے کہا ویسے ہماری طرف اسپیشل کے اک اور معنی بھی نکلتے

ہیں۔۔۔ زورین اس کا مطلب سمجھتے ہوئے ہولے سے مسکرا دیا تھا جب کہ وہ خفا ہو گیا تھا۔۔۔ بھائی اب تو

تھوڑی عزت کر لو میری شادی ہو رہی ہے میں وی آئی پی ہوں اس وقت آپ اسپیشل نہ کہیں۔۔۔ باقی بڑے بھی

اس کی بات کون کر ہلکے سے مسکرا دئے تھے۔۔۔ ٹھیک ہے ماما اس کو وی آئی پی کا تھوڑا پروٹوکول دے ہی دیتے

ہیں اس کے لیے میری طرف سے مچھلی کے پائے اور ہاتھی کے انڈے بنوادیں۔۔۔

آپ کو بھی کھانے پڑیں گے آپ بھی تو دو دو لہے ہیں دو لہے میاں۔۔۔ وہ بھی کم نہیں تھا۔۔۔ یار میں تو دال

سبزی میں ہی خوش ہوں وی آئی پی ٹریٹمنٹ تو تم مانگ رہے ہو۔۔۔ سرمہ دونوں بیٹوں کو یوں ہنستے مسکراتے

نوک جھوک کرتے دیکھ کر ان کی آنکھیں بھر آئی تھیں اور وہ پلٹ کر جانے لگیں تو اعجاز نے بیوی کو دیکھ لیا تھا وہ بھی

ان کے پیچھے اٹھ کر چل دئے تھے جب کہ طاہر بھی ایمن کے پاس جانا چاہتے تھے صبح سے بیٹی سے نہیں ملے تھے

اس لیے وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے میں بھی ذرا ایمن سے مل لوں وہ اوپر جانے کے لیے میز کی طرف آئے تو

اعجاز کو سمرہ سے بات کرتے سنا تم روکیوں رہی ہو اتنی خوشی کا موقع ہے ایسے میں بچے تمہیں اداس دیکھیں گے تو کیا سوچیں گے۔۔۔ میں کیا کروں آج کل جب میرے دو بچوں کی خوشی ہو رہی ہے مجھے اپنا مظہر بہت یاد آتا ہے جانے وہ کہاں ہوگا کس حال میں ہوگا بات بے

بات میری آنکھوں میں خود ہی نمی اتر آتی ہے تم پریشان نہ ہوا کرو وہ جہاں بھی ہوگا اللہ اس کی حفاظت کرے گا۔۔۔ تم یہ ہی سمجھ لو کہ شاید یہی تقدیر میں لکھا تھا۔۔۔

لیکن تقدیروں کے لکھے دعاؤں سے بھی تو بدل جاتے ہیں پھر میری دعا قبول کیوں نہیں ہوتی وہ ہمیں ملتا کیوں نہیں۔۔۔ اعجاز انہیں تسلی دینے کے لیے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ رہے تھے کہ تب ہی طاہر کا پیر سیڑھی سے پھسلا تھا وہ اک زوردار آواز کے ساتھ تین چار سیڑھیاں گرتے گئے تھے اور اب اس آواز کو سن کر سب ہی ان کی جانب لپکے تھے۔۔۔

کیا ہوا؟۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ کہتے اشعر اور زورین انہیں سہارا دے کر کھڑا کر رہے تھے۔۔۔ جب کہ ظفر فوراً کرسی لے آئے تھے انکل یہیں بیٹھ جائیں تھوڑی دیر۔۔۔ لگی تو نہیں اعجاز پوچھ رہے تھے۔۔۔ نہیں لگی نہیں ہے زیادہ۔۔۔ بس درد ہو رہا ہے ہلکا سا میں گر گیا۔۔۔ شاید بے دھیانی میں سیڑھی پر پورا پاؤں نہیں رکھا تھا اور ڈس بلیئس ہو گیا۔۔۔ اوپر سے ایمن اور دیگر خواتین بھی نیچے آگئی تھیں۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں بابا ایمن اتنی دگرنگی سے پوچھ رہی تھی اس کے نازک دل میں باپ کے لیے ہمدردی اور محبت کا سمندر موجزن تھا جو آنکھوں میں ہلکی سے نمی لے آیا تھا۔۔۔ جی بیٹا آئی ایم پرفیکٹ فکر نہ کرو ہلکی سی موج آئی ہے۔۔۔

زورین اور اشعر انہیں کمرے تک لے گئے تھے ان کے زیادہ چوٹیں نہیں آئی تھیں پین کلر کھا کر اب وہ بستر پر لیٹے آرام کر رہے تھے جب کہ پیر میں بام لگا کر پٹی کر دی گئی تھی۔۔۔ ایمن ان کے پیروں کی پاس ہی بیٹھی تھی۔۔۔ اور اشعر کو اس کا دیدار نصیب ہو گیا تھا جب ہی ظفر نے با آواز بلند کہا درد انکل کو ہو رہا ہے اور سکون انہیں مل گیا ہے۔۔۔ اشعر جو ایمن کو دیکھ رہا تھا سب کے اک ساتھ دیکھنے پر جیسے سٹپا گیا تھا اور اسی لمحے اماں کو خیال آیا تھا ارے لڑکوں چلو تم تو باہر جاؤ اور ایمن تم بھی ان لڑکوں کے سامنے گھونکھٹ نکال کر آیا کرو۔۔۔ ورنہ روپ نہیں آتا پھر دلہن پر۔۔۔ اشعر کمرے سے باہر جانے کو تیار نہ تھا مگر زورین اور ظفر اماں کے حکم پر اسے کمرے

سے باہر دھکیلتے ہوئے لے جا رہے تھے اور وہ مزمر کر دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کے اس بچنے پر کمرے میں موجود سب ہی لوگ ہنس رہے تھے۔۔۔ دادی ظلم ہے یہ۔۔۔ جاتے جاتے بھی اس نے کہا تھا۔۔۔
دو چار گھنٹے بعد ان کو کافی آرام تھا اب وہ آسانی سے چل سکتے تھے اور اماں نے ایمن کو اک بار پھر اوپر بھجوا دیا تھا۔۔۔

اسی شام مہندی کی تقریب تھی۔ انزلہ اس پستی سبز رنگ کے لباس میں بہت پروقار لگ رہی تھی۔ جس پر بہت چھوٹے چھوٹے شیشوں کا نفاست سے ہوا کام اسے مزید دل فریب بنا رہا تھا چوڑی دار پجامہ اور فراک اس کے لمبے قد کو مزید نکھار رہا تھا لیکن اس نے آج بھی ہمیشہ کی طرح اپنے سر کو اک نازک اور خوبصورت اسکارف سے ڈھانپا ہوا تھا۔ شادی کے ماحول میں وہ سب کبھی بھنگڑے ڈالتے تو کبھی ڈھول کی تھاپ پر زور و شور سے گا نے گا گا کر مقابلہ جیتنے کی کوشش کرتے۔ آج زورین انزلہ کو دیکھ کر بہت خوش ہو گیا تھا۔ اسٹیج پر دونوں دلہنوں کو اک جیسے پیلے جوڑوں میں پورا گھونگھٹ ڈال کر بیٹھا دیا گیا تھا اماں کی سختی سے ہدایت تھی کہ کوئی مردانہ دلہنوں کا چہرہ نہیں دیکھے گا ورنہ دلہن پر نور نہیں آتا جب کہ اشعر شاز کو مٹھائی کھلانے اسٹیج پر چڑھ گیا تھا اس کی دیکھا دیکھی ظفر بھی آگیا تھا بھی ہم اپنی اپنی دلہنوں کو مٹھائی نہیں کھلا سکتے اپنی بھابیوں کو تو کھلا سکتے ہیں۔۔۔ اور اسٹیج پر اچا نک ہی شور مچ گیا تھا دو لمبے نوٹ الاوڈ (not allowed)

دلہنیں بھی ہنس رہی تھیں۔۔۔ سب کے چہرے کھلے ہوئے تھے سمرہ کو اک بار پھر منظر یاد آیا مگر آنسو صاف نکلے تو وہ اسٹیج پر شفق کا ساتھ دینے چڑھ گئی تھیں۔۔۔

یہ کیا بات ہوئی یا ر مجھے تو شاز بھابی کی رسم کرنی ہے۔۔۔ اشعر بہت شوخ ہو رہا تھا۔
بڑی مشکل سے اسے اتنی اجازت ملی تھی کہ شاز کو مٹھائی کھلا سکے ماں کو مسکراتا دیکھ کر ظفر نے بھی بہت سی دعاؤں کے ساتھ ایمن کا منہ بیٹھا کروایا تھا اسٹیج پر پہلے گلی مچا ہوا تھا سب کی توجہ دلہا دلہنوں پر تھی مگر اسٹیج پر رسموں کے دوران جب کئی بار زورین نے یہ نوٹ کر لیا کہ انزلہ اسے ہی دیکھ رہی ہے تو وہ خاموشی سے اسٹیج سے اتر کر تقریب سے باہر چلا گیا پانچ منٹ بعد جب وہ واپس آیا تو وہ مینا بنجو سے باتوں میں مصروف تھی وہ اس کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا۔ وہ اک بار پھر اسٹیج پر اوپر پھر ادھر ادھر کسی کو ڈھونڈنے لگی پیچھے پلٹی تو وہ دو قدم کے فاصلے پر کھڑا اس ہی کی جا

نب متوجہ تھا وہ اک بار پھر کڑ بڑا گئی تھی اسی لیے جلدی سے پلٹ گئی زورین کی مسکراہٹ اور آنکھوں کی چمک اک لمحے کو اس کے چہرے پر محبت کا نور بکھیر گئی۔ وہ مسکراتا ہوا ان دونوں کے درمیان میں آ کر کھڑا ہو گیا اور گلہ کھنکار کر مینا بھوک کی جانب دیکھتے ان سے مخاطب تھا۔۔۔

اسلام علیکم مینا باجی!! کیسی ہیں آپ؟۔۔۔ وہ بھی اک دم ہی کھل اٹھیں جیسے زورین کوئی اہم شخص ہو اور وہ اسے بچپن سے جانتی ہوں۔۔۔

میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ تم کیسے ہو زورین؟۔۔۔ انزلہ ان دونوں کی بے تکلفی دیکھ کر حیران تھی۔ یہ کب سے اک دوسرے کو جاننے لگے بس حیرت سے ان دونوں کی باتیں سنتی رہی۔۔۔

اچانک ہی زورین نے کہا۔۔۔ بہت کیوٹ ہے یہ۔۔۔ یہ کہہ کر اس نے پلٹ کر انزلہ کی آنکھوں میں دیکھا ساتھ ہی انزلہ کی جانب اشارہ کیا۔۔۔ انزلہ تو حیرت سے منہ کھول کر آنکھیں بڑی کرتی ابھی کچھ کہنے ہی لگی تھی۔۔۔ جب ہی زورین نے انزلہ کی گود میں بیٹھے مینا بھوک کے آٹھ ماہ کے بیٹے کے گال کو پیار سے چھوا۔۔۔ اور اس کی آنکھیں تو مجھے بہت ہی پسند ہیں بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں۔۔۔ اک شریر سی مسکراہٹ ہمیشہ کی طرح اب بھی لبوں پر پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ بظاہر وہ ان کی بیٹی کی تعریف کر رہا تھا لیکن دیکھ انزلہ کو ہی رہا تھا۔۔۔ وہ مجبوراً چپ ہو گئی کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی پھر زورین نے مینا بھوک کو بتایا کہ ماما آپ کو گھر کے اندر بلا رہی ہیں وہ اچھا کہہ کر فوراً ہی چلی گئیں جب کہ وہ اک بار پھر انزلہ کی جانب متوجہ ہوا۔

اسلام علیکم کیسی ہیں آپ؟۔۔۔ وہ جو پہلے ہی کچھ عجیب سی کشش کا شکار تھی اور دل ہی دل میں خوش بھی تھی کیونکہ کہیں نہ کہیں اسے بھی زورین پسند تھا اس کی پرسنلٹی میں اک چارم تھا کچھ مقناطیسی کشش تھی جو وہ اس کی جانب کھینچتی چلی جاتی تھی اس کے باوجود اس سے دور بھی رہنا چاہتی تھی وہ کسی نامحرم سے کیسے فری ہو کر بات کر سکتی ہے پھر وہ یہ ماننے کو بھی تیار نہ تھی کہ وہ بھی کسی سے ایسی محبت کر سکتی ہے دوسری طرف وہ سمجھتی تھی کہ زورین صائمہ اور سارہ کے ساتھ فلرٹ کرتا رہا ہے (سارہ اور انزلہ کے بیچ ویلیغائن ڈے کے بعد کبھی اس موضوع پر بات ہی نہ ہوئی تھی اس لیے یہ کبھی کلیئر ہی نہ ہوا تھا کہ وہ انس تھا جو فرسٹ ائر میں زورین کے نام سے سارہ سے بات کرتا تھا اور یونیورسٹی میں بھی صائمہ نے جو کچھ زورین کے متعلق سارہ سے کہا اور اسکے ذریعے انزلہ کو معلوم

ہوا وہ جھوٹ تھا) وہ سوچ رہی تھی شاید اس کے ساتھ بھی وہ فلرٹ کر رہا ہے۔۔۔

انزلہ کو کسی گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ کر بڑی معصومانہ شکل بناتے ہوئے زورین نے اک بار پھر کہا۔۔۔
ویسے میں نے سچ میں آج تک کسی سے فلرٹ نہیں کیا لیکن شاید آپ میرے بارے میں یہی سوچتی ہیں۔۔۔ اس
نے انزلہ کے لائبریری سے نکلتے ہوئے اس جملے کو ان تین سالوں میں کئی بار سوچا تھا اور آج ملتے ہی وضاحت
بھی دی تھی۔۔۔ انزلہ حیران ہوئی۔۔۔ اسے کیسے معلوم میں کیا سوچ رہی ہوں۔۔۔ وہ ساری سوچیں چھوڑ کر
حال میں لوٹ آئی۔۔۔ کہیں اسے مائینڈ ریڈنگ تو نہیں آتی۔۔۔ ابھی جو زورین نے مینا بچو کے سامنے حرکت
کی اس سے وہ اتنی بوکھلائی ہوئی تھی پھر بھی بڑے رعب سے جواب دیا۔۔۔ جی میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔
چلیں شکر ہے آپ نے جواب تو دیا۔۔۔ وہ مسکرا کر کہہ رہا تھا اس کی محبت پاش نظروں سے بچنے کے لیے وہ
الجھ کر پوچھ رہی تھی۔۔۔

یہ کیا حرکت تھی؟۔۔۔ اس کا ارادہ زورین کو باتیں سنانے کا تھا مینا بچو کے سامنے تو وہ کچھ نہ بولی تھی لیکن بچو
کے جاتے ہی چڑھ دوڑی تھی وہ اپنے دل کی بھڑاس نکالنا چاہتی تھی ارے سمجھتا کیا ہے یہ خود کو فلرٹ کہیں کا۔۔۔
کوئی حرکت؟۔۔۔ وہ ایسا معصوم بن گیا جیسے کچھ سمجھ ہی نہ آیا ہو۔۔۔ کیا ہوا ہے؟۔۔۔
وہ ابھی جو آپ نے مینا بچو کے سامنے کی۔۔۔ انزلہ جھجکتے ہوئے کہہ رہی تھی
کیا کیا میں نے؟۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں اپنی چمکدار اور روشن آنکھیں ڈالے بے خونی سے دیکھ رہا تھا
اور ہلکی سی شرارت بھری مسکراہٹ سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

وہ کہہ کر خود ہی پھنس گئی تھی۔۔۔ اب سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا بتائے کہ اس نے کیا کیا تھا وہ صاف مکر جاتا میں
تو اس پیارے سے بچے کی بات کر رہا تھا آپ خواہ مخواہ ہی بیچ میں آ گئیں۔۔۔ وہ بولتے بولتے گڑبگڑا گئی تھی اب
کیا کہے بس اب یہاں سے بھاگ جانے کا کوئی بہانا سوچ ہی رہی تھی جب اسٹیج پر زورین کے نام کی اک بار پھر
پکار شروع ہو چکی تھی۔۔۔ زورین کی نظروں سے شرارت ٹپک رہی تھی وہ جانے سے پہلے یہ کہنا نہ بھولا۔۔۔
ویسے میں نے کچھ غلط تو نہیں کہا تھا۔۔۔۔۔ کیوٹ کو کیوٹ ہی کہنا چاہیے۔۔۔

اپنی مسکراہٹ لبوں میں دبائے وہ اسٹیج پر چڑھ چکا تھا جب کہ وہ ابھی تک اس کے جملے کو سمجھ کر خالی ذہن

کے ساتھ کھڑی تھی۔ بہت دیر مختلف رسوں کے دوران وہ اسے دیکھ دیکھ کر مسکراتا رہا اور وہ نظریں چراتی ادھر ادھر دیکھتی رہی اسے کہیں مہوش بھی نظر نہیں آرہی تھی موسم ٹھنڈا ضرور تھا مگر اسے اپنے ہاتھ پیر کچھ زیادہ ہی ٹھنڈے ہوتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔ یہ مینا بوجھ بھی پتہ نہیں کہاں جا کر بیٹھ گئی تھیں اسے عجیب سے احساسات نے گھیر لیا تھا پہلے تو کبھی ایسا محسوس نہیں ہوا یہاں سے بھاگنا بھی چاہتی تھی اور اس کی نظر کے حصار میں بھی رہنا چاہتی تھی۔۔۔ اسے کیا ہوا تھا وہ خود سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔ مہندی کی ساری رسمیں اپنے تمام شور اور ہنگامے کے ساتھ ختم ہو چکی تھیں مینا بوجھ مسکراتی ہوئی آگئی تھیں۔۔۔

کہاں تھیں آپ میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں مہوش بھی پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہے؟
ارے وہ شفق کے ساتھ ایمن کے پاس بیٹھی ہے بہت ہی پیاری لڑکی ہے۔۔۔
زورین کے جملوں کی وجہ سے وہ اب تک اتنی بوکھلاہٹ کا شکار تھی اور اس کے جملے کیوٹ کو کیوٹ ہی کہنا چاہیے کی بازگشت نے اسے یہ سوچنے ہی نہ دیا کہ زورین کی ممانے مینا آپنی کو کیوں بلایا تھا۔۔۔
کھانے کے انتظامات کرتے زورین نے ان دونوں سے بھی پوچھا تھا کچھ چاہیے تو میں لا دوں لیکن بہت خوبصورت مسکراہٹ سے مینا نے منع کر دیا تھا اور وہ واپس ظفر، اشعر اور شفق کے ساتھ باقی مہمانوں کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

وہ گھر آئی تو مینا بوجھ زورین کی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھیں وہ چڑسی گئی آپ کب سے جانے لگیں اسے اتنا فری ہو رہا تھا خواہ مخواہ۔۔۔

مینا اس کی بات نظر انداز کرتی اپنے بچے کو سلانے چلی گئیں انزلہ اک بار پھر پورے فنکشن میں ہونے والی ری باتوں پر غور کرنے لگ گئی پھر جانے کیا سوچتے سوچتے۔۔۔ کیوٹ کو کیوٹ ہی کہنا چاہیے۔۔۔
کا جملہ اس کے ذہن کی دیواروں پر نرم پھوار کی طرح برسنے لگا بار بار اس جملے کی بازگشت اسے اپنے حصار میں لے لیتی اور بے ساختہ مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیل جاتی۔۔۔ وہ دل کو ڈانٹتی۔۔۔ مگر وہ فلرٹ ہے وہ سا رہ کے ساتھ گھنٹوں فون پر بات کرتا تھا وہ صائمہ کے ساتھ گھومتا تھا۔۔۔ مگر ایسا لگتا تو نہیں ہے۔۔۔ اس کی سوچیں طوفان میں پھنسی کشی کی طرح غوتے کھا رہی تھی۔۔۔

شادی والے گھر میں شور ہنگامہ مستی قہقہے اس ماحول میں کیا کچھ نہ تھا۔ رات بھر گلگلے، پکڑے اور پینڈیاں پکتی رہیں اور سب جاگتے رہے موج مستی قہقہے شرارتیں چھیڑ چھاڑ بچپن کے قصے میٹھی یادیں باتیں چلتی رہیں۔ چائے کے بھی کئی دور چلے۔۔۔ باتیں کرتے کرتے جب کئی بار سمرہ کے آنکھ میں نمی تیر گئی اعجاز بیوی کے ثرات دیکھ کر بات کا رخ بدل دیتے ان ہی بیتی باتوں کے دوران ظفر صوفے پر ہی لیٹے لیٹے سو گئے تھے۔

سارے دن کے فنکشن کی تھکاوٹ اور رات بھر کی جگار کے بعد ظفر سب سے پہلے تھک کر سو گئے تھے اور ایسے سوئے کہ اسے سب کے شور کی بھی پرواہ نہ تھی۔ زورین کو اک آئیڈیا آیا اور اس نے کالی شوپالش میں توئے کی کلوئج ملا کر اشعر کے نیند میں بھر پور طریقے سے ڈوبے ہوئے چہرے پر نقش و نگار بنائے پھر لپ اسٹک سے چہرے کو کئی جگہ سے اور آنکھوں کے گرد سرخ دائرے سے بنایا جس سے ان کا چہرہ اکسیا نہتائی احمق اور کارٹون جیسا لگ رہا تھا۔۔۔ ساتھ ہی ان کی تصویریں بھی کھینچ لیں اور بڑی امی (سمرہ) کے حوالے کرتے ہوئے کہا لیجیے آپ کی اک اور میٹھی یاد۔۔۔ سب ہنس ہنس کر دوہری ہوئے جارہی تھیں۔۔۔

اگلی صبح ظفر جب اٹھا تو تقریباً سب ہی سو رہے تھے۔ آئینے میں اپنی شکل دیکھ کر اسے غصہ تو آیا لیکن اس بات کا اطمینان تھا کہ سب سو رہے ہیں کسی نے اس حلیے میں اسے نہیں دیکھا وہ جلدی سے اٹھا اچھی طرح منہ دھوتا تولیہ سے رگڑ کر باہر نکلا تو پرسکون تھا کہ چلوئج گیا۔۔۔ مگر سب کے اٹھنے کے بعد اس کی تصویریں دیکھ کر سمرہ نے سب ہی ہنس رہے تھے اور وہ منہ بنا کر مصنوعی خفگی سے کہہ رہا تھا تم لوگوں سے بدلہ لوں گا بیٹا ایسے نہیں چھوڑوؤں گا۔۔۔ اور وہ سب لوگ اس کی اس خفگی کو بہت انجوائے کر رہے تھے۔۔۔

شازان سب کے ساتھ بہت خوش تھی اور ان سب شرارتوں کو بہت انجوائے کر رہی تھی۔

برات والے دن تک زورین اور احسان بھائی کے درمیان اچھے تعلقات بن گئے تھے۔ دونوں میں اچھی بات چیت ہو گئی تھی۔ جسے دیکھ کر انزلہ بہت حیران تھی کہ اچانک ان دونوں میں اتنی گہری دوستی کیوں اور کیسے ہو گئی ہے مگر وہ کچھ بولی نہیں تھی۔۔۔

وہ شادی میں نہ جانے کا کوئی بہانہ ڈھونڈ رہی تھی۔ جب مینا بجواس کے ہر بہانے کو نالتی زبردستی اسے تیار ہونے کا کہہ رہی تھیں۔ یہاں تک کہ دھمکی بھی دے دی تھی کہ تم نہیں جاؤ گی تو اس گھر سے کوئی نہیں جائے گا

مہوش کا منہ دیکھ کر اسے تیار ہونا ہی پڑا وہ مہمان تھی ان کے گھر کی اب ان کی اتنی بات تو ماننی ہی تھی۔ مینا بھواس کے لیے خاص طور پر سوٹ خرید کر لائی تھیں۔ ان کی بات کا مان رکھتے ہوئے وہ تیار ہو گئی۔۔۔ عنابی رنگ کے شیفون جارجٹ پر باریک ریشم اور نازک نگوں سے سجایہ خوبصورت کام اس لباس کی خوبصورتی کو اور نکھار رہا تھا۔ عنابی میرون رنگ میں انزلہ گلاب کی کلی لگ رہی تھی۔ جس پر اوس کے چند قطرے پڑے ہوں اور بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

گھر میں سہرا بندھائی کی رسم ہوئی تو ظفر کے سر پر طاہر اور اعجاز نے سہرا باندھا جب کہ اشعر کے سر پر ظفر نے پکڑ سجایا ایک دوسرے کو گلے لگاتے وہ سب ہی بہت خوش تھے۔ ظفر جذباتی ہو کر اعجاز سے معافی مانگ رہے تھے۔ سمرہ کی آنکھ سے خود بخود آنسو نکلنے لگے۔۔۔ جو ہو گیا وہ ہو گیا یہ ہی بہت ہے کہ ہم سب ساتھ ہیں وہ اسے پیار سے گلے لگا کر دعائیں دے رہی تھیں۔۔۔ شادی ہال تک برات دو بسیں بھر کر گئی دولہا کی گاڑی میں اشعر کے ساتھ شفق، سمرہ اور رومانہ تھیں جب کہ اک دوسری کار میں زورین کے ساتھ اماں طاہر اعجاز اور ظفر تھے۔۔۔ سب ہی شادی ہال پہنچ چکے تھے جب کہ پارلر سے ابھی دونوں دلہنوں۔ ایمین اور شاز کو لانا باقی تھا۔ اس لیے دو گاہیاں جن میں سے اک احسان بھائی چلا رہے تھے اور دوسری زورین کیونکہ ظفر اور اشعر تو دو لہے بنے بیٹھے تھے دلہن کو لینے نہیں جاسکتے تھے اس لیے احسان بھائی سے کہا گیا تھا۔ لیکن چونکہ دلہن کو لانا تھا تو احسان بھائی نے احتیاطاً مینا، مہوش اور انزلہ کو بھی بٹھالیا تھا۔ انزلہ اس خدشے کے تحت کے ہال میں زورین موجود ہوگا اس کی ٹگا ہوں سے بچنے کے لیے خاموشی سے مینا بھو کے ساتھ آکر بیٹھ گئی تھی مگر وہ تو خود ان لوگوں کے ساتھ جا رہا تھا اب وہ پلٹ کر جا بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔

زورین کی نظر انزلہ پر پڑی تو وہ اسے چند لمحے دیکھتا ہی رہ گیا۔ دل بے قابو ہو رہا تھا اور آنکھوں کے شفاف کٹورے دل کی بات چھپانے سے قاصر تھے۔۔۔ پارلر جانے کے لیے تو احسان بھائی نے تینوں لڑکیوں کو اپنی گاڑی میں بٹھالیا تھا جب کہ زورین اپنی گاڑی میں اکیلا تھا اس نے سی ڈی لگالی تھی۔۔۔ گاڑی سڑک پر دوڑ رہی تھی اور زورین کا دل ہوا میں اڑ رہا تھا ویسے تو وہ کم ہی گانے سنتا تھا لیکن آج اس کا دل کچھ سننے کو کر رہا تھا سی ڈی چل پڑی تھی اور جگجگیت سنگ کی غزل بجنی شروع ہو گئی تھی۔۔۔ ہوش والوں۔۔۔ کو خبر کیا۔۔۔ بے خودی کیا چیز

ہے۔۔۔ عشق کیجئے۔۔۔ پھر مجھے زندگی کیا چیز ہے۔۔۔ وہ خود بھی ساتھ ساتھ گنگنا رہا تھا۔۔۔

آج احسان بھائی اور مینا بھو کی طرف سے ہاں ہو گئی تھی اور اس کے دل سے منوں بوجھ اتر گیا تھا اتنے عرصے جس آزمائش سے گزرا تھا جیسے ہر درد دور ہو گیا تھا سکون ہی سکون تھا وہ تروتازہ تھا۔۔۔

احسان بھائی کی گاڑی ٹنڈ تھی اور باہر سے کچھ نہ دکھتا تھا اس لیے پارلر پہنچے تو ان کی گاڑی میں ایمن اور شاز کو بٹھا دیا گیا جب کہ مینا نے انزلہ سے کہا۔۔۔ انزلہ!! یہ ایمن اپنا پرس بھول آئی ہے تم ذرا پارلر کے اندر سے لے آؤ گی۔۔۔ وہ اندر گئی اتنی دیر میں وہ سب گاڑی میں بیٹھ چکے تھے ظاہر ہے ساتھ میں مہوش اور مینا بیٹھ گئی تھیں اب صرف انزلہ رہ گئی تھی اور احسان بھائی کی گاڑی میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے اسے مجبوراً زورین کی گاڑی میں ہی آنا تھا۔ یہ سب مینا اور احسان بھائی کی ملی بھگت تھی۔ وہ سب جلدی جلدی بیٹھ کر ہال روانہ ہو گئے صرف زورین اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔ وہ باہر آئی تو ہونفوں کی طرح پوچھ رہی تھی۔۔۔ وہ سب کہاں گئے۔۔۔ وہ تو گئے۔۔۔

گئے؟ آپ نے انہیں روکا نہیں۔۔۔ اب میں کیسے جاؤں گی؟۔۔۔

وہ تقریباً روہانسی ہو رہی تھی زورین نے فرنٹ سیٹھ کا دروازہ کھول دیا تھا مگر وہ اکثرتی پیچھے کی سیٹ پر جا بیٹھی تو وہ بھی ڈرائیونگ سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔۔۔

میری بھی اس معاشرے میں تھوڑی بہت عزت ہے اگر کوئی دیکھ لے گا تو مجھے آپ کا ڈرائیور ہی سمجھے گا وہ بہت نرمی سے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ بیک ویو مر سے اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔

وہ ایسے ہی بیٹھی رہی جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو۔۔۔ لیکن وہ بھی چپ چاپ بیک ویو مر سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ خود پر اس کی نگاہیں مرکوز دیکھ کر اس نے جواب دیا۔

آپ کو کیا لگتا ہے میری اس معاشرے میں کوئی عزت نہیں کوئی مجھے آپ کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا دیکھ کر آپ کی گرل فرینڈ سمجھے تو کیا میری بڑی عزت افزائی ہوگی؟۔۔۔ زورین نے خاموشی سے گاڑی چلا دی تھی لیکن بالکل خاموش ہو گیا تھا۔۔۔ اسے اک بار پھر گرل فرینڈ کا طعنہ مل گیا تھا اسے برا لگا۔

انزلہ تھوڑی دیر خاموش رہی وہ بھی چپ چاپ گاڑی چلاتا رہا اس نے اک بار سوچا تھا کہ سی ڈی آن کر

دے مگر یہ لڑکی جانے اب مجھے کیا سمجھے گی اس نے جان بوجھ کر سی ڈی آن نہیں کی تھی۔۔۔ انزلہ کو محسوس ہوا اس نے کچھ زیادہ ہی سختی سے بات کی ہے اسے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی آخر وہ اتنی دیر تک اپنی سگی بہن کی شادی کا فنکشن چھوڑ کر صرف اس کا انتظار کرتا رہا تھا۔۔۔ اس نے معذرت کرنے کے بجائے بات کرنے کا سوچا۔۔۔

کتنی دور رہ گیا شادی ہال؟

زورین نے نرم لہجے میں لیکن ذرا چبھتے ہوئے الفاظ کہے آپ بے فکر ہیں آپ کو باحفاظت ہی پہنچاؤں گا۔ نہیں میرا۔۔۔ کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا۔۔۔ میں تو صرف اس لیے پوچھ رہی تھی۔۔۔ کہ۔۔۔ کہیں آپ میری بات کا برا۔۔۔ وہ۔۔۔ اس لیے۔۔۔ وہ آدھی اور ٹوٹی ہوئی بات کہہ کر خاموش ہو گئی تھی جیسے معذرت کرنا چاہتی تھی مگر وہ بھی نہیں پار رہی تھی مگر وہ بھی زورین تھا اشارے کی بات سمجھنے والا۔۔۔ اسے انزلہ کا یہ الجھا ہوا انداز اچھا لگ رہا تھا اسے محسوس ہو رہا تھا کہ انزلہ کو اس کی ناراضگی کی پرواہ ہے۔۔۔ اس لیے ذرا مصنوعی حشمت سے بولا۔۔۔

میں اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض نہیں ہوتا۔۔۔ گاڑی میں تھوڑی دیر پھر خاموشی رہی انزلہ کو اپنے رویے کا بہت شدت سے احساس تھا مگر یہ انا سے معذرت سے روک رہی تھی۔۔۔

کبھی کبھی خاموشی کی زبان بہت گہرا اثر رکھتی ہے جذبوں کو بیان کرنے کے لیے لفظوں میں اکثر وہ طاقت نہیں ہوتی جو خاموشی کی زبان بیان کر دیتی ہے یہ بھی وہی چند لمحے تھے کسی کے ساتھ ہونے کا احساس اور کسی کو اپنی پرواہ کرتے دیکھنا نہ کہتے ہوئے بھی خاموشی سے کسی کی ناراضگی اور خوشی کا خیال کرنا یہ احساس بہت کچھ کہہ دیتا ہے۔۔۔ وہ مستقل گاڑی سے باہر دیکھ رہی تھی لیکن محسوس کر سکتی تھی کہ ہر چند لمحے کے بعد وہ بیک ویو مرر سے اسے دیکھتا ہے۔ جب کہ زورین بھی محسوس کر رہا تھا کہ وہ بھی بیک ویو مرر سے وقتاً فوقتاً اسے دیکھ رہی تھی۔ لیکن دونوں ہی اک دوسرے سے یہ چھپانا چاہتے تھے کہ وہ اک دوسرے کو کنکھیوں سے دیکھ رہے ہیں۔

گاڑی سگنل پر رکی تو اک گجرے بیچنے والا بچہ آگیا۔۔۔ صاحب تازہ گجرے ہیں میم صاحب کے لیے لے لیں ان پر بہت خوبصورت لگیں گے وہ بہت لجاجت سے کہہ رہا تھا زورین نے بیک ویو مرر سے اک بار پھر دیکھا تو انزلہ اسے ہی دیکھ رہی تھی زورین کو دیکھتا پا کر اس نے نظر انداز کرتے ہوئے گردن موڑ لی تھی زورین نے چند

روپے اس کے ہاتھ پر رکھے انزلہ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اب یہ کیا کرنے جا رہا ہے کیا میرے لیے گجرے لے رہا ہے مگر اس نے گجرے لینے سے منع کر دیا تھا اور وہ ریلیکس ہو کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

آپ کی بڑی دوستی ہو گئی ہے احسان بھائی سے؟ اس نے اک دوسری بات کی تاکہ ان دونوں کے درمیان تھوڑی تلخی کم ہو جائے۔۔۔

آپ کو اعتراض ہے کوئی۔۔۔ زورین نے مسکراتے ہوئے اپنے موڈ کو ٹھیک کیا۔۔۔

نہیں!!۔۔۔ وہ اک بار پھر گڑ بڑا گئی تھی شاید پھر کچھ غلط کہہ دیا وہ اور ہی خفا نہ ہو جائے۔۔۔ میں تو بس ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔۔۔ اس کی نظریں اپنے ہاتھوں پر تھیں جب کہ زورین اسے بیک ویو مرر سے دیکھ کر بات کر رہا تھا۔۔۔

وہ اندر ہی اندر شرمندہ سی ہوئی تھی۔ جب اچانک ہی زورین نے کہا۔۔۔ آپ کو بھی فائدہ ہوگا۔۔۔

وہ ا یکدم جیسے چوکی تھی۔۔۔ کیا مطلب؟۔۔۔

وہ ذومعنی مسکراہٹ کے ساتھ کہہ رہا تھا۔۔۔ سمجھ جاؤ گی۔۔۔

انزلہ اس کی شکل دیکھتی رہ گئی۔۔۔

گاڑی ہال تک پہنچ گئی تھی زورین نے دروازے سے ذرا پرے گاڑی روک دی اتر جائیے آپ کی منزل آگئی ہے۔۔۔ وہ جلدی سے اتر کر اندر چلی گئی۔۔۔

وہ بھی گاڑی پارک کر کے اندر آ گیا تھا جب کہ وہ مینا بچو سے شکوہ کر رہی تھی۔ آپ لوگ مجھے کیوں چھوڑ آئے تھے۔۔۔ کیونکہ ہمیں زورین پر بھروسہ ہے۔۔۔ جواب احسان بھائی نے دیا تھا جو زورین کے کندھے پر ہا تھ رکھے نہیں معلوم کس لمحے ان دونوں کے پیچھے آ کر کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔ زورین نے دھیمی مسکراہٹ سے اسے دیکھا تو اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔ آج وہ بھی تھری پیس سوٹ میں کسی ڈیشنگ ہیرو سے کم نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ انزلہ کنفیوز تھی وہ اس کی جانب متوجہ بھی ہونا چاہتی تھی اور اس سے دور بھی رہنا چاہتی تھی وہ اپنے دل کو روک رہی تھی۔۔۔ اے دل! تجھے یہ اختیار نہیں کہ اللہ کی اجازت کے بغیر کسی نامحرم کو دیکھ بھی سکے مگر یہ دل تو منہ زور گھوڑے کی طرح سرپٹ دوڑے ہی جا رہا ہے یا اللہ میں کیا کروں۔۔۔ تو ہی میری مدد کر۔۔۔ وہ دل ہی دل

شاز اور ظفر کا تو پہلے ہی نکاح ہو چکا تھا۔ اب ایمن اور اشعر کا نکاح ہوا۔ تو سب ہی اک دوسرے کو گلے لگا کر مبارک باد دینے لگے۔۔۔ ررومانہ بیٹی کو گلے لگا کر رو دی تھیں وہ دونوں ہی جذباتی ہو رہی تھیں۔۔۔ نکاح ہوتی ہی ایسی چیز ہے انسان حال کی فکروں سے آزاد ہو کر مستقبل کے وسوسوں میں الجھ جاتا ہے بیٹی کو اتنے نازوں سے پال کر کسی کے سپرد کر دینا آسان کام نہیں ہوتا اور ایسے سوچنا کہ پھر آپ لے جانے والوں کو ان کی مرضی کرنے سے روک بھی نہیں سکتے کہ خود ہی انہیں یہ حق دے دیتے ہیں کہ جیسے چاہو ہماری بیٹی کو رکھو یہ شاید دنیا کی واحد چیز ہے جو دینے والا صرف منت کرتا ہے کہ ہماری بیٹی کا خیال رکھنا آگے جو وہ چاہیں۔۔۔ سرمہ رومانہ کو تسلی دے رہی تھیں تو اماں بلائیں اتار کر دعاؤں سے اپنے بچوں کو سیراب کر رہی تھیں۔۔۔

اشعر اور ظفر کے ساتھ ہی ایمن اور شاز کو بھی اسٹیج پر لا کر بیٹھا دیا گیا تھا مووی میکر بڑے مختلف انداز سے ان دونوں کپلز کی مووی بنا رہا تھا جب کہ اشعر اور ظفر کے کچھ دوست سارے ہی مہمانوں میں چھواروں کے پیکٹ بانٹ رہے تھے دیگر مہمانوں کی طرح انزلہ کے ہاتھ میں بھی اک پیکٹ تھا کھانے میں دیر ہو جانے کی وجہ سے اسے بھوک لگ رہی تھی ابھی اس نے اک چھوارہ منہ میں رکھا ہی تھا کہ مینا بچو نے مہوش اور اسے کہا کہ چلو ایمن اور اشعر کو مبارکباد دے آتے ہیں احسان بھائی کھانے کے انتظامات دیکھنے میں لگے تھے اور ویٹرز کو مختلف ہدایات دے رہے تھے۔ وہ سب اسٹیج تک گئے زورین اسٹیج پر کھڑا بہن اور بہنوئی کو مبارک باد دے رہا تھا۔۔۔ مہوش تو شفق کو اسٹیج پر دیکھ کر اس کے پاس چلی گئی تھی جب کہ مینا کا رخ اب رومانہ اور سرمہ کی طرف تھا اسٹیج پر اچھا خاصہ رش تھا۔ انزلہ چڑھ نہیں پائی تھی تو اسٹیج سے نیچے ہی کھڑی تھی اس سے دو قدم کے فاصلے پر زورین اپنے اک دوست کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔ زورین اور انزلہ اک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے جب کہ زورین کے دوست کا رخ زورین کے طرف تھا اسی حساب سے انزلہ کی جانب اس کی پشت تھی۔۔۔ جب زورین کی نظر انزلہ کے ہاتھ میں پکڑے اس چھوارے کے پیکٹ پر پڑی تو وہ دوست سے مخاطب ہوا وہ بھی چھوارے کھا رہا تھا۔ کھاؤ کھاؤ خوب چھوارے کھاؤ میں نے سنا ہے چھوارے کھانے سے جلدی شادی ہو جاتی ہے۔۔۔ کیا ارادے ہیں؟۔۔۔ کہہ وہ ہمیشہ کی طرح دوست سے رہا تھا لیکن چونکہ انزلہ اس دوست کی پشت کے پیچھے کھڑی تھی اور

دوست اسے نہیں دیکھ سکتا تھا اس لیے زورین کی نظر انزلہ پر تھی جملہ سنتے ہی انزلہ کے ہاتھ سے چھوڑا چھوٹ گیا اور زورین مسکراتا ہوا اگلے مہمانوں کے گلے ملنے لگا۔۔۔ آج بھی انزلہ نے محسوس کیا تھا کہ رومانہ آنٹی خاص طور پر اس سے ملی تھیں اور اس کے ماتھے پر پیار کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں بہت پیاری لگ رہی ہو وہ کچھ جھینپ سی گئی تھی کیونکہ زورین ان دونوں کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس نے بھی بہت خلوص سے رومانہ اور سمرہ کو مبارک باد دی تھی۔۔۔ اسٹیج پر کھڑے کھڑے اک بار پھر سمرہ کی آنکھ میں نمی سی تیر گئی تھی شاید مظہر پھر یاد آیا تھا۔۔۔ تین گھنٹے کی اس تقریب کو سب ہی بہت انجوائے کر رہے تھے۔ طعام کے بعد رخصتی کے لیے اسپیشلی دو گاڑیوں کو پھولوں سے سجوا یا گیا تھا۔ سکیورٹی کے نظریے کے تحت پولیس کی اک موبائل بھی ان لوگوں کی گاڑیوں کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ جس کے لیے خاص طور پر ظفر نے اپنے دوستوں کی مدد لی تھی۔ سب کی دعاؤں میں رخصت ہو کر ایمن اور شازدہ بارہ اس گھر میں آئیں تو اوپر کے دو کمرے ان دونوں بھائیوں کے لیے سجائے جا چکے تھے۔۔۔ اور یہ سا رے انتظامات ان لڑکوں کے دوستوں نے کئے تھے۔۔۔

اگلے دن ولیمہ تھا۔۔۔ اعجاز اماں اور سمرہ دونوں دلہنوں اور دلہوں کے ساتھ پہلے ہی شادی ہال پہنچ چکے تھے اور اپنے کافی مہمانوں کو بھی لے گئے تھے جبکہ کچھ دیر بعد زورین، طاہر اور رومانہ نے اپنے مہمانوں کے ساتھ ہال روانہ ہونا تھا تاکہ لڑکے والے لڑکی والوں کے استقبال کی کچھ تیاریاں کر سکیں رومانہ نے بہت محبت سے مینا اور انزلہ کو روکنے کی کوشش کی تھی ہمارے ساتھ بھی تو کوئی ہونا سب ہی لڑکے والوں کے ساتھ چلے جائیں گے تو ہم کیسے اکیلے اچھے لگیں گے جب کہ شفق انزلہ اور مہوش کو زبردستی ساتھ لے گئی تھی خاندان تو اک ہی تھا سا رے مہمان بھی دونوں جانب سے مدعو تھے اس لیے زیادہ تر لوگ ڈائریکٹ ہال میں ہی پہنچ گئے تھے۔ لڑکی والوں کے استقبال کے لیے شفق نے اپنی ساری ہی دوستوں کو پھولوں کی پتیوں کے چھوٹے چھوٹے تھال تھما دیے تھے۔ جب کہ شفق نے خود پھولوں کے ہار اک اسٹک میں پکڑ رکھے تھے مہوش کو بھی پھولوں کے گجروں سے بھری پلیٹ پکڑادی تھی وہ بھی ساتھ ہی کھڑی تھی انزلہ علیحدہ جا کر بیٹھ جانا چاہتی تھی مگر شفق اسے بھی زبردستی پکڑ لائی تھی یہاں کھڑی ہو تم اور اس کے ہاتھ میں اک تھال تھما دیا تھا جس میں بہت ساری پھولوں کی کلیاں تھیں۔۔۔ وہ متذبذب انداز میں شفق اور مہوش کے اصرار پر کھڑی ہو گئی تھی سب ہی اپنے حساب سے بہت سچ سنور کر کھڑی

ہوئی تھیں رنگ برنگے آنچل اور گلاب کی خوشبوؤں سے مہکتا مینیکوئٹ اور اسمیں بچتا ہلکا سا سوفٹ رومینک سا نگ ما
حول کو مزید خوبصورت بنا رہا تھا۔۔۔

طاہر اور رومان اپنے مہمانوں کے ساتھ ہال میں داخل ہوئے تو سمرہ اور اعجاز نے گلے مل کر پھولوں کے
روں سے ان کا استقبال کیا جب کہ شفق خواتین کے ہاتھوں میں گجرے دے رہی تھی تو باقی لڑکیاں پھولوں کی
پیتیاں نچھار کر رہی تھیں یہ اک اتفاق ہی تھا کہ جب زورین داخل ہوا تو وہ سب سے آخر میں رہ جانے کی وجہ
سے اکیلا رہ گیا تھا مووی اب بھی بن رہی تھی سب لڑکیوں نے اس پر پھولوں کی پیتیاں برسائیں تو وہ ٹھٹھک کر رک
گیا اس کی نظر انزلہ پر پڑی تو دل بے اختیار ہی دھڑکنے لگا دل چاہا کہ وہ اسے بھی وہ گلاب کے پھول دے مگر وہ
کچھ جھجک رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا؟۔۔۔ شفق نے زورین کو رکاد دیکھا تو سوال کیا۔۔۔
کچھ نہیں۔۔۔ کہتا وہ انزلہ کے پاس سے گزر رہا تھا جب شفق نے انزلہ سے کہا پھول تو دو۔۔۔
شفق کی آواز سن کر وہ رک گیا تھا اور وہ بیچاری زورین کی نظروں کا مقابلہ ہی نہیں کر پار ہی تھی۔۔۔
اس نے تھال سے اک پھول کی کلی اٹھا کر زورین کی جانب بڑھائی جسے اس نے لیتے ہوئے بہت ہلکے
سے سر کوخم کرتے ہوئے تھینک یو کہا۔۔۔ وہ مزید جھینپ گئی تھی۔۔۔
پھر اس کلی کو اس نے بہت احتیاط سے اپنے کوٹ پر لگا لیا تھا اور نظروں ہی نظروں میں جیسے کہہ رہا ہو یہ پھول
یہاں اچھا لگتا ہے میرے دل کے پاس۔۔۔

تھوڑی دیر بعد اشعر اور ظفر اپنی اپنی بیگمات کا ہاتھ پکڑے مینیکوئٹ ہال میں داخل ہوئے تو اک اسپوٹ لا
نٹ اک جوڑے کو اینٹری گیٹ سے اسٹیج تک ساتھ گئی اور پھر دوسرے جوڑے کی اینٹری پر بھی اسی انداز میں
اسپاٹ لائٹ ڈال کر مووی میکر بہت خوبصورتی سے ان کی مووی بنا رہے تھے۔ ٹی پنک کلر غرارے میں ایمین اور
لائک کلر کے غرارے میں ملبوس شاز کوہ کاف کی پریاں لگ رہی تھیں۔ تو دو لہے بھی بہت ڈیننگ اور اسارٹ لگ
رہے تھے سب ہی ان کیلنڈر کی تعریفیں کر رہے تھے۔ شاز، ایمین، ظفر اور اشعر چاروں ہی اسٹیج پر دو لہا دلہن بنے
بیٹھے تھے اور بہت ہی پیارے لگ رہے تھے۔ جب اپنے بچوں کو دیکھتے دیکھتے سمرہ کی آنکھیں جھلملانے لگیں

کسی خیال کی گہرائی میں کھو کر ان پر نظریں جمائے ہوئے تھیں اعجاز جو بیگم کی کیفیت دیکھ کر پوچھ رہے تھے کیا ہوا تو بے ساختہ ان کی آنکھ سے آنسو نکل گیا کچھ نہیں بس مظہر یاد آ گیا۔۔۔ اعجاز سمرہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دینے کے سوا کچھ نہ کہہ سکے جب کہ ان کے پیچھے کھڑے طاہر اور رومانہ نے سب سن کر اک دوسرے کو دیکھا تھا ان کی آنکھ میں بھی افسوس تھا مگر وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ اماں کو اسٹیج پر چڑھایا گیا تو وہ باری باری چاروں بچوں کی ٹیپکل بزرگوں والے اسٹائل میں بلائیں لینے لگیں۔۔۔

باری باری سارے مہمانوں کا دلہوں اور دلہنوں کو تحفے تحائف دینے کا سلسلہ جاری تھا اور مووی بن رہی تھی جب احسان بھائی اپنی فیملی کے ساتھ اسٹیج پر آئے تو زورین نے کس وقت فیملی کے ساتھ ہی انزلہ کی بھی تصویر لے لی۔۔۔ اس تقریب میں بھی برات کی طرح بہت سے مہمانوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ خاندان دوست احباب آفس فیلوز۔ محلے والے وغیرہ وغیرہ شادی کے تمام مراحل پورے ہو چکے تھے اور اگلے ہی دن رومانہ طاہر، زورین اور باقی کے تمام مہمان اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے تھے۔۔۔ ایمن ان لوگوں کو رخصت کرتے ہوئے اک بار پھر رو دی تھی۔۔۔ اور زورین اسے ہنسانے کے لیے کہہ رہا تھا۔۔۔

ارے کیوں رو رہی ہو۔۔۔ ہم کون سا دور ہیں تم جب فون کرو گی میں آ جاؤنگا بوتل کے جن کی طرح اور جب تمہارا دل چاہے تم آ جانا۔۔۔ اسکے اس ہلکے پھلکے انداز پر سب ہی مسکرا دئے تھے اور وہ بھی ریلیکس ہو گئی تھی۔ اعجاز اور سمرہ بہت روک رہے تھے ابھی دو چار دن رک جائیں آپ لوگ ابھی تو دل بھی نہیں بھرا اماں بھی اصرار کر رہی تھیں مگر طاہر نے کہہ دیا کہ ہم تقریباً ہفتے بھر سے رکے ہوئے ہیں اب چھٹیاں بھی ختم ہو رہی ہیں پھر زورین کو بھی آفس سے بس اک ہفتے کی ہی چھٹی ملی تھی ہمیں جانا ہوگا تو رومانہ بھی مجبور ہو گئیں۔۔۔ اس طرح اگلے دن ہی وہ سب واپس آ گئے تھے۔۔۔



مینا نے لاہور فون کیا تھا۔۔۔ سلام دعا کے بعد جب مینا نے خیریت پوچھی تو امی نے اپنی پریشانی بتائی۔ مینا انزلہ کب تک تمہارے گھر رہے گی۔ اس کے لیے کوئی اچھا سا لڑکا دیکھو تا کہ اس مشکل سے نکل سکیں بس یہی اک حل مجھے نظر آتا ہے۔۔۔

تو ملکہ سے مینا نے کہا آپ کی پریشانی اللہ نے خود ہی ختم کر وادی ہے انزلہ کے لیے اک بہت اچھا رشتہ آگیا ہے۔۔۔ اور وہ اچانک سے خوش ہو گئی تھیں۔۔۔ اچھا!!!۔۔۔ یہ تو بہت اچھا ہو گیا میں کب سے بچی کے لیے پریشان ہو رہی تھی۔۔۔ کون ہے کیا کرتا ہے؟۔۔۔ ان کے دل پر پڑے مایوسی کے پردے اچانک سے اٹھ گئے تھے اور امید کی روشنی جاگ اٹھی تھی ان کی آواز میں خوشی کی لہر صاف سنائی دے رہی تھی اور آنکھیں جگمگ کرنے لگی تھیں۔۔۔

ان کے پاس سوال بے شمار تھے اور وہ جاننے کو بے قرار تھیں۔۔۔

مینا۔۔۔ ماں کو ساری تفصیلات بتا رہی تھیں اور زورین سے ملنے کے لیے ملکہ کو کوٹیکٹ نمبر بھی دے دیا تھا۔۔۔ فون بند کرتے ہی اپنی خوشی ملکہ نے امی جی سے شیر کی تھی۔۔۔ امی جی جو مصلے پر بیٹھی اپنی بچی کے اچھے نصیبوں کی دعا کر رہی تھیں۔ ملکہ کی چمکتی آنکھوں کو دیکھ کر مسکرائی تھیں اور پھر ملکہ خاتون نے مینا کے فون سے لے کر آنے والے رشتے اور پھر احسان نے لڑکے کے بارے میں ساری معلومات کر لی ہیں یہ بھی بتایا تو جیسے ان کے سینے سے منوں بوجھ اتر گیا تھا۔ وہ اپنے آنسوؤں کو بہنے سے نہیں روک سکیں تھیں۔ وہ دونوں انزلہ کے لیے کئی دن سے پریشان تھیں اب مہتاب کی اتنی دھمکیوں کے بعد تو ہرگز اس سے انزلہ کا رشتہ کرنے کو تیار نہ تھیں۔ ان کا دل ہی نہیں مانتا تھا۔ وہ بس دعا کر سکتی تھیں کہ کوئی ایسا سبب بن جائے کہ خود ہی سب ٹھیک ہو جائے اور وہ لوگ بھی دل سے مطمئن ہو کر بیٹی کا رشتہ کر سکیں اور آج ان کی پریشانی کا حل نکل آیا تھا۔ ان کی دعائیں قبول ہو گئی تھیں اور امی جی اسی وقت اللہ کا شکر ادا کرنے سجدے میں چلی گئی تھیں۔۔۔ ان دونوں نے مینا کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے شرجیل سے اس رشتے کو چھپایا تھا کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ کہیں مہتاب کے علم میں انزلہ کے دوسرے رشتے کی بات نہ آجائے۔۔۔

امی جی!!! مجھے لگتا ہے کہ مینا ٹھیک ہی کہہ رہی تھی ہمیں ان لڑکے والوں سے جا کر ملنا چاہیے ابھی تو ہم لڑکے والوں سے کہہ دیں گے کہ انزلہ کراچی گئی ہوئی ہے تو ہم آپ کے بیٹے کو بھی دیکھ لیں گے اور گھر بار بھی اس طرح انہیں برا بھی نہیں لگے گا اور شرجیل بھائی سے یہ بات چھپی بھی رہے گی کیونکہ ان کی موجودگی میں اگر وہ لوگ یہاں آئے تو یقیناً یہ بات کھل جائے گی کہ ہم انزلہ کا کہیں اور رشتہ کر رہے ہیں جو میں ابھی نہیں چاہتی۔۔۔ ملکہ

خاتون ماں سے مشورہ چاہتی تھیں۔

ہاں بات تو تمھاری ٹھیک ہے۔۔۔ شرجیل سے بات کرنے میں خطرہ تو ہے کیونکہ مہتاب ان کا بھتیجا ہے اور وہ کسی بھی صورت نہیں چاہتے کہ یہ رشتہ ٹوٹے اور یاد ہے خامیاں نکالنا کون سا مشکل کام ہے شرجیل کے لیے مینا کے کتنے رشتے آئے تھے اور وہ محلے سے جو رشتہ آیا تھا وہ لڑکا تو مجھے بہت ہی پسند تھا مگر شرجیل نے کہا کہ اس کا کردار ٹھیک نہیں ہے تو ہم نے انکار کر دیا تھا حالانکہ بعد میں کئی محلے والیوں سے میں نے اس کے بارے میں معلوم کیا تھا سب نے ہی اس کی تعریف کی تھی اور مجھے بہت افسوس رہا ایسا نہیں کہ احسان میں کوئی خرابی ہے۔ بس میں اپنی بچی کو اتنی دور دوسرے شہر بھیجنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ ملکہ بھی ماں کی بات سے متفق تھیں۔ ٹھیک ہے پھر یہی کرتے ہیں ہمیں جا کر دیکھنا چاہیے۔ کیسا لڑکا ہے؟ گھر بار کیسا ہے؟ ہمارے دل کو بھی اطمینان ہو جائے گا۔۔۔ ہم ان کو کال ہی کر لیتے ہیں ابھی تو رات ہو گئی ہے اور وہ لوگ بھی آج ہی آئے ہیں تھکے ہوئے ہونگے میں کل صبح فون کرونگی۔۔۔

اگلے دن ملکہ خاتون نے رومانہ کے گھر فون کیا۔۔۔ اسلام علیکم۔۔۔

فون زورین نے ہی اٹھایا تھا۔۔۔ جی وا علیکم اسلام

بیٹا آپ زورین بات کر رہے ہیں۔۔۔ جی بات کر رہا ہوں کہیے۔۔۔

میں انزلہ کی مہمات کر رہی ہوں۔۔۔ مجھے مینا نے آپ لوگوں کا فون نمبر دیا تھا۔۔۔

جی جی مینا باجی نے (وہ فوراً ہی پہچان گیا تھا مگر اپنے آپ کو نارمل رکھتے ہوئے بات کر رہا تھا)۔۔۔

کیسی ہیں انٹی آپ؟۔۔۔

میں ٹھیک ہوں بیٹا آپ ذرا اپنی والدہ کو بلا دیں گے۔۔۔

جی ضرور میں ابھی بلاتا ہوں۔۔۔ وہ رومانہ کو بتا کر خود بھی اسی کمرے میں آکر بیٹھ گیا بغیر کسی ایکساٹمنٹ شو

کئے وہ اپنی فائلز میں سر دیئے بیٹھا تھا جب ملکہ خاتون کے سلام دعا کے بعد کچھ کہنے پر ممانے بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے۔۔۔ ارے بالکل بالکل! آپ جب چائیں آئیں آپ کا اپنا گھر ہے بلکہ اچھا ہی ہے لڑکے کے گھر لڑکی نے بیاہ کر آنا ہوتا ہے تو لڑکے کے گھر کو ہی دیکھنا چاہیے آپ لوگ کل رات کا کھانا ہمارے ساتھ ہی کھائیں

-- نہیں نہیں تکلف کی کوئی بات نہیں مجھے خوشی ہوگی۔۔۔ جی ہم نے انزلہ بیٹی کو دیکھا ہم سب کو ہی وہ بہت اچھی لگی، ہم تو دل سے اسے اپنی بہو مان چکے ہیں آپ بھی آجائیں اور ہمارے بیٹے کو پسند کر لیں تو جلد ہی بات آگے بڑھے۔۔۔ آپ کو گھر کا پتہ میں لکھوا دیتی ہوں بلکہ آپ ایسا کریں کہ اپنے گھر کا پتہ دے دیں یہ زورین ہی لینے آجائیں گے آپ لوگوں کو آپ کو گھر ڈھونڈنے کی پریشانی نہیں ہوگی۔۔۔

جی جی! بس آپ فکر نہ کریں میں زورین کو بھیج دوں گی وہ آپ لوگوں کو پک اور ڈراپ کر دے گا۔۔۔

جی بالکل۔۔۔ تو پھر کل آپ لوگوں سے ملاقات ہو رہی ہے۔۔۔

اللہ حافظ کہتے ہوئے فون بند کر دیا زورین کو کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی اس نے سب سن لیا تھا مگر پھر بھی رومانہ اپنی ایکساٹمنیٹ میں بیٹے کو ساری تفصیلات بتا رہی تھیں اور وہ خاموشی سے مسکراتے مسکراتے جی جی کہہ کر فرمانبرداری سے ساری بات سن رہا تھا۔۔۔

پھر سارا دن اور رات کا وہ پہر گزارنا اتنا مشکل لگ رہا تھا کہ لمحہ لمحہ صدیوں پر مشتمل ہو گیا تھا اسے اپنے آپ پر پورا بھروسہ تھا مگر ابھی منتخب ہونے کے آخری مرحلے سے گزرنا تھا وہ جانتا تھا کہ اگر انزلہ اس کے نصیب میں لکھی ہے تو اسے ضرور ملے گی لیکن اگر اک فیصد بھی انکار کی گنجائش تھی تو وہ صرف دعا ہی کر سکتا تھا جو سالوں سے کر رہا تھا اس کا دل چل رہا تھا جیسے کوئی چھوٹا بچہ اپنے پسندیدہ کھلونے کے لیے ہمکتا ہے وہ بھی رب العالمین کے سامنے یوں ہی سجدہ ریز تھا مانگ رہا تھا بلکہ رہا تھا اور حالات کو اس رخ تک لانے پر بھی شکر ادا کر رہا تھا لیکن دل تھا کہ بلس ٹرین کی طرح دوڑے ہی جا رہا تھا دھڑکنے بے قرار سی تھیں کل کیا ہوگا کیا وہ لوگ مجھے منظور کر لیں گی؟ زندگی میں اتنا بے چین اتنا بے قرار تو وہ کبھی نہیں ہوا تھا مگر اب زندگی کی تلاش میں زندگی خود بے قرار تھی۔

تیری رضا پر میں راضی، میرے لیے تو بس کافی

تو باقی سب دنیا فانی، ہر مرض کا ہے تو بس شافی

میں خطا کا اک پتلا، تجھ سے مانگوں تو بس معافی

تیری رضا تو ہی جانے، میری دعا تو بس اضافی (شاعرہ ثمینہ فیاض)



اس دن صبح سے ہی عبدال کریم کی شامت آگئی تھی اور مانہ تو جو کام کروا رہی تھیں۔ وہ علیحدہ گمر زورین بھی گھر کے کونے کونے سے لے کر کھانوں کی تیاری تک اس کے پیچھے پڑے تھے سب کاموں سے فارغ ہوا تو شاید زورین نے زندگی میں پہلی بار اپنے چہرے کو اتنے غور سے دیکھا تھا۔ اپنے چہرے پر نظر پڑی مٹی پولیوشن اور دھوپ سے رنگت پر برا اثر پڑا تھا۔ وہ اک سیلون تک چلا گیا واپس آیا تو اس کا چہرہ چاندنی میں نہایا ہوا تھا۔

آج زورین کچھ زیادہ ہی پر اعتماد لگ رہا تھا وہ ملکہ خاتون اور نانوکولانے کے لیے تیار تھا جیٹ بلیک جینز اور رائل بلو شرٹ میں وہ بہت اچھا لگ رہا تھا۔ طاہر اور رومانہ بھی بیٹے کا یہ بھیلہ روپ دیکھ کر متاثر ہوئے تھے۔

ماشا اللہ ہمارا بیٹا تو بہت ہینڈسم لگ رہا ہے۔۔۔ طاہر نے زورین کو جانے سے پہلے دیکھ کر رومانہ سے کہا تو زورین کے چہرے پر مسکراہٹ سج گئی تھی اور رومانہ بھی دل ہی دل میں نظر بد سے بچنے کی دعائیں پڑھتی بیٹے پر دم کرنے لگیں دونوں بہت خوش تھے جب کہ زورین کی چمکتی آنکھوں میں اعتماد کے ساتھ ساتھ کچھ اور خوشی کی چمک بھی آگئی تھی۔

اپنے مقررہ وقت پر پہنچ کر ان کے دروازے پر نصب ڈور بیل کو بجا کر انتظار کرنے لگا۔۔۔ تھوڑی ہی دیر میں ملکہ خاتون اور امی جی باہر آگئی تھیں۔ جب کہ شرجیل اوپری پورشن پر کھڑے یہ سارہ منظر دیکھ رہے تھے۔۔۔

زورین سلام کرتا بہت ادب سے ان کے آگے جھک گیا تھا اور امی جی نے بہت محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا ساتھ ہی بہت سی دعائیں دی تھیں وہ تو زورین کو دیکھتے ہی اس کی پرسنلٹی سے ہی متاثر ہو گئی تھیں گندی رنگت کالی سیاہ چمکتی آنکھیں کلین شیو قد تقریباً چھ فٹ سے کچھ نکلتا ہوا درمیانہ جسم وہ ہر اعتبار سے اک خوبصورت اور پر وقار شخصیت کا مالک کہا جاسکتا تھا۔۔۔ وہ ان دونوں خواتین کو گھر لے آیا تھا۔۔۔ نانو اور ملکہ خاتون زورین کے شخصیت سے متاثر ہو رہی تھیں ساتھ ہی اس کی تعلیم اور اخلاق سے بھی بہت متاثر ہوئیں گھر کا کونہ کونہ سلیقے کا منہ بولتا ثبوت تھا ان کے رکھ رکھاؤ سے بات کرنے کے انداز سے ہر لحاظ سے امی جی اور ملکہ خاتون متاثر ہو رہی تھیں انہیں رومانہ کی ملنسار طبیعت اور طاہر کی سادگی بھی پسند آئی تھی کنبہ بھی چھوٹا سا ہے انہوں نے اپنی رضامندی دے دی تھی طاہر ان تمام خواتین کی گفتگو بہت غور سے سن رہے تھے بس کبھی کبھی اک آدھ بات کرتے وہ ان سے ان کے دیگر بچوں اور دامادوں کے بارے میں معلوم کر رہے تھے لیکن اب آخری مرحلہ انزلہ کی رائے کا تھا اس لیے

مینا نے بھی انزلہ کو بتا دیا۔۔۔ مینا ٹھنڈے ہوتے اس موسم میں اس کے لیے کافی بنالائی تھیں اور اب اس کے کمرے میں بیٹھی تھیں انزلہ ناول رکھ کر ان کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔۔
 بجو مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔ اس سے پہلے کہ مینا کچھ کہتی انزلہ اٹھ بیٹھی تھی اور مینا سے بات کرنا چاہتی تھی۔۔۔

کافی کاسپ لیتے مینا نے سکون سے کہا ہاں مجھے بھی تم سے بات کرنی ہے لیکن پہلے تم کہو۔۔۔ انزلہ اداسی سے کہہ رہی تھی بات تو کچھ خاص نہیں ہے لیکن مجھے ڈر لگ رہا ہے وہاں ماما اور نانا کیلی ہیں شرجیل ماموں کا رویہ بھی اکھڑا سا ہے ان لوگوں کے ساتھ اگر مہتاب نے کچھ۔۔۔ اس سے آگے وہ کچھ کہہ ہی نہ سکی اسکی آنکھوں میں نمی سی تیر گئی تھی وہ جذباتی ہو رہی تھی۔۔۔ انہیں ایسے ہی تنگ کرتا رہا تو کیا ہوگا اور میں آپ کے گھر کب تک رہو گی مجھے اب گھر واپس چلے جانا چاہیئے۔۔۔

تم پریشان نہ ہو میں نے تمھاری پریشانی کا علاج ڈھونڈ لیا ہے اور ماما اور نانا کو بھی بتا دیا ہے وہ دھیمی مسکرا ہٹ سے کہہ رہی تھیں۔۔۔

وہ سن کر چوکی تھی۔۔۔ کیا علاج ڈھونڈ آپ نے؟
 یہ بات بالکل صحیح ہے کہ تم ہمارے گھر میں بہت دن تک نہیں رہ سکتیں اور نانا اور ماما کو اکیلے بھی نہیں چھوڑ سکتیں۔۔۔ مینا اسے بہت پیار سے تسلی دے رہی تھیں
 تو؟۔۔۔ وہ حیرت سے سن رہی تھی۔۔۔

تو یہ میری گڑیا کہ ہم تمھارے لیے لڑکا دیکھ رہے ہیں اس خاندان کو اک ایسے مرد کی ضرورت ہے جو تمھارا ساتھ ماما اور نانا کی حفاظت بھی کر سکے جو ہمیں ان ڈروں اور وسوسوں سے نکال سکے جو ہمارے لیے اس دنیا سے لڑ سکے اور تم خوش نصیب ہو کہ ہمیں ایسا لڑکا مل گیا ہے۔۔۔

کیا؟۔۔۔ انزلہ اچھل ہی پڑی تھی کافی کنگ سے ہلکی سی گرم کافی اس کے ہاتھ پر بھی گری تھی مگر کافی اتنی گرم نہ تھی صرف ہاتھ کا وہ حصہ سرخ پڑ گیا تھا اور ہلکی سی جلن ہو رہی تھی۔۔۔ اس کا دل زور سے دھڑکا تھا اک امید دل میں کلبلائی تھی شاید وہ زورین ہو۔۔۔

مگر انزلہ کا سارا دھیان بجو کی بات پر تھا اور پھر انہوں نے انزلہ کو زورین کے رشتے کے بارے میں بتایا تو وہ دل ہی دل میں بہت خوش ہوئی تھی مگر جیسے ہی اسے خیال آیا کہ وہ کہیں فلرٹ قسم کا لڑکا تو نہیں اس کا دل عجیب وہموں کا شکار ہو گیا تھا۔۔۔ بجو اسے بتا کر چلی گئی تھیں اور وہ بہت اپ سیٹ تھی کیونکہ وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پارہی تھی۔۔۔ مجھے کیا کرنا چاہیے کیا میں شادی کے لیے ہاں کر دوں اس طرح اس مہتاب کی مشکل سے تو بچ جاؤنگی اور یہاں بجو کے گھر سے بھی چلی جاؤنگی۔۔۔ لیکن کیا زورین اچھا لڑکا ہے کیا وہ فلرٹ ہے؟ اگر وہ فلرٹ نہیں تھا تو وہ صائمہ کے ساتھ کیوں گھومنے جاتا۔۔۔ اور پھر وہ سارہ سے بھی تو فون پر گھنٹوں باتیں کرتا تھا سارہ نے مجھے خود بتایا تھا۔۔۔ اف میرے اللہ میں کیا کروں سوچوں کے کھنور میں پھنسے پھنسے وہ اس کشمکش میں دھنستی جا رہی تھی۔۔۔ اور پھر جیسے سب بھول کر اس نے فیصلہ کیا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے میں سارہ سے خود ہی بات کر لیتی ہوں جو بھی سچ ہے وہ خود ہی سامنے آجائے گا مجھے اطمینان ہو جائے گا کہ میں نے ٹھیک فیصلہ کیا ہے یہی سوچ کر اس نے سارہ کو فون کر کے سب بتایا اور اس سے اس کی رائے مانگی۔۔۔

ارے پاگل!! میں نے کبھی زورین سے فون پر بات نہیں کی۔۔۔ وہ تو انس تھا جس نے مجھ سے جھوٹ کہا تھا کہ وہ زورین ہے۔۔۔ اور تم آج تک یہی سمجھ رہی ہو کہ وہ زورین تھا۔۔۔ اور تم نے مجھے کب زورین کے ساتھ دیکھ لیا؟ میں تو ہمیشہ انس کے ساتھ گھومتی تھی اس نے مجھ سے دوستی کرنے کے لیے زورین بننے کا نالک کیا تھا اس نے جھوٹ کہا تھا یہ ٹھیک ہے کہ زورین کے مجھ سے بات کرنے کا میں نے تمہیں بتایا تھا لیکن اس وقت میں خود بھی یہی سمجھتی تھی مگر مجھے معلوم ہوا کہ وہ زورین نہیں انس ہے تو پھر کبھی تم سے اس ٹوپک پر دوبارہ بات اس لیے نہیں کی کہ تمہیں یہ سب پسند نہیں تھا میں تم سے ڈرتی تھی کہ کہیں اس بارے میں سن کر تم مجھ سے پھر سے ناراض نہ ہو جاؤ اور تمہیں یاد ہے اس دن ویلین ٹائن ڈے پر میں زورین سمجھ کر اس سے ملنے آئی تھی جب مجھے انس نے بتایا کہ فون پر وہ مجھ سے بات کرتا تھا زورین نہیں لیکن تم اس دن اتنی خفا ہوئی تھیں کہ کبھی دوبارہ تم سے اس بارے میں بات کرنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ انس اب میرا شو ہر ہے۔۔۔۔۔۔۔

پوری تفصیل سن کر جیسے اسے اندر سے خوشی ہوئی تھی کہ زورین ایسا نہیں تھا اسے اطمینان ہوا تھا۔۔۔ ساتھ

ہی حیرت سے اس کے منہ سے نکلا تھا تم نے انس سے شادی کی ہے؟۔۔۔

ہاں۔۔۔

اچھا!۔۔۔ وہ ڈہنی طور پر اتنی الجھی ہوئی تھی کہ پھر اسے صائمہ کا خیال آ گیا تھا۔۔۔ مگر وہ صائمہ کے ساتھ تو گھومتا تھا یہ بھی تو تم نے ہی بتایا تھا۔۔۔ اس نے اک اور شک ظاہر کیا۔۔۔

تم واقعی بہت بدھو ہو۔۔۔ سارہ کو اس پر بے انتہا غصہ آیا تھا۔

کیا مطلب؟۔۔۔ ارے وہ جھوٹ کہتی تھی زورین اس سے کبھی سیدھے منہ بات تک نہیں کرتا تھا اپنی ویلیو بڑھانے کے لیے لوگوں سے جھوٹ بولتی تھی وہ۔۔۔

مگر وہ ایسا کیوں کرے گی؟ اس کو دوستوں کی کمی تھی کیا؟ جو وہ زورین کے پیچھے پڑے گی۔۔۔

تم نہیں جانتیں کیا؟ اس زمانے میں یونی میں کیسی دھاک تھی زورین کی ہر لڑکی مرتی تھی اس پر لیکن وہ کب کسی کو نظر بھر کر دیکھتا تھا اسی لیے تو صائمہ نے یہ افواہ پھیلانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ اور ہاں مجھے یاد آیا کوئی دو سال پہلے جب اسے کسی دوسرے لڑکے نے ٹھکرا دیا تھا تو وہ بہت دل برداشتہ تھی اس دن اس نے بہت روتے ہوئے مجھ سے کہا تھا کہ اس نے زورین کے بارے میں جو کچھ کہا وہ سب جھوٹ تھا اور زورین تو اسے گھاس بھی نہیں ڈالتا تھا اور یہ سب اس نے اس لیے کیا تھا تا کہ اس طرح وہ بھی مشہور ہو جائے اور پتہ ہے اس کا صائمہ نے بہت برا خیامہ بھی بھگتا ہے۔۔۔

ہیں وہ کیسے؟۔۔۔ انزلہ اک بار پھر اس کی بات سے چونکی تھی۔۔۔

وہ جس لڑکے کے بارے میں بہت سیریس تھی اسے اپنا اسیر بھی کر لیا تھا اس لڑکے نے اپنے گھر والوں سے لڑ کر اس سے شادی کرنے کے لیے منایا تھا کچھ عرصے یہ منگنی رہی وہ اور بھی زیادہ مغرور ہو گئی تھی اسے اپنے حسن پر بہت گھمنڈ ہو گیا تھا تب ہی اک دن منگنی اچانک ٹوٹ گئی کسی نے اس لڑکے کو صائمہ کے یونی کے سارے چکروں کا بتا دیا تھا تب تک شاید بہت دیر ہو چکی تھی۔۔۔ سارا بہت افسوس سے کہہ رہی تھی۔۔۔

ہیں۔۔۔ مگر کیوں؟۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔؟ انزلہ حیران بھی تھی اور پرتجسس بھی۔

کیونکہ صائمہ اپنی حدیں کر اس کر چکی تھی وہ پیار کی منزل سے آگے بہت آگے اس طرف چلی گئی تھی جہاں

سے واپسی ناممکن ہے وہ گناہ کر چکی تھی جس کا ازالہ ممکن نہیں اک غیر شادی شدہ لڑکی اس بارے میں سوچتے ہوئے بھی کانپ جائے۔ جب انسان اپنی حدوں سے نکل جاتا ہے تو کبھی واپس نہیں آ سکتا۔۔۔ وہ بھی اپنی حدوں کو پار کر گئی تھی سنا ہے وہ بغیر شادی کے امید سے تھی جب چا چا چاچی کو معلوم ہوا تو گھر بھر میں ہنگامہ مچ گیا اس نے بھی اپنے منگیت پر شادی کے لیے دباو ڈالنے کی کوشش کی مگر اس لڑکے نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ ایسی آوارہ لڑکی جب سب کچھ اس کے ساتھ کر سکتی ہے تو جانے کس کس کے ساتھ کیا کیا کرتی رہی ہوگی اس لیے وہ اس سے شادی نہیں کرے گا اس صدمے کو وہ سہہ نہیں سکی اس نے اس لڑکے کی بہت منت کی تھی لیکن اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی تھی وہ کوئی منسٹر کا بیٹا تھا۔۔۔ یہ سب کچھ جب چچا کو پتہ چلا تو وہ بہت ہرٹ ہوئے سب میں بدنامی ہو رہی تھی انہوں نے خود کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن چچی نے دیکھ لیا فوراً ڈرائیور لے کے اسپتال گیا وہ تو بچ گئے لیکن چچی نے صائمہ کو سب کے سامنے ہی اس سب کا قصور وار ٹھہرایا تھا اسپتال میں بھی تماشا کھڑا ہو گیا تھا ہم سب وہیں تھے ہمیشہ اس کے ہر عیب پر پردہ ڈالنے والی اس کی ہر غلطی کو دور گزر کرنے والی چچی نے جھولیاں پھیلا پھیلا کر جاہل عورتوں کی طرح اسے بد دعائیں دی تھیں پورا خاندان اور اسپتال والے سب ہی اسے گھور گھور کر دیکھ رہے تھے بدنامی کے خوف سے وہ اتنی دل برداشتہ ہوئی کہ اس نے گھر آ کر بچکھے میں لٹک کر خود کو ختم کر لیا۔۔۔ اس نے خود کشی کر لی ابھی کوئی چھ مہینے پہلے میں اسی لیے تم سے کوئی رابطہ نہ کر سکی سب گھر والے اور چا چا چاچی بہت پریشان تھے میں ان کے گھر ہی تھی۔۔۔

اف۔۔۔ بہت برا ہوا اس نے اپنی دنیا تو خراب کر ہی لی تھی آخرت بھی خراب کی اللہ ہم سب کو نیک ہدایت دے اور ایسی موت سے بچائے ایسی موت مرنے والا ہمیشہ اس موت کے عذاب سے گزرتا رہے گا یہ زندہ گی اللہ کی امانت ہے اور اس میں خیانت کرنے والا کبھی سکون نہیں پائے گا اسے پالنے والے اس کے والدین تو جیتے جی مر گئے ہونگے۔۔۔ انزلہ دکھ سے کہہ رہی تھی

چچا چچی اب زندہ تو ہیں مگر لاشوں کی طرح رہتے ہیں اب کوئی زندگی کے آثار نہیں ہیں ان میں چچا کو برنس سے فرصت نہیں ملتی تھی اور چچی کو اپنی سوشل ایکٹیویٹیز سے اور اب جیسے دونوں بس وقت گزار رہے ہیں اب وہ دو نوں ہی اکثر بس گھر پر رہتے ہیں کہیں جاتے ہوئے گھبراتے ہیں کہ لوگوں کے سوالوں کے کیا جواب دیں گے چچا

کا بھی سارا بزنس ختم ہو گیا ہے۔۔۔

بہت افسوس ہوا مجھے۔۔۔ انزلہ کو دکھ ہو رہا تھا وہ زورین کو بھولے صائمہ کو سوچ رہی تھی جب سارہ نے کہا۔۔۔ چھوڑو تم اس کو اس قصے کو بس میرا تو دل ہی خراب ہو گیا ہے اس سے وہ تو میرے گھر آئی تھی اک دفعہ تو انس پر بھی ڈورے ڈال رہی تھی وہ خود ہی ایسی تھی۔۔۔ سارہ جھنجھلا رہی تھی

اور تم بے فکر ہو کر زورین سے شادی کے لیے ہاں کر دو۔۔۔ وہ بہت اچھا لڑکا ہے۔۔۔

اچھا میں سوچ کر بتاؤنگی چلو پھر بعد میں بات ہوگی۔۔۔

کئی دن سوچنے کے بعد انزلہ نے ہامی بھر لی تھی جب کہ احسان بھائی نے ان دنوں میں زورین سے متعلق ساری انکوائری بھی کر لی تھی۔۔۔

ان کے مطابق لڑکا بہت اچھا تھا اور یہ رشتہ ہو جانا چاہیے۔۔۔ تو ٹھیک ہے پھر ملکہ آج ہی زورین کے گھر جاتے ہیں تم فون کر کے اس لڑکے کو بلا لو۔۔۔ اور اسی شام نانو ملکہ کے ساتھ زورین کے گھر چلی گئی تھیں۔۔۔

رومانہ اور طاہر نے بہت پر تپاک استقبال کیا تھا اور جب انہوں نے یہ بتایا کہ ہم اس رشتے پر راضی ہیں تو وہ سب اک دم خوش ہو گئے تھے۔۔۔ مگر اک چھوٹی سی پریشانی ہے۔۔۔ امی جی نے بہت ہچکچاتے ہوئے کہا تو وہ سب ان کی بات غور سے سننے لگے۔۔۔ ہم چاہتے ہیں کہ انزلہ کا نکاح اس کی بہن کے گھر ہو جائے کیونکہ یہاں وہ مہتاب ہے جو اسے دھمکا رہا تھا۔۔۔ اگر وہ یہاں نکاح کرے گی تو لازمی مہتاب تک یہ اطلاع پہنچ جائے گی اور پھر یقیناً وہ کوئی نہ کوئی شریں پندی کرنے کی کوشش کرے گا۔۔۔

طاہر نے انہیں حوصلہ دیا تھا امی جی آپ فکر نہ کریں ہم سب سنبھال لیگے۔۔۔ آپ بچی کو بلا لیں ہم ہیں یہاں اب آپ اکیلی نہیں ہیں ہم دیکھ لیں گے اسے۔۔۔

نہیں ہم کسی بھی قسم کی کوئی لڑائی نہیں چاہتے بس وہیں سے ہی نکاح کر لیں تو پھر ہم اسے بلا لیں گے پھر وہ کچھ نہیں کر سکے گا۔۔۔ ملکہ اور امی جی کا اصرار جاری رہا تو انہوں نے بھی ہتھیار ڈال دئے۔۔۔

ٹھیک ہے جیسے آپ چاہتی ہیں ویسے ہی ہوگا۔۔۔

سمرہ اپنی کوششوں میں لگی تھیں اور اب اماں بی کو پتا رہی تھیں اماں بی میں آپ کے لیے دودھ لائی ہوں گرم

دودھ سے آپ کو اچھی نیند آئے گی۔۔۔ سمرہ اماں بی کی صحت پر خاص توجہ دیتی تھیں۔

اللہ خوش رکھے تمہیں تم بہت خیال رکھتی ہو میرا۔۔۔ میری رومانہ بھی میرے پاس ہوتی تو شاید وہ بھی اتنا خیال نہ رکھتی تم نے بیٹی کی طرح میرا خیال رکھا ہے دیکھنا تمہاری بہویں بھی تمہارا بہت خیال کریں گی میری دعا ہے۔۔۔ ویسے بھی بیٹیاں تو پرانی امانت ہوتی ہیں انہیں تو اک دن جانا ہی ہوتا ہے۔۔۔ اماں بی بہت محبت بھرے دل سے سمرہ کو دعا دے رہی تھیں

آمین آمین اللہ آپ کی دعا قبول کریں میری بہویں بھی میرا خیال کریں۔۔۔ ہمارا بڑا تو پہلے ہی گوری میم لے آیا ہے اسی لیے تو چاہتی تھی کہ چھوٹے کی جلد سے جلد بیوی آجائے امین بھی اچھی بچی ہے۔ رومانہ آپ نے اپنے بچوں کی بہت اچھی تربیت کی ہے بس اماں بی مجھے تو اپنی شفقت کی فکر لگی ہوئی ہے بیٹے تو پھر کسی بھی منہ زور لڑ کی کو قابو کر لیتے ہیں لیکن پھر بھی بیٹی کے نصیبوں سے ڈر لگتا ہے کوئی اچھا سارشتہ آجائے اس کے لیے بھی تو سکون ملے۔۔۔

آجائے گا اچھا رشتہ بھی ہماری شفقت بہت پیاری ہے بہت بھاگوں ہے نصیب بہت اچھا ہے اس کا یاد ہے جب وہ پیدا ہوئی تھی تو اعجاز کی ترقی ہو گئی تھی۔۔۔ اماں ماضی میں کھو گئیں جی اماں یاد ہے جب سے شفقت ہوئی ہے گھر میں برکت سی آگئی ہے ہمارے رزق میں بہت اضافہ ہوا ہے۔۔۔ سمرہ نے اقرار کیا۔

ہاں!! بیٹیاں بھی اپنے ساتھ ویسے ہی رزق لاتی ہیں جیسے بیٹے پھر بھی معلوم نہیں لوگ کیوں بیٹیوں سے گھبرا تے ہیں۔۔۔ ہر بچی بچہ اپنے رزق اور نصیب اپنے ساتھ لاتا ہے پھر بیٹیاں تو رحمت ہوتی ہیں اور جس گھر میں اللہ کی رحمت ہو اسے کسی سے ڈرنے کی کیا ضرورت۔۔۔

پھر بھی اماں یہ دنیا بس ایسی ہی ہے قدم قدم پر دھوکے ہیں ہم لاکھ دل کو تسلی دیں لیکن لڑکی کے رشتے کے لیے چھان پھٹک تو کرنی ہی پڑتی ہے انجان لوگوں میں اپنی نازوں سے پٹی بیٹی دینے سے ڈر لگتا ہے یہ بھی تو بڑی آزمائش ہے جانے کیسے لوگ ہوں کوئی اچھا شریف نیک پڑھا لکھا برسر روزگار لڑکا خاندان میں ہی مل جائے تو بہت اچھا رہے گا۔۔۔ ویسے میں کچھ سوچ رہی تھی بلکہ آپ سے اسی سلسلے میں بات کرنے آئی تھی۔۔۔ سمرہ اماں

بی کا چہرہ دیکھتے ہوئے پرسوج انداز میں کہنے لگیں تاکہ اماں بی کے چہرے کے تاثرات سے ان کی رائے جان سکیں۔۔۔ میں سوچ رہی تھی کہ اگر ہماری شفق کی شادی زورین سے ہو جائے تو کیسا رہے گا۔۔۔

اماں کو جیسے کرنٹ لگا تھا مگر بولیں کچھ نہیں دودھ پیتے پیتے انہیں اک زور کا پھندا سا لگا اور حلق سے دودھ کا گھونٹ اتارنا مشکل ہو گیا۔۔۔ سارا دودھ کھانسی کے ساتھ باہر تھا۔۔۔ وہ منہ صاف کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔۔۔ یہ تو ناممکن ہے۔۔۔

سمرہ ان کے ہاتھ سے گلاس لے کر رومال سے سب صاف کرنے کی کوشش کر رہی تھیں یہ سن کر ان کے ہاتھ رک گئے۔۔۔

پر اماں کیوں؟۔۔۔ اتنا اچھا تو ہے زورین اور ہماری شفق بھی کسی سے کم نہیں پڑھی لکھی سمجھدار خوبصورت ہے پھر زورین ہمارا دیکھا بھالا ہے۔۔۔

اماں بی کو اک دم سے پسینے آنے لگے تھے میں نے کہہ دیا نا کہ یہ ناممکن ہے تو ناممکن ہے اور ویسے بھی ہم رے خاندان میں وٹے سٹے کی شادی نہیں ہوتی کہتے ہیں کہ اک گھر آباد ہوتا ہے تو دوسرا اپنے آپ خراب ہو جاتا ہے میں نہیں چاہتی کہ کوئی بھی پریشان ہو۔۔۔

پر اماں۔۔۔ سمرہ نے اک کوشش کرنی چاہی کہ کسی طرح اماں بی راضی ہو جائیں مجھے کچھ نہیں سننا۔۔۔ ایمن اور اشعر کی شادی کے بعد اب اس بات کو نکالنا ٹھیک نہیں ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ بچوں کے کان میں کوئی ایسی بات پڑے اس لیے اس بات کو یہیں ختم کر دو۔۔۔ اماں بی نے سختی سے کہہ دیا سمرہ حیران تھی اماں کبھی اس سے اس انداز میں بات نہ کرتی تھیں پھر آج ایسا کیا غلط کہہ دیا تھا انہوں نے جو اتنی سختی کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔

کردی نا اماں آپ نے ساسوں والی بات اپنی نواسی کے لیے تو میرا اتنا اچھا ہینڈ سٹم لڑکا اشعر منتخب کر لیا اور جب میری بچی کی بات آئی تو آپ کو اعتراض ہو رہا ہے۔۔۔ سمرہ رونے والی ہو گئی تھیں وہ جانتی تھیں کہ اگر اماں نے اک بار انکار کر دیا تو کسی بھی صورت اعجاز نہیں مانیں گے۔۔۔ اسی لیے انہوں نے طے کر لیا تھی کہ انہیں چاہے اماں کو ایموشنل بلیک میل کرنا پڑے یا لڑنا پڑے زورین اور شفق کی شادی کے لیے کوشش کرتی رہیں گی۔۔۔

نہیں بہو!! تم غلط سمجھ رہی ہو جیسے میرے لیے ایمن ہے ویسی ہی شفق ہے ایمن تو پھر بھی مجھ سے دور اپنے ماں باپ کے پاس چلی ہے پر میری شفق تو میری گود میں پل کر بڑی ہوئی ہے میں کیسے اس کا برا چاہ سکتی ہوں۔۔۔ بس میں اپنے تجربے کی بنیاد پر کہہ رہی تھی کہ وٹے سٹے کی شادی میں بہت سی مشکلات آ جاتی ہیں۔۔۔ اماں بی ذرا دھی پڑیں اور سرمہ کو سمجھانے لگیں۔۔۔

اماں وہ ان گھرانوں میں ہوتا ہوگا جو ان پڑھ گنوار ہوتے ہیں یہاں تو سب پڑھے لکھے ہیں اپنا اچھا برا خوب سمجھتے ہیں۔۔۔ سرمہ جذباتی ہو رہی تھیں۔ بیٹا محبت اور جنگ میں سب جائز ہوتا ہے یہ تو سنا ہوگا تم نے بس یہ محبت ہی تو ہے جو بعض اوقات ایسے کام کروا دیتی ہے جو ہمارے اختیار میں نہیں ہوتے ہم ناچاہتے ہوئے بھی غلط کو صحیح اور صحیح کو غلط ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں پھر ان کاموں کے انجام بہت بھیا تک ہوتے ہیں جن سے ہم ساری زندگی ڈرتے رہتے ہیں۔ ضمیر کے ناگ دن رات ہمارے اعصاب پر سوار رہتے ہیں مگر ہم پھر کچھ نہیں کر سکتے ہمارے اختیار میں کچھ بھی نہیں رہتا نہ نیند اور نا ہی سکون۔ ہماری ساری خوشیاں اس اک ڈر کے خوف تلے دب جاتی ہیں کہ ہمارے اس وقت کے غلط کام کا راز کہیں کھل نہ جائے ہم کہیں ان لوگوں کی نظروں میں نہ گر جاہیں جو ہمیں پلکوں پر بیٹھاتے ہیں اپنی اسی تقدس کی جنگ کو لڑتے لڑتے پوری زندگی بیت جاتی ہے پھر بھی جھوٹ تو جھوٹ ہے اک وقت پر کھلنا تو ہوگا۔۔۔

اماں بی کہتے کہتے جیسے کسی دوسری ہی دنیا میں چلی گئی تھیں اور سرمہ کے سمجھ میں ان کی اک بھی بات نہیں آ رہی تھی۔۔۔ وہ بس حیرت سے اماں بی کو دیکھے جا رہی تھیں۔۔۔ اماں میں کیا کہہ رہی ہوں آپ پتہ نہیں کیا کہہ رہی ہیں میری تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تن فن کرتی وہ کمرے سے باہر چلی گئی تھیں۔۔۔ جب کہ اماں یادوں کی کڑی دھوپ کو محسوس کرنے لگیں گزرے وقت کی تپش ان کے دل کو سلگانے لگی۔۔۔ اسی رات جاگتے جاگتے جب کوئی حل نہ نکلا تو اماں نے رومانہ سے بات کرنے کا سوچا انہوں نے چھٹ پٹ بیٹی کو فون ملا دیا تھا۔

ہیلو۔۔۔ رومانہ میں اماں بات کر رہی ہوں رومانہ جو رات کے ایک بجے نیند میں تھیں اک دم ہی چونک گئی تھیں۔۔۔

سب خیریت ہے اماں اس وقت آپ کا فون سب ٹھیک ہے نا۔۔۔

ہاں ہاں سب ٹھیک ہے بس مجھے تم سے اک بات کرنی تھی۔۔۔

کوئی خاص بات ہے اماں۔۔۔

ہاں بات تو خاص ہے اور میں سمرہ یا اعجاز کے سامنے نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لیے ابھی فون کر لیا۔۔۔

کیا ہوا؟۔۔۔ اماں مجھے کھل کر بتائیں۔۔۔ رومانہ کی نیند یک دم ہی غائب ہو گئی تھی۔۔۔

وہ سمرہ چاہتی ہیں کہ زورین کی شادی شفق سے ہو جائے۔۔۔ کیا!! رومانہ اک دم ہی چیخ اٹھی مگر یہ کیسے ممکن ہے!!!۔۔۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں اماں ہاں بیٹا میں نے بھی اسے یہی کہا میں نے تو صاف انکار کر دیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا ہے کہ ہمارے خاندان میں وٹے سٹے کی شادی نہیں ہوتی۔۔۔

ہمنہ۔۔۔ پھر کیا کہا انہوں نے۔۔۔ ارے کہنا کیا ہے جب سے ضد پکڑ کر بیٹھی ہے میں تو یہ شادی کروا کر رہو گی۔۔۔ میں پریشان ہو رہی تھی تو سوچا تم کو فون کر کے مشورہ ہی لے لوں اک سے بھلے دو۔۔۔ اماں مشورہ تو مجھے بھی آپ سے کرنا تھا سوچ رہی تھی کہ صبح آپ سے بات کروں گی لیکن ابھی آپ کا فون آ گیا ہے تو ابھی بات کیے لیتی ہوں آپ کو یاد ہے ایمن کی شادی پراک لڑکی شادی میں آئی ہوئی تھی۔۔۔ انزلہ۔۔۔ مینا کی بہن۔۔۔ آپ کی پڑوسن کی بہن۔۔۔ ہاں ہاں یاد آ گیا مجھے۔۔۔ بڑی خوبصورت بچی ہے وہ۔۔۔ کیا ہوا اسے

ہم نے اس کے لیے زورین کا رشتہ دینے کا فیصلہ کیا ہے لیکن وہ لوگ اب چاہتے ہیں کہ لڑکی کا نکاح کر دیا جائے اور وہ بھی کراچی میں ہی کیونکہ اس لڑکی کا سابقہ مگنیترا سے بہت تنگ کر رہا ہے۔۔۔ ارے کیسے لوگوں میں شادی کر رہی ہو؟۔۔۔ اماں اک دم ہی پریشان ہو گئی تھیں۔

نہیں اماں!۔۔۔ وہ عورتیں تو بیچاری بہت سیدھی سادی سی ہیں تب ہی تو ڈر گئی ہیں اور سچ سچ ہمیں بتا دیا۔۔۔ طاہر کو تو ان کی سادگی ہی بہت پسند آئی ہے اب آپ بتائے کہ کیا کیا جائے؟ کیا خاموشی سے زورین کا نکاح کر دیں؟۔۔۔

اگر لڑکی اچھی ہے اور تم لوگ مطمئن ہو تو نکاح کر دو لیکن ابھی اگر سمرہ کو معلوم ہوا تو وہ شاید بپھر جائے اور اس نکاح کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی کیونکہ اس نے آج ہی مجھ سے کھل کر بات کی ہے جب کہ اس سے پہلے کا

فی عرصے سے وہ اشارۃً بار بار یہ بات دہرا چکی ہے مگر ہر بار میں بات بدل دیتی تھی۔۔۔ اس بار اس کے تیور ٹھیک نہیں لگ رہے ہو سکتا ہے تم لوگ ایمن کی وجہ سے مجبور ہو جاؤ۔۔۔

لیکن اماں اگر ہم نے انہیں بتایا تو بھی تو وہ ناراض ہو جائیں گی نا۔۔۔ رومانہ کو اب ایمن کی بھی فکر ہو رہی تھی ابھی ایمن کو گئے دن ہی کتنے ہوئے ہیں۔۔۔

زیادہ سے زیادہ ناراض ہی ہوگی نا پھر جب شفق کی کہیں اور شادی ہو جائے گی تو خود ٹھیک ہو جائے گی ویسے بھی میں جیسا کہو گی اعجاز وہی کریں گے۔۔۔ اماں کو اعجاز کی فرمانبرداری پر پورا بھروسہ تھا۔
ٹھیک ہے ہم زورین کا نکاح کروادیتے ہیں لیکن ابھی کسی پر ظاہر نہیں کریں گے ایمن تھوڑا سیٹل ہو جائے تو بتادیں گے۔۔۔

ٹھیک ہے جیسے تم مناسب سمجھو۔۔۔ اس سے پہلے کہ سمرہ مزید کوئی کارروائی کریں چلو اچھا ہے خاموشی سے زورین کا نکاح انزلہ سے فون پر کروادیا جائے تو اس طرح لڑکی والوں کی بات بھی رہ جائے گی اور ہر طرح ممکنہ لڑائی جھگڑے سے بھی بچ جائیں گے۔۔۔
امی جی اور ملکہ اتنی پریشان ہو چکی تھیں کہ وہ جلد سے جلد انزلہ کا نکاح کر دینا چاہتیں تھیں اگلے دن ہی امی جی اور ملکہ اک بار پھر زورین کے گھر آ گئی تھیں۔۔۔

آپ ہمیں تھوڑا سوچنے کا وقت دیں ہم دو چار دن میں آپکو بتادیں گے طاہر نے بہت سنجیدگی سے کہا تھا کچھ دیر بیٹھ کر وہ دونوں واپس اپنے گھر آ چکی تھیں شرجیل نے آج بھی زورین کو دیکھا تھا اور امی جی سے پوچھنے آ گئے تھے۔۔۔ امی جی نے بہانا کر دیا تھا وہ ہمارے پرانے جاننے والے ہیں ان کا بیٹا ہے اب انزلہ تو ہے نہیں تو وہ ہی کہیں لے جاتا اور لے آتا ہے ہمیں تو ڈراؤننگ آتی نہیں ہے۔۔۔ اور شرجیل یہ سوچ کر مطمئن ہو گئے تھے کہ انزلہ کی غیر موجودگی میں یہ اس کا دوسری جگہ رشتہ تو نہیں کر سکتیں بھلے کہیں بھی جائیں مجھے کیا میں نے کیا ان کی ساری زندگی کا ٹھیکا لے رکھا ہے۔۔۔

جب کہ امی جی اور ملکہ خاتون کے جانے کے بعد طاہر، رومانہ اور زورین سے کہہ رہے تھے۔۔۔ اگر وہ لڑکا اتنا غنڈا ہے تو وہ ہمارے زورین کو بھی نقصان پہنچا سکتا ہے ایسی لڑکی سے شادی کرنا مناسب ہوگا کیا؟۔۔۔ رومانہ

نہ اک دم خوفزدہ ہو گئی تھیں۔۔۔

زورین کو بات ہاتھ سے پھسلتی ہوئی محسوس ہوئی تو اس نے کہا مجھے نہیں لگتا وہ کچھ کر سکتا ہے وہ بس ان کمزور خواتین کو دیکھ کر ڈر رہا ہے اک بار نکاح ہو جائے گا تو وہ کچھ نہیں کر سکے گا۔۔۔

لیکن پھر بھی بیٹا ہمیں کوئی بھی قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا چاہیے۔۔۔ رومانہ نے کہا تو طاہر کسی سوچ میں پڑ گئے۔۔۔ اچھا سوچتے ہیں کچھ اور زورین مغرب کی نماز پڑھنے چلا گیا تھا جب طاہر رومانہ سے کہہ رہے تھے مجھے لگتا ہے زورین کو لڑکی پسند آگئی ہے۔۔۔

میرا بھی یہی خیال ہے۔۔۔ رومانہ نے کہا
میں بھی نماز پڑھ کر آ جاؤں پھر بعد میں بات کریں گے۔۔۔
ان کی پریشانی کے مد نظر رکھتے ہوئے یہ نکاح بہت سادگی اور خاموشی سے کرنے کے بارے میں سوچا جانے لگا۔ اسی لیے طاہر اور رومانہ زورین سے بھی مشورہ کر رہے تھے۔۔۔

رات کھانے کی میز پر بیٹھے وہ تینوں اسی بارے میں بات کر رہے تھے۔ جب زورین نے کہا۔۔۔ بابا مجھے لگتا ہے کہ ہمیں ان کی مشکل کو سمجھنا چاہیے اگر وہ چاہتی ہیں کہ یہ نکاح سادگی سے انزلہ کی بہن کے گھر ہو جائے تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ کوئی شرعی عذر بھی نہیں ہے۔۔۔
ٹھیک ہے!۔۔۔ ہم ان لوگوں کو ہاں کر دیتے ہیں لیکن ابھی کسی کو کچھ نہیں بتائیں گے۔۔۔ طاہر نے بیٹے کی رضامندی دیکھتے ہوئے ہاں کر دی تھی۔۔۔

لیکن آغا جی! لوگوں کو تو بتانا ہی پڑے گا کراچی میں اگر بات پہنچ بھی گئی تو کیا برا ہے اس سے مہتاب کو تو نہیں معلوم ہو گا نا۔۔۔ زورین نے اک اور تجویز دی۔۔۔
نہیں بالکل نہیں۔۔۔ رومانہ جیسے گھبرا گئی تھیں۔۔۔
مگر کیوں؟۔۔۔ زورین نے حیران ہو کر سوال کیا تھا۔۔۔

سمرہ بھابی چاہتی ہیں کہ شفق کی شادی تم سے ہو جائے جب کہ اماں نہیں چاہتیں کہ وٹے سٹے کا رشتہ ہو اس لیے ہم ان سے بھی یہ چھپائیں گے اور نکاح کے بعد ان لوگوں کو بتائیں گے۔۔۔

لیکن مماناس طرح تو ایمن پر اثر پڑے گا کیا وہ بھی میرے نکاح میں شامل نہیں ہوگی۔۔۔

بیٹا ابھی صرف نکاح ہو رہا ہے۔ شادی پر خوب دھوم مچائیں گے۔ سب کو بلائیں گے بلکہ اک تقریب کراچی میں بھی کریں گے تم کیوں فکر کرتے ہو۔۔۔ طاہر نے بھی رومانہ کا ساتھ دیا تھا۔۔۔

نہیں مجھے یہ فکر نہیں ہے بابا لیکن بڑی امی ایمن سے ناراض ہو گئیں تو کیا ہوگا؟۔۔۔

تو کیا تم شفق سے شادی کے لیے تیار ہو؟ رومانہ نے اسے مشکل میں ڈال دیا تھا۔۔۔

نہیں یہ کس نے کہا مگر چھپ کر نکاح کرنا جب کہ کوئی ایسی دلیل بھی نہیں کہ ہم ان سے چھپائیں کچھ سمجھ نہیں آرہی۔۔۔ زورین نے دل کی پریشانی بیان کر دی۔۔۔

بیٹا میں یہ چاہتی ہوں کہ وہ ایمن پر زبردستی نہ کریں ان چند دنوں میں ایمن بھی اس گھر میں سیٹ ہو جائے گی اور اشعر کا بھی دل جیت لے گی تو سسرہ بھابی بھی کچھ نہیں کر سکیں گی۔۔۔ اور ویسے بھی تم جب شفق سے شادی سے انکار کرو گے تو تب بھی تو وہ ایمن سے ناراض ہوگی ہی لیکن جب شفق کی شادی ہو جائے گی تو خود ہی سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔

چلیں جیسے آپ مناسب سمجھیں اور پھر وہ سب اس بات پر متفق ہو گئے تھے۔۔۔ اور چند دن کے اندر بہت خاموشی سے مینا کے گھر سے زورین کا فون پر نکاح کروا دیا گیا۔۔۔ جس میں طاہر کے چند دوست شامل تھے۔



نانو کو ازلہ کی بہت فکر تھی اور اس نکاح کے بعد وہ بہت مطمئن تھیں مگر اک الجھن تھی کہ معلوم نہیں ہم نے شر جیل سے چھپا کر اچھا کیا یا نہیں انہوں نے ہمارا بہت ساتھ دیا ہے۔ انہیں وہ وقت بہت شدت سے یاد آیا۔ جب عباد زندہ تھے اور انہوں نے بتایا تھا کہ ان کی ترقی ہوئی ہے کئی دنوں سے ٹریٹ لینے کے پیچھے پڑے شر جیل نے آج بھی وہی بات عباد سے کہی تھی کہ ہم بغیر ٹریٹ کے جان نہیں چھوڑنے والے جسے عباد نے محض مذاق گردان کر نظر انداز کر دیا تھا لیکن اس دن عباد اپنے آفس سے دفتری اوقات سے فارغ ہو کر واپسی پر اپنے کولیگ شر جیل کو اپنے ساتھ گھر لے آئے تھے اور مسکرا کر کہہ رہے تھے۔ چلو میں تمہیں اپنے گھر والوں سے ملواتا ہوں اور اسی بہانے تم کو ٹریٹ بھی دے دوں گا۔۔۔ شر جیل بھی بہت خوشی سے عباد کے ساتھ گھر آ گئے تھے۔۔۔ گھر میں دا

خل ہوتے ہی عباد نے امی جی سے سب سے پہلے شرجیل کا تعارف کرایا تھا۔ امی یہ میرے آفس میں کام کرتے ہیں شرجیل نام ہے انکا یہ میرا بہت اچھا دوست بن گیا ہے بہت ملنسار اور بہت ہی مخلص لڑکا ہے۔ آپ کو معلوم ہے مجھے اک گاڑی نے ٹکرا دینی تھی لیکن شرجیل نے مجھے دھکا دے کے سڑک کے پار کر دیا تھا اور اسی وجہ سے اسکے اپنے ہاتھ چھل گئے لیکن اس نے مجھے بچا لیا اگر اس وقت یہ وہاں نہ ہوتا تو اس وقت میرا کیا ہوتا۔۔۔

امی جی بھی یہ بات سن کر شرجیل سے بہت متاثر ہوئی تھیں۔ ہاں بیٹا بتایا تھا عباد نے ہمیں تمہارا بہت شکریہ ورند آج کل کے دور میں کون کسی کی خاطر اپنی جان کی بازی لگاتا ہے اللہ تم کو خوش رکھے۔۔۔

امی جی کے شکریے پر وہ بس اتنا ہی کہہ سکے نہیں آئی اس میں شکریے کی کیا بات ہے دوستی میں اتنا تو میرا فرض بنتا ہے کل کو مجھے کوئی مسئلہ ہوا تو یقیناً عباد بھائی بھی میرے لیے کچھ نہ کچھ تو ضرور کریں گے۔۔۔

چلو اب تم کھانا کھا کر جانا بیٹا۔۔۔ امی جی نے بہت خلوص سے اسے عشائیے کی دعوت دے دی تھی۔

جی ضرور!! کہتے۔۔۔ شرجیل بڑی تابعداری سے سر جھکا کر بیٹھ گئے تھے۔

ملکہ جو کھانا بنا رہی تھیں اپنے شوہر عباد کی جان بچانے پر بہت مشکور و ممنون نظر آتی تھیں بھابھی اور امی جی کہتے شرجیل اس پورے گھر سے بہت فری ہو گئے تھے اب اکثر وہ امی جی اور ملکہ خاتون کے پاس اپنی بیوی کو ملوانے لاتے رہتے تھے۔ شرجیل نے عباد پر بہت بھروسہ قائم کر لیا تھا اسی لیے وہ بھی ہر وقت ان کی تعریفیں کرتے رہتے ان کی دوستی اتنی گہری ہو گئی تھی کہ ویک اینڈز پر بھی ساتھ گھومتے۔۔۔

میں سوچ رہا ہوں اس بار شہر سے کہیں دور کسی پر فرضا مقام پر کسی فارم ہاؤس میں اپنا ویک اینڈ مناتے ہیں کیا کہتے ہیں عباد بھائی۔۔۔ شرجیل نے بہت پر جوش انداز میں کہا تو عباد انکار نہیں کر سکے تھے

عباد صاحب بھی شرجیل کی کمپنی میں خوشی محسوس کرتے تھے اسی لیے دونوں کی پوری فیملیز کے ساتھ فارم ہاؤس جانے کا پروگرام بن گیا تھا۔ شرجیل کی ابھی چند ماہ پہلے ہی شادی ہوئی تھی جب کہ عباد کے گھر دو بیٹیاں تھیں وہ ان معصوم بیٹیوں سے کھیل کر بہت خوش ہوتیں تو یہ بچیاں بھی ان کی محبت کا احساس پا کر اپنی جان چھڑکتیں تھیں اس طرح ہر وقت کا آنا جانا ہو گیا تھا وہ ان ننھی بیٹیوں کو گود میں اٹھا کر پیار کرتے

چاکلیٹیں اور کھلونے لا کر دیتے تو کبھی انہیں گھمانے لے کر جاتے سمرہ سے بھی اتنا فری ہو گئے تھے جیسے

سگے بھائی بہن ہوتے ہیں۔ اب ان دونوں گھرانوں میں کسی قسم کی جھجک نہیں رہی تھی وہ اک فیملی کی طرح اک دوسرے کے ساتھ خوش پھرتے تھے۔ انہی دنوں شرجیل بہت پریشان رہنے لگا تھا یہ عباد نے امی جی کو بتایا تھا جب عباد نے شرجیل کی خاموشی اور سوچوں میں گم رویے سے اس کی پریشانی کو بھانپ لیا تھا اور بے حد اصرار کر کے پر معلوم ہوا کہ شرجیل کے گھر والوں نے انہیں کم آمدنی ہونے اور زیادہ اخراجات کے باعث سسرال سے چلے جانے کو کہا ہے جب کہ ان کی فائنیشنل پوزیشن اتنی مضبوط نہیں ہے کہ وہ کرائے کا گھر انورڈ کر سکیں۔ اپنی دوستی کو مد نظر رکھتے ہوئے عباد نے شرجیل کو اپنے گھر کی چھت پر بنے دو کمرے پلس واش روم اور کچن جب کہ باقی کا حصہ کھلی چھت تھی بغیر کسی کرائے کے دینا چاہی لیکن شرجیل نے بغیر کرائے کے آنے سے منع کر دیا وہ بہت خوددار انسان تھے اور فری میں رہنا ان کی خودداری پر چوٹ لگاتی بہت بحث و تکرار کے بعد جس پر بہت کم کرائے کے ساتھ وہ دونوں فریقین راضی ہو گئے اس طرح شرجیل عباد کے گھر میں منتقل ہو گئے۔ شرجیل اپنے گھر والوں کے اس حریص رویئے اور تنگ دلی سے بہت مایوس ہو گئے تھے۔۔۔

اک دن اچانک آفس میں عباد کو برین ہیمرج ہو گیا اور وہ بنا کسی سے کچھ کہے اس دنیا سے چلے گئے۔ ان کی بیوی ماں اور دو بیٹیاں اس دنیا میں ان کی بنا رہ گئیں اس گھر میں کوئی مرد نہیں تھا اس لیے ان کی تدفین سے لے کر سارے ہی انتظامات شرجیل نے ہی کئے اور چونکہ وہ اسی گھر کے اک حصے میں رہتے تھے تو دن رات ان کی خوشامد کرتے اور باہر کے کچھ کام جیسے بل جمع کروانا بینک کے معاملات وغیرہ کا خیال کرتے ہوئے ان کے گھر کے اک فرد کی حیثیت اختیار کر گئے تھے جب کہ ان کی بیگم شانکہ بھی اہمیت حاصل کرنے میں کامیاب نہ رہی تھیں۔ چند دن بعد شرجیل نے یہ کہہ کر نوکری چھوڑ دی تھی کہ اب اس دفتر میں دل نہیں لگتا جہاں میرا دوست کام کرتا تھا عباد کی بیوہ ملکہ خاتون ان کے معاشی حالات کے پیش نظر عباد کی خاندانی جائیداد اور دیگر پراپرٹی کے کرائے وصول کرنے کی ذمہ داری ڈال دیتی ہیں اور ان کے گھر کا ہر ماہ کا کرایہ بھی معاف کر دیا تھا شرجیل نے دوسری جگہ نوکری کر لی تھی اور عباد کے انتقال سے لے کر اب تک شرجیل امی جی اور ملکہ بھابھی کی عزت کرتے اور ان کی ہر ممکن مدد کرنے کی کوشش کرتے رہے تھے۔۔۔

امی جی نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ شرجیل کو سب کچھ بتا دیں گی ساتھ ہی انہوں نے انزلہ کو بھی گھر واپس بلوالیا

تھا۔۔۔ اور اگلے دن ہی انزلہ نانو کے کہنے پر گھر واپس آ گئی تھی۔

شرجیل میں تم سے بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ لان میں بیٹھ کر شرجیل اخبار پڑھ رہے تھے جب نانو ان کے پاس چلی آئیں تھیں۔۔۔ جی امی جی کہیے میں سن رہا ہوں۔۔۔ وہ اخبار رکھ کر پوری توجہ سے ان کی بات سن رہے تھے انہیں یہ گمان ہوا کہ یقیناً امی جی مہتاب اور انزلہ کی شادی کے بارے میں ہی بات کریں گی اور وہ امی جی کو اس شادی کے لیے راضی کر لیں گے۔۔۔

بیٹا میں نے تم کو ہمیشہ اپنے عباد کی جگہ دی ہے جیسے میرے لیے عباد تھے ویسے ہی تم ہو کبھی تم کو اس گھر کے فرد سے کم نہیں سمجھا تم مانتے ہونا۔۔۔ امی جی نے تمہید باندھی۔

جس پر شرجیل حیران تھے جی امی جی آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں لیکن میں نے بھی تو ہمیشہ آپ لوگوں کو اپنا مانا ہے آپ کے ہر دکھ سکھ میں آپ کے ساتھ رہا ہوں کبھی اکیلا نہیں چھوڑا۔۔۔ وہ بھی اپنے احسانات گنوانے پر اتر آئے تھے۔۔۔

ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو اور میں تمہاری اس بات سے انکار بھی نہیں کر رہی تم ہمیشہ ہمارے دکھ سکھ میں ساتھ رہے ہو اور مجھے امید ہے کہ اب بھی تم ہمارا ساتھ نہیں چھوڑو گے لیکن آج میں تم سے اک بہت ضروری بات کرنے جارہی ہوں بہت ٹھنڈے دماغ سے سننا ہو سکتا ہے تمہیں میری بات بری لگے لیکن یہ ضروری ہے۔۔۔ جی آپ حکم کریں۔۔۔

میں اور ملکہ انزلہ کے لیے بہت پریشان تھے تم سمجھ سکتے ہو کہ ہم مہتاب سے اب اس کی شادی نہیں کرنا چاہتے پہلے تو میں مان بھی جاتی لیکن اس کی ان دھمکیوں کے بعد تو اب سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اسی لیے میں نے انزلہ کا رشتہ طے کر دیا ہے۔۔۔ امی جی نے انہیں ذہنی طور پر تیار کر کے دھماکہ کر دیا تھا۔ کیا!!!! آپ نے رشتہ بھی طے کر دیا اور مجھے بتایا بھی نہیں۔۔۔

بتا ہی تو رہی ہوں۔۔۔ جی آپ بتا ہی تو رہی ہیں بس مشورہ تو نہیں لیا میں تو اس گھر کو اپنا ماننا تھا یہ بچیاں میری بھی تو ہیں لیکن خیر آپ نے فیصلہ کیا ہے تو ٹھیک ہی ہو گا ویسے بھی میں کون سا ان کا سگاماموں ہوں جو کوئی مجھے اہمیت دیتا۔۔۔

امی جی خاموش رہیں۔۔۔

کیا میں اس لڑکے کو جانتا ہوں؟۔۔۔ شرجیل نے اپنی ناراضگی کو بھلا کر اگلا سوال کر دیا۔

نہیں تم اسے نہیں جانتے ہمیں یہ رشتہ کراچی میں ملا تھا مینا نے اپنے پڑوس میں ہی کروا دیا ہے وہ بہت اچھے لوگ ہیں۔۔۔ یہ سن کر شرجیل کو اطمینان ہوا کہ انزلہ بھی اس شہر سے دور مگر مینا کے پاس ہوگی چلیں اگر آپ مطمئن ہیں تو اچھی بات ہے مجھے اس لڑکے کا بایو ڈیٹا دے دیجیے گا میں کل ہی اس رشتے کے بارے میں معلو مات کراوا لیتا ہوں۔۔۔

نہیں شرجیل اس کی اب ضرورت نہیں۔۔۔ نانو نے بہت نرمی سے مگر صاف الفاظ میں شرجیل کو منع کیا تھا۔ مگر کیوں؟۔۔۔ وہ حیران و پریشان کھڑے تھے۔۔۔ ساری بازی ان کے ہاتھ سے نکلتی جا رہی تھی ان کی پلانگ پر جیسے پانی پھر رہا تھا مہتاب کا تو بالکل ہی پتہ کٹ گیا تھا اسکا مطلب اب وہ مہتاب کے بارے میں کوئی بات کر ہی نہیں سکتے انہوں نے دل میں سوچا۔۔۔

اس لیے کہ احسان نے لڑکے کے بارے میں معلومات کر لی ہیں اور۔۔۔ وہ کہہ کر چپ ہو گئیں تھیں۔۔۔ جب کہ شرجیل مزید بات سننے کے لیے بیتاب ہوئے جا رہے تھے۔۔۔ اور۔۔۔ شرجیل نے امی جی کے اور کو دہرا کر بات کو آگے بڑھانے کی کوشش کی اور یہ کہ ہم نے مہتاب کے ڈر کی وجہ سے خاموشی سے فون پر انزلہ کا نکاح کر دیا ہے۔۔۔ کیا۔۔۔!!! شرجیل تو کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہی ہو گئے تھے۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں امی جی۔۔۔ میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔۔۔ امی کا لہجہ اب بھی نرم اور مستحکم تھا انہیں شرجیل سے اسی طرح کہ روئے کی امید تھی اسی لیے وہ پرسکون بیٹھی تھیں۔

اس کا مطلب آپ لوگ مجھے اپنا نہیں سمجھتے اگر سمجھتے تو کبھی مجھ سے اتنی بڑی بات کو نہ چھپاتے۔۔۔ غصے سے وہ تو اپنے آپ سے ہی باہر نکلے جا رہے تھے ایسے کیسے آپ نے اس کا نکاح کر دیا میں کچھ نہیں لگتا اس کا سا ری زندگی اسے اپنے بچوں کی طرح پالا وہ تو عباد کے چہرے سے بھی واقف نہیں تھی۔ اس کی تصویر دیکھ کر بڑی ہوئی ہے اور میں نے اسے انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا ہے کتنے مان سے میں اسے اپنی سب سے لاڈلی بیٹی کہتا ہوں میری

بٹی ہے وہ اور آپ لوگوں نے مجھ سے مشورہ لینا تو دور کی بات مجھے بتایا بھی نہیں۔۔۔

تم بیٹھ جاؤ شرجیل ان کے چیخنے پر شاملہ بھی نیچے اتر آئی تھیں اور ساتھ ہی ملکہ اور انزلہ بھی باہر لان میں آچکی تھیں۔ کیا ہو گیا؟۔۔۔ شاملہ نے شرجیل سے پوچھا تو وہ اک دم پھر بھڑک اٹھے۔۔۔ نکاح کر دیا ہے ان لوگوں نے انزلہ کا ہمیں بتایا بھی نہیں۔۔۔ وہ شاملہ کو بھی اسی انداز میں بتا رہے تھے غصہ تکلیف درد دکھ جنگلی کیا کچھ نہیں تھا ان کے لہجے میں وہ بہت خفا تھے۔۔۔

لیکن شاملہ اور ملکہ خاتون نے انہیں بہت ٹھنڈے دماغ سے سمجھانے کی کوشش کی۔

آپ بیٹھ کر بات کریں آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔۔ شاملہ نے کہا تو وہ جیسے جھٹکا کھا کر بیوی کی طرف مڑے تھے اب بات کرنے کو رہ ہی کیا گیا ہے پورا کام تو کر کے آگئی ہیں یہ لوگ آج ان لوگوں نے ثابت کر دیا کہ ہم پرائے ہیں ہمارا کوئی حق نہیں ان بچوں کے مستقبل پر۔۔۔

ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ مناعل اور مینا کی مرتبہ ہم نے آپ کے پسند کئے ہوئے لڑکوں پر ہی رضامندی دی تھی۔۔۔ شرجیل بھائی کیا ہمارا اپنی بچی پر اتنا بھی حق نہیں کہ ہم اپنی مرضی اور خوشی سے اس کا رشتہ کرتے۔۔۔ ملکہ نے بہت دھیمے لہجے میں کہا تو شاملہ بھی آگے بڑھیں۔۔۔

ملکہ بھابھی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں ان کی بھی تو بچی ہے انزلہ بلکہ آپ سے زیادہ حق ہے انہیں اس کے بارے میں فیصلہ کرنے کا آپ کی محبت اپنی جگہ لیکن یہ بھی اس کا برا نہیں سوچ سکتیں آپ ایک بار ٹھنڈے دل سے ان کی بات تو سن لیں۔۔۔

فیصلہ کرتیں لیکن کم از کم ملو تو دیتیں۔۔۔ انہیں نہیں پتہ کیا۔۔۔ کتنے دھوکے ہو رہے ہیں آج کل۔۔۔ کل کو کوئی بات ہوئی تو۔۔۔ پھر کیا کریں گے۔۔۔ یہ کہہ کر اپنی فکر ظاہر کرتے وہ خاموش ہو گئے تھے اس مرتبہ ان کا لہجہ میں وہ ناراضگی اور تند انداز نہیں تھا ان کا لہجہ فکر سے بھرپور اور سادہ تھا۔۔۔

تھوڑی دیر ان سب کے بیچ خاموشی رہی جیسے بہت کچھ ہو بولنے کے لیے لیکن الفاظ نہ مل رہے ہوں سب ہی خاموش تھے جب شرجیل نے کہنا شروع کیا۔۔۔ میں نے ان بچیوں کے لیے اپنی پوری زندگی وقف کر دی۔ میری اپنی اولاد نہیں تھی مگر میں خوش تھا کیونکہ میں ان بچیوں کو ہی اپنی اولاد کا پیار دیتا ہوں ان کے لیے کتنے سہا

نے خواب دیکھے ہیں میں نے انہیں کوئی پریشانی نہ ہو سی لیے ہر شے پر مار مارا پھرتا ہوں میں کتنی جانچ پرکھ کرتا ہوں لیکن آج آپ نے یہ ثابت کر دیا کہ میں پرایا ہوں۔۔۔ امی جی مجھے بہت دکھ ہوا ہے میرا دل توڑ دیا آپ لوگوں نے۔۔۔ وہ کہتے اور تقریباً روتے ہوئے اپنے پورشن کی جانب بڑھ گئے۔۔۔ اس مرتبہ ان کے لہجے میں کرب صاف سنائی دے رہا تھا۔۔۔

امی جی بھی اداس تھیں وہ سمجھ سکتیں تھیں کہ شرجیل ان لوگوں سے کتنی محبت کرتے ہیں۔۔۔

چند دن بعد شائلہ سے امی جی نے کہا کہ ہم آج زورین کو اپنے گھر بلا رہے ہیں۔ کھانے پران کے گھر والے بھی ہونگے تو تم لوگ بھی آ جاؤ سب ساتھ مل کر کھانا کھائیں گے تو مجھے اچھا لگے گا۔ شائلہ نے امی جی کو تسلی دی کہ میں شرجیل کو لے کر آؤں گی آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔

زورین گھر آیا ساتھ میں رومانہ بھی تھیں طاہر جب گھر سے نکل رہے تھے تو ان کے دوست شفیق بھائی کی کال آئی تھی اور انہیں اچانک اسپتال جانا پڑا تھا شفیق بھائی بہت بیمار تھے۔۔۔

زورین انزلہ کے گھر میں موجود تھے جب انزلہ اسے سلام کرتی رومانہ کے پاس جا کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ زورین کو اب تک اپنی قسمت پر یقین نہیں ہو رہا تھا اتنی جلدی سب کیسے ہو گیا؟۔۔۔ اسے تو کچھ بھی نہیں کرنا پڑا بس وہ اپنے اللہ کی خوشنودی کے لیے اس کی رضا پر راضی ہو گیا تھا اور اس مالک نے اپنی اطاعت کا کتنا خوبصورت انعام اس کی جھولی میں ڈال دیا تھا بے شک وہ بہت عظمتوں والا ہے۔۔۔

گاڑی سے اتر کر لان میں کھڑے ابھی سب اک دوسرے سے سلام دعا ہی کر رہے تھے کہ رومانہ اور زورین کو دیکھ کر شرجیل اور شائلہ بھی نیچے اتر آئے تھے ان کے تیور چڑھے ہوئے تھے۔۔۔ لیکن اب کچھ ہونہیں سکتا تھا اس لیے وہ زورین سے ہاتھ ملاتے ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھ گئے تھے۔۔۔ آج ان کا رویہ پہلے کے مقابلے میں بہتر تھا مگر وہ سوچ کر بیٹھے تھے کہ لڑکے سے کوئی بھی معلومات نہیں کروں گا جب ساری معلومات احسان نے کر لی ہیں تو مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں ان کا نوکر بن کر ساری انکوائری کرتا رہوں وہ بس خانہ پوری کرنے آئے تھے کچھ دیر بیٹھ کر اس کی پسند ناپسند ہابیز کے بارے میں پوچھتے رہے تھوڑی دیر سیاست اور پھر صبح ہونے والے کرکٹ میچ کو ڈسکس کرتے رہے جیسے اس کی ذات میں انہیں کوئی دلچسپی ہی نہ ہونے تو اس سے اس کی

نوکری کے بارے میں پوچھا اور نہ ہی یہ کہ وہ لوگ کہاں رہتے ہیں پھر وہ اپنی طبیعت کی خرابی کا بہانہ بنا کر واپس اوپر چلے گئے جب کہ شائلہ بھی ان کے ساتھ ہی جانے کے لیے کھڑی ہو گئیں۔۔۔ زورین اور رومانہ سے ان کی کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔۔۔ جب کہ نانو اور ملکہ پوری توجہ سے رومانہ سے باتوں میں متوجہ تھیں۔۔۔

انزلہ کھانے کی تیاری میں مشغول تھی جب زورین کچن کے دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔ انزلہ تقریباً پورا ہی کھانا بنا چکی تھی اب صرف ڈیزرٹ کی ڈیکیوریشن کر رہی تھی۔۔۔ مسز زورین احمد!! کیا کھلا رہی ہیں آپ۔۔۔ زورین نے اسے شرارت سے مخاطب کیا تو وہ بھی جواب دینے لگی۔۔۔ مسز کے مسٹر کچھ دیر انتظار فرمائیں کھانا بس لگنے ہی والا ہے۔۔۔ اب انتظار رہی تو نہیں ہوتا اس کی آواز اور انداز دونوں میں ذومعنی سی شرارت تھی وہ جیسے جھینپ ہی گئی نظریں چراتی آپ وہاں بیٹھیں یہاں کہاں گرمی میں آگئے میں کھانا لگا ہی رہی ہوں بس۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے شرارت سے کہہ رہا تھا۔۔۔ نہیں!!۔۔۔ وہ ہماری شادی کی باتیں کر رہی ہیں مجھے شرم آرہی ہے۔۔۔ کچھ دیر پہلے جب شادی کی بات پر انزلہ ڈرائنگ روم سے کھانے کا بہانہ کرتی اٹھ کر چلی آئی تھی اب وہی بات زورین خود پر رکھ کر کہہ رہا تھا۔ انزلہ بلش کرتی سمجھ گئی تھی اور دونوں ہی مسکرا اٹھے۔۔۔ آپ جائیں نا! اس نے پھر کہا تو زورین سے رہا نہ گیا۔۔۔ مطلب میں یہ سمجھوں کہ آپ مسز زورین احمد مجھے مسز زورین احمد کو بھگانا چاہ رہی ہیں یہاں سے۔۔۔

جی ہاں! مجھے آپ کے جانے کے بعد کھانے پر کچھ پڑھ کر دم کرنا ہے اسی لیے بھگا رہی ہوں۔۔۔ وہ انتہائی کمزور بہانا لائی تھی۔ زورین کو اک دم ہی ہنسی آگئی۔۔۔ مگر پھر شوخی سے کہنے لگا۔۔۔ ہم تو ویسے ہی آپ کے سحر میں گرفتار ہیں۔ خدا را یہ دم کر کے ہمارا دم نہ نکالیں۔۔۔ اس کی آنکھیں انزلہ کے اندر روشنی کے دیپ جلائے دے رہی تھی مگر دل میں جیسے ٹھنڈک کا عجیب احساس تھا۔ جو اس نے اب تک کبھی محسوس نہیں کیا تھا اس خاص شخص کے نظروں کے حصار میں قید وہ بلش کرتی دھیمے دھیمے مسکرا رہی تھی۔ اس کا پورا وجود سر دپڑ رہا تھا۔

آپ چلیں نائیں آرہی ہوں۔ اس کے ہاتھ میں موجود ڈش ہلکے ہلکے لرزنے لگی۔۔۔

اوکے اوکے جا رہا ہوں۔ ابھی سے اتنا ڈر رہی ہو۔۔۔ ارے ارے! سنبھالو ڈش نہ گر جائے۔۔۔ سوچو اس

دن کیا ہوگا۔۔۔ تمہارا مسز زورین احمد!۔۔۔ وہ کہہ کر دھیرے سے مسکراتا ڈرائنگ روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔ پنک کاٹن کے سوٹ میں وہ اور بھی گلابوں جیسی خوبصورت لگ رہی تھی۔ بلش کرنے سے اس کے گال بھی گلابی ہو گئے تھے اسے اپنے کانوں سے دھواں سا نکلتا محسوس ہو رہا تھا اور کان لال پڑنے لگے تھے۔۔۔ رومانہ نے انزلہ کے لیے بہت سی شاپنگ کی تھی اور بہت محبت سے وہ کپڑے اور دیگر سامان اسے دیا تھا۔ انزلہ کو پیار کرتے اس کے ماتھے کو چوما تھا اور سدا خوش رہنے کی دعائیں بھی دی تھیں اور اب زورین اسے وہ ڈائمنڈ رنگ پہنا رہا تھا جو نکاح کے تحفے کے طور پر اس نے انزلہ کے لیے لی تھی۔۔۔ بہت سی دعاؤں کے ساتھ کچھ تحفے تحائف بنا نو اور ملکہ نے بھی زورین کو دئے تھے یہ پہلا موقع تھا جب زورین اس گھر میں داماد اور مہمان بن کر آیا تھا ورنہ اب تک تو وہ دروازے سے ہی لوٹ جاتا تھا۔۔۔ زورین نے انزلہ کی ڈھیر ساری تصویریں بنائی تھیں خوشگوار شام بہت سے حسین سپنے دونوں کی آنکھوں میں بسا کر اپنے اختتام کو پہنچی تھی۔۔۔

واپسی پر رومانہ سوچ رہی تھیں اب تک ہم نے سمرہ کی وجہ سے ابھی تک کراچی میں کسی کو کچھ نہیں بتایا ہے مگر ہمیں چند دن رک جانا چاہیے تاکہ ایمن اس گھر میں ٹھیک سے سیٹل ہو جائے اس کے بعد ہم خود سب کو بتا دیں گے۔۔۔ تاکہ سمرہ ایمن کو زیادہ پریشان نہ کریں۔۔۔



اعجاز میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا مگر آپ تو میری کوئی بات سنتے ہی نہیں۔۔۔ اب دیکھ لیں اماں نے توصاف صاف انکار کر دیا ہے۔ کیا ہماری بیٹی میں کوئی عیب ہے یا وہ ہمیں اس قابل نہیں سمجھتیں کہ اپنے نواسے کی شادی شفق سے کروائیں۔۔۔ سمرہ غصے میں اعجاز سے کہہ رہی تھیں اور وہ خاموشی سے سمرہ کی ساری بات سن رہے تھے۔۔۔ میں نے آپ سے کب سے کہا تھا کہ دیکھیں بات کر لیں لیکن آپ تو ہر بار ہی ٹال دیتے تھے ابھی بچے چھوٹے ہیں اب دیکھ لیں انہوں نے تو اپنی بیٹی کی شادی کر دی ہم ہی منہ دیکھتے رہ گئے۔۔۔

ایسا نہیں ہے اماں نے کوئی بات کہی ہے تو کوئی نہ کوئی ٹھوس وجہ ضرور ہوگی وہ شفق سے بہت پیار کرتی ہیں۔۔۔ اعجاز سمرہ کو قائل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ہنہ۔ بڑا پیار کرتی ہیں۔۔۔ پیار کرتیں تو انکار کیوں کرتیں۔۔۔

تھیں۔۔۔ اور یہ سب سن کر اعجاز بھی خاموشی سے کمرے سے چلے گئے تھے اماں کو اپنی بات کمزور پڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اور یہی سب سے بڑی پریشانی تھی ان کے لیے۔۔۔

وہ کئی دن تک یہی سوچتی رہیں کہ کیسے سمرہ کو روکیں اور پھر وہ دن انہیں یاد آئے جب ان سے اک بہت بڑی غلطی ہو گئی تھی ان کی زندگی کا وہ تلخ باب جسے وہ اپنی زندگی سے کب کا نوچ کر پھینک چکی تھی۔۔۔



زورین کبھی کبھی انزلہ کے گھر فون کرتا تھا نا نو اور ماما بھی اسے بہت پیار سے ملتیں۔۔۔ انزلہ سے وہ گھنٹوں باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن وہ مسلسل اسے انکار کر رہی تھی اس دن اچانک زورین کو خیال آ گیا اور اس نے پوچھ ہی لیا اب تو تم مجھے فلٹ قسم کا لڑکا نہیں سمجھتی ہونا۔۔۔

نہیں۔۔۔ اب نہیں سمجھتی انزلہ نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

یعنی پہلے سمجھتی تھیں؟۔۔۔ اور اس نے بڑی سادگی سے مسکراتے ہوئے ہامی بھری تھی۔۔۔

۔۔۔ کیوں!!!۔۔۔ وہ چونک گیا تھا۔

آپ کے دوست کے کارنامے کی وجہ سے۔۔۔

میرے دوست کے کارنامے کی وجہ سے مطلب؟۔۔۔ وہ سارہ نے مجھے بتایا تھا کہ انس نے اس سے دوستی کے لیے آپ کا نام لیا تھا شروع میں وہ اس سے آپ بن کر بات کر رہا تھا۔۔۔

کیا!!!۔۔۔ وہ اچھل کر بیٹھ گیا تھا۔

جی جناب اور کئی دنوں تک اسے بے وقوف بناتا رہا تھا یہی سارہ نے مجھے بتایا تھا کہ آپ اس سے باتیں کرتے ہیں جو کچھ دن پہلے تک کلیئر نہیں ہوا تھا۔ نکاح سے پہلے میں نے سارا سے فون کر کے ساری بات معلوم کی تب کہیں جا کر میرا دل آپ کی طرف سے صاف ہوا۔۔۔

اچھا تو یہ انس صاحب کا کارنامہ تھا اسے تو میں پوچھوں گا اور نا جانے کتنی لڑکیوں سے میرا نام لے کر بات کرتا رہا ہوگا۔۔۔ زورین نے مصنوعی غصے کا اظہار کیا۔۔۔

یہ بات آپ سارہ کے سامنے غلطی سے بھی نہ کہہ دیجئے گا۔۔۔ انزلہ نے تمہی کی۔۔۔

کیوں؟۔۔۔ زورین کو حیرت ہوئی

وہ ویسے ہی انس پر شک کرتی رہتی ہے جب سے شادی ہوئی ہے جب دیکھو لڑکر میکے آجاتی ہے کبھی کسی بات کا شک تو کبھی کسی بات کا۔۔۔ سکون نہیں ہے دونوں کو۔۔۔ زورین کو بابا کی باتیں یاد آئیں کہ لومیرج والے اکثر لوگ شک کی آگ میں جلتے رہتے ہیں اور بے اختیار اللہ کا شکر ادا کرنے کو اس کا دل پھل گیا۔ اللہ نے اسے اس کا پیار تو دیا مگر اس انداز سے کہ کوئی شک کوئی وسوسہ دل میں نہیں وہ اک دوسرے پر اعتبار کر سکتے ہیں اور سچی اور خالص محبت بغیر اعتبار کے ممکن ہی نہیں۔۔۔

اتنی دیر میں نانو آگئیں وہ زورین سے بات کرنا چاہتیں تھیں سلام دعا کے بعد نانو نے کہا زورین بیٹا ہمیں تم سے اک کام ہے کر دو گے۔۔۔

جی نانو ضرور کر دوں گا یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔۔۔ بہت فرمانبرداری سے جواب ملا اصل میں بیٹا اب تک یہ سارے کام شرجیل ہی کرتے تھے لیکن انزلہ کا نکاح ان سے بھی خفیہ رکھا تھا تو وہ ناراض ہیں اب وہ خود بھی بوڑھے ہو گئے ہیں تو کہنا بھی اچھا نہیں لگتا اور ویسے بھی آج نہیں تو کل یہ ذمہ داری تمہیں ہی تو اٹھانی ہے اس گھر میں اور کوئی مرد تو ہے نہیں۔۔۔

نانو نے اپنے دل کی ساری بات اک ہی سانس میں کہہ دی۔۔۔ آپ بے فکر ہو کر کہیں میں حاضر ہوں اور پھر انہوں نے ساری پراپرٹی کے کرائے لانے اور پنڈی والے گھر کو کرائے پر چڑھانے یا بیچنے کی

ذمہ داری بھی زورین کے سپرد کر دی تھی۔۔۔ انہوں نے سب کرائے داروں کو فون کر کے بتا دیا تھا کہ اب سے ان کا دامادیہ کرائے وصول کرنے آئے گا۔۔۔ نانو سے ساری تفصیلات معلوم کر کے زورین نے ساری ذمہ داری اپنے سر لے لی تھی۔۔۔

نانو آپ فکر ہی نہ کریں میں انشاء اللہ دو دن میں آپ تک سارے کرائے پہنچا دوں گا۔۔۔ اس نے بہت اعتماد سے کہا تو نانو کے دل کو جیسے قرار آ گیا۔



اس شام زورین کا رخ انس کے گھر کی جانب تھا اس نے اب تک اسے بھی نہیں بتایا تھا کہ انزلہ سے اس کا نکاح ہو گیا ہے۔۔۔ دروازے پر پہنچ کر اس نے حسبِ عادت موبائل سے کال کی میں دروازے پر کھڑا ہوں آ جاؤ۔۔۔ اور چند منٹ بعد ہی دروازہ کھل گیا۔۔۔ خیر خیریت لے کر وہ سارہ سے چائے کا کہہ کر انس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔۔ اور قصدِ زور سے بول رہا تھا کہ سارہ سن لے تم اسے فون کر لینا وہ تمہارا پوچھ رہی تھی۔۔۔ سارہ کے کان کھڑے ہو گئے تھے اور وہ پلٹ آئی تھی۔۔۔ سارہ کو واپس آتا دیکھ کر زورین کے اتنے زور سے بولنے پر انس بری طرح شپٹا گیا تھا۔۔۔ وہ تقریباً ہلکا گیا کس۔۔۔ کس کو فون کر لوں۔۔۔ کبھی وہ سارہ کو دیکھتا تو کبھی زورین کو اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا زورین کو کیسے روکے؟ وہ تو جان سے ہی مار دیگی۔۔۔

تمہیں وہ اب یاد بھی نہیں۔۔۔ زورین مزے لیتے ہوئے کہہ رہا تھا اور انس کی جان نکلی جا رہی تھی اس کا رنگ اک دم پیلا پڑ گیا تھا سارہ یہ سب کچھ بڑے غصے سے تیز چڑھائے سن رہی تھی کس کی بات ہو رہی ہے۔۔۔ وہ تھی ناک لڑکی ہماری یونی میں بہت پیاری سی نازک سی سنہری رنگت والی۔۔۔ کیا نام تھا اس کا بھلا۔

انس کے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہونے شروع ہو گئے تھے اس کا بس نہیں چل رہا تھا زورین کا گلہ دبا دے۔۔۔ لیکن زورین بھی کہاں چپ ہونے والوں میں سے تھا۔

انس۔۔۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں زورین بھائی؟ جواب دو گے مجھے۔ انس کی توسیٰ ہی گم تھی جواب کیا دینا تھا۔ قسم سے! مجھے کچھ نہیں معلوم یہ کس کی بات کر رہا ہے۔۔۔ ڈھیلے پڑتے اعصاب کے ساتھ بڑی بے بسی سے انس نے کہا تھا مگر سارہ کو یقین ہی نہیں آیا تھا۔۔۔

وہ لڑنے کو جیسے تیار بیٹھی تھی۔۔۔ تم مجھے بتاتے ہو کہ چکر کیا ہے یا میں اپنے میکے چلی جاؤں۔۔۔ وہ بے بسی سے زورین کو دیکھ رہا تھا۔ ہاں تو میں نام بتا رہا تھا اس حسینہ کا۔۔۔ جی سارہ طارق یہی نام تھا نا اس حسینہ کا۔۔۔

پروہ تو میں ہوں۔۔۔ ہاں مجھے معلوم ہے زورین نے مسکراتے ہوئے کہا

انس کے کچھ سمجھ نہیں آیا زورین کیا کہنے کی کوشش کر رہا ہے جب کہ سارہ خود بھی حیران تھی۔۔۔

آپ کیا کہہ رہے ہیں میری سمجھ میں نہیں آیا۔۔۔ سارہ نے حیرانی سے کہا

کیسے آئے گا جب اتنے سالوں میں انزلہ کو سمجھ نہیں آیا تو آپ کی سمجھ میں کیسے آئے گا؟۔۔۔ وہ مسکرایا

مطلب؟ انزلہ کا کیا تعلق انس سے؟۔۔۔ اس کے تیور مزید چڑھ گئے تھے

انس بری طرح تپ گیا تھا کیا بکواس ہے یہ تم کھل کر کیوں نہیں کچھ بولتے کیا کہہ رہے ہو اور یہ بیچ میں انزلہ کہاں سے آگئی۔۔۔

انزلہ کو تو تم دونوں لائے ہو بیچ میں۔۔۔ میں کب لایا؟۔۔۔

افوہ! اب بول بھی دو کیا ہوا ہے؟ انس کی برداشت ختم ہو چکی تھی

تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔۔۔ زورین کے کہنے پر سارہ انس کو گھور رہی تھی

کیوں میں نے کیا کر دیا۔۔۔ انس ایسی تنے ہوئے چہرے کے ساتھ پوچھ رہا تھا

ہائے معصوم میرا بھولا دوست۔۔۔ زورین مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا

سارہ سے زورین بن کر بات کرتے رہے اور اتنے سالوں سے انزلہ مجھے فلرٹ سمجھ رہی تھی۔۔۔

اس میں میری کیا غلطی ہے میں نے تو چند دن بعد ہی سارہ کو سب بتا دیا تھا۔۔۔ ویسے آج اچانک تمہیں اتنے سالوں بعد انزلہ کیوں اور کیسے یاد آگئی؟۔۔۔

اوائے تمیز سے اب انزلہ نہیں کہنا بھی کہو میرا نکاح ہو گیا ہے اس سے۔۔۔

کیا!!!۔۔۔ تم نے شادی کر لی اور مجھے بلایا بھی نہیں۔۔۔ وہ باقاعدہ لڑ رہا تھا۔۔۔ تو تم نے کونسا بلایا تھا وہ بھی جواب دینے میں ماہر تھا

یہ سن کر سارہ بھی اک دم ہی زور سے چیختی تھی۔۔۔ کیا!!!

زورین اسے جلد نکاح ہونے کی ساری وجوہات بتا رہا تھا اور اسے قائل کر رہا تھا کہ اسے کیوں نہیں بلایا گیا تھا۔۔۔ اب وہ سارہ سے کہہ رہا تھا تم میرے لیے میری بہن ایمین کی طرح ہوتم سے کبھی جھوٹ نہیں کہو نگاہ میرا بہت پیارا دوست ہے بچپن سے جانتا ہوں اسے اس کا کبھی کسی لڑکی سے کوئی افئیر نہیں رہا سوائے اک بیوقوف کے۔۔۔ وہ چوکی تھی۔۔۔

جب اس نے مسکرا کر کہا اگر بیوقوف نہ ہوتی تو اس پاگل سے شادی کیوں کرتی۔۔۔ تھوڑی دیر وہ ان دونوں سے ہنستا بولتا رہا جب انس نے اس سے معافی مانگی تھی کہ انزلہ اس کی وجہ سے غلط فہمی کا شکار ہی زورین نے ہنستے

ہوئے اسے گلے لگا لیا تھا۔۔۔ ناراض ہوتا تو اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوش خبری سب سے پہلے تمہیں دینے آتا کیا؟۔۔۔

ماحول کی ساری کثافت دور ہو چکی تھی تلخی شیرینی اور محبت میں بدل چکی تھی سارہ ان دونوں کے لیے چائے نا شتے کا بندوبست کرنے کچن میں چلی گئی تھی۔۔۔ تمہارا شکریہ دوست میری شادی سے پہلے کی دوستیوں کا سارہ کو نہیں بتایا۔۔۔

میں نے اس سے جھوٹ تو نہیں کہا تم نے کوشش بہت کی یہ اور بات ہے کہ کوئی تمہاری گرل فرینڈ بن نہ سکی اسی لیے تمہارا کبھی کوئی افیئر بنا ہی نہیں۔۔۔

جب ہی ڈورنیل بچی انس نے دیکھا اور کوفت سے سر پیٹنا دروازہ کھول دیا یہ سارہ کا بھائی تھا جس کی اردو بہت کمزور تھی وہ ساری زندگی پاکستان سے باہر رہا تھا اور اب چند دن کے لیے یہاں آیا تھا اردو سیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ہائے۔۔۔ انیس بھائی وہ انگریزی ایکسیٹ میں ہائے کہتا اندر جا رہا تھا جب انس نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے زورین سے چپکے سے کہا تھا اس سے تو میری جان چھڑا دو یا اس کی اردو میری جان لے لے گی۔۔۔ مگر وہ پلٹ کر واپس آ گیا تھا۔۔۔ کیسے ہیں آپ؟۔۔۔ بہت رک رک کر اس نے کہا تھا۔

جی الحمد للہ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں؟ زورین نے بھی بہت دھیرے دھیرے کہا تھا جسے وہ آسا نی سے سن اور سمجھ لے۔

i hope ... وہ کہتے کہتے رکا تھا مجھے۔۔۔ پر امید۔۔۔ ہے کہ آپ ٹھیک ہوگا۔۔۔ اس نے اپنی بات اک دوسرے انداز میں زورین سے کہی۔

پر امید نہیں کہتے صرف امید کا word کہتے ہیں ہوپ کے معنی امید کے ہیں۔۔۔ کسی کام کی امید ہو نا جیسے آپ ٹھیک ہو گئے اس لیے ہم امید کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔۔۔ زورین نے اسے سمجھایا۔ وہ بہت خوش ہوا جیسے سب کچھ اس کی سمجھ میں آ گیا ہو۔۔۔ وہ انس کو متاثر کرنے کے لیے اچانک ہی انس کی طرف مڑا تھا اور اردو میں کہہ رہا تھا۔

i belive ... آپ امید سے ہیں۔۔۔ زورین کا بے ساختہ تھقہ بلند ہو گیا تھا اور انس کا چہرہ غصے سے

لال ہو رہا تھا تم اندر جاؤ۔۔۔ وہ حیران و پریشان کھڑا تھا جب زورین نے اپنی ہنسی کنٹرول کی اس کی ہنسی نے
انس کو مزید تپا دیا تھا۔۔۔

مجھے تو اس اذیت سے نکالو تم اور ہنس رہے ہو۔۔۔

اب تو بیٹا اللہ ہی اس مشکل سے تمہیں نکالے گا وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔۔۔ بکواس نہ کرو کہہ کر انس گھورنے
لگا۔۔۔

تو زورین نے کہا میں تو آیا تھا کہ تمہیں اچھی طرح سزا دوں گا کہ تم نے میرا نام استعمال کیا لیکن اب تمہیں کیا
سزا دوں آخر تم امید سے ہو۔۔۔ ہا ہا ہا وہ مسکرا رہا تھا۔

بکواس نہ کرو۔۔۔ انس مزید تپ گیا تھا۔

☆.....☆.....☆

ایمن اور شفق ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھی اپنا پسندیدہ ٹی وی شو دیکھ رہی تھیں۔ ساتھ ہی ساتھ اس ڈرامے میں
ہیروئن کے کپڑے اور اس کی جیولری بھی ڈسکس کر رہی تھیں یہ ان دونوں کا فیورٹ ٹائم پاس تھا سمرہ دونوں بچیوں
کے لیے جوس لے کر آگئی تھیں۔۔۔ ایمن کبھی رومانہ کو اس طرح کام نہیں کرنے دیتی تھی اسی لیے اسے تھوڑا
عجیب لگا۔۔۔ ارے بڑی امی آپ کیوں لے آئیں ہمیں کہہ دیتیں ہم میں سے کوئی بنا دیتا۔۔۔

جب کہ شفق عادی تھی اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا کوئی بات نہیں بیٹا تمہیں ہی کرنا ہے یہ سب کام مگر ابھی تو
چند دن تم آرام کرو ابھی شادی کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں اور یہ ہماری بیٹی شفق اس کو بھی اب چند دن میں
چلے ہی جانا ہے تو اس سے بھی اب کیا کام کراؤں اچھا ہے میرے بھی ہاتھ پیر چلتے رہیں گے۔۔۔ ایمن مسکرا
تے ہوئے جوس کاسپ لینے لگی۔۔۔

ارے شفق!! تم نے ایمن کو اپنے جوڑے دکھائے جو میں تمہارے جہیز کے لیے لائی تھی جاؤ وہ تو دکھاؤ بلکہ
میں لے آؤ۔۔۔ اور پھر اک سلسلہ چل پڑا سمرہ ہر کچھ دن کے بعد شفق کے لیے لائی ہوئی کوئی نہ کوئی سونے کا
زیور دیکھا رہی ہوتی تھیں ساتھ ہی یہ بھی جتا تیں تھیں۔ یہ سونے کی بالیاں میں نے اس کی ہونے والی نند کے
لیے بنوائی ہیں اور یہ میں نے اس کی ہونے والی ساس کے لیے بنوائی ہیں غرض ہر ہر طریقے سے وہ یہ ثابت کر

نے کی کوشش کر رہی تھیں کہ شفق کو بہت سا زور اور جہیز دیں گی۔ ایمن میں لالچ کا کوئی جذبہ نہیں تھا۔ اس لیے وہ صرف مسکرا کر ہر چیز کی تعریف کر دیتی۔ اب سمرہ کا سارا دھیان ایمن کا دل جیتنے میں تھا۔ وہ جانتی تھیں کہ اماں بی اگر انکار کر رہیں تو اگر ایمن اپنی نند کی سفارش کرے گی تو طاہر اور رومانہ زورین سے اس کی شادی کے لیے انکار نہیں کر سکیں گے۔ وہ شفق سے مختلف اقسام کے کھانے بنواتیں اور اس کی خوب خوب تعریفیں کرتیں۔۔۔ وہ ہر طریقے سے چاہتی تھیں کہ ایمن کا دل شفق جیت لے۔۔۔ اسی لیے خود بھی بہت زیادہ اس کی آؤ بھگت میں لگی رہتی تھیں۔۔۔

جب ایمن نے اس سب کو سننے کے بعد بھی کچھ نہ کہا تو اک دن وہ سونے کے زیورات سے بھرا چھوٹا سا صندوق کھول کر بیٹھ گئیں اور ایمن کو بلا کر دکھا رہی تھیں۔ یہ زیور میں نے شفق کے لیے بنوایا ہے اور اس کے لیے کچھ پراپرٹی بھی لی ہے۔ سوچتی ہوں جس گھر میں بھی جائے اس گھر کے لوگوں میں اس کی عزت ہو کبھی کسی کی محتاج نہ ہو۔۔۔

آپ نے بہت اچھا کیا بڑی امی انشاء اللہ اس کے لیے بھی جلد کوئی اچھا سا رشتہ آجائے گا آپ فکر نہ کیا کریں،۔۔۔ سمرہ ایمن کی شکل دیکھ کر کسمسا کر رہ گئیں وہ تو کسی طرح کچھ بولتی ہی نہیں آخرا نہیں ہی ہمت کر کے کہنا پڑا میں اصل میں چاہتی ہوں کہ شفق کی شادی زورین سے ہو جائے۔۔۔ ایمن کی تو سمجھ میں ہی نہیں آیا اسے کیا کہنا چاہیے کیونکہ وہ جانتی تھی کہ زورین کا نکاح انزلہ سے کر دیا گیا ہے اور اسے ابھی کسی کو بھی بتانے سے منع کیا گیا تھا اس لیے اس نے بس اتنا کہا۔۔۔

بڑی امی وہ انزلہ تھی نا مہوش کی دوست مینا بھابھی کی بہن جو یہاں شادی میں بھی آئی تھی ممانے اس کے لیے رشتہ دے دیا ہے بھائی کا اور وہ لوگ بھی راضی ہیں اب کچھ دن میں تو کوئی نہ کوئی رسم بھی ہوگی منگنی میں تو ظاہر ہے سب کو بلوائیں گے۔۔۔ سمرہ کے تیور چڑھ گئے تھے اتنے دنوں سے وہ ایمن کی خوشامد میں لگی تھیں لیکن یہاں تو کچھ اور ہی معاملہ تھا لیکن اب بھی امید تھی اسی لیے انہوں نے اس سے کچھ نہ کہا۔



شرجیل کو جب معلوم ہوا کہ اب سے کرایہ زورین لائیں گے تو وہ ہتھے سے ہی اکھڑ گئے۔۔۔ آپ نے مجھے

بالکل ہی پرایا کر دیا ہے۔ میری کوئی اہمیت ہی نہیں پہلے آپ نے مجھے بغیر بتائے انزلہ کا نکاح کر دیا اور اب یہ ذمہ داری بھی مجھ سے لے لی۔۔۔

نانو نے بہت سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔ تم بوڑھے ہو گئے ہو اب کہاں خوار ہوتے پھرو گے میں نے تو تم پر سے کام کا کچھ بوجھ ہلکا کرنے کے لیے زورین کو کہا ہے مجھے لگاتم خوش ہو گے کہ اب تمہارے علاوہ بھی کوئی اس گھر کو سنبھال رہا ہے ویسے ہی تم نے اب تک ہمارے لیے بہت کچھ کیا ہے بیٹا میں مزید تم پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہتی۔۔۔ نانو نے بہت نرمی سے اور ٹھنڈے مزاج سے انہیں سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ مستقل بحث کرتے رہے۔۔۔ شرجیل کسی طرح یہ ماننے کو تیار ہی نہ تھے کہ ان سے یہ ذمہ داری لی جائے۔۔۔ میں عادی ہو چکا ہوں اور اب میرے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ پھر وہ داماد ہے اچھا لگتا ہے کہ اس پر یوں ذمہ داری ڈالی جائے۔ کل کو اس نے کوئی ہیر پھیر کر دی تو آپ کچھ کہہ بھی نہیں سکیں گی۔۔۔ وہ نانو کے دل میں وہم ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

کیسی باتیں کر رہے ہو شرجیل وہ اب اس گھر کا بیٹا ہے اور مجھے اس پر پورا بھروسہ ہے وہ ایسا کچھ نہیں کرے گا آئندہ ایسی بات کرنا بھی نہیں۔۔۔ نانو خفا ہوئی تھیں۔

شرجیل تھوڑے ٹھنڈے پڑے معاملہ ان کے ہاتھوں سے نکلتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ نہیں آپ فوراً اسے منع کر دیں۔۔۔ شرجیل نے دو ٹوک انداز میں کہا۔۔۔

لیکن میں ایسا نہیں کر سکتی اب اک ذمہ داری دے کر واپس لینا اچھا نہیں لگے گا ویسے بھی آج نہیں تو کل اسے سب کچھ خود ہی سنبھالنا ہے شرجیل کے پاس خاموش ہونے کے سوا کوئی دوسرا راستہ ہی نہیں تھا۔۔۔ اس لیے خاموشی سے اپنے گھر چلے گئے۔۔۔

☆.....☆.....☆

زورین اور طاہر کے آفس جانے کے بعد آج رومانہ بیٹی سے کراچی بات کر رہی تھیں کیسی ہو بیٹا۔۔۔

جی امی ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ لوگ ٹھیک ہیں

ہاں میری جان ہم لوگ بھی بالکل خیریت سے ہیں۔۔۔

امی آپ سے اک بات کرنی تھی

ہاں ہاں بولو بیٹا

بڑی امی چاہتی ہیں کہ شفق کی شادی زورین بھائی سے ہو جائے اس لیے وہ کافی فورس بھی کر رہی تھیں پہلے تو ان کا رویہ میرے ساتھ بہت اچھا تھا مگر کچھ دن سے بہت اکڑا اکڑا سا ہے اصل میں انہوں نے فورس کیا تو مجھے بتانا پڑا کہ انزلہ سے زورین بھائی کا رشتہ طے ہو گیا ہے اور آپ جلد ہی ان کی منگنی کر رہی ہیں تو سب کو بلائیں گی۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے تم فکر نہ کرو میں دو چار دن میں انہیں فون کر کے منگنی کی دعوت بھی دے دوں گی اور ظاہر ہے اتنی گرمی میں وہ لاہور تو آئیں گی نہیں تو ان دونوں بچوں کی چھوٹی سی رسم کر کر تصویریں بھی بھجوا دیتی ہوں ویسے بھی یہاں جو خطرہ تھا ٹل گیا ہے ان کے ماموں کو سب پتہ چل گیا ہے تو سوچ رہی ہوں کچھ رشتے داروں کے سامنے منگنی کر لیتی ہوں ان کے بھی کچھ رشتے دار اور محلے والے بلا لیتے ہیں تم تو آ جانا بیٹا۔۔۔

جی میں کوشش کروں گی۔۔۔

چلو ٹھیک ہے میں تمہارے بابا اور زورین سے مشورہ کر کر تمہیں کنفرم کر دوں گی تم پریشان نہ ہونا اوکے جی امی

اور اس نے اماں بی کو فون تھا دیا تھا تھوڑی دیر ادھر ادھر کی باتوں کے بعد انہوں نے فون بند کر دیا تھا۔۔۔

رومانہ ابھی گھر کے کاموں کے بارے میں سوچ ہی رہی تھیں کہ فون کی گھنٹی اک بار پھر پورے گھر میں شور کرنے لگی جس نے سارے گھر کے سکون کو برباد کر دیا تھا۔۔۔ میں مہتاب بات کر رہا ہوں میں انزلہ کا منگیترا ہوں ہم اک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے اور آج بھی وہ مجھ سے بہت محبت کرتی ہے لیکن اپنے گھر والوں سے مجبور ہے زورین سے کہیں اسے طلاق دے دے ورنہ اس کے لیے ٹھیک نہیں ہوگا اور فون کٹ گیا۔۔۔

تین دن تک اسی طرح کہ فون آتے رہے اور پھر زورین نے انزلہ سے بات کرنے کے بارے میں سوچا وہ صرف مہتاب کے گھر کا پتہ چاہتا تھا تا کہ اسے سبق سکھا سکے اور مزید وہ فون کا لڑ سے تنگ نہ کرے اس نے یہ بات نا تو یا ملکہ خاتون کو اسی لیے نہیں بتائی کہ وہ پریشان ہو جائیں گی وہ انزلہ کو بھی پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس

لیے اس دن سارے شہر بھر میں موجود پراپرٹی کے کرائے وصول کر کے وہ انزلہ کے گھر پہنچ گیا تھا۔

نانو نے سارے کرائے لے کر اسے بہت سی دعائیں دی تھیں اور اب اس کے ناشتے کھانے کا بندوبست کر رہی تھیں جب کہ انزلہ اس کے سامنے بیٹھی تھی مگر خاموش کسی سوچ میں ڈوبی ہوئی وہ بھی انزلہ سے بات کر رہا تھا لیکن آج انزلہ اسے کچھ بدلی بدلی سی کچھ اداس پریشان سی لگی اس نے اپنا وہم سمجھ کر دماغ جھٹک دیا اور اس سے ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگا اور باتوں کے دوران اس نے انزلہ سے سرسری انداز میں پوچھا مہتاب اب تو تمہیں تنگ نہیں کرتا۔

نہیں اب تو تنگ نہیں کر رہا بہت سکون سے بیٹھا ہے۔۔۔

ہم۔۔۔ ویسے وہ رہتا کہاں ہے کیا یہیں کہیں قریب میں؟ اس نے بہت سرسری انداز میں اس سے پوچھا تھا۔
جی وہ اسی علاقے میں رہتا ہے لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔۔ وہ تھوڑی حیران ہوئی تھی
مجھے مہتاب کے گھر کا پتہ دے دو۔۔۔ زورین نے صاف کہا

کیوں؟۔۔۔ وہ اس اچانک سوال پر حیران ہوئی تھی

کچھ نہیں وہ۔۔۔ نانو تھوڑی پریشان تھیں نا کہ تم سیکور نہیں ہو تو میں کچھ کروں ویسے بھی اب ہمیں کچھ عرصے میں شادی تو کرنی ہے کب تک اس سے یہ بات چھپا کر رکھ سکتے ہیں۔۔۔

لیکن انزلہ نے یہ کہہ کر ٹال دیا تھا کہ وہ کچھ نہیں کر سکتا آپ بے فکر رہیں۔۔۔ زورین خاموش ہو گیا تھا
انزلہ کچن میں گئی تھی جب شرجیل ماموں آئے تھے اور اب وہ شرجیل ماموں کو ساری صورت حال بتا رہا تھا
اس نے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ ان کے گھر مہتاب کے فون آرہے ہیں اور اس نے انزلہ اور نانو یا آنٹی کو اس بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے کیونکہ وہ پریشان ہو جائیں گی شرجیل جو کرائے اپنے ہاتھوں سے جانے پر پہلے ہی خفا تھے اور موقع ڈھونڈ رہے تھے بات کا بنگلہ بنانے کا انہیں وہ موقع مل گیا تھا۔

پوری بات سن کر شرجیل ماموں نے بہت عجیب طریقے سے بی ہو کیا تھا وہ ایک دم غصے سے لال پیلے ہو رہے تھے وہ اس کی سادہ سی انکوائری پر کہ مہتاب کہاں رہتا ہے اور اس طرح اس کے گھر فون کر کے پریشان کر رہا ہے ان باتوں کو غلط رنگ میں پیش کر رہے تھے جب کہ اس نے کوئی غلط بات نہیں کی تھی لیکن ماموں نے تو سین ہی

کریٹ کر دیا تم میری انزلہ کے بارے میں کیا سوچ رہے ہو وہ اس شخص سے کیسے پیار کر سکتی ہے جسے اس کی پرواہ بھی نہیں وہ قصداً اتنی زور سے چلا کر کہہ رہے تھے کہ سب گھر والے جمع ہو گئے تھے۔ زورین کچھ بھی نہ کہہ سکا ماموں آپ مجھے غلط سمجھ رہے ہیں میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا۔۔۔

تم میری بچی کے کردار پر دھبہ لگا رہے ہو اس پر تہمت لگا رہے ہو۔۔۔ وہ انہوں نے اسے گھر سے جانے کے لیے کہہ دیا تھا۔۔۔ وہ اپنی صفائی دینا چاہتا تھا لیکن شرجیل نے ایسا ڈرامہ رچایا کہ سب ان کی طبیعت کی وجہ سے گھبرا گئے انزلہ پانی لینے بھاگی وہ مستقل چلا رہے تھے اسے گھر سے نکالو ورنہ میں مرجاؤنگا اور پھر ملکہ نے بہت معذرت سے زورین سے کہا تھا بیٹا برا نہ ماننا ان کی طبیعت خراب ہو رہی ہے ابھی غصے میں ہیں جب غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا تو آرام سے بات کریں گے۔ ابھی تم جاؤ۔۔۔ اور وہ خاموشی سے اس وقت چلا آیا وہ جانتا تھا کہ ماموں اس وقت غصے میں ہیں اور اس وقت صرف بات بڑھے گی اور کچھ نہیں ہوگا اس لیے اسکا وہاں سے چلے جانا ہی بہتر ہے۔۔۔

شرجیل ماموں سر پکڑے بیٹھے تھے اور اب نانو اور انزلہ کے ساتھ ملکہ بھا بھی کو بھی سنار ہے تھے دیکھ لیا آپ لوگوں نے اپنی ضد کا نتیجہ یہ لڑکا کھڑے کھڑے میری معصوم بچی پر الزام لگا گیا کہ اس کا اب بھی مہتاب سے کوئی انفیر چل رہا ہے۔۔۔ انزلہ کے ساتھ ساتھ ان دونوں خواتین کو بھی شدید غصہ آیا تھا اس کی اتنی ہمت کیسے ہوئی وہ ایسے سوچ بھی کیسے سکتا ہے۔۔۔ انزلہ وہ تمہارے کردار کے بارے میں مشکوک ہے وہ کہتا ہے کہ مہتاب نے اسے خود کہا ہے کہ تمہارا اب بھی اس سے کوئی تعلق ہے جب کہ وہ اس بارے میں مجھ سے پوچھ رہا تھا انہوں نے بات کو خوب مریج مصالہ لگا کر بیان کیا تھا۔۔۔

انزلہ نے فوراً فون کیا زورین یہ میں کیا سن رہی ہوں تمہارے پاس مہتاب کا فون آیا تھا۔۔۔ ہاں آیا تھا۔۔۔ زورین نے سادگی سے کہا۔۔۔

اور اس نے کہا کہ میرا اب بھی اس سے کوئی تعلق ہے اور تم نے اس بارے میں ماموں سے پوچھا تھا۔ انزلہ میری بات سنو۔۔۔ ہاں انزلہ یہ ٹھیک ہے کہ میں نے بات کی تھی لیکن میں۔۔۔ وہ ابھی آگے کچھ کہنے ہی جا رہا تھا کہ انزلہ نے غصے میں اپنا موبائل فون زمین پر دے مارا جس سے وہ ٹوٹ گیا تھا شرجیل ماموں

ساری غلط فہمی پھیلا کر اب مزے سے تماشا دیکھ رہے تھے۔۔۔ غصہ انسانی عقل پر ایسی ان دیکھی پرت بنا دیتا ہے کہ سچ اور حقیقت سامنے ہوتے ہوئے بھی بعض اوقات ہم اسے تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ اسی لیے اسلام میں اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔۔۔

زورین یہی کہنا چاہتا تھا کہ وہ جانتا ہے کہ مہتاب جھوٹ کہہ رہا تھا مگر انزلہ نے غصے میں اس کی بات ہی نہیں سنی شرجیل نے ان تین خواتین کو زورین کے بارے میں اتنی غلط بیانی سے کام لیا کہ تینوں میں سے کوئی بھی اب زورین یا اس کے گھر والوں سے بات کرنے پر تیار نہ تھے۔۔۔ زورین کو اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ سب غلط فہمی ماموں نے پھیلائی ہے۔۔۔ لیکن وہ ایسا کیوں کریں گے اس کی سمجھ میں اب تک نہیں آیا تھا وہ تو ان لوگوں کے ساتھ مخلص ہیں مگر انہوں نے میری بات کا رخ کچھ ایسے بدلا کہ وہ لوگ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں اب میں کیا کروں۔۔۔ چلو کوئی بات نہیں میں نانو کے پاس جا کر ساری بات دوبارہ بتا دوں گا تو سب ٹھیک ہو جائے گا فی الحال تو مہتاب کے گھر کا پتہ معلوم کرنا ہے۔۔۔

وہ سیدھا انس کے پاس گیا تھا اسے معلوم تھا کہ ایسے کاموں کے لیے انہیں جو مدد درکار ہے انس اسے اچھے طریقے سے ہینڈل کر لے گا اور اس نے اپنے ذرائع استعمال کئے اور اس پر نظر رکھنے کے لیے اپنے ایس پی دوست کی مدد سے اک پولیس والے کو جو سادہ کپڑوں میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے گا اس پر معمور کر دیا تھا۔ اس نے سب کے موڈ ٹھیک کرنے کے لیے نانو کے بتائے ہوئے پنڈی والے گھر کو پہنچنے کے لیے کوشش کی تھی اس لیے اب وہ پنڈی میں اک اسٹیٹ ایجنسی پر گیا۔۔۔ جہاں اس پر کچھ انکشافات ہوئے جس سے وہ خود حیران بھی ہوا اور اس کی سمجھ میں ساری کہانی آگئی

اوہ!!! تو یہ معاملہ ہے۔۔۔ اس لیے شرجیل ماموں مجھے اور انزلہ کو الگ کرنے کی سازش کر رہے ہیں۔۔۔ زورین پر ان کے کالے کارنامے کھل گئے تھے اسے معلوم تھا کہ اگر وہ ابھی یہ بات نانو یا ملکہ آنٹی کو بتائے گا تو کوئی بھی اس کی بات پر یقین نہیں کریں گی۔۔۔ اس لیے اسے مزید ثبوتوں اور مزید معلومات کی ضرورت تھی تاکہ پورے ثبوتوں، گواہوں اور دلیلوں کے ساتھ بات کر سکے۔۔۔

ادھر مستقل شرجیل انزلہ اور امی جی، ملکہ بھابھی سب کو زورین کے خلاف بھڑکا رہے تھے۔۔۔ تم نے

مہتاب سے اس لیے شادی سے انکار کیا تھا کہ اس کا کردار اچھا نہیں تھا۔۔۔ چلو میں نے مانا کہ وہ ٹھیک نہیں تھا۔ اس انکار کی اک اور بڑی وجہ یہ بھی تھی ناکہ وہ تم پر شک کرتا تھا۔۔۔ تمہارا پیچھا کرتا تھا۔۔۔ اب جب کہ زورین تم پر شک کر رہا ہے وہ تمہارے کردار کے بارے میں اتنی غلط بات کر کے چلا گیا تو اب کیا کرو گی تم ایسے شخص سے شادی کر لو گی۔۔۔

انزلہ خاموشی سے بیٹھی شرجیل ماموں کی ہر بات غور سے سن رہی تھی جب کہ نانوں نے بیچ میں انہیں روک دیا تھا۔۔۔ شرجیل اب یہ شادی سے کیسے انکار کر سکتی ہے شادی تو ہو گئی ہے۔۔۔ اس کا نکاح ہو گیا ہے۔۔۔ اور تم بھی ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچو وہ لڑکا اتنا برا نہیں ہے مجھے نہیں لگتا کہ وہ ایسی کوئی بات کر سکتا ہے۔۔۔ تو کیا میں جھوٹ کہہ رہا ہوں شرجیل ماموں اک دم تیز آواز سے کہتے کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔ اپنی آواز کو نیچا رکھو اور مت بھولو کہ تم کس سے بات کر رہے ہو۔۔۔ نانوں کو بھی غصہ آنے لگا تھا۔۔۔ اوہ!!!۔۔۔ میں تو بھول ہی گیا تھا اب اپ کو میری کیا ضرورت اب تو آپ لوگوں کو اس گھر کا رکھوالا مل گیا ہے جو آپ سب کی حفاظت کرے۔۔۔ اب میری کیا ضرورت ہے۔۔۔ وہ ایموشنل بلیک میل کر رہے تھے۔۔۔ نہیں ماموں ایسی بات نہیں ہے میرے لیے تو آپ ہمیشہ ہی میرے ماموں رہیں گے چاہے میری کسی سے بھی شادی ہو۔۔۔ انزلہ انہیں منانا چاہتی تھی۔۔۔

کسی سے بھی کیا مراد ہے تمہاری؟۔۔۔ تمہاری شادی زورین سے ہو گئی ہے اور اب تمہیں اس کے گھر ہی رخصت ہو کر جانا ہے۔۔۔۔۔ شرجیل کو دیکھتے ہوئے نانوں نے انزلہ کو ذرا سخت لہجے میں جتایا تھا۔۔۔ اور تیز تیز قدم بڑھاتی اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں۔۔۔

دودن گزر گئے تھے گھر بھر میں اک خاموشی چھائی ہوئی تھی نانوں کمرے میں آئیں تو انزلہ بیڈ پر لیٹی کسی سوچ میں گم اداس چہرے کے ساتھ لیٹی تھی۔۔۔ نانوں اس کے دل کی کیفیت سے آگاہ تھیں وہ جانتی تھیں کہ مہتاب کہ بعد اب زورین کی اس بات پر وہ یقیناً ہرٹ ہوئی ہے مگر وہ اسے ایسے نہیں چھوڑ سکتیں تھیں وہ اس کے پاس آکر بیٹھ گئیں کیا بات ہے بیٹا تم نے دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا وہ اک دم اٹھ کر بیٹھنے لگی لیٹ جاؤ اور وہ نانوں کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی بس بھوک نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ بیٹا ایسے کرو گی تو کمزور ہو جاؤ گی کھانا

تو کھانا چاہیے تھیں۔۔۔ وہ اس کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرتی کہہ رہی تھیں۔۔۔ وہ چپ رہی تو نانوں نے خود ہی بات کرنے کا سوچا۔۔۔ انزی میرا خیال ہے بیٹا تمہیں زورین کے گھر جانا چاہیے وہ برا لڑکا نہیں ہے۔۔۔ نانوا نزلہ کو پیار سے سمجھا رہی تھیں۔۔۔

جی دیکھوں گئی وہ پرسوج انداز میں کہہ رہی تھی۔۔۔ بیٹا تم کیا سوچ رہی ہو مجھے یقین ہے اس نے ایسی بات نہیں کی ہوگی جیسا رنگ شرجیل نے اس بات کا دیا ہے اور زورین تمہیں ایسا ہرگز نہیں سمجھتا اگر ایسا ہوتا تو وہ تم سے کبھی شادی نہ کرتا بیٹا یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میرا تجربہ کہتا ہے مشرقی مرد ڈھنی وجسمانی معذور عورت سے تو شادی کر سکتا ہے لیکن اک بدکردار عورت سے کبھی نہیں یا جس پر ذرا سا بھی شک ہو۔۔۔ اور اس نے تم سے نکاح کیا ہے اس کا مطلب ہے کہ اسے تم پر پورا بھروسہ ہے۔۔۔ اور یہ یقین کہ تم کبھی بھی اس کا بھروسہ نہیں توڑو گی۔۔۔ نانو بہت دھیرے دھیرے اسے سمجھا رہی تھیں۔۔۔

نانو مگر شرجیل ماموں ایسا سب کیوں کہہ رہے تھے۔۔۔ نزلہ کی سوئی اک ہی بات پر جیسے انک ہی گئی تھی۔۔۔ ہو سکتا ہے شرجیل کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو تم نے سنا نہیں زورین جاتے جاتے بھی یہی کہہ رہا تھا میرا کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا میں تو صرف مہتاب کا پتہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہا تھا آپ مجھے غلط سمجھ رہے ہیں۔۔۔ نانو کی بات پر وہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ مگر انہیں مہتاب کے پتے کی کیا ضرورت پڑ گئی انہوں نے مجھ سے بھی مہتاب کا پتہ معلوم کیا تھا جب میں ٹال گئی تو وہ ماموں سے معلوم کرنے لگے اس کا مطلب کچھ تو گڑبڑ ہے۔۔۔ یہی تو تمہیں معلوم کرنا ہے تم جاؤ گی بات کرو گی تو غلط فہمی دور ہوگی اور دل میں رکھنے سے غلط فہمیاں رشتوں میں زہر گھول دیتی ہیں اس لیے فوراً اپنے دل کو صاف کر لینا چاہیے جاؤ تم جا کر اس سے بات کرو۔۔۔ ٹھیک ہے میں کل ہی جاؤ گی۔۔۔

اگلے دن وہ جب زورین سے ملنے اس کے گھر جانے لگی تو ماموں نے اس سے پوچھا تھا کہ وہ کہاں جا رہی ہے اور اس نے بتا دیا ماموں میں زورین سے ملنے جا رہی ہوں۔۔۔ وہ تم پر تہمت لگا کر گیا پھر بھی تم اس سے ملنا چاہتی ہو تمہاری اتنا تمہاری خداری کو ٹھیس نہیں پہنچے گی۔

شرجیل ماموں میں اسے اک صفائی کا موقع دینا چاہتی ہوں اور بس۔۔۔

ٹھیک ہے تم چلی جاؤ۔۔۔ میں پھر کسی اور دن چلا جاؤں گا۔۔۔ وہ بڑی اداسی سے کہہ کر بیٹھ گئے انزلہ کو ان کی طبیعت ٹھیک نہیں لگی اور اس طرح اداسی سے بیٹھے دیکھ کر اس کے نرم دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ اور بے ساختہ ہی اس نے کہا تھا۔۔۔ کہاں؟ ماموں۔۔۔ اس نے دھیر سے پوچھا ہاں میں سوچ رہا تھا تم مجھے ذرا ہاسپٹل لے جاؤ میری شوگر بڑھی ہوئی لگ رہی ہے کچھ ٹیسٹ کروانے ہیں۔۔۔ نہیں ماموں پہلے آپ کی طبیعت ہے ہم پہلے اسپتال جائیں گے لیکن شائلہ کو اپنی کسی سہیلی کی بیٹی کی شادی میں دینے کے لیے کوئی گفٹ بھی خریدنا ہے وہاں بھی جانا ہے تم جاؤ۔۔۔ نہیں ماموں آپ ہمارے اتنے کام آتے ہیں پہلے آپ لوگوں کے کام کروں گی۔۔۔ بعد میں زورین سے ملنے چلی جاؤں گی وہ اک دم ہی خوش ہو گئے تھے اور پھر وہ سارا دن ان دونوں کے ساتھ اسپتال اور پھر ماموں کو گھر چھوڑ کر ماما کے ساتھ شاپنگ کرتی رہی زورین اسے فون کرتا رہا لیکن وہ اتنی مصروف تھی کہ اسے دوسرا فون خریدنے کا بھی ٹائم نہیں ملا۔۔۔ شرجیل نے لینڈ لائن کا تار کاٹ دیا تھا۔

اگلے دو دن انزلہ بہت مصروف رہی وہ کچھ معلومات جمع کرنا چاہتی تھی جس کے لیے وہ عباد حسن کے کولیگز سے مل رہی تھی اسے اپنے آپ سے کئے گئے وعدے کا پاس رکھنا تھا وہ جان کر رہے گی کہ عباد حسن (بابا) کی موت کی اصل وجہ کیا تھی۔۔۔ وہ ان تمام افسران سے مل رہی تھی جن کے نام اس نے کبھی ملکہ خاتون اور نانوسے سنے تھے مگر مشکل یہ تھی کہ ان میں سے بیشتر لوگ یا تو ریٹائر ہو گئے تھے یا پھر ان کا انتقال ہو چکا تھا وہ آفس سے ان تمام لوگوں کے پتے حاصل کر کے بڑی مشکل سے بابا کے ان کولیگز تک پہنچتی مگر بے سود اک اک کر کے اس کی ساری امیدیں ٹوٹتی جا رہی تھی دو دن میں وہ بے انتہا تھک گئی تھی زورین سے بھی بات نہیں کر سکی تھی اس کے لیے یہ معاملہ زورین سے بات کرنے سے کہیں زیادہ اہم ہو چکا تھا۔۔۔

ادھر زورین اپنے اک کورٹ کیس کی تیاری میں مصروف ہو گیا تھا پھر ان ہی دو دن بعد جب زورین اک مقدمے کے سلسلے میں انس کے ساتھ کورٹ جا رہا تھا۔۔۔

ڈرائیونگ کرتے کرتے بڑے ہی خوشگوار موڈ میں زورین نے پوچھا۔۔۔ جی تو میرے پیارے دوست کیا حال ہیں آپ کی طبیعت کے۔۔۔

مجھے کیا ہونا ہے ٹھیک ہی تو ہوں۔۔۔ انس حیران ہوا

نہیں وہ کچھ دن پہلے آپ کے اک عدد فارن ریٹرن سالے نے اک انہو ناسا انکشاف کیا تھا کہ آپ خیر سے امید سے ہیں میں تو اس لیے اخلاقاً پوچھ رہا تھا۔۔۔

اوائے باز آ جا اپنی حرکتوں سے اک تو پہلے ہی مجھے سارہ نے تنگ کر رکھا ہے ہر وقت شک کرتی رہتی ہے۔ تم کہاں گئے تھے؟ کیوں دیر سے گھر آئے؟ کس دوست سے ملے تھے؟ وغیرہ وغیرہ اوپر سے یہ سالا جان کو آگیا ہے اتنی مشکل سے تو گیا ہے جان چھوٹی میری تم بس وہ دن یاد مت کر آؤ مجھے۔۔۔ انس بہت بے زار ہو رہا تھا۔۔۔

اوکے نہیں یاد کراتے۔۔۔ بڑی فراغ دلی سے زورین نے مسکراتے ہوئے کہا تھا
شادی کب تک کر رہے ہو؟۔۔۔

ہاں ابھی کچھ مہینے ہیں۔۔۔

تم نے اتنی خاموشی سے نکاح کیوں کیا؟۔۔۔ مجھے بھی نہیں بتایا۔۔۔

یار بس کچھ مسئلے تھے بتایا تو تھا تمہیں۔۔۔ اصل میں انزلہ کو اس کا ایکس فیانے بہت دھمکیاں دے رہا تھا اور وہ اس کے منہ بولے ماموں کا بھتیجا ہے جو ان کے ہی گھر میں رہتے ہیں اس لیے اگر ان تک بات پہنچتی تو شاید اس تک بھی پہنچ جاتی انزلہ کی ماما اور نانا کو بہت ڈر تھا کہ گڑ بڑ ہو سکتی ہے اس لیے ہم لوگوں نے کراچی میں بھی کسی کو نہیں بتایا ہے بس بابا کے کچھ دوست نکاح کے گواہ ہیں۔۔۔

تو خوش ہیں آپ اپنی شادی پر بہت۔۔۔ انس مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا
ہاں خوش تو بہت ہوں مگر اک چھوٹا سا مسئلہ ہے۔۔۔

کیا؟۔۔۔

آج کل انزلہ مجھ سے ناراض ہے مجھے نہیں معلوم کیوں مگر اداس اداس اکھڑی اکھڑی سی رہتی ہے فون پر بھی بس چپ چپ سی رہتی ہے۔ جیسے کچھ سوچ رہی ہو بات نہیں کرتی مگر اب لگتا ہے۔۔۔ کہ اس کی وجہ مجھے سمجھ آگئی ہے۔۔۔

وہ کیا؟۔۔۔ انس توجہ سے اس کی بات سن رہا تھا۔۔۔

بتا دوں گا مگر ابھی ذرا مجھے خود بھی اس بارے میں مزید کفر مکرنا ہے۔۔۔

وہ دونوں اچھے موڈ میں باتیں کرتے اک سنگل پرر کے تھے کہ اچانک راستے میں ان کے سامنے دو موٹر سائیکل سوار آگئے جنہوں نے ان پر فائرنگ کر دی زورین نیچے جھک گیا اس لیے اس کے ہاتھ میں گولی لگی جب تک انس اپنی چھوٹی سے پستول نکال چکا تھا اور ان پر جوابی فائر کر دئے وہ گاڑی کے پیچھے جا چکا تھا وہ دونوں حملہ آور بھاگ کھڑے ہوئے لیکن جانے سے پہلے انھوں نے زورین پر دو چار فائر اور کئے کیونکہ وہ گاڑی سے اتر کر پیچھے کی جانب بھاگ رہا تھا تاکہ گاڑی کے پیچھے چھپ سکے اک اور گولی زورین کی ٹانگ کو چھوتی ہوئی گزر گئی جس سے وہ اچھا خاصہ زخمی ہو گیا تھا۔ جوابی فائرنگ سے ان دہشت گردوں میں سے اک بایک سے گر گیا تھا اور شدید زخمی تھا۔۔ انس نے فوراً ہی پولیس اور ایمبولینس کو کال کیا تھا۔۔۔ لوگ اک مجمع لگا کر کھڑے ہو گئے تھے اور دہشت گرد کا بھی گھیرا کر لیا تھا جب کہ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔۔۔

جلد ہی ایمبولینس اور پولیس بھی پہنچ گئے تھے اب وہ سب اسپتال کے ایمرجنسی وارڈ سے ہوتے ہوئے آپریشن تھیرٹک پہنچ چکے تھے اور اب زورین اور اس دہشت گرد کا آپریشن ہو رہا تھا جب کہ انس کا طبی معائنہ ہو چکا تھا گاڑی کا ونڈا اسکرین ٹوٹنے کی وجہ سے کالچ کے کچھ ٹکڑے انس کے ہاتھ اور چہرے کو زخمی کر گئے تھے اس لیے بینڈج کر کے اسے فارغ کر دیا گیا تھا۔ زورین شدید زخمی ہوا تھا یہ تو اچھا ہوا کہ اس کے ساتھ انس تھا اور اس کے پاس اک پستول تھی جو اس نے چند دن پہلے اک کرمٹل کیس پر دھمکیاں ملنے پر خرید کر رکھی تھی انس نے بھی فائر کر دئے جس کی وجہ سے وہ بھاگ گئے۔۔ انس نے طاہر اور رومانہ کو فون پر اطلاع دے دی تھی اور اس وقت اپنے تمام دوستوں سے رابطہ کر رہا تھا اسے زورین کے لیے خون اریخ کرنا تھا رومانہ تو سنتے ہی بے ہوش ہو گئی تھیں جب کہ طاہر انہیں بھی اسپتال لے آئے تھے اور اس وقت وہ کبھی رومانہ کو دیکھنے ان کے روم میں جاتے تو کبھی بیٹے کے لیے بلڈ بینک کے چکر لگا رہے تھے۔ رومانہ چند گھنٹے بعد ہوش میں آگئی تھیں اور اب وہ بس مصلہ بچھا کر بیٹھی اس کے لیے دعا کر رہی تھیں جب تک کہ وہ ہوش میں نہیں آگیا تھا۔

دہشت گرد آپریشن کے بعد کوئے میں چلا گیا تھا جب کہ زورین ہوش میں آگیا تھا۔ طاہر بہت پریشان تھے تو رومانہ نے رو رو کر برا حال کیا ہوا تھا۔ زورین کے ہوش میں آتے ہی اس نے ماں کو پکارا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ

بہت پریشان ہوگئی۔۔۔ انس اس دہشت گرد کی ہسٹری جاننے کی کوشش کر رہا تھا پولیس کو بیانات دینا اور سارے معاملات وہ ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس کی پوری ہسٹری چاہئے مجھے۔ انس اپنے انسپکٹر دوست سے اس دہشت گرد کے بارے میں کہہ رہا تھا میرا خیال ہے تم میرے ساتھ تھانے چلو وہاں کمرنل کیسز کی فائلز دکھاتا ہوں اس بندے کا بھی کوئی نہ کوئی ریکارڈ تو ضرور ہوگا اتنی آسانی سے کسی کو قتل کرنے کی کوشش کرنا۔۔۔ کرائم کی دنیا کا پہلا قدم تو نہیں ہوگا یقیناً اس نے پہلے بھی جرم کئے ہونگے ہم اس کے بارے میں مزید معلومات اکٹھی کر سکتے ہیں۔۔۔ ٹھیک ہے تم چلو میں گھر سے ہوتا ہوا آؤ گا ابھی گھر میں اطلاع بھی نہیں دی ہے۔ خود جا کر بتاؤنگا تو بیوی پریشان نہیں ہوگی۔

زورین کی حالت کچھ بہتر ہوئی تو اس نے انزلہ کو فون کیا لیکن انزلہ کا سیل فون تو ٹوٹ چکا تھا اس لیے اس سے کوئی رابطہ ممکن نہیں تھا زورین کے پاس اب اگلا آپشن صرف شرجیل ماموں کا موبائل تھا لیکن وہ اس پر کرنا نہیں چاہتا تھا انس ان کے گھر گیا لیکن گھر میں کوئی تھا ہی نہیں۔۔۔ شائلہ کو انس ملکہ خاتون سمجھ کر ساری صورت حال بتا آیا تھا کیونکہ اس کا ملکہ خاتون سے کبھی تعارف نہیں ہوا تھا کہ کیسے زورین کو گولی لگی ہے اور اب مطمئن تھا وہ اب انزلہ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے لیکن کئی دن گزر جانے کے بعد بھی وہ نہیں آئی تو زورین کو مجبوراً شرجیل کے موبائل پر فون کرنا ہی پڑا جس پر انہوں نے صاف صاف اور سخت الفاظ میں کہہ دیا وہ تم سے کوئی رابطہ نہیں رکھنا چاہتی زورین کو غصہ تو بہت آیا۔۔۔ مگر اس نے کہا یہی الفاظ میں انزلہ کے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔۔۔ شرجیل نے بات نہیں کروائی اور فون کاٹ دیا۔۔۔

رومانہ نے کراچی فون کر دیا تھا اور ایمن کے ذریعے یہ بات مینا بھوتک بھی پہنچ گئی انہوں نے شرجیل ماموں کے موبائل پر جب ملکہ خاتون سے بات کی تو زورین کے بارے میں بھی بتایا ملکہ فوراً انزلہ کو اپنے ساتھ اسپتال لے جانا چاہتی تھیں نانو بھی ساتھ ہی چلنے کو تیار ہو گئی تھیں جب یہ لوگ گھر سے نکلے لگیں تو شرجیل ماموں لان میں بیٹھے مل گئے۔۔۔ کہاں جا رہی ہیں آپ لوگ؟۔۔۔

نانو نے بتا دیا زورین کو گولی لگی ہے وہ اسپتال میں ہے اور زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا ہے ہمیں جانا چاہیے

ہیے۔۔۔ ان کی بات کو نظر انداز کرتے وہ کہہ رہے تھے۔۔۔ کیا ضرورت ہے اسے اسپتال جانے کی۔۔۔

انہوں نے بہت برہمی سے انزلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو نانو کو بہت برا لگا

تم یا ہم میں سے کوئی اسے نہیں روک سکتا یہ اس کی بیوی ہے اسے حق حاصل ہے کہ اس سے ملے اس سے

بات کرے۔۔۔

لیکن اس نے اس پر اتنا بڑا الزام لگایا ہے۔۔۔

ایسے وقت میں تو دشمن بھی ساتھ دیتا ہے بیٹا پھر ہم تو اس کے رشتے دار ہو گئے ہیں اسلام تو بیمار کی عیادت کر

نے کا حکم دیتا ہے پھر ہم کیسے یہ حکم عدولی کر سکتے ہیں۔۔۔ نانو کے بگڑتے تیور دیکھ کر شرجیل چپ ہو گئے تھے۔۔۔

وہ تینوں اب اسپتال پہنچ گئی تھیں اک وقت میں اک شخص سے ملنے کی اجازت ملی تھی ملکہ خاتون سب سے

پہلے اندر گئیں تو رومانہ کو وہیں بیٹھا دیکھ کر انہیں تسلی دے رہی تھیں جب کہ اسٹاف انہیں باہر جانے کا کہہ رہا تھا وہ ما

نہ باہر آگئی تھیں خیر خیریت لے کر ملکہ باہر آنے لگیں تو زورین نے پوچھ لیا انزلہ آئی ہے کیا؟۔۔۔ ہاں بیٹا وہ بھی

آئی ہے تمہاری بیوی ہے اسے تو آنا ہی تھا۔۔۔ ذرا ابھیج دیں اور زورین نے انزلہ سے بات کرنے کی خواہش ظا

ہر کی تھی۔ ملکہ کمرے سے نکلیں تو انزلہ سے کہا کہ زورین تم سے ملنا چاہتا ہے جاؤ بیٹا۔۔۔ انزلہ کمرے میں گئی تو وہ

اسے دیکھ کر مسکرا اٹھا۔۔۔

آئیے آئیے کب سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں لیکن ہماری بیگم کو پروا ہی نہیں ہماری اک فون بھی نہیں کیا پچھلے

تین دن سے۔۔۔

مجھے معلوم ہی آج ہوا ہے وہ سر جھکائے شرمندہ شرمندہ سی لگ رہی تھی۔۔۔ اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟

آپ آئے تو بیماری بھاگ گئی۔۔۔ وہ درد میں بھی مسکرا رہا تھا۔۔۔

یہ سب کیسے ہوا؟۔۔۔ انزلہ کو تجسس ہوا کہیں یہ مہتاب کا کام تو نہیں؟۔۔۔

میں کچھ ابھی ٹھیک سے نہیں کہہ سکتا۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ ہی ہو لیکن۔۔۔

لیکن کیا؟۔۔۔ انزلہ سننا چاہتی تھی

مجھے شک ہے کہ تمہارے۔۔۔

چلو چھوڑو ابھی کچھ اور معلوم کرنا ہے بعد میں بتاؤنگا۔۔۔ لیکن ابھی جو تم سے کہنے جا رہا ہوں اسے پلیز غور سے سنو! انزلہ تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی تھی جس کا ماموں نے اتنا ہنگامہ بنا دیا۔۔۔ میں نے تم لوگوں سے چھپایا تھا اصل میں مہتاب کے فون میرے گھر پر آرہے تھے وہ ہمیں دھمکیاں دے رہا تھا اسی لیے میں نے تم سے اس کے گھر کا پتہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی اور پھر یہ بھی جاننا چاہتا تھا کہ میں وہ تم لوگوں کو تو تنگ نہیں کر رہا۔۔۔ کال ٹریس کر کے اس کے گھر کا تو معلوم کر ہی لیا ہے۔ باقی میں دیکھ لوں گا بہر حال میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم پر مجھے پورا یقین ہے تم بھی مجھ پر یقین رکھو تمہارے بارے میں میں کچھ غلط سوچ بھی نہیں سکتا۔۔۔

جی میں جانتی ہوں۔۔۔ وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔

تم۔۔۔ کیا جانتی ہو؟ وہ متبسم ہوا۔۔۔

وہ دونوں ابھی بات کر رہی رہے تھے جب دھڑ سے دروازہ کھولتے شرجیل ماموں اندر داخل ہو گئے تھے۔۔۔ کیسے ہو زورین؟۔۔۔ یہ سب کیسے ہوا؟۔۔۔ زورین کو ان کی اس حرکت پر غصہ تو آیا مگر ضبط کر گیا۔۔۔ پچھلے تین دن سے جب وہ انزلہ سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا تو وہ بات نہیں کروا رہے تھے اور آج اتنے پریشان ہونے کا ڈرامہ کر رہے تھے جیسے انہیں ابھی معلوم ہوا ہو۔۔۔ یا انزلہ اور ان کی فیملی کے سامنے یہ ڈرامہ کر کے ان کی ہمدردی سمیٹنا چاہتے تھے۔۔۔ اسے شرجیل کی مکاری پر سخت غصہ آ رہا تھا۔۔۔

ساتھ ہی انھوں نے انزلہ سے کہا تھا جاؤ تمہاری بات ہو گئی اب میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔۔۔ جاتے ہوئے انزلہ صرف اتنا ہی کہہ سکی۔۔۔ آپ کا شک غلط بھی ہو سکتا ہے مگر اپنی تسلی ضرور کر لیجئے گا اس نے شرجیل ماموں کی طرف دیکھتے ہوئے زورین کو جیسے کچھ بتانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ اور وہ چلی گئی۔۔۔

شرجیل ماموں اسے دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔۔۔ دیکھا تم نے میں نے کیسا بچ بویا ہے اس کے دل میں تمہارا خلاف وہ یہی سمجھتی ہے کہ تم اس پر شک کرتے ہو اسی لیے تم پر واضح کر کے گئی ہے۔۔۔ تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ اپنا رستہ دیکھ لو اور اسے طلاق دے دو ورنہ تمہارے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔۔۔ نانو کمرے کا دروازہ کھولتی اندر آ رہی تھیں جب شرجیل نے اک دم پلٹا کھایا اور انہیں دکھانے کے لیے کہنے لگے تم اپنا بہت خیال رکھنا

ابھی تو میں جلدی میں آیا اگلی بار تمہارے لیے فروٹس اور جو سز ضرور لاؤنگا تم خوب طاقت والی چیزیں کھاؤ۔۔۔۔۔
 پھر ذرا قریب ہوتے ہوئے بولے ویسے بھی تمہیں اس کی بہت ضرورت پڑنے والی ہے۔۔۔ زورین خاموشی
 سے ان کے سارے ڈرامے دیکھتا رہا۔۔۔ وہ کہہ کر کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔
 آئیے امی جی آپ یہاں بیٹھ جائیں اور ذرا جلدی آئے گا میں باہر انتظار کر رہا ہوں آپ لوگوں کے ساتھ
 ہی چلوں گا میں بھی۔۔۔

کیسے ہو بیٹا
 ٹھیک ہوں نا تو آپ پریشان نہ ہوئے گا ابھی چند دن لگیں گے میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔۔۔
 بیٹا تم نے فون بھی نہیں کیا کسی کو بتا تو دیتے اس حادثے کو تین دن گزر گے ہمیں معلوم ہی نہیں ہوا۔۔۔
 بس نا تو میں تو تقریباً بے ہوش ہی تھا اور ماما بابا میری وجہ سے اتنے پریشان تھے کہ شاید انہیں خیال ہی نہیں آیا
 ۔۔۔ شرجیل یہ سن کر اک مکارانہ مسکراہٹ کے ساتھ چلے گئے
 آپ لوگوں کو کیسے پتہ چلا؟۔۔۔ ہاں وہ مینا کا فون آیا تھا اس نے ہی بتایا ہمیں۔۔۔ تم لوگوں نے شاید کرا
 چی فون کیا تھا تو بس آج ہی پتہ چلا۔۔۔
 میں اب ٹھیک ہوں آپ بالکل فکر نہ کیجیے گا۔۔۔
 تم پابندی سے دو لینا اور اپنا بہت خیال رکھنا ہم پھر آئیں گے۔۔۔
 وہ باہر اسپتال کا لڑکا کھڑا ہے جلدی جلدی ملنے کا کہہ رہا تھا اب میں بھی چلتی ہوں ورنہ کہیں وہ بلانے کے
 لیے اندر ہی نہ آجائے۔

☆.....☆.....☆

جب سے زورین کے گولی لگنے کی خبر سنی تھی ان کے دل وماغ میں اک جنگ سی چل پڑی تھی۔۔۔
 ساری رات اماں بی کچھ سوچتی رہیں کروٹیں بدلتی رہیں ان کے دل پر کوئی بوجھ تھا شاید جو سالوں سے ان
 کے سینے پر دھرا تھا۔۔۔ اگر زورین کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔ کیا کریں اور سب کو کیسے بتائیں؟ کبھی وہ اٹھ کر اپنے
 کمرے میں ٹہلنے لگتیں تو کبھی سر کو دونوں ہاتھوں میں تھامے اپنے بیڈ پر بیٹھ جاتیں سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ نیند

تھی کہ آنکھوں سے بہت دور کہیں کسی خوف کی وادی میں جا سوئی تھی۔ انہیں کس بات کا خوف تھا وہ کیا چھپانا چاہتی تھیں۔۔۔ وہ کسی سے کچھ نہیں کہہ سکتیں تھیں۔ مگر جانتی تھیں وقت وہ بے رحم طاقت ہے جو مضبوط سے مضبوط نقاب کو توڑ ہی دیتا ہے پھر سب کے چہرے واضح ہو جاتے ہیں شاید وہ وقت قریب آ رہا تھا۔ ان میں اب اس بو جھکومزید سننے کی ہمت نہ تھی دل اتنا مضبوط نہ رہا تھا کہ اتنے بڑے راز کو اپنے اندر چھپا سکتا۔ وہ اپنا دل پکڑے بیٹھتی چلی گئیں۔۔۔ وہ درد سے بے حال ہوتی بیڈ پر بیٹھیں تو سائیڈ ٹیبل پر رکھا شیشے کا لیپ اک زوردار آواز کے ساتھ ٹوٹ کے بکھر گیا برابر کے کمرے میں سوئے اعجاز اور سرہ کی آنکھ کھل گئی وہ دونوں بھاگ کر آئے تو دیکھا اماں بی بی بے حال سی بیڈ کو پکڑے نیچے زمین پر بیٹھی ہیں۔

درد سے ان کی آواز بھی نہیں نکل پا رہی تھی فوری طور پر ایمبولینس کو کال کی گئی۔ اشعر، اعجاز اور ایمبولینس کے ڈرائیور نے اسٹرپچر پر لٹا کر اماں کو ایمبولینس میں رکھا اور بڑی تیزی سے اسپتال کی جانب روانہ ہوئے۔ اشعر اپنی بانیٹک پر تھا جب ایمبولینس میں اماں نے اعجاز کا ہاتھ پکڑ کر ان سے معافی مانگی تھی اعجاز انہیں منع کر رہے تھے اماں کیا کر رہی ہیں آپ کیوں ایسے کر رہی ہیں مگر وہ رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں آج میں اپنے سینے سے وہ بوجھ اتار دینا چاہتی ہوں جو سالوں سے ہے اور پھر اعجاز کے بار بار منع کرنے پر انہوں نے وہ بات کہہ دی جو وہ سالوں سے چھپا رہی تھیں۔۔۔۔ وہ راز جو ان کے سینے پر سانپ کی طرح کنڈلی مارے بیٹھا تھا بیٹے کے سامنے رکھ دیا وہ معافی مانگ رہی تھیں اور اعجاز بس ان کا چہرہ دیکھ رہے تھے ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس دھوکے پر اپنی ماں کو کیا کہیں اس وقت ان کی کنڈیشن بھی ایسی تھی کہ وہ غصہ بھی نہ کر سکتے تھے اور پھر وہ ماں تھیں وہ ماں جن کی ہر بات پر وہ سر جھکا کر عمل کرتے کبھی نافرمانی کا سوچا بھی نہ تھا وہ ان کے ساتھ اتنا بڑا ظلم کریں گی یہ ان کے تصور میں بھی نہ تھا۔ وہ جیسے سب کچھ کہہ کر پرسکون ہو گئی تھیں جیسے شدید طوفان کے بعد خاموشی، اور سناٹا چھا جائے۔ جب کہ اماں بی بی کے منہ سے وہ راز سن کر اعجاز گم سم بیٹھے تھے ان کی تو پوری دنیا ہی اجڑ گئی تھی۔

ایمر جنسی میں پہنچتے ہی ڈاکٹرز ان کی جانب متوجہ ہو گئے تھے۔ انہیں فوری طور پر آئی سی یو میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔ فوری آئی سی یو میں لیجا یا گیا۔ لیکن وقت گزر چکا تھا ان کا وقت پورا ہو چکا تھا ان کی سانسیں ختم چکی تھیں ان کی ماں انہیں چھوڑ گئی تھی نہ صرف جسمانی طور پر وہ اس دنیا سے گئی تھیں بلکہ روحانی طور پر اتنا بڑا دھچکا دے گئی

تھیں کہ اعجاز کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس غم پر زیادہ روئے دھوکہ دینے پر ایمان کے چلے جانے پر انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی بہت تیز روشنی سے اچانک اندھیرے میں آجائے سب طرف اندھیرا سب طرف تاریکی۔ وہ ممبرہ مینار جو ساری زندگی انہیں روشنی دیتا رہا یوں ٹوٹ کے بکھرا تھا کہ اب کسی روشنی کی امید بھی نہ بچی تھی۔ جیسے ساری اونچائیاں تہس نہس ہو گئی تھیں انہوں نے ماں کو وہ مقام دیا تھا جو اک ماں کا حق تھا مگر پھر ان کے ساتھ ایسا کیوں ہوا ان کی سوچ اک نکتے پر جم گئی تھی وہ رو بھی نہیں رہے تھے بس اک ٹک ماں کے چہرے کو تنکے جا رہے تھے جب ڈاکٹر نے اماں بی کے چہرے پر سفید چادر ڈال کے ان کے اس دنیا سے چلے جانے کا عندیہ دیا۔ ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی تو گم سم سے اعجاز حقیقت کی دنیا میں آئے۔ اور اک آنسو ان کی آنکھ سے بہہ نکلا وہ آنسو جس میں کرب تھا درد تھا جس میں پوری دنیا کے تباہ ہو جانے کا ماتم تھا۔ اس اک آنسو میں سات سمندروں کا پانی آسمایا تھا جس میں ان کی پوری کائنات کے ٹوٹ کر بکھر جانے کا سوگ تھا۔۔۔ اور وہ راز اب ان کے سینے پر اڑ دھے کی مانند کنڈلی مارے پھنکار رہا تھا جس کا بوجھ اٹھانا ان کے اختیار سے باہر ہو رہا تھا مگر انہوں نے اپنے لب سی لئے تھے۔۔۔



آج زورین کو گھر شفٹ کیا جانا تھا اور رومانہ اور طاہر بیٹے کا سامان پیک کر رہے تھے۔۔۔ ملکہ اور انزلہ بھی وہاں موجود تھیں جب طاہر کے پاس اشعر کی کال آئی تھی اور وہ اماں بی کے انتقال کی خبر دے رہا تھا۔۔۔ وہ تعزیتی الفاظ ادا کرتے اسے تسلی دیتے فون بند کر چکے تھے اور اب رومانہ کو کرسی پر بیٹھا کر یہ خبر دے رہے تھے رومانہ تو وہیں رونے بیٹھ گئے تھیں اور ماں کے پاس جانا چاہتی تھیں لیکن مسئلہ یہ تھا کہ زورین کو اکیلے کیسے چھوڑیں اور طاہر رومانہ کو ایسی روتی اور دل گرفتگی کی حالت میں اکیلے بھیج بھی نہیں سکتے تھے جب ملکہ نے کہا تھا آپ لوگ بے فکر ہو کر جائیں ہم اپنے گھر لے جاتے ہیں زورین کو۔۔۔

زورین یہ سنتے ہی بہانہ بنانے لگا۔۔۔ لیکن آپ اکیلی خواتین کیسے سب بیچ کریں گی۔۔۔ ملکہ خاتون نے تسلی دی شرجیل بھائی بھی تو ہیں۔۔۔ جب کہ ان کے ایکسپریشن سے برخلاف انزلہ کو یہ مناسب نہیں لگا تھا مگر وہ کچھ بولی نہیں اور شرجیل کی موجودگی میں اس گھر میں رہنا زورین کو بھی کچھ خطرے سے خالی نہیں لگ رہا تھا اس

لیے اس نے فوراً کہا وہ میں انس کے گھر شفٹ ہو جاتا ہوں چند دن کی ہی تو بات ہے پھر آپ لوگ آجائیں گے میں انس کے گھر زیادہ آرام سے رہوں گا اور اتنا کہتے ہی اس نے انس کو فون ملا بھی دیا تھا جب کہ رومانہ اور ملکہ کچھ کہہ نہ سکیں۔۔۔

اس طرح انس اسے اپنے گھر لے آیا تھا جب کہ رومانہ اور طاہراگلی فلائٹ سے کراچی روانہ ہو گئے تھے۔۔۔ سمرہ کارور کو برا حال تھا شفق بھی گری پڑی سی بیٹھی تھی جب کہ امین سب کو پانی پلاتی تو کبھی کسی کو تسلی دیتی تعزیت کے لیے آنے والے لوگوں کے لیے دریاں چاندنیاں بچھواری تھی تو کہیں قرآن رکھواری تھی۔۔۔ رومانہ گھر تک آئیں تو بھائی کو دیکھ کر خود پر قابو نہ رکھ سکیں روتے ہوئے ان کے گلے لگنا چاہتیں تھیں مگر بہن سے وہ بغیر ملے مردانے میں چلے گئے اور رومانہ بھائی کا یہ انداز دیکھ کر مزید دل گرفتہ ہو گئیں۔۔۔

طاہر بھی ان کے ساتھ مردانے کی طرف بڑھے مگر ہاتھ بڑھانے پر اعجاز نے مصافحہ کیا اور دیگر لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔ طاہر کو بہت عجیب لگا کہ اعجاز کس طرح بی ہو کر رہے ہیں جب کہ اب رومانہ شفق سمرہ اور امین سے مل کر روتی ہوئی ماں کا چہرہ دیکھنے ان کے پاس آچکی تھیں۔۔۔ سارا گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا ہر شخص تعزیت کرنے آ رہا تھا۔۔۔ کچھ دیر بعد اماں کے جنازے کو تدفین کے لیے لے جایا گیا تو خود بخود سب کی آنکھ سے آنسو نکلنے لگے مگر اعجاز بڑی مشکل میں گرفتار تھے انہیں رونا آ رہا تھا اپنی تقدیر پر بھی اور ماں سے جدائی پر بھی رونا وہ چاہتے تھے مگر آنسو تھے کہ نکل ہی نہیں رہے تھے ان کے دل و دماغ پر جیسے برف جم گئی ہو سارے احساسات سرد پڑ گئے تھے۔

زندگی اس موڑ پر لے آئی تھی جہاں سب کچھ صفر ہو جاتا ہے یہ وہ مقام ہوتا ہے جب بے انتہا خوشی اور بے انتہا دکھ اک ساتھ مل جائے تو پھر سب احساسات ایسے ہی منجمد ہو جاتے ہیں ان کے اندر بہت کچھ تھا کہنے کو بھی سننے کو بھی درد کا طوفان تھا جیسے سمندر کی گہرائی میں خاموش سے اترنے والا لاوہ دھیرے دھیرے سمندر کو گرم کرتا جائے اور پورا سمندر بھانپ بن کر دھیرے دھیرے اڑتا جائے۔۔۔ وہ اندر ہی اندر گھٹ رہے تھے۔۔۔ مگر کسی سے کچھ نہیں کہہ پا رہے تھے۔۔۔ تدفین سے گھر واپس آئے تو اک اک کر کے سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔۔۔ اعجاز بھی اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے جب کہ اب تک انہوں نے رومانہ سے کوئی بات نہیں کہی تھی

--۔۔ رومانہ چاہتی تھیں کہ اعجاز بھائی انہیں تسلی دیں اپنے کندھے سے لگا کر ان کے آنسوؤں کو خشک کریں انہیں صبر اور برداشت کی تلقین کریں یہ کہیں کہ اماں کے جانے سے ان کا میکہ ختم نہیں ہو گیا اب بھی ان کا بھائی سلا مت ہے ان کا میکہ موجود ہے وہ جب چاہیں پہلے کی طرح آسکتی ہیں۔۔۔ مگر اعجاز کی زبان کو تو جیسے قفل پڑ گئے تھے۔ وہ خاموش تھے جیسے سکتہ ہی ہو گیا ہو۔

☆.....☆.....☆

انس اس دہشت گرد کے بارے میں انکوائری کرنے انسپکٹر داؤد کے ساتھ تھانے گیا تھا۔۔۔ اور اب سا رے ریکارڈز چیک کر رہا تھا۔۔۔ اس کے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں بھی انفارمیشن ملی تھی۔۔۔ انسپکٹر داؤد کے مخبروں نے اپنا کام کرنا شروع کر دیا تھا انس کی اس انسپکٹر سے دوستی ہونے کی وجہ سے اس کیس کو وہ خاص توجہ دے رہے تھے۔۔۔ کئی گھنٹے ریکارڈز چیک کرنے پر وہ اب کچھ تھک گیا تھا اور گھر جانے کے لیے کھڑا ہوا ہی تھا کہ اس کے پاس فون کی گھنٹی بجی زورین کا فون تھا

تم کہاں ہو انس۔۔۔

تھانے آیا ہوا ہوں۔۔۔ کیا ہوا؟۔۔۔ انس نے زورین کی گھبرائی ہوئی آواز سن کر پوچھا

تم فوراً اپنے گھر آ جاؤ اور مجھے بھی اپنے ساتھ لے کر میرے گھر چلو۔۔۔

مگر کیوں؟۔۔۔

ابھی چوکیدار کا فون آیا تھا گھر میں ڈکیتی ہو گئی ہے۔۔۔

کیا!!!!۔۔۔ اوکے میں ابھی آتا ہوں

وہ اپنے دوست انسپکٹر کے ساتھ زورین کو لیتا ہوا اس کے گھر پہنچا تو چوکیدار زخمی حالت میں پٹا پٹایا بیٹھا تھا

--۔۔ انسپکٹر داؤد نے سب سے پہلے اسے ہی دھر لیا کون تھے۔۔۔ تم نے تو چوری نہیں کروائی۔۔۔ وہ غریب پہلے ہی زخمی تھا یہ سب سن کر گھبرا گیا اور زورین کے آگے ہاتھ جوڑنے لگا بھائی میں تو غریب آدمی ہوں مجھے تو خود اتنا مار کر گئے ہیں میں نہیں جانتا کون تھے وہ لوگ۔۔۔

زورین نے انسپکٹر داؤد کو ہولا ہاتھ رکھنے کا اشارہ کیا۔۔۔ گھر کی ساری چیزوں کو دیکھنے کے بعد نقصان کا

اندازہ لگا تا وہ انسپکٹر کو معلومات دے رہا تھا جب کہ انس اس کی مدد کر رہا تھا وہ ابھی ڈھنگ سے چل نہیں پارہا تھا مگر ویل چیئر پر آسانی سے موو کر سکتا تھا۔۔۔ انسپکٹر داؤد کے جانے کے بعد زورین اس گھر کی ابتر حالت کو دیکھ رہا تھا وہ سارے گھر میں اپنی ویل چیئر کے ساتھ چل رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر بابا کی اس ڈائری پر پڑی جو وہ اکثر لکھا کرتے تھے اور جسے بڑی حفاظت سے اپنی اسٹڈی میں بنے لاکر میں رکھتے تھے۔۔۔ اس نے وہ ڈائری اٹھالی تب ہی انس واپس آچکا تھا زورین نے اپنی کمر کے پیچھے ڈائری کو چھپا لیا تھا۔۔۔ وہ دونوں ابھی یہی غور کر رہے تھے جب انزلہ دوڑی ہوئی چلی آئی یہ کیا ہوا۔۔۔ تمہیں کس نے بتایا؟۔۔۔

سارہ کا فون آیا تھا۔۔۔ اس نے بتایا کہ یہاں ڈکیتی ہو گئی ہے۔۔۔

اتنے دنوں سے میں بھی ہسپتال میں تھا اور ماما بابا بھی میرے ساتھ ہی تھے گھر خالی تھا اور اب تو پچھلے تین دن سے بالکل ہی کوئی نہیں آیا گیا تو شاید کوئی پہلے سے نظر رکھے ہوئے تھا۔۔۔

تم ٹھیک ہو۔۔۔ وہ گھر کی چیزیں سمیٹتے ہوئے کہہ رہی تھی ساتھ ہی انس بھی گھر کو سمیٹنے میں اس کی مدد کر رہا تھا

تم لوگ چھوڑ دو ماما بابا آئیں گے تو خود ہی سب اٹھوالیں گے۔۔۔

زورین میرا خیال ہے تم اکل آنی کو فون کر دو۔۔۔

نہیں ابھی نہیں وہ ویسے ہی پریشان ہو گئے دو دن کی بات ہے وہ آجائیں گے تو خود دیکھ لیں گے وہاں پتہ نہیں کیا ہو رہا ہوگا ماما تو بہت پریشان اور اداس تھیں۔۔۔

ہاں آپ ٹھیک کہتے ہیں زورین ابھی انہیں بتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔۔

زورین اک بار پھر انس کے ساتھ اس کے گھر آ گیا تھا مگر اس بار اس کے ہاتھ میں بابا کی وہی ساری ڈائریاں تھیں جو اس نے بڑی ہوشیاری سے انس سے چھپالی تھیں۔۔۔

زورین نے رات میں رومانہ اور طاہر کو فون کیا تھا اور ان کی خیریت معلوم کی تھی۔۔۔ ہم ٹھیک ہیں بیٹا تم اپنا خیال رکھنا بس دو دن کی بات ہے پھر ہم بھی وہیں آجائیں گے۔۔۔ اور چند باتیں کر کے فون بند کر دیا تھا۔۔۔

رات کھانا کھانے کے بعد سب سو گئے تھے جب زورین نے اپنے تکیے کے نیچے سے اک ڈائری نکالی اور اسے پڑھنا شروع کیا وہ اپنے ساتھ اس پانچ ڈائریوں کو لے آیا تھا جو خاص طور پر اک ساتھ باندھی گئی

تاریخ 15 مارچ 1986

آج ہماری شادی کی دوسری سالگرہ تھی اس کے علاوہ رومانہ کی زندگی کا اک بہت بڑا دن تھا۔ اس کا ایم اے کارزلٹ آیا تھا جس میں اس نے پورے بورڈ میں ٹاپ کیا تھا وہ اچھلی اچھلی پھر رہی تھی۔ جلدی سے جلد وہ یہ خبر سب کو دینا چاہتی تھی اسی لیے سب سے پہلی کال اس نے مجھے کی تھی۔۔۔

ہیلو۔۔۔ طاہر رومی بات کر رہی ہوں۔۔۔

جی بیگم صاحبہ آپ کی آواز نہیں پہچانوں گا تو کس کی آواز پہچانوں گا۔۔۔ فرمائیں! ابھی سے میری یاد آنے لگی ابھی تو آفس آیا ہوں۔۔۔ جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں میں محسوس کر سکتا تھا وہ شرماتے ہوئے لال ہوئی جا رہی تھی۔۔۔

تو پھر کیسی بات ہے؟۔۔۔ اسے جیسے کچھ یاد آیا ابھی میں اخبار دیکھ رہی تھی میرا رزلٹ آ گیا ہے۔۔۔ اچھا تو مادام پاس ہوئیں یا۔۔۔ یا ایا ایا۔۔۔ کو کھینچتے ہوئے میں نے بات قصداً دھوری چھوڑ دی تھی۔۔۔ اچھا تو آپ میرے بارے میں یہ رائے رکھتے ہیں۔۔۔ رائے تو بہت اچھی ہے مگر رزلٹ کا کچھ کہہ نہیں سکتا۔۔۔ جی تو میاں صاحب غور سے سن لیجیے آپ کی اس خوبصورت پیاری سی اچھی سی ذہن سی بیگم نے پورے بورڈ میں ٹاپ کیا ہے۔۔۔

کیا!!!!۔۔۔ زبردست یہ تو بہت خوشی کی بات ہے میں ابھی گھر آ رہا ہوں اور مٹھائی بھی لاؤنگا پھر سب کے گھر چل کر خود مٹھائی بانٹنا آخر میری بھی تو اور تھوڑی ویلیو بڑھے خاندان میں کہ ایسی ہونہار بیگم ملی ہے مجھے۔۔۔ ارے رکیں رکیں ایسے ہی چٹھیاں کرتے رہے تو نوکری سے ہی فارغ ہو جائیں گے۔۔۔

آپ جب شام میں گھر آئیں گے تب چلیں گے ویسے بھی ابھی تو سب اپنے اپنے کاموں سے اسکول اور دفاتر گئے ہوئے ہونگے شام میں سب آجائیں گے پھر زیادہ مزہ آئے گا۔۔۔

ہاں یہ بھی ٹھیک ہے پھر میں جلدی آنے کی کوشش کروں گا تم تیار رہنا۔۔۔ میں اس کی خوشی میں خوش تھا۔۔۔ شام میں میرے ساتھ

رومانہ سب سے پہلے اپنے میکے گئیں۔ اماں بی اور اعجاز بھائی کا تو بس نہیں چل رہا تھا خوشی کو کیسے ظاہر کریں۔۔۔ اماں اس کی بلائیں لے رہی تھیں اور ساتھ کہتی جاتیں تھیں۔۔۔ میری بچی نے محنت بھی تو بہت کی تھی پوری پوری رات پڑھتی تھی۔۔۔ اماں بی اب فخر سے مجھ سے کہہ رہی تھیں جب کہ اعجاز کے خیال میں جتنا داغ ان کا کھایا گیا تھا اس کے مطابق تو اچھا نتیجہ آنا ہی تھا۔۔۔ مجھے ہنسی آگئی تو رومانہ کا منہ بن گیا تھا لیکن پھر ان کا مذاق سمجھ کر مسکرائے لگی اعجاز بھائی نے فوراً ہی کھانے کی اک اچھے سے ریسٹورنٹ میں بکنگ کروالی اور زبردستی ہمیں ٹریٹ دینے لے گئے اس رات سب نے بہت انجوائے کیا۔۔۔

اگلے دن وہ اپنی اکلوتی اور بڑی مند کے گھر جانا چاہتی تھی میں لے گیا کیونکہ سرال میں صرف اک وہ ہی تھیں میرے والدین کا پہلے ہی انتقال ہو گیا تھا۔ رومانہ نے شادی کے بعد امتحان دیئے تھے جس کا اب نتیجہ نکلا تھا اور وہ بھی اس بات سے واقف تھیں نجمہ باجی ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھیں ہمیں اندر بٹھایا وہ سب ہی بہت تپاک سے ملے پھر جب رومانہ کے نتیجے کا بتایا گیا تو خوب تعریفوں کے ساتھ ساتھ انہوں نے فوراً ہی چند ہزار روپے رومانہ کے ہاتھ پر رکھ دیے تھے پر چلتے چلتے اک بات ایسی کہہ دی جو ہم دونوں کی ہی خوشی کو خاک کر گئی تھی۔ وہ کہہ رہی تھیں۔۔۔

ہمیں بہت خوشی ہوئی کہ تمہارا اتنا اچھا نتیجہ نکلا ہے تم مٹھائی بھی لے کر آئے لیکن اگر تم ہمارا بھانجا ہونے کی مٹھائی لاتے تو زیادہ خوشی ہوتی آخر وہ ہی تو اک عورت کی اصل کامیابی ہے یہ سب تو وقتی باتیں ہیں یہ ڈگری لے کر کیا کرو گی رکھ دو گی لیکن زندگی جینے کے لیے بچے ہونا بہت ضروری ہیں اس بارے میں بھی سوچو۔۔۔ ہم دونوں میں سے کسی کے پاس بھی اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا اور ایسا پہلی بار ہو رہا تھا جب کسی نے اتنے کھل کر ہم سے یہ بات کہی تھی پھر جیسے یہ سلسلہ ہی شروع ہو گیا ہر خاص و عام کی زبان پر جیسے یہی اک تذکرہ تھا۔۔۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہم دونوں کیمشوروں اور ٹونکوں کی معلومات میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ ہر شخص اپنی سوچ اور مزاج کے مطابق اک نیا ڈاکٹر نیا ٹونک یا فتوا جاری کر دیتا اور ہم دونوں بس اندر ہی اندر کڑھ کر رہ جاتے۔۔۔

زورین نے کروٹ بدلی تو درد سے اک ہلکی سی آہ اس کے منہ سے نکل گئی وہ جانے کتنے ہی لمحے اسی پو

زینٹن میں لیٹا رہا اس وقت اسی پوزیشن میں آرام مل رہا تھا اس لیے وہ ہلنا بھی نہیں چاہتا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ یہ سب کچھ جو اسے آج معلوم ہوا ہے اس سے پہلے کبھی ماما بابا نے یا کسی اور نے اس بات کا کوئی ذکر کیوں نہیں کیا۔۔۔ کیا پھوپھو جنہیں وہ اتنا اپنا سمجھتا تھا پڑھی لکھی سمجھدار اور سلجھی ہوئی خاتون ہونے کے بعد بھی ایسی بات کر سکتی ہیں لیکن شاید ان کا بھی قصور نہ ہو دادی تو انھیں نہیں اس لیے پھوپھو کو وہی بڑا بن کر ماما بابا کو سمجھانا پڑا ہوگا اس میں اتنا برا ماننے والی تو کوئی بات نہیں اگر وہ نہ سمجھائیں تو شاید آج میں اور امین ان کی گود میں نہ ہوتے اس کی نظر موبائل پر پڑی رات کے ایک بج رہے تھے پین کلر کھانے کے باوجود درد نے اس کے جسم کو زور سے پکڑ رکھا تھا پھر اس کا دھیان اس دہشت گرد کی طرف چلا گیا آخر کون ہوگا؟ جس نے ہم پر حملہ کروایا ہے۔۔۔ انس کا کوئی دشمن جس کی وجہ سے اس نے یہ گن خریدی تھی یا مہتاب؟ یا پھر کوئی اور انس معلوم تو کر رہا ہے لیکن میں بھی ٹھیک ہوتا تو دونوں مل کر جلد ہی کسی نتیجے پر پہنچ جاتے پھر جب درد تھا تو اس نے کچھ صفحے اک ساتھ ہی پلٹ دیئے تھے۔۔۔

تاریخ 20 جنوری 1988

آج صبح آفس جاتے ہوئے مجھے دیر ہو رہی تھی جب میں نے پارکنگ کی جانب بڑھتے ہوئے اپنا بریف کیس اور کوٹ اٹھا کر رومی سے اپنی فائل مانگی تھی۔۔۔ میری فائل دے دو ذرا۔۔۔ وہ بلو فائل رائٹنگ ٹیبل پر رہ گئی ہے۔ میں گاڑی اسٹارٹ کر رہا تھا۔۔۔

رومانہ جی ابھی لائی۔۔۔ کہہ کر ٹیبل پر رکھی سب سے اوپر والی اور نچ فائل لے آئی۔۔۔

یہ لیں۔۔۔

میں اس کی شکل دیکھ رہا تھا۔۔۔ یار بلو والی کہی تھی تم یہ اٹھالائی ہو۔۔۔ اور سوچ رہا تھا یہ اتنی غائب دماغ تو کبھی نہیں تھی بلکہ بہت ذہین اور ذمہ دار تھی اسے کیا ہوتا جا رہا ہے۔ میں اس پر غور کر رہا تھا وہ دن رات کسی سوچ میں ڈوبی رہتی کبھی کھاتے کھاتے سوچ میں گم ہو جاتی تو کبھی غائب دماغی سے ٹی دی دیکھتی رہتی۔۔۔ میں اس سے بات کرتا تو سوچوں میں گم رہتی وہ جواب نہ دیتی اس کی خاموشی نے گھر کے سناٹے کو کچھ اور بڑھا دیا تھا۔ دن ایسے ہی گزر رہے تھے۔۔۔ میرا دل اس خاموشی کی وجہ سے گھر جانے کو نہیں چاہتا

تھا مگر اس کی فکر ہوتی تو وقت پر آفس سے اٹھ جاتا۔۔۔ میں اس کا دل بہلانے کے لیے اسے گھمانے لے کر جاتا مگر وہ بس خاموشی سے چلتی رہتی جیسے اس کے پاس کوئی بات کرنے کو پہنچی ہی نہ ہو۔۔۔ مجھے اس کی خاموشی سے خوف آنے لگا میں آفس میں بھی گھبرا کر اسے فون کرتا تو وہ ریسپونڈ نہیں کرتی مجھے پریشانی ہوتی گھر آ کر دیکھتا تو وہ سو رہی ہوتی تھی۔۔۔

کیا ہوا ہے تمہیں؟ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے؟ یا تم اتنا ڈپر پریس رہو گی تو کیسے گزارا ہو گا۔۔۔ میں اسے سمجھا رہا تھا۔۔۔ وہ بیزاری سے کہتی۔۔۔ کچھ نہیں بس ایسے ہی دل نہیں چاہ رہا کچھ کرنے کو میں اس خیال سے کہ وہ خوش ہو جائے اسے کہہ رہا تھا۔۔۔ ایسا کرو میں تمہیں تمہاری امی کے گھر چھوڑ آتا ہوں تم کچھ دنوں کے لیے چلی جاؤ دل بہل جائے گا۔۔۔

ٹھیک ہے جیسے آپ کہیں۔۔۔ وہ بہت گری ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی جیسے اس کی اپنی کوئی خوشی اور مرضی نہ ہو۔۔۔ میں اپنی ہزار کوشش کے بعد بھی اسے خوش نہیں رکھ پا رہا تھا اور اس کا یہ حال اس وقت سے تھا جب سے ڈاکٹر نے اسے بتایا تھا کہ وہ کبھی ماں نہیں بن سکتی۔۔۔
زورین یہ پڑھ کر اک دم ہی چونکا تھا۔۔۔ یہ کیا!!

☆.....☆.....☆

کمرے کی لائٹ جلی دیکھ کر انس آ گیا تھا۔۔۔ زورین تم جاگ رہے ہو۔۔۔ اس نے کمرے کے دروازے پر کھڑے کھڑے پوچھا۔۔۔ ہاں جاگ رہا ہوں۔ زورین نے ڈائری بند کر کے رکھ دی، وہ نہیں چاہتا تھا کہ بابا کی پرسنل ڈائری کوئی اور پڑھے۔۔۔

کیا ہوا پریشان ہو؟۔۔۔ انس اس کو دلا سا دینے کے لیے پوچھ رہا تھا۔۔۔ اب اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ ہاں تھوڑا سا۔۔۔ اک تو نانی اماں کا انتقال ہو گیا ہے۔ ماما پہلے ہی پریشان ہو گئی۔ اوپر سے وہ میری وجہ سے بھی پریشان ہیں کہ میں اس حالت میں یہاں اکیلا ہوں۔ میں اس سچویشن میں انہیں کیسے بتاؤں کہ گھر پر ڈکیتی ہو گئی ہے۔۔۔ زورین نے اپنی پریشانی سادگی سے کہہ دی۔۔۔
اکیلے تو نہیں ہوں تم۔۔۔ انس جیسے چڑ گیا تھا۔۔۔

زورین مسکرایا اور کہا۔۔۔ ہاں اکیلا تو نہیں ہوں مگر وہ ماں ہیں۔ وہ پاس نہیں ہیں تو زیادہ فکر مند ہو گئی ہر ماں اپنے بچے کے لیے فکر مند ہوتی ہیں۔۔۔ سب مائیں ایسی ہی ہوتی ہیں وہ بھی اتنی ہی شدت سے فکر مند ہو گئی جیسے میں اکیلا ہوں چاہے تم میری کتنی ہی کیر کر لو انہیں میری فکر لگی رہے گی۔ ماؤں کے دل ایسے ہی ہوتے ہیں۔ بہت نرم بہت نازک جب تک خود مجھے نہ دیکھ لیں گی ان کی پریشانی برقرار رہے گی۔ زورین نے اسے سمجھایا۔ ہاں یہ تو ہے مائیں جلدی پریشان ہو جاتی ہیں بہت نازک دل ہوتا ہے انکا۔۔۔ انس نے اس کی بات سے اتفاق کیا۔۔۔

یہ تو شکر ہے کہ گھر میں زیادہ کیش اور زور نہیں تھا۔ ممانے جانے سے پہلے ہی سب بینک میں رکھوا دیا تھا۔۔۔ لیکن پھر بھی نقصان تو ہوا ہے۔۔۔ اللہ کرے کہ وہ لوگ جلد ہی پکڑے جائیں۔ اک آزمائش کے سا تھ دوسری اور اب تیسری آگئی ہے۔۔۔ چلو تم پریشان نہ ہو چھوڑو یہ سب باتیں تم مجھے بتاؤ کچھ معلوم ہوا۔۔۔ زورین پوچھ رہا تھا ہاں میں تمہیں یہی بتانا چاہتا تھا جب میں تھا نے گیا تھا تو انسپکٹر داؤد نے کرمنل کیسز کی بہت سی فائلز مجھے دکھائی تھیں ان میں بہت سے مجرموں کے ریکارڈز دیکھے تو ہمیں اس دہشت گرد کا ڈیٹا بھی مل گیا جو کوئے میں پڑا ہے۔۔۔

اچھا یہ تو بہت اچھا ہو گیا ہے۔۔۔ ہاں اب انسپکٹر داؤد اس کے بارے میں معلومات کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اس کے کس کے ساتھ تعلقات تھے اور آج کل وہ کن لوگوں کے لیے کام کر رہا تھا۔۔۔ چلو یہ کام تو اچھا ہو گیا۔۔۔ زورین کی نظر اچانک انس کے ہاتھ پر پڑی تو اس نے پوچھ لیا۔۔۔ اب تمہارا ہاتھ کیسا ہے؟۔۔۔

تمہارے سامنے ہوں اک دم فٹ فاٹ بھلا چنگا؟۔۔۔ انس ہاتھ اٹھا کر گرا کر دکھا رہا تھا پھر یہ اتنی بڑی پٹی کیوں باندھی ہوئی ہے۔۔۔ وہ اس کے ہاتھ پر بندھی بینڈنچ کو دیکھ کر کہہ رہا تھا۔۔۔ یہ تو تمہاری بھابی کے لیے باندھی ہے محبوب پیار کی ڈور سے اور مشرقی بیویاں شوہر کی بینڈنچ دیکھ کر کھنچی چلی

آتی ہیں۔۔۔ وہ ہنستے ہنستے کہہ رہا تھا۔۔۔

ڈرامے باز انسان بتا دوں بھابھی کو۔۔۔

زورین ہنسنے لگا یہ ظلم نہ کرنا بس باقی جان بھی حاضر ہے۔۔۔ ارے یار اس کی تھوڑی ہمدردی (سیمپتھی گین) حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ اس دن اس سے بہت لڑائی ہو گئی تھی کئی دنوں سے مجھ سے بات نہیں کر رہی تھی مگر جیسے ہی معلوم ہوا کہ مجھ پر ٹیک ہوا تھا اور میں زخمی ہو گیا ہوں اسکی ساری اکڑ اور انا بھاگ گئی۔ اتنے پیار سے کھانے پکا پکا کر اپنے ہاتھوں سے کھلا رہی ہے!!!۔۔۔ اف زندگی میں جیسے سارے ہی رنگ واپس آگئے وہ خیالوں میں کھوجانے والے انداز کی اور ایکٹنگ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔

بہت ہی فضول انسان ہے تو بھی یار وہ بیچاری پریشان ہو رہی ہوگی اور تمہیں شرارت سوچ رہی ہے۔۔۔ دونوں ہی ہنس رہے تھے۔۔۔

اس کے پیار کو حاصل کرنے کے لیے میں مہینوں بھی بینڈج باندھ سکتا ہوں اک لفظ بھی نہیں کہا اس دن سے اس نے مجھے کوئی لڑائی کوئی تکرار کچھ نہیں فضا میں بس پیار ہی پیار ہے شانتی ہی شانتی سکون ہی سکون ہے۔۔۔ وہ آنکھ مارتے ہوئے ہنس رہا تھا۔۔۔ تم بھی مجھ سے کچھ سیکھ لو آگے تمہارے بھی بہت کام آنے والا ہے۔۔۔ زورین زور سے ہنس دیا!

ہاں لگتا ہے تم سے ٹریننگ لینی ہی پڑے گی۔۔۔ زورین کے چہرے کی مسکراہٹ اچانک کم ہوئی تھی۔۔۔ اچھا اک بات بتاؤ تم مجھے اس دن کہہ رہے تھے کہ تمہاری اور انزلہ بھابی کی کوئی ان بن چل رہی ہے لیکن اسپتال اور پھر تمہارے گھر میں تو وہ بہت نارمل طریقے سے آئی تھیں مجھے نہیں لگتا کہ اب ان کو کوئی زیادہ ناراضگی ہوگی تم سے۔۔۔

ناراض تو وہ تھی وہ بھی تو مشرقی بیوی ہے میری چوٹیں دیکھ کر دل نرم پڑ گیا ہوگا اس کا سارے شکوے چھوڑ کر چلی آئی۔۔۔ پر۔۔۔ وہ کہتے کہتے چپ ہو گیا

پر کیا؟۔۔۔ زورین کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا
وہ کچھ بھی سمجھی سی تھی۔۔۔ جیسے اس کا دل بہت دکھ گیا ہو جیسے میں نے کچھ غلط کر دیا ہو اس کے ساتھ حالانکہ

میں نے ایسا کچھ نہیں کیا وہ مجھ سے نظر نہیں ملا رہی تھی۔۔۔ میری تکلیف پر رزپ کر آ تو گئی تھی پر ہمدردی کرنے سے شاید اس کا غصہ اسے روک رہا تھا کچھ ہے جو ٹھیک نہیں ہے کوئی غلط فہمی۔۔۔
اس لیے مجھے کچھ شک ہے۔۔۔ گہری سوچ کے ساتھ زورین کہہ رہا تھا
کیسا شک۔۔۔؟ انس اسے دیکھنے لگا

یار!! یہ جو اس کے منہ بولے ماموں ہیں نایہ آدمی ٹھیک نہیں ہے وہ کچھ غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میرے اور انزلہ کے بیچ مجھے ایسا محسوس ہوا اور وہ ان پر اتنا بھروسہ کرتی ہے کہ اپنے باپ کی جگہ دیتی ہے۔ میرے لاکھ سمجھانے پر کہ میں نے کوئی غلط بات نہیں کی وہ ماننے کو تیار ہی نہیں۔۔۔ کہ اس کے شرجیل ماموں جھوٹ کہہ سکتے ہیں۔۔۔

اگر انزلہ ان پر بھروسہ کرتی ہے تو اس کی بھی کوئی نہ کوئی وجہ تو ہوگی اور تمہیں کیسے پتہ کہ وہ ہی لڑائی کروارہے ہیں۔۔۔ انس کے اندر کا وکیل اچانک جاگ گیا تھا۔۔۔

مجھے نانو نے ان کی پراپرٹی کے کرایوں کی ذمہ داری دی تھی تو میں نے اس کے بارے میں انکو آڑی کی بظاہر تو اس شہر میں موجود ساری پراپرٹی کی وہ بہت اچھی دیکھ بھال کر رہے ہیں ان جگہوں کے وقت پر کرائے بھی لاکر دیتے ہیں time to time ان کی مینیجمنٹس بھی کرواتے ہیں اور نئے کرائے داروں کو رکھنا پرانوں کو نکالنا سب ان کے ذمے ہے جسے وہ بہت اچھے طریقے سے کر رہے ہیں۔۔۔ مگر مجھے معلوم ہوا کہ پچھلے بائیس سال سے ان کے اک گھر کا کرایہ جو پنڈی میں ہے یہی شرجیل ماموں وصول کر رہے ہیں اور نانو لوگوں کو یہ بتایا ہے کہ اس گھر میں آسیب ہے جس کی وجہ سے نہ کوئی کرائے پر آتا ہے اور نہ ہی یہ گھر بکتا ہے۔۔۔ اس وقت بھی وہ گھر ڈیڑھ لاکھ روپے مہینے کے کرائے پر ہے جو ماموں کی جیب میں جا رہے ہیں اس کے علاوہ وہ ان کے گھر کے اوپری پورشن میں پچھلے بائیس سال سے بغیر کرائے کے رہ رہے ہیں ساتھ ہی ان لوگوں کی آنکھوں پر بھروسے کی ایسی پٹی باندھی ہے کہ وہ انہیں غلط ماننے کو تیار ہی نہیں ہیں۔۔۔

اوہ! تیری خیر۔۔۔ ڈیڑھ لاکھ روپے ماہانہ یہ تو اچھی بڑی رقم ہوتی ہے۔۔۔ اچھا۔۔۔ یہ وہی بندہ نہیں ہے جس کے ساتھ اک آدھ مرتبہ ہم نے بھابی کو یونی آتے جاتے دیکھا تھا۔۔۔ انس کو اچانک ہی خیال آ گیا تھا۔

ہاں وہی ہیں کیونکہ دو بہنیں ہیں۔ انزلہ کی لیکن دونوں شادی کے بعد یہاں نہیں رہتیں۔ بڑی والی آسٹریلیا اور چھوٹی کراچی میں ہیں۔ بس یہ سمجھ لو ان کے گھر میں یہی اک واحد آدمی ہیں۔ شاید اسی لیے سارا باہر کا نظام ان کے ہی ہاتھ میں ہے۔۔۔ انس کو بتاتے بتاتے وہ خود بھی ساری گتھی سمجھنے لگا تھا۔

مجھے لگتا ہے میں نے اس بندے کو دو تین دفعہ کورٹ میں بھی دیکھا ہے۔ شاید کسی کیس کے سلسلے میں یہ وہاں کی پیشیاں بھگت رہا ہے۔۔۔ مجھے اس کی شکل دیکھی دیکھی سی لگتی تھی لیکن اس دن ہاسپٹل میں جب تم کو دیکھنے آئے تھے تو مجھے یاد آیا میں نے تو انہیں کورٹ میں دیکھا ہے۔۔۔ انس نے کہا

اور تمھاری باتوں سے تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ اگر یہ آدمی اتنا شاطر ہے کہ بائیس سال سے انہیں بے وقوف بنا رہا ہے تو وہ پوری پلاننگ سے انہیں بے وقوف بنا رہا ہوگا اور شاید اسی لیے اس نے ان کی دونوں بڑی بیٹیوں کی شادی بھی ملک اور شہر سے باہر ہی اسی لیے کرائی ہوگی تاکہ کوئی بھی اس کے اس غبن کو جو وہ کرائے کھا کر کر رہا ہے جان ہی نہیں سکے گا۔۔۔

ہاں ظاہر ہے جب بیٹیاں داماد دور ہونگے تو کون انکو انری کرے گا کہ وہ سچ کہہ رہے ہیں یا جھوٹ۔۔۔

زورین نے بھی اپنی رائے دی۔

اس کا مطلب تمھیں ان کو غلط ثابت کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی ثبوت تو ڈھونڈنے ہی پڑیں گے ورنہ وہ تمھارا رے اور انزلہ بھابھی کے سچ تعلقات خراب کرنے کی کوشش ضرور کریں گے اتنی آسانی سے بائیس سال کی محنت ضائع تو نہیں ہونے دیں گے وہ۔۔۔ اور میرا خیال ہے کہ اگر انہیں پہلے معلوم ہو جاتا کہ انزلہ کی شادی اک ایسے لڑکے سے ہو رہی ہے جو اسی شہر کا ہے تو تمھاری شادی کبھی انزلہ بھابھی سے نہیں ہونے دیتے۔۔۔

ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو یقیناً اسی لیے ناں اور ممانے بھی ان سے یہ بات چھپائی ہے ان دونوں کی عمر ہے زندگی کے اتار چڑھاؤ انزلہ سے زیادہ دیکھے ہیں انہوں نے۔۔۔ مصلحتاً شاید وہ خاموش ہوں اور اسی لیے بغیر کسی پر کچھ ظاہر کئے انہوں نے یہ ذمہ داری میرے کندھوں پر ڈالی ہے۔۔۔

ہم تم ٹھیک کہہ رہے ہو مجھے بھی یہی لگتا ہے۔۔۔ وہ دونوں ابھی باتیں کر رہے تھے کہ سارہ ان دونوں کے لیے گرم دودھ لے آئی اور زبردستی انس اور زورین کو پلایا تھا۔۔۔ انس جا چکا تھا اور زورین اک بار پھر اک ڈا

تاریخ 1989 اگست 3

اتنے سالوں بعد آج میں پھر ڈائری لکھ رہا ہوں میرے دل میں بہت کچھ ہے لیکن کس سے کہوں اس لیے اک بار پھر یہ سلسلہ شروع کر رہا ہوں اتنے سال زندگی ٹھگ گئی تھی جم گئی تھی مگر آج رومانہ میرے ساتھ اماں بی کے گھر گئی تو بہت سے تختے ظفر اور اشعر کے لیے لے کر گئی۔ بچوں کو دیکھتے دیکھتے رومانہ اپنی سوچوں میں گم ہو گئی تھی ہم وہاں بیٹھے تھے جب پھر اماں نہ جانے کتنی دیر اپنے پوتوں کی شرارتوں کے قصے سناتی رہیں۔۔۔ وہ سارا وقت گرم سم سی رہی۔۔۔ میں اس کے احساسات کو سمجھ سکتا تھا وہ اپنے بھتیجے اشعر کو گود میں لیے بیٹھی تھی اور سوچ رہی تھی کاش وہ بھی ماں بن سکتی اس کی آنکھوں میں حسرت اور دکھ کی کیفیت تھی وہ بار بار اس بچے کے ماتھے کو چومتی۔ اک عجیب کیفیت اس کے دل میں جاگتی مگر کچھ کہہ نہیں سکتی تھی۔ بھائی اور بھابھی کے لیے خوش تو بہت ہوتی تھی لیکن ساتھ ہی اپنی کمی کا احساس بھی بڑھ جاتا تھا وہ بات کرنے کا سوچتی رہی تھی کہ آج کچھ بھی ہو جائے میں اک بار کوشش ضرور کروں گی۔۔۔۔

میں نے دیکھا تھا وہ بہت حسرت سے اعجاز سے کہہ رہی تھی۔۔۔ بھائی اسے میں لے لوں وہ بڑی آس سے پوچھ رہی تھی۔ جسے اعجاز بھائی مذاق سمجھتے ہوئے کہہ رہے تھے۔۔۔ ہاں تمہارا اپنا ہی تو ہے جب چاہو آکر مل لینا ہمارا بچہ بھی تو تمہارا اپنا ہی ہے ان کا خیال تھا کہ وہ سیریس نہیں ہے اسی لیے اسے ٹال دیا وہ اداس دل کے ساتھ بیٹھ کر بچے کو کتنے ہی گھٹنے دیکھتی رہی پیار کرتی رہی اماں اور سب ہی اس کی اس حالت کو سمجھ رہے تھے آخر اماں نے افسوس سے بھری ٹھنڈی آہ کے ساتھ یہ کہہ ہی دیا کاش میری بچی کی بھی گود بھر جائے اللہ اس کی بھی گود بھر دے میں تو دن رات ہر نماز میں اس کے لیے بھی دعا کرتی ہوں جب نصیب میں ہوگا تو مل جائیگی یہ خوشی بھی۔۔۔ بس میری تو یہی آخری خواہش ہے۔۔۔

یہ سب سن کر رومانہ کے ضبط کے سارے بندھن ٹوٹنے لگے تو وہ اپنی طبیعت کی خرابی کا بہانہ کر کے وہاں سے اٹھ گئی تھی اور ہم گھر آگئے تنہائی میں وہ دل بھر کر کئی دن اسی طرح روتی رہی میں اسے سمجھاتا رہا لیکن اس کے آنسو

رکتے ہی نہ تھے۔۔۔

آخر میں نے فیصلہ کیا کہ ہم ان لوگوں سے دور نئے ماحول میں چلے جائیں تو شاید اس پر کچھ بہتر اثرات پڑیں میں نے رومی کی یہ حالت دیکھ کر اپنا ٹرانسفر لاہور کروا کر اسے اپنے ساتھ لے آیا۔ ہم مستقل یہاں شفٹ ہو گئے کچھ عرصے سکون ملا کیوں کہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ ہماری شادی کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے اور اولاد کے لیے علاج کا مشورہ بھی کوئی نہیں دیتا۔۔۔

اک بار پھر زورین نے کئی صفحے پلٹ دئے تھے۔۔۔

وہ جلد سے جلد جاننا چاہتا تھا کہ ماما اگر ماں نہیں بن سکتی تھیں تو وہ کیسے آیا کیا وہ ان کا بیٹا نہیں ہے کیا ایمن بھی انکی بیٹی نہیں ہے کئی سوال اس کے ذہن میں اچانک آئے تھے۔۔۔

☆.....☆.....☆

تاریخ 1989 نومبر 13

لاہور میں رومانہ سارا دن بور ہوتی تھی وہ سوچتی رہتی تھی اس کی حالت مزید خراب ہونے لگی تھی اسی لیے میرے مشورے پر اس نے اپنی تنہائی کو دور کرنے کے لیے ایک این جی او جوائن کر لیا۔ اس این جی او مرکزے اطفال میں یتیم بچوں کو سہارا دیا جاتا تھا۔ یہ اک ادارہ تھا۔ جس میں بہت سے یتیم بچے تھے۔ وہ ان بچوں سے ہنس بول کر اپنے آپ کو بہلانے کی پوری کوشش کر رہی تھی وہ ان بچوں کے ساتھ کھیلتی تھی ان میں چاکلیٹس اور ٹو فیاں بانٹتی۔ سارا دن بچوں کے ساتھ وقت گزار کر اکثر شام تک جب وہ گھر آتی تو میرے گھر آنے کا وقت ہو رہا ہوتا تھا وہ خوش ہو کر مجھے ان بچوں کے معصوم قصے سناتی۔۔۔

آج طلحہ نے ماہ نور کا کھلونا توڑ دیا۔۔۔ وہ بہت روئی میں اس سے نئے کھلونے کا وعدہ کر کے آئی ہوں تب کہیں چپ ہوئی۔۔۔ اور وہ حمنہ آج اسکے کپڑے دیکھ رہی تھی سب چھوٹے ہو گئے ہیں۔ اس کے لیے کچھ کپڑے خریدنے ہیں کل مارکٹ جاؤں گی ساتھ ہی سب بچوں کے لیے چاکلیٹس اور بسکٹس بھی لے جاؤں گی سب خوش ہو جائیں گے وہ خوشی سے بتا رہی تھی ہلکی سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر تھی۔ میں اس کے چہرے کا سکون دیکھ کر قدرے مطمئن ہو رہا تھا۔ تمہیں پیسوں کی ضرورت ہوگی۔ تمہارے اکاؤنٹ میں ڈال دیے ہیں اور

ضرورت ہو تو بتا دینا بس تم خوش رہا کرو۔ اسی میں میری خوشی ہے اصل میں میں بھی اس کی باتوں سے محظوظ ہو رہا تھا اس کا دل بہل جاتا تھا۔۔۔

آج سنڈے کا دن ہے اور میں اور رومانہ تیار ہو کر ادارہ اطفال جا رہے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں بہت سے تحفے اور کپڑے ہیں گاڑی کے پارکنگ میں رکتے ہی سب بچے طاہر انکل رومانہ انٹی کہتے ہمارے ارد گرد جمع ہو گئے ہم سب کے ساتھ ہاتھ ملا کر انہیں چیزیں دیتے رہے اور پھر ان کے ساتھ بیٹھ کر کھیلتے رہے کچھ بچے کیرم بورڈ کھیل رہے تھے تو کچھ کرکٹ رومانہ لڑکیوں کے لیے گڑیاں لائی ہیں اور ان بچیوں کو ان باربی ڈالز کو سجانے اور ان کے بال بنانے کے طریقے سکھا رہی ہیں۔

وہاں سے واپسی پر میں ڈرائیونگ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔ یار لگتا ہی نہیں یہ بچے ہمارے نہیں اتنا کھل مل گئے ہیں حالانکہ ابھی کچھ ہی عرصہ ہوا ہے مگر لگتا ہے جیسے وہ ہمیں کب سے جانتے ہوں وقت کا پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔ ہاں وقت تو گزر رہی جاتا ہے۔۔۔

رومانہ اک ٹھنڈی آہ کے ساتھ کہہ رہی تھی۔۔۔ کبھی کبھی اپنا نا ہوتے ہوئے بھی کوئی اتنے قریب آ جاتا ہے کہ اپنوں سے بڑھ کر ہو جاتا ہے

تم صحیح کہتی ہو رومانہ۔۔۔ میں نے اس کی بات کی تائید کی بس تم خوش رہا کرو تم مسکراتی رہتی ہو تو مجھے بھی جینے کا دل چاہتا ہے ورنہ میں بھی اداس ہو جاتا ہوں۔۔۔

زورین کو یہ سب پڑھنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی اس کا تو اک ہی سوال تھا کیا وہ بابا ماما کا بیٹا ہے یا کسی سے گود لیا گیا ہے اس نے یہ ساری ڈائریاں علیحدہ کر کے اب 1990 کی ڈائری اٹھالی تھی۔ یہ آخری ڈائری تھی۔



انزلہ نے شرجیل ماموں کی پسندیدہ کھیر بنائی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ ماموں ناراض رہیں۔ شرجیل ماموں سے اسے ہمیشہ ہی باپ کا پیار ملا تھا وہ اس گھر کے اتنے ہی اہم فرد تھے جتنے اس گھر کا کوئی دوسرا فیملی ممبر اس کا ماننا تھا کہ۔۔۔ زندگی کی تلخیوں کو بھلا کر آگے بڑھنا اور کسی کو معاف کر دینا زندگی کو ہلکا پھلکا بنادیتا ہے۔ دل میں بغض رکھنا خود اپنے ہی سینے پر بوجھ رکھنے کے مترادف ہے۔ دل خالی ہو صاف ہو تو ہی خوشیاں کھلکھلاتی ہیں ورنہ قہقہے

بھی دل کے بوجھ تلے دب کر دم توڑ دیتے ہیں وہ زندگی میں آگے بڑھنا چاہتی تھی۔ وہ اس گھر سے جا رہی تھی مگر اب اس کے دل پر شرجیل ماموں کی ناراضگی کا بوجھ تھا جسے وہ جلد سے جلد اتار دینا چاہتی تھی۔۔۔ ابھی زندگی کا سفر بہت طویل ہے اور دل پر بوجھ ہو تو یہ سفر مزید دشوار ہو جاتا ہے کیونکہ بوجھ کے ساتھ لمبے سفر طے نہیں کئے جاتے۔۔۔ وہ ساری تلخیوں کو بھلا کر اک بار پھر شرجیل ماموں کو اسی طرح ہنستے مسکراتے دیکھنا چاہتی تھی جیسے وہ اس کا اور مہتاب کا رشتہ ٹوٹنے سے پہلے تک تھے۔۔۔ ماما اور نانا بھی یہی چاہتی تھیں۔ ساری زندگی ان کے سہا رے گزاری تھی۔ اب ان کی اتنی عادی ہو چکی تھیں کہ شرجیل ماموں کی ناراضگی برداشت نہیں ہو رہی تھی لیکن صرف انزلہ کی خوشی کے لیے انہیں شرجیل ماموں کی ناراضگی بھی برداشت تھی ایسے میں انزلہ کا فرض بنتا تھا کہ اس گھر سے جانے سے پہلے ان سب لوگوں کی آپس کی تلخیوں کو ختم کر کے جائے۔۔۔

اس دن دوپہر کے وقت جب نانا اور ماما سو گئی تھیں۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے کھیر بنائی تھی اور اب وہ بڑی ہی خاموشی سے گھر کی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کیونکہ اگر نانا کو معلوم ہو جاتا تو شاید وہ ناراض ہوتیں اور وہ ان دو نوں میں سے کسی کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

اوپری منزل کا مین دروازہ کھلا تھا۔۔۔

شرجیل ماموں اپنے کمرے میں بیٹھے کاغذوں میں گم تھے۔۔۔ جب کہ شائلہ ماما تین دن کے لیے اپنے میکے گئی ہوئی تھیں۔ شرجیل ماموں اپنی فائلوں کا پلندہ کھولے ہوئے تھے۔۔۔ اور شاید کچھ ڈھونڈ رہے تھے۔ اتنی دیر میں فون کی بیل بجی انہوں نے نمبر دیکھا تو فوراً ہی ریسو کر لیا۔۔۔ مہتاب کہاں مر گئے تھے تم کب سے کال کر رہا ہوں ابھی انہوں نے یہی کہا تھا۔۔۔

انزلہ کمرے میں داخل ہونے ہی جا رہی تھی کہ اس کے بڑھتے قدم رک گئے۔ شرجیل ماموں کا رخ دوسری طرف ہونے کی وجہ سے وہ اسے نہیں دیکھ سکے تھے جب کہ انزلہ ان کی بات سن چکی تھی اسے حیرت ہوئی کہ یہ اتنا کچھ ہونے پر بھی مہتاب سے رابطے میں ہیں۔۔۔ مہتاب میرا اس میں کوئی قصور نہیں میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم انہیں اپنے انداز سے سنبھالو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ زیادہ سے زیادہ کیا ہوتا وہ تمہارے خلاف رپورٹ درج کروا تیں مگر رپورٹ درج کرانے تو میں ہی جاتا نہ اور تمہیں میرا معلوم ہے۔۔۔ اگر تم میں ہی اتنی صلاحیت

نہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں تم تین کمزور عورتوں کو قابو نہ کر سکتے تو اس میں میرا کیا قصور ہے میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ سب کام ہوشیاری سے کرنا مگر تم سنتے کب ہو۔۔۔ تم پر تو اپنی گرل فرینڈ کے عشق کا بھوت سوار ہو گیا تھا۔ اس کی ناز برداریوں سے ہی فرصت نہیں تھی تو انزلہ پر کیا توجہ دیتے۔۔۔ میرے پچیس سال کی محنت ضائع کروادی تم نے۔۔۔ وہ کچھ کہہ رہا تھا اور شرجیل ماموں سن رہے تھے پھر اک دم تیز لہجے میں کہنے لگے۔۔۔ میں اور کیا کروں؟۔۔۔ اب تک کیا کچھ نہیں کیا تمہاری خاطر مگر تم نے تو میری ساری فیلڈنگ پر پانی پھیر دیا اب اس سے زیادہ میں تمہیں کوئی رقم نہیں دے سکتا۔۔۔ دوسرا کام جو دیا تھا وہ بھی پورا نہ کر سکتے تم میں نے کہا تھا کہ مرتبہ شادی ہو جائے تو تم ملک سے باہر سیٹل ہو جانا وہاں جو دل چاہے کرنا باقی سب میں سنبھال لوں گا مگر تم میں اتنی صلاحیت ہوتی تو آج کیا نہیں ہوتا ہمارے پاس مجھے یقین نہیں آتا کہ تم میرا خون ہو۔۔۔

انزلہ ان کی بات سن کر دروازے کی اوٹ میں چھپ گئی وہ پلٹ رہے تھے مگر انہوں نے اسے نہیں دیکھا تھا۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے ابھی میں گھر پر ہوں اس لیے تم سے تفصیل سے بات نہیں کر سکتا کوئی سن نا لے تم سے آج شام میں ملو ننگا پھر بات کرتا ہوں۔۔۔

انزلہ دبے پاؤں واپس لوٹ آئی تھی اس پر یہ انکشاف ہوا تھا۔۔۔ کہ شرجیل ماموں نے مہتاب کو بڑھا دیا ہمیں ڈرانے کا تاکہ میں ڈر کر اس سے شادی کر لوں؟۔۔۔ کیا کیا ہے انہوں نے مہتاب کی خاطر اور پچیس سال سے کیا فیلڈ سیٹ کر رہے تھے وہ جسے مہتاب نے خراب کر دیا؟

مہتاب کی گرل فرینڈ کے بارے میں بھی وہ جانتے تھے پھر بھی اس شادی پر زور دے رہے تھے مگر کیوں؟ سوالات کا اک انبار تھا جو اس کے دماغ کو بری طرح جھنجھوڑ رہا تھا وہ پوری دو پہر سوچتی رہی۔ مجھے جاننا ہی ہو گا کہ وہ ہم سے کیا چھپا رہے ہیں؟۔۔۔

کچھ تو ایسا ہے جسے ہمیں جاننا ہی چاہیے؟۔۔۔

اور ماموں کیوں مجھے بھی بیرون ملک بھیجنا چاہتے ہیں کوئی خاص وجہ؟۔۔۔

کیوں وہ چاہتے ہیں کہ میں یہاں اس شہر میں نہ رہوں؟۔۔۔

اس نے یہ بات ابھی کسی کو نہیں بتائی تھی وہ خود ذہنی طور پر اس بات کو قبول نہیں کر پارہی تھی۔۔۔

پھر اچانک اسے خیال آیا اگر یہ سب سازش ہے تو یقیناً زورین ٹھیک کہہ رہے تھے انہوں نے مجھ پر شک نہیں کیا تھا یہ ماموں کا پھیلا یا ہوا جال ہے جسے میں اندھے اعتماد کی پٹی باندھے دیکھ رہی تھی اسی لیے کچھ نظر نہ آیا۔ اف میرے اللہ جس شخص کو میں ساری زندگی اپنا سمجھتی رہی وہ ہی ہمارے ساتھ دغا کر رہے تھے جنہیں ہم اپنا محافظ سمجھ رہے تھے وہ ہی ہمیں ڈرا رہے تھے۔۔۔

یہ میں نے کیا کیا! اک نامحرم کی بات پر یقین کرتے ہوئے اپنے محرم سے بے یقین ہو گئی۔ جسے اللہ نے میرے لیے منتخب کیا اس کی بات کا یقین نہ کیا اور ماموں کی ہر بات پر آنکھ بند کر کے یقین کر رہی تھی۔۔۔



شاہیں کی بات صحیح ثابت ہو گئی تھی وہ اک لمحے میں ہی دونوں بیٹوں کی بیوقوفی کو سمجھ گئی تھیں لیکن بیٹوں نے ان کی بات پر بھروسہ نہیں کیا تھا پیسوں کے اس طرح برباد کرنے پر زاحد نے اپنا اکاؤنٹ تبدیل کر لیا تھا اور اب بیٹے مزید تمل لارہے تھے ڈور تھی نے مہران اور ذیشان کو پوری طرح اپنے عشق کے جال میں پھنسا لیا تھا دونوں کی آنکھوں پر اس کے عشق کا پردہ پڑا تھا۔۔۔

ذیشان دیکھونا یا را!۔۔۔ میں کتنی پریشان ہوں میری ممانے مہران سے یہ تحفہ لیا ہے اک اور نایاب ہیروں کا ہار دکھاتے ہوئے ڈور تھی نے کہا۔۔۔ انہوں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ میری شادی اس سے کر دیں گی مگر میں تو تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

تم پلیر کچھ کرو مجھے یہ کہتے ہوئے اچھا تو نہیں لگ رہا لیکن اب یہ میری مجبوری ہے ممانے کہہ دیا ہے جو میرے مستقبل کو سیکیور کرے گا اس سے ہی میری شادی کی جائے گی تم بھی یہ ثابت کر دو۔۔۔ ذیشان جو غصے اور نفرت سے منہ پھلائے اس کی بات سن رہا تھا۔۔۔ وہ کیسے؟ اس نے ڈور تھی سے پوچھا۔۔۔

میں کل رات بہت دیر تک سوچتی رہی اور پھر میں نے سوچ لیا تم بھی اس سے اچھا اک ڈائمنڈ سیٹ ماکولا کر دے دو پھر وہ تم سے میری شادی کر دیں گی اور ذیشان کی سمجھ میں یہ بات آگئی تھی اسی شام اس نے اپنی اسپورٹس کار بیچ کر ڈور تھی کیلئے اک بہت خوبصورت میکس لیا تھا اور اگلے دن مہران کچھ اور لے کر پہنچ گیا یہ سلسلہ سا چل پڑا تھا۔۔۔ باپ نے اکاؤنٹ میں پیسے ڈالے نہیں تھے اور اب مزید لاکھوں ڈالرز وہ ان دونوں

احتمول کو دینے کو تیار نہ تھے شاہیں انہیں پوری بات بتا چکی تھیں اسی لیے کبھی وہ کسی سے ادھار لیتے تو کبھی کہیں کچھ چرا لیتے۔۔۔

لیکن اب دونوں بھائی اک دوسرے کی شکل سے بھی نفرت کرنے لگے تو ڈور تھی نے ان دونوں سے اک دوسرے کے بارے میں یہی کہا تھا کہ دوسرا سے فورس کر رہا ہے کہ وہ اس کی ہو جائے اور وہ دونوں اتنے بے وقوف تھے کہ اس کی باتوں میں اک دوسرے پر بھروسہ ہی نہیں کر رہے تھے شاہیں کبھی پیار سے تو کبھی غصے سے دو نوں کو سمجھانے کی کوشش کرتیں لیکن آئے دن کے ہنگاموں کو وہ روک ہی نہیں پار ہی تھیں دونوں نے ہی دھمکی دے دی تھی کہ اگر وہ حاصل نہ ہوئی تو وہ دوسرے کو جان سے مار دیں گے اور اک دن لڑتے لڑتے یہ ہو بھی گیا۔۔۔

ڈور تھی کے گھر اس دن اچانک مہران پہنچ گیا جب کہ وہ ذیشان کے ساتھ ناز بیاں حالت میں تھی مہران غصے سے پاگل ہو گیا اپنے پاس رکھے ہوئے پستل سے اس نے فائر کر دیا۔۔۔ اسے گن نکالتے دیکھ کر ذیشان نے بھی اپنی گن اس پر تان دی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے دونوں اک دوسرے پر گولیوں کی بارش کر چکے تھے فوری طور پر ذیشان دم ٹوڑ گیا۔ کچھ فائر ڈور تھی کو بھی لگے اور وہ فوراً ہی ختم ہو گئی فائر کی آواز سے پولیس اور ایمبولینس فوری پہنچ گئی جس کے نتیجے میں مہران زخمی حالت میں اسپتال میں پڑا تھا پھر چند گھنٹے بعد وہ بھی اس دنیا سے چلا گیا۔۔۔ میڈیا اس بات کو اچھالنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن زاہد کی پارٹی حسب اقتدار میں ہونے کی وجہ سے جلد ہی میڈیا کو بھی خاموش کرانے میں کامیاب ہو چکی تھی۔ مخالف پارٹی اپنے بیانات پر ڈٹی ہوئی تھی۔ سیاسی مخالفین سے نمٹنے کا زاہد کو اس سے بہتر کوئی حل دکھائی نہیں دیتا تھا اس لیے اگلے روز انہوں نے پریس کانفرنس کر کے اپنے ہی بیٹوں کی لاشوں پر لوگوں کی ہمدردیاں سمیٹیں اور اب پریس کانفرنس میں روتے روتے کہہ رہے تھے کہ اس ملک کے لیے انہوں نے بہت قربانیاں دی ہیں جب کہ ان کے سیاسی مخالفین نے ان کے بیٹوں اک سازش میں پھنسا کر مار دیا اس ملک کے مستقبل کو تباہ کر دیا اپنے جوان بیٹوں کی حرکتوں سے وہ خود بھی واقف تھے مگر پھر بھی اپنے مگر چھ کے آنسو دنیا کے سامنے بہا رہے تھے بھولی عوام اک بار پھر ان کی باتوں میں آ چکی تھی۔ انٹرنیشنل میڈیا یہ بات کہہ چکی تھی کہ دونوں بھائیوں نے اک دوسرے پر فائر کئے لیکن اس کے باوجود کتنے لوگ ہیں جو انٹر

نیشنل میڈیا کو فلو کر رہے ہیں وہ تو صرف پاکستانی نیوز کون کر ہی سچ مان لیتے ہیں۔ زاہد کو اپنے ہی بیٹوں کی لاشوں پر سیاست کرنے کا بہترین موقع مل گیا تھا۔ عوام کی ہمدردیاں سمیٹ کر اپنے ووٹ بینک کو بڑھا رہے تھے اور اپنے ہی بیٹوں کی لاشوں پر وہ بہت زور شور سے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔۔۔ شاہیں کا رورو کر برا حال تھا۔ وہ ذہنی طور پر بہت اپ سیٹ تھیں۔ جس اولاد کے لیے ہر طرف سے پیسہ جمع کر کے ان کی ہر آرائش کا انتظام کیا تھا اب وہ بیٹے ہی نہیں رہے تھے۔ وہ راتوں کو جاگ جاگ کر پورے گھر میں بیٹوں کو ڈھونڈتیں وہ اک دماغی مریضہ بن چکی تھیں۔



تاریخ 12 جنوری 1990

مجھے وہ تاریخ یاد نہیں لیکن کچھ عرصے پہلے میرے بار بار سمجھانے پر بھی کہ ہم کسی اور کا بچہ گود نہیں لے سکتے اور میں دوسری شادی بھی نہیں کرنا چاہتا رومانہ کسی صورت نہیں مان رہی تھیں ان کا رونا اور اسی مجھ سے دیکھی نہیں جاتی میں غصے میں تھا اور وہ سننے کو تیار نہ تھی جب ہی میرے منہ سے وہ الفاظ نکل گئے جن سے اسے امید مل گئی میں نے سوچا نہ تھا کہ وہ میرے الفاظ کو یوں پکڑ لے گئی میں نے تو صرف اسے ٹالنے کے لیے کہا تھا کہ اگر اپنے بھائی کا بچہ لے سکتی ہو تو لے لو اور وہ اس بات پر یقین کر کے بیٹھ گئی کیونکہ مجھے یقین تھا کہ کوئی بھی اپنا جگر گوشت کسی کو نہیں دیتا میں پرسکون تھا لیکن۔۔۔

آج جب میں آفس سے گھر آیا تو رومانہ بہت اکیسا بیٹھتی۔۔۔ میں اس کے چہرے کو دیکھ کر خوش ہوا چلو آج کچھ تو ضرور اچھا ہوا ہے جو یہ اتنی خوش ہے۔۔۔ اس نے بڑھ کر میرے ہاتھ سے بیگ لیا اور مجھے فریش ہونے کا کہہ کر کھانا نکالنے چلی گئی ہم بہت دیر تک باتیں کرتے رہے رومی اس دن اپنے بچپن کی باتیں کر رہی تھی جب وہ اور اعجاز چھوٹے چھوٹے تھے ساتھ کھیلتے تھے۔۔۔ لڑتے تھے اور اک دوسرے کے بغیر رہ بھی نہیں پاتے تھے۔۔۔ پھر اس نے مجھے بتانا شروع کیا کہ آج اس کی اماں سے بات ہوئی ہے۔۔۔ اور اماں نے بتایا ہے کہ سمرہ اک بار پھر امید سے ہے۔۔۔ اور یہی سوچ کر اسے خوشی ہو رہی ہے کیا ہم سمرہ بھابھی سے بات کریں۔۔۔ وہ مجھ سے پوچھ رہی تھی اور میں بس اس کے چہرے کی رونق دیکھے جا رہا تھا جہاں امید تھی اس تھی خوشی تھی

میں کیسے اسے انکار کر دیتا۔۔۔ اچھا سوچیں گے میں نے اسے ٹالنے کے لیے کہہ دیا تھا مجھے اب بھی یقین تھا کہ وہ اپنا بچہ نہیں دیں گے۔۔۔ یعنی آپ کو کوئی اعتراض نہیں اس نے خود ہی مطلب نکال لیا تھا اور میں کچھ نہ کہہ سکا۔۔۔ بعد میں وہ خود ہی پلان کرنے لگی اگر میں بھائی اور بھابھی سے بات کروں تو شاید وہ مجھے اپنا بچہ دے دیں اب تو طاہر نے بھی کہہ دیا ہے۔

وہ تصوراتی دنیا میں کھوکھریاں پلاؤ بنانے لگی میں جب آفس سے آتا تو وہ اپنی ایکساٹمنٹ میں یہ دیکھنا بھی بھول جاتی کہ میں اس کی اس بات پر ناراض نہ سہی خوش بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔ وہ مجھ سے پوچھتی آپ کا کیا خیال ہے ہمیں ابھی کراچی جا کر بات کرنی چاہیے ان لوگوں سے یا کچھ دن ٹھہر جائیں اس کی اتنی خوشی دیکھ کر میں صاف منع نہیں کر سکا لیکن ٹال دیا تھا۔ ابھی تو چھٹیاں ملنا بھی مشکل ہے کچھ عرصے رک جاؤ پھر کر لیں گے بات بھی جلدی کیا ہے اور رومانہ میرے تاثرات دیکھے بغیر پھر ان ہی خیالات میں کھو جاتی۔۔۔

زورین نے پھر کئی صفحے الٹ دئے تھے اسے بس اپنے بارے میں جاننے کی جلدی تھی۔



تاریخ 1990 ستمبر 28

میں اس کی پریشانی دیکھ کر جلدی گھر آ گیا تھا لیکن آج اعجاز کی بہت سی کالز آئی ہوئی تھیں میں میٹنگ میں تھا اس لیے ریسپونڈ نہیں کر سکا اور جب میں نے فون کیا تو مستقل انگیج جا رہا تھا میں نے سوچا گھر جا کر آرام سے بات کروں گا لیکن جب گھر پہنچا تو اماں اور اعجاز گھر آ گئے۔۔۔ اس رات اعجاز سمرہ کی طبیعت کی وجہ سے واپس چلے گئے تھے جب کہ اماں بہت پریشان تھیں رومانہ نے انہیں فون کیا تھا اور پوری بات کئے بغیر روتے روتے فون کاٹ دیا تھا وہ اتنی دل برداشتہ تھی کہ یہ بھی نہ دیکھ سکی کہ فون کا کریڈل ٹھیک جگہ نہیں رکھا گیا تھا اور فون انگیج ہو گیا تھا۔۔۔ اماں وہاں بہت دیر فون کرتے کرتے جب پریشان ہو گئیں تو پہلی فلائٹ سے ہمارے گھر آ گئی تھیں میں نے انہیں تسلی دی کہ یہ اکیلے رہنے کی وجہ سے ڈپریشن کا شکار ہے اور کوئی مسئلہ نہیں تو وہ ذرا سکون میں آئیں اعجاز کے جانے کے بعد رومانہ نے اماں سے بات کی تھی جس پر انہوں نے کوشش کرنے کا کہا تھا رومانہ نے بتایا تھا کہ وہ اب کبھی ماں نہیں بن سکتی سارے ٹیسٹ سارے چیک اپ ہو چکے ہیں کوئی امید نہیں۔۔۔ پانچ فرض

نمازوں کے علاوہ وہ باقاعدگی سے تہجد کی نمازیں بھی پڑھتی ہے۔۔۔ میں نے اسے ان نمازوں میں گڑگڑا تے روتے ہوئے دیکھا ہے آج میں نے اس سے پوچھا وہ دعائیں کیا مانگتی ہے تو بولی کہ جیسے بھی بس اس کی گود بھر جائے اس کی یہ کمی پوری ہو جائے میں جانتا ہوں وہ بس یہی مانگتی ہے۔۔۔ اللہ اس کی دعا قبول فرمائے (آمین)

زورین کا تجسس مزید بڑھ گیا تھا وہ جاننا چاہتا تھا کیا وہ بابا ماما کی اولاد نہیں ہے کیا وہ کسی اور کی اولاد ہے۔



پوری دوپہر وہ سوچتی رہی ایسا کیا ہے جو شرجیل ماموں ہم سے چھپا رہے ہیں۔ کیا وہ مہتاب کے ہاتھوں بلیک میل ہو رہے ہیں اگر وہ بلیک میل ہو رہے ہیں تو انہوں نے ایسا کیوں کہا تین کمزور عورتوں کو قابو نہیں کر سکے وہ تین کمزور عورتیں کون ہیں؟۔۔۔ کیا ہم ہیں؟۔۔۔ کیا وہ ہماری بات کر رہے تھے۔۔۔ وہ جتنا سوچتی جاتی اتنی ہی الجھن کا شکار ہو رہی تھی۔۔۔ وہ شام تک یہی سوچتی رہی اسے جو بھی کرنا تھا بہت ہوشیاری سے کرنا تھا کیونکہ دودن میں شاملہ ماما واپس آجائیں گی تو زیادہ مشکل ہوگی۔۔۔ پھر اس نے اک فیصلہ کیا زورین سے مل کر ان سے بات کرنی چاہیے انہیں بتا دوں کہ میں سمجھ گئی ہوں کہ یہ سب ماموں کا پھیلا یا ہوا جال تھا۔ وہ اسی وقت تیار ہو کر زورین سے ملنے چلی گئی اور اسے ساری صورت حال سے آگاہ کیا تھا۔۔۔ وہ خاموشی سے سب سنتا رہا۔۔۔

میں تمہیں پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی جس پر اتنا بنگلڑ بنایا جاتا خیر ہم میاں بیوی ہیں اور ہمیں اک دوسرے پر بھروسہ تو کرنا ہی چاہیے اب تو تمہیں مجھ پر بھروسہ ہے۔۔۔ ہاں بالکل ہے انزلہ نے اس پر اعتماد ظاہر کیا۔۔۔ میں جو تمہیں بتاؤں گا اس پر یقین کروگی۔۔۔ اسے سر ہلا کر ہامی بھری تھی۔۔۔

تب ہی زورین نے اسے بتایا تھا کہ پنڈی والے گھر میں کوئی آسیب نہیں اس گھر کا کرایہ ڈیڑھ لاکھ روپے ہے جو سالوں سے شرجیل ماموں وصول کر رہے ہیں۔۔۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ تم لوگوں تک یہ بات پہنچے اسی

لیے تمھاری اور تمھاری آپوں کی شادیاں باہر کرنا چاہتے تھے تاکہ کوئی یہاں ہوگا نہیں اور ان کا گھپلا چلتا رہے گا۔۔۔ انزلہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔۔۔ آپ نے مجھے پہلے یہ سب کیوں نہیں بتایا؟۔۔۔

پہلے شاید تم یقین نہ کرتیں۔۔۔

ہنہ یہ بھی صحیح ہے۔۔۔ اتنا بڑا دھوکا اتنے سالوں سے وہ ہمارے اعتماد کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں اب میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔

انس زورین سارہ اور انزلہ چاروں ہی وکیل تھے وہ چاروں سر جوڑ کر بیٹھ گئے تھے وہ جانتے تھے کہ ثبوتوں کے بغیر قانون بھی ان کی مدد نہیں کر سکے گا اس لیے سب سے پہلے انہیں اس بات کا ثبوت چاہیے تھا کہ وہ گھر سا لوں سے کرائے پر ہے۔۔۔

زورین نے کہا میں نے معلوم کر لیا تھا ہر تین سال بعد وہ کرائے دار بدل دیتے ہیں اس کا مطلب یقیناً ریمنٹ ایگریمنٹ بھی کرتے ہوئے اس کا مطلب یہ ہوا کہ سارے بلز اور ایگریمنٹ ان کے پاس ہی ہونے چاہیں۔۔۔ کیا ان کے پاس کچھ فائلز ہیں تم نے ان کے پاس کوئی ڈاکیومنٹس دیکھے ہیں۔۔۔ وہ انزلہ سے پوچھ رہا تھا

یہ تو نہیں معلوم کہ وہ کون سے ڈاکیومنٹس تھے مگر بہت سارے ڈاکیومنٹ وہ لے کر بیٹھے تھے جیسے ان سب کی چھٹائی کرنے کا ارادہ ہو شاید وہ یہ ثبوت ختم کرنے جا رہے ہوں کیوں کہ اب انہیں یہ ڈر ہو گیا ہے کہ تم ان کے اس فراڈ تک پہنچ نہ جاؤ۔۔۔

ہم! اس کا مطلب ہمیں جلد ہی کارروائی کرنی ہوگی کچھ تو ان کے گھر سے ملے گا جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ اتنے سالوں سے کرایہ کھا رہے ہیں تب ہی ہم ان پر مقدمہ کر سکیں گے جس کے لیے اب ہمیں جلد سے جلد کوئی کارروائی کرنی ہوگی اسی لیے انہوں نے اک پلان بنایا۔۔۔

اگر تم کہتی ہو کہ آج اگر وہ مہتاب سے مل رہے ہیں تو ہمیں آج ہی یہ کارروائی کر دینی چاہیے۔۔۔ ہاں بالکل صحیح کل کرے سو آج۔۔۔ آج کرے سواب۔ زورین نے بہت جوش سے کہا تھا

میں کہیں جانیں سکتا لیکن تمھارے ماموں تو یہاں آسکتے ہیں۔۔۔ زورین نے بہت سنجیدگی سے کہا

کیا مطلب۔۔۔ وہ سب چونکے تھے۔۔۔

مطلب یہ کہ میرے گولی لگی ہوئی ہے اور تمہارے گھر سے مجھے دیکھنے کوئی بھی نہیں آیا اسپیشلی شرجیل ماموں کو ایسے میں سارے گلے شکوے چھوڑ کر مجھے دیکھنے آنا چاہیے۔۔۔

باقی کا کھیل اس نے تفصیل سے انزلہ سارہ اور انس کو بتایا تھا جس پر سب ہی راضی تھے مگر انزلہ گھبرا رہی تھی میں نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں کہا اب کیسے کہو گی۔۔۔ دیکھو انزلہ زورین نے اسے اپنے سامنے بیٹھالیا تھا۔ جب جنگل میں آگ لگی ہوتی ہے تو اسے روکنے کے لیے کچھ فاصلے پر درخت کاٹ کر اک اور آگ لگا دی جاتی ہے تاکہ پورے جنگل کو جلنے سے بچایا جاسکے ہم جو کچھ کر رہے ہیں اپنے دفاع میں کر رہے ہیں ہمارا مقصد انہیں نقصان پہنچانا نہیں ہے اللہ ہماری نیت دیکھ رہا ہے اور اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے ہے ہمارے پاس اور کوئی آپشن نہیں وہ خود تو کبھی بھی سچ نہیں کہیں گے ہمیں کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔۔۔ وہ مجبوراً راضی ہو گئی تھی اب مزید بے وقوف نہیں بن سکتی تھی ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔۔۔

ٹھیک ہے پھر تم پلان پر عمل کرو۔۔۔ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں زورین نے اس کا حوصلہ بڑھایا تھا وہ گھر آئی اور سیدھے نانو کے پاس گئی تھی۔ نانو ماما آپ لوگ ماموں کے ساتھ زورین سے ملنے چلی جائیں ابھی وہ بھی شکوہ کر رہے تھے کہ کسی نے انہیں پوچھا نہیں مجھے کتنی شرمندگی ہوئی ویسے بھی دودن میں ان کے سب گھر والے واپس آجائیں گے تو کیا سوچیں گے آپ شرجیل ماموں کو بھی ساتھ لے کر جائیں تاکہ ساری رنجشیں ختم ہو جائیں۔۔۔

نانو نے اسے غور سے دیکھا انہیں اطمینان ہوا کہ اب انزلہ کے دل میں زورین کے لیے کوئی غلط فہمی نہیں اچھا ہے ان دونوں کے دل صاف ہو گئے۔۔۔ بات تو تمہاری ٹھیک ہے بیٹا ہمیں اس سے ملنے ضرور جانا چاہیے اور میں شرجیل کا بھی کوئی بہانا نہیں چلنے دو گی۔۔۔

نانو میں تو ابھی ان سے مل کر آئی ہوں اس لیے اب ماموں آپ لوگوں کو لے کر جائیں اس طرح گاڑی تو ماموں کو ہی چلانی پڑے گی وہ انکار نہیں کر سکیں گے۔۔۔ انزلہ نے نانو کے دماغ میں یہ بات ڈال دی۔ نانو نے شرجیل ماموں کو فوراً نیچے بلایا تھا اور انہیں کہا تھا تم ہمارے ساتھ چل رہے ہو۔ زورین کو دیکھنے شرجیل

جیل ماموں نے دس بہانے بنائے کہ انہیں کہیں جانا ہے۔۔۔ دراصل وہ مہتاب سے ملنے والے تھے بتا بھی نہیں سکتے تھے لیکن نانو کی ناراضگی کی وجہ سے برا نہیں بننا چاہتے تھے اپنا امیج نانو کی نظر میں خراب نہیں کرنا چاہتے تھے اسی لیے مجبوراً چلنے پر راضی بھی ہو گئے۔۔۔ مہتاب سے ملنے کا پروگرام انہوں نے کچھ گھنٹے بعد کا کر لیا تھا اس لیے جلدی جلدی تیار ہو رہے تھے تاکہ جلدی واپس آسکیں۔۔۔

انزلہ نے سب کے جانے کے بعد انس کو کال کی وہ انزلہ کے گھر کے قریب ہی تھا فوراً آ گیا۔ وہ دونوں ماموں کے پورشن میں گئے۔۔۔ انزلہ جانتی تھی کہ ماموں اپنے پورشن کے مین ڈور کی چابی ڈور میٹ کے نیچے رکھتے ہیں اس لیے اسے آسانی سے چابی مل گئی۔۔۔ وہ دونوں گھر میں با آسانی داخل ہو گئے۔۔۔ ادھر جب نانو ملکہ خاتون اور شرجیل پہنچ گئے تھے۔ زورین ان تینوں کو دیکھ کر مسکراتا ہوا سلام کرتا اٹھ کر بیٹھنے لگا۔۔۔

ارے لیٹے رہو لیٹے رہو۔۔۔ کیسی طبیعت ہے زورین۔۔۔ نانو نے بہت محبت سے پوچھا تھا۔۔۔ جی نانا اب تو کافی بہتر ہے۔۔۔ زورین نے سادگی سے جواب دیا ہاں بس تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ بہت فکر ہے ہمیں تمہاری اور یہ بیٹا کچھ پھل اور جو سبز ہم تمہارے لیے لاے ہیں۔۔۔ ملکہ خاتون نے اس کے بیڈ کی سائڈ ٹیبل پر پھل رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ جب کہ شرجیل خاموشی سے کھڑے تھے کیسی ہیں آنٹی؟۔۔۔ نانو کیسی ہیں؟ سب کو سلام کر کے اب سارہ سب سے مل رہی تھی۔ شرجیل ماموں آئیں نا بیٹھیں وہ سب کے لیے کرسیاں زورین کے بیڈ روم میں ہی لا کر رکھ چکی تھی۔۔۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر شرجیل چلنے کا کہنے لگے۔۔۔

ارے ایسے کیسے جائیں گے میری شادی کے بعد آپ لوگ میرے گھر پہلی بار آئے ہیں۔ اب کھانا کھا کر جائیے گا۔ میں ایسے تو نہیں جانے دوں گی آپ لوگوں کو۔۔۔ سارہ نے بہت محبت سے سب کو روک لیا تھا۔ جب کہ نانو اس پر بوجھ نہ پڑے اسے منع کرنے لگیں۔۔۔

نہیں بیٹا کوئی تکلف کرنے کی ضرورت نہیں گھر میں کھانا بنا ہوا ہے۔ ہم تو بس زورین کی خیریت لینے آ گئے

تھے۔۔۔ نہیں نانوکوئی تکلف نہیں مجھے اچھا لگے گا۔۔۔

نانو اور ملکہ خاتون شرجیل کا منہ بنا نا بھی دیکھ رہی تھیں اس لیے رکتا نہیں چاہ رہی تھیں لیکن سارہ نے بہت اصرار کیا پھر جب زورین نے کہا کہ نانورک جائیں مجھے بھی اچھا لگے گا۔۔۔ زورین کے کہنے پر نانو اور ملکہ کو مجبور ہونا ہی پڑا۔۔۔ اچھا چلو ٹھیک ہے زورین کہہ رہے ہیں تو ہم یہیں کھانا کھائیں گے۔۔۔ سارہ نے کھانے کا انتظام شروع کر دیا تھا۔

شرجیل کا منہ بنا ہوا تھا وہ بار بار منع کر رہے تھے مگر ملکہ بھابی اور نانو کے اصرار پر رک گئے اور وہیں سے انہوں نے مہتاب کو اپنے سیل سے اگلے دن ملنے کا میسج کر دیا تھا اور اس کا اوکے بھی آ گیا تھا۔۔۔ نانو نے ہی کہا شرجیل اب تم بھی اپنا دل صاف کر لو انزلہ کا بھی دل صاف ہو گیا ہے بیٹا چھوٹی چھوٹی باتوں پر اختلافات نہیں رکھنے چاہئیں۔۔۔ اور شرجیل نے ان کی ہاں میں ہاں ملائی آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں انہیں اب کوئی اور چال چلنی تھی اسی لیے وہ ان کے سامنے اچھے بنے ہوئے تھے۔۔۔ اور ان کی ہر بات مان رہے تھے۔۔۔ مجبوراً انہوں نے بھی زورین کی خیریت پوچھی۔۔۔

انزلہ اور انس دونوں نے سب سے پہلے شرجیل ماموں کی اس خاص الماری کا تالا توڑ کر ساری فائلیں نکال لیں اور اس الماری میں بہت سارے فالٹو کاغذات رکھ دئے۔۔۔ اس کے بعد دیگر درازوں اور الماری کی تلاشی لی جہاں جہاں جو جو فالٹز ملیں وہ سب لے کر اک بیگ میں رکھتے گئے اور ہر اس فائل کی جگہ بہت سے کاغذ رکھتے جاتے تھے کسی بھی چیز کو بے ترتیب نہیں کیا تھا بظاہر سب کچھ ویسا ہی تھا۔۔۔ پھر ان دونوں نے اوپری پورشن میں آگ لگادی اور واپس مین ڈور لاک کر کے چابی ڈور میٹ کے نیچے رکھ دی۔

آگ کچھ دیر میں بڑھنا شروع ہو چکی تھی۔۔۔ انزلہ نے زورین کو میسج کر دیا کام ہو گیا ہے۔ اتنی دیر میں کمرے سے شعلے اٹھنے لگے۔

جب اسے اس بات کا یقین ہو گیا کہ تمام کاغذات اب تک جل کے خاک ہو چکے ہونگے ساتھ میں دیگر سامان بھی جل چکا تھا انزلہ نے فوری طور پر فائر بریگیڈ اور ماموں کو فون کر دیا تھا ماموں آپ کے پورشن میں آگ لگ گئی ہے پلیز جلدی آجائیں میں نے فائر بریگیڈ کو کال کر دی ہے آپ لوگ بھی فوراً آجائیں وہ تینوں کھانا کھا

رہے تھے سب چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور اٹلے قدموں واپس لوٹنے کے لیے نکلے تو زورین نے انزلہ کو کال کر دی وہ لوگ نکل گئے ہیں۔۔۔ انس یہ سن کر وہ فالتوں والا بیگ لے کر یہاں سے نکل گیا۔۔۔

فائر بریگیڈ اب تک نہیں پہنچی تھی۔ دھواں دیکھ کر محلے والے جمع ہونے شروع ہو گئے۔۔۔ اتنی دیر میں ما موں لوگ بھی پہنچ گئے۔

فائر بریگیڈ کے دیر سے پہنچنے پر اوپر کا پورا پورشن جل کر راکھ ہو چکا تھا جب کہ نچلے حصے کی باہری دیواریں کا لی ہو گئی تھیں مزید آگ بڑھنے سے پہلے فائر بریگیڈ نے آگ پر پوری طرح قابو پا لیا تھا۔۔۔

شمالیہ مامی کو اطلاع ملی تو وہ بھی فوراً میکے سے گھر واپس آ گئیں۔ جب کہ ماموں سر پکڑ کر بیٹھے تھے ان کے سا لوں کی محنت ضائع ہو چکی تھی۔ ان کا گھر جل کر تباہ ہو گیا تھا۔ امی جی اور ملکہ خاتون ان دونوں کو تسلی دے رہی تھیں انہیں بھی بہت افسوس ہو رہا تھا۔ جب کہ انزلہ بھاگ کر ان کے لیے پانی لے آئی تھی۔ وہ دونوں آنسوؤں سے رو رہے تھے۔۔۔ یہ سب ہوا کیسے؟ شر جیل انزلہ سے پوچھ رہے تھے

معلوم نہیں ماموں شاید شارٹ سرکٹ ہوا تھا میں تو سو رہی تھی کہ اچانک گھر دھوئیں سے بھر گیا مجھے سانس لینا بھی مشکل ہو گیا میں فوراً لان میں گئی تو دیکھا آپ کے کمرے سے آگ کے شعلے اٹھ رہے تھے۔ فوراً آپ لو گوں کو فون کیا ادھر فائر بریگیڈ والوں کو کال کی بس اب یہ سب آپ کے سامنے ہے۔۔۔ آگ بجھ چکی تھی اور دھواں بھی تقریباً ختم ہو گیا تھا اس لیے وہ سب اوپر گئے تو دیکھا کہ اس فالتز والی الماری میں سب کچھ جل چکا تھا جس میں سارے ڈاکیومنٹس موجود تھے۔ شمالیہ اور شر جیل کے ساتھ انزلہ، نانو اور ماما بھی اوپر گئی تھیں۔ ایسے میں یہ دیکھ کر کہ سارے ثبوت خود ہی جل گئے ہیں ورنہ اس وقت یہ لوگ وہ دیکھ سکتی تھیں۔ شر جیل دل ہی دل میں خوش ہوئے تھے چلو کچھ تو اچھا ہو گیا یہ ثبوت تو مجھے ویسے بھی مٹانے تھے۔۔۔

اب وہ سب نیچے ہی آ گئے تھے اور رات ان کے گھر ہی گزاری اگلے دن صفائی کروا کر رنگ و روغن کروایا گیا تاکہ وہ رہنے کے قابل ہو سکے۔

اگلے دن انزلہ نانو سے کہہ رہی تھی۔۔۔ نانو آپ لوگ زورین کے سامنے کہہ کر آئے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی ہے۔۔۔ وہ پریشان ہیں کہ میں خیریت سے ہوں یا نہیں اس لیے میں زورین سے مل کر انہیں تسلی دینا چا

ہتی ہوں۔ میں شام تک لوٹ آؤ گی یہ کہہ کر انزلہ دوسرے دن سارہ کے گھر گئی۔۔۔ اب چاروں بیٹھ کر فائلز دیکھ رہے تھے۔

ان فائلز میں انہیں بہت کچھ ملا پنڈی والے اس گھر کے پیپر ز جو وہ ہر سال ایگریمینٹ کے طور پر کرائے داروں سے کرتے رہے جس سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ گھر کبھی آسیب زدہ تھا ہی نہیں یعنی اتنے سالوں تک وہ اس گھر کا کرایہ وصول کرتے رہے۔

اف میرے اللہ ابھی وہ یہ سب دیکھ کر حیران ہی تھی کہ اس کی نظر اس فائل پر پڑی جو عباد حسن کے نام سے رکھی تھی۔۔۔ بابا کے نام کی فائل وہ چونکی تھی۔۔۔ اب بہت تفصیل سے پڑھ رہی تھی۔

فائل پڑھنے سے یہ ثابت ہو چکا تھا کہ بابا کا انتقال کیسے ہوا؟ ان پرغبین کا الزام لگاتا تھا اور آفس کے ڈاکیو مینٹس میں بابا کے سائن تھے۔ لیکن ساتھ ہی اخبار کی اک کٹنگ بھی رکھی تھی جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ شر جیل نے یہ فراڈ کئے تھے اور اسی لیے انہیں آفس سے بے دخل کر دیا گیا تھا جس کا بہانہ انہوں نے دوست کی یاد بتا یا تھا کہ اس لیے میں نے نوکری چھوڑ دی۔۔۔ وہ رو رہی تھی اک طرف اس کے بابا بے قصور ثابت ہو چکے تھے جس کا علم اسے ابھی ہوا تھا دوسری طرف شر جیل ماموں جن کے احسانات کے بوجھ نے کبھی یہ سوچنے ہی نہ دیا کہ وہ بھی کبھی دھوکہ دے سکتے ہیں۔۔۔

اوہ تو بابا نے شر جیل ماموں پر بھروسہ کر کے غلطی کی تھی یہ سب کچھ شر جیل ماموں کی وجہ سے ہوا تھا کیونکہ غبن کا الزام جو بابا پر لگا اس غبن کو کرنے والے شر جیل ہی تھے۔ پولیس انکوائری سے شر جیل کے بینک اکاؤنٹ سے وہ ساری رقم برآمد ہو گئی تھی جب کہ بابا کو کلیر قرار دے دیا گیا تھا۔۔۔ جب آفس میں شر جیل کے خلاف ثبوت مل گئے تو انہیں نوکری سے نکال دیا گیا تھا۔ اور اسی کیس کے سلسلے میں وہ پچھلے کئی سالوں سے کورٹ کے چکر لگا رہے تھے۔ اسی فائل میں کورٹ کیس کے سارے ڈاکیو مینٹس تھے جن سے یہ ساری تفصیلات انہیں معلوم ہوئیں۔۔۔ ان ہی فائلوں میں ان کے بینک اکاؤنٹ کا سارا ریکارڈ بھی موجود تھا۔

انزلہ حیران تھی مگر اس پر آج ساری ہی حقیقت کھل چکی تھی۔۔۔ وہ خاموشی سے گھر لوٹ آئی اور اب مزید ثبوت جمع کرنا چاہتی تھی اس کی وکالت پڑھنے کا اصل مقصد تو بابا کو سچا ثابت کرنا تھا مگر وہ تو سالوں پہلے ہی سچے

ثابت ہو چکے تھے مگر قصور وار اب بھی اپنی سزا سے دور تھے انہیں سزا دلوائے بغیر اسے اب چین نہیں آنا تھا اس کے دل میں آگ لگی ہوئی تھی۔ جو شرجیل ماموں کو سزا ملنے سے ہی بجھ سکتی تھی مگر ابھی اسے صبر کرنا تھا۔ انزلہ بہت خاموشی سے شرجیل ماموں کے خلاف سارے ثبوت اکٹھے کر رہی تھی۔

اب اس کا دماغ اسی انداز میں سوچنے لگا تھا اسے خیال آیا اس نے جو باتیں شرجیل ماموں کے بارے میں کبھی نہ سوچیں تھیں اب سارے ثبوت دیکھ کر وہ بھی سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی وہ پچھلے کئی سال جو اس کی یادداشت میں تھے انہیں کھنگالنے لگی کہ اسے اک اور خیال آیا جب یہ سالوں سے گھر کا کرایہ کھا سکتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ منا حل آپنی کی شادی کا زیور بھی ان سے نہ چھنا ہوا اگر وہ زیور چھنا تھا تو اس کی کوئی نہ کوئی ایف آئی آر ضرور کٹی ہوگی۔۔۔ اس لیے مجھے اس بارے میں بھی معلوم کرنا چاہیے۔۔۔ انزلہ نے انسپکٹر داؤد کی مدد سے مختلف تھانوں سے ریکارڈ معلوم کروایا۔۔۔

لیکن کہیں بھی ایسی کوئی رپورٹ درج ہی نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی شرجیل ماموں کی موٹر سائیکل چھننے کی کوئی رپورٹ درج تھی۔ جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ یہ بھی اک جھوٹ تھا اک دکھاوا اک ڈرامہ تھا جس سے ان سب کو با آسانی بے وقوف بنایا گیا تھا۔۔۔ اس موٹر سائیکل کی کبھی کوئی چوری کی رپورٹ درج نہیں ہوئی اسے یقین ہو گیا کہ بہت بڑا کھیل ہے جو ان سب کے ساتھ کھیلا جا رہا تھا اور وہ سب پچھلے پچیس سال سے بے وقوف بن رہے تھے اب اسے ہی سب جاننا تھا۔۔۔

انسپکٹر داؤد نے اس دوسرے دہشت گرد کو پکڑ لیا تھا اب وہ بھی قانون کے شکنجے میں تھا۔ انسپکٹر داؤد نے اپنی خاص مہمان نوازی سے اس سے اگلو لیا تھا کہ انس اور زورین پر قاتلانہ حملے کیلئے اسے کس نے کہا تھا وہ پروفیشنل کرمنل تھے اور یہ سب کچھ پیسے کے لیے کرتے تھے دہشت گرد نے اس شخص کا نام لیا تھا جس نے پیسے دے کر یہ کام کرنے کو کہا تھا۔



ڈائری پڑھ کر زورین پر اپنے وجود کا راز کھل گیا تھا۔ اس راز کو جاننے کے بعد زورین کو اپنی زندگی اک دم بے رنگ اور بدمزہ لگنے لگی تھی۔ وہ سب کچھ جو اس نے زندگی بھر سیکھا تھا وہ سب جھوٹ تھا یا جو کچھ وہ اب جانتا

تھا۔ وہ جھوٹ تھا وہ فیصلہ کرنے کی صلاحیت کو جیسے کھوتا جا رہا تھا۔ ہر وہ چیز ہر وہ بات جو اسے صحیح راستہ دکھاتی تھی۔

اب خود اندھیرے میں کہیں گم تھی اس کے آس پاس وہ نور نہیں تھا جو سچ کا ہوتا ہے۔ جھوٹ !! ہاں وہی جھوٹ جو ہر برائی کی جڑ ہے۔ ہر بدی کو ہر شر کو عروج دینے والی صرف اک بات اک شے ہے اور وہ ہے جھوٹ ہاں یہی جھوٹ ہی تو ہے جو اسے اپنا اپ اجنبی لگنے لگا وہ جو یہ سمجھتا تھا کہ زندگی میں اس نے کبھی جھوٹ نہیں کہا وہ جو خود کو اک سچا انسان تصور کرتا تھا درحقیقت جھوٹ تھا کیونکہ وہ خود اک جھوٹی زندگی جی رہا تھا۔ حالانکہ اس نے آج تک کبھی کسی کو دھوکا نہیں دیا تھا مگر آج اسے معلوم ہوا کہ وہ خود اک دھوکا ہے۔ اک ایسا فریب جو پوری زندگی پر محیط ہے موسم سرما کی اک ڈھلتی ہوئی شام میں تنہائی اور اداسی کا لبادہ اوڑھے وہ انس کے گھر کی بالکونی میں بیٹھا چائے پی کر سر میں ہونے والے شدید درد کو ختم کرنے کی ناکام سی کوشش کر رہا تھا۔ ضبط کی ساری حدوں کو توڑ کر کوئی آنسو ان چمکتی ہوئی آنکھوں سے باہر آ جاتا تو بڑی سرعت سے اسے صاف کرتا۔ وہ اک بار پھر مضبوط دھکنے کی کوشش کرنے لگتا۔ انس اور سارہ اس کی ضرورتوں کا خیال تو رکھ رہے تھے مگر وہ ان کے سامنے خود کو کمزور ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ آنسو پونچھ کر اک بار پھر انہی یادوں کی وادی میں کھو گیا۔ جواب اس کے ساتھ ہمیشہ رہنے والی تھیں۔۔۔ وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کئے ان لمحات میں کھو گیا۔

جب اس کے گھر کے لان میں بابا کے ساتھ کرکٹ کھیلتے ہوئے بچن کی کھڑکی کا شیشہ ٹوٹ گیا تھا تو بابا نے جلدی سے اس کے ہاتھ سے بیڈ لے لیا تھا ماما جب باہر آئیں تو ان کے کچھ بھی کہنے سے پہلے بابا نے دونوں کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے انہیں سوری کا اشارہ کیا تھا اور ساتھ ہی سوری کے الفاظ بھی ادا کیے تھے وہ حیران ہی کھڑا رہ گیا تھا اور ماما بچہ کہے بنا ہی واپس لوٹ گئیں تھیں۔

وہ بابا سے پوچھ رہا تھا۔۔۔ بابا کوئی چیز ٹوٹ جائے تو آپ ہی تو کہتے ہیں کہ ٹوٹنے والی چیز تھی ٹوٹ گئی۔ تو پھر معافی کی کیا ضرورت تھی؟ اور ویسے بھی شیشہ تو میرے شارٹ سے ٹوٹا تھا پھر آپ نے معافی کیوں مانگی؟۔۔۔

بابا مسکرائے اور بہت پیار سے اپنے چھ سال کے بچے کے معصوم سوال کا جواب دینے کے لیے اسے اپنی گود

میں بٹھا کر پیار کرنے لگے۔۔۔ دیکھو بیٹا معافی مانگنے سے کوئی چھوٹا نہیں ہو جاتا بلکہ ایسا کہوں کہ معافی مانگنے سے انسان بڑا ہو جاتا ہے اور اس کی انا غصہ اور نفرت ہار جاتی ہے جب کہ اگر انسان معافی نہ مانگے تو انا، غصہ اور نفرت کی دیواریں چاروں جانب سے انسان کو گھیر لیتی ہیں اور اتنی بلند ہوتی جاتی ہے کہ انسان بہت چھوٹا ہو کر ان کا قیدی بن جاتا ہے اور اسی چھوٹے پن میں چھوٹی حرکتیں کر جاتا ہے۔ ہم انسان ہیں اور ہم سب سے ہی غلطیاں ہوتی ہیں کیونکہ انسان تو ہے ہی غلطی کا پتلا لیکن بڑا شخص وہ ہے جو اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے اسے قبول کر لے۔۔۔ دیکھا تم نے تمھاری ماما کا غصہ کیسے ختم ہو گیا اگر میں معافی نہ مانگتا تو لڑائی ہوتی اور حاصل کچھ نہیں ہو تا ان کو غصہ آتا اور پھر مجھے بھی غصہ آتا اور بات بڑھتی جاتی دل میلے ہوتے اور نفرتیں پیدا ہونے لگتیں۔۔۔ تم جا نئے ہو ایسا کیوں ہوتا ہے؟

انہوں نے اچانک ہی سوال کر دیا تھا اور وہ بس انہیں دیکھتے ہوئے اپنا سر فنی میں ہلا رہا تھا۔۔۔ کیونکہ غصہ کرنا شیطانی صفت ہے اسی لیے اسلام میں غصہ کرنا حرام ہے جب کہ معاف کر دینا رحمانی صفت ہے یعنی اللہ کی صفت تو کیوں نہ ہم مسلمان ہوتے ہوئے اس رحمانی صفت پر قائم رہیں۔ کیوں کسی حرام کام کو کریں جس سے دین اور دنیا دونوں ہی خراب ہو جائیں۔

اور رہی بات یہ کہ شیشہ تو آپ کے شارٹ سے ٹوٹا تھا تو میں نے معافی کیوں مانگی۔۔۔ اس کی دو وجوہات ہیں اک تو یہ کہ میرے بول پر شارٹ لگا تھا جس کے لیے میں ذمہ دار ہوں اور دوسری یہ کہ آپ کو معلوم ہو کہ معافی مانگنا کوئی بری بات نہیں اگر میں آپ سے کہتا کہ آپ معافی مانگو تو ہو سکتا ہے کہ آپ کی انا آپ کو ایسا کرنے سے روکتی اور یہی انا، غصہ اور لڑائی کا باعث بنتی مجھے یقین ہے کہ اگلی بار اگر آپ سے کوئی غلطی ہوگی تو آپ کسی سے معافی مانگتے ہوئے ہچکچائیں گے نہیں۔ جو کام میں آپ سے کرنے کو کہہ رہا ہوں اس پر خود بھی عمل کر کے دکھا دیا ہے مجھے امید ہے آپ میری بات سمجھ گئے ہونگے اس بچے نے مسکراتے ہوئے حامی بھر لی جیسے اک اک لفظ اس کے سینے میں اتر گیا ہو۔۔۔۔

چلو آج معافی پر بات نکلی ہے تو یہ بھی سن لو کہ اگر کوئی آپ سے معافی مانگتا ہے تو اسے معاف کر دینا چاہیے کیونکہ معاف کر دینا اللہ کو پسند ہے۔۔۔ بیٹا۔۔۔ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی تو آپ مجھے معاف کر دو گے نا

-- بابا اک جذب کے عالم میں اس سے پوچھ رہے تھے جب کہ چند لمحوں کے لیے وہ ساکت کھڑا رہ گیا پھر مسکرا کہ کہنے لگا۔۔۔ کیسی باتیں کرتے ہیں۔۔۔ آپ سے کیسے غلطی ہوگی آپ تو میرے سپر بابا ہیں۔ یو آر دی ورلڈ بیسٹ بابا آپ تو کچھ غلط کر ہی نہیں سکتے۔۔۔ یہ کہتے کہتے وہ بابا کے گلے میں اپنی بانہیں ڈال کر جھول گیا۔
 نہیں بیٹا! ایسا نہیں ہے میں بھی انسان ہی تو ہوں ہو سکتا ہے مجھ سے ایسی کوئی غلطی ہوگئی ہو جس کی میں تم سے معافی بھی نہیں مانگ سکتا کیونکہ اگر میں نے تمہیں بتایا تو تم دھمی ہو جاؤ گے جو میں نہیں چاہتا کیونکہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔۔

تو ٹھیک ہے آپ مجھے نہیں بتائیں میں آپ کو کو ایسے ہی معاف کرتا ہوں۔۔۔ اس نے بابا کے اس اعتراف پر بڑی فراغ دلی سے اپنی مسکراہٹ سے معافی کی مہر لگا دی۔



اعجاز ماں کو تو کھو ہی چکے تھے مگر خود بھی گہری سوچ میں گم ہو چکے تھے اندر ہی اندر جیسے کوئی لاوا پک رہا تھا انہیں 25 سال پرانا ماضی کا وہ بند بابا یاد آ رہا تھا جب۔۔۔ ناشتے کی ٹیبل پر اعجاز اماں اور سمرا سے کہہ رہے تھے اماں میں کینیڈا جا رہا ہوں۔ بس اک ہفتے کی بات ہے آ جاؤں گا۔۔۔ مجھے خود بہت پریشانی ہے سرمہ کی ڈیلوری کا وقت نزدیک آتا جا رہا ہے لیکن جانا بھی ضروری ہے نوکری کا سوال ہے بار بار ایسی نوکری ملتی بھی نہیں۔ اماں نے اعجاز کو تسلی دی۔۔۔ نہیں بیٹا تم پریشان نہ ہو ہم سمجھتے ہیں تمہاری مجبوری میں ہوں یہاں اور پھر ابھی تو وقت ہے جب تک تو تم ابھی جاؤ گے۔ اعجاز چلے گئے دو دن بعد ہی سرمہ کو اسپتال لے جانا پڑا تو دونوں بچوں ظفر اور اشعر کو پڑوس میں چھوڑ کر اماں سرمہ کو اسپتال لے گئیں۔ ڈیلوری ہوگئی تھی۔

اس کے بعد یہ سب کچھ انہیں اماں اور کچھ سرمہ نے بتایا تھا جس پر وہ اب غور کر رہے تھے کہ کئی گھنٹوں کے بعد سرمہ ہوش میں آئی تو اسنے اپنے بچے کے بارے میں خالی جھوٹے کو دیکھتے ہی پوچھا۔۔۔ اماں بچہ کہاں ہے؟۔۔۔

ارے تم ٹھیک ہو بیٹا۔۔۔ بہت پیارا بیٹا ہوا ہے۔۔۔ مبارک ہو تم کو۔۔۔ اماں بی نے بہت محبت سے سرمہ کو گلے لگاتے ہوئے مبارک باد دی۔

جی اماں شکریہ۔۔۔ پردہ ہے کہاں؟۔۔۔ سمرہ نے اک بار پھر سوال کیا

ابھی آجائے گا اسے اک نرس لے کر گئی ہے چیک آپ کے لیے کہہ رہی تھی ڈاکٹر کو دکھانا ہے۔۔۔

اماں بی نے بڑی سادگی سے کہہ دیا۔ ابھی اعجاز کا کبھی فون آیا تھا تھا راپوچھ رہے تھے میں نے بتایا ابھی ہوش نہیں آیا ہے۔ اعجاز دو دن سے بہت کوشش کر رہے تھے آنے کی مگر موسم کی خرابی کی وجہ سے فلائٹ نہیں مل رہی تھی مگر اب وہ کراچی پہنچ گئے ہیں آتے ہی ہونگے ایئر پورٹ سے فون کیا تھا تم پریشان نہ ہو۔ اماں آپ دیکھ کر تو آنیں کتنی دیر ہوگئی بچے کو کہاں لے گئے ہیں یہ لوگ۔۔۔ سمرہ کو اب بچے کی فکر ہونے لگی تھی۔

اچھا میں دیکھتی ہوں۔۔۔ وہ اٹھ کر کھڑی ہوئی ہی تھیں کہ دروازے پر نوک ہوئی ڈاکٹر راوند پر تھیں۔۔۔ آجائیں۔۔۔ ڈاکٹر صاحبہ اندر آئیں اور آتے ہی مسکراتے ہوئے سمرہ سے پوچھا۔

کیسی ہیں سمرہ؟ اب آپ کیسے فیل کر رہی ہیں؟۔۔۔ جی ڈاکٹر صاحبہ اب تو میں ٹھیک ہوں مگر وہ آپ کی نرس ہمارے بچے کو لے کر گئی ہوئی ہے بہت دیر ہوگئی اب تک آئی نہیں سمرہ نے اپنی فکر مندی سے ڈاکٹر کو آگاہ کیا۔۔۔ ڈاکٹر سین کرچونک گئی کون سی نرس بچہ لے کر گئی ہے؟

اماں نے کچھ گھبراتے ہوئے کہا وہ کوئی نرس تھی۔ اس نے نرس کا لباس پہنا ہوا تھا اس نے کہا کہ بچے کا چیک اپ ہوگا اس لیے ڈاکٹر کو دکھانا ہے۔۔۔ یہ کہہ کر وہ اس بچے کو لے کر گئی تھی۔۔۔

آپ نے بچہ ایسے کیسے کسی بھی نرس کو دے دیا؟ ہمارے یہاں تو ڈاکٹر خود پیشیٹ کے روم میں آکر بچے کو دیکھتے ہیں۔۔۔ بچے کو نہیں بلواتے۔۔۔ خیر میں دیکھتی ہوں آپ پریشان نہ ہوں میں معلوم کرتی ہیں۔۔۔ ڈاکٹر اچانک سے پریشان ہوگئی تھی اور اس کے چہرے کے تاثرات سے اماں بی اور خاص کر سمرہ اک دم گھبرا گئی تھیں۔۔۔

ڈاکٹر روم سے باہر آکر اب ریسپشن پر موجود تمام نرسوں سے انکو آڑی کر رہی تھیں اور ان کا شک یقین میں بدلتا جا رہا تھا۔۔۔

کسی بھی نرس کو بچے کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا۔۔۔

اماں سمرہ کو چھوڑ کر کمرے سے نکل آئی تھیں اور اب نرسوں سے اپنے بچے کا پوچھ رہی تھیں۔۔۔

ہمارا بچہ کہاں ہے؟۔۔۔

ہمیں کیا معلوم آپ کا بچہ کہاں ہے اپنے بچے کا خود خیال رکھتی نہیں ہیں اب ہماری نوکری پر مصیبت آئے گی اک تنگ مزاج نرس نے بڑے غصے سے کہا تھا۔۔۔

تم لوگوں میں سے کوئی تو لے کر گئی تھی اب کہہ رہی ہو کہ ہمیں کیا معلوم۔۔۔ اماں بی اک دم سے روہانسی سی ہو گئی تھیں جب کچھ سمجھ نہ آیا تو انہوں نے رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔ ان کی لڑائی جاری تھی کہ اعجاز بھی آگئے۔ کیا ہوا ہے اماں؟۔۔۔ آپ روکیوں رہی ہیں؟۔۔۔ بڑی مشکلوں سے خود کو سنبھالتے ہوئے اماں نے اعجاز کو بتایا تھا کہ بچہ غائب ہو گیا ہے کسی کو نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے؟

۔۔۔ اعجاز کو جیسے کرٹ لگا تھا اماں کیا کہہ رہی ہیں؟ آپ کہاں تھیں اور یہ سب کیسے ہوا؟ سمرہ کہاں ہے؟۔۔۔ اعجاز کی آواز میں پریشانی کے ساتھ غصہ بھی تھا آواز اچانک تیز ہو گئی تھی۔ وہ کمرے میں ہے اور ابھی اسے کچھ نہیں معلوم۔۔۔ اماں نے کمرے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اعجاز کو بتایا۔۔۔

یہ سب ہوا کیسے مجھے تفصیل سے بتائیں۔۔۔۔۔ اماں کو روتا دیکھ کر اسے یہ بھی فکر تھی کہ ان کو یہی کچھ نہ ہو جائے اپنے آپ پر قابو پاتے اب وہ ان سے تفصیل لے رہا تھا۔۔۔۔۔ اچھا آپ سمرہ کے پاس جائیں میں دیکھتا ہوں۔ وہ اتنی دیر میں اپنے دوستوں کو فون کرتے ہوئے ایم ایس کے آفس میں پہنچ چکے تھے۔۔۔ انہیں اپنی پریشانی سے آگاہ کرنے کے بعد وہ کبھی اک وارڈ میں دوڑتے تو کبھی دوسرے کسی چائلڈ اسپیشلسٹ کے روم میں جھانکتے۔

ہاسپٹل کے ایم ایس سے لے کر ہرڈاکٹر اور پھر نرسز وارڈ بوائے سب سے اس بارے میں معلومات حاصل کر رہے تھے۔۔۔

اماں کے رونے کی وجہ سے سمرہ کچھ کچھ سمجھ چکی تھی کہ کچھ ہوا ہے۔۔۔

اماں کیا ہوا ہے؟ میرا بچہ کہاں ہے؟ میرا مظہر کہاں ہے؟۔۔۔ کیا ہوا ہے اسے؟ وہ ٹھیک تو ہے نا؟۔۔۔ اور اماں نے کچھ کہنے کے بجائے اسے سینے سے لگا کر رونا شروع کر دیا تھا اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

کیا میرا بچہ اسے کچھ ہو گیا ہے؟۔۔۔

کچھ سمجھتے ہوئے سمرہ نے اک اور سوال کر دیا تھا۔۔۔ اس کے دل کی حالت عجیب ہو رہی تھی وہ جیسے اندھیروں میں ڈوبتی جا رہی تھی۔۔۔ تمہارا بچہ شاید اغوا ہو گیا ہے اماں کو مجبوراً بتانا ہی پڑا۔۔۔ اماں کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ وہ جیسے دھک سے رہ گئی تھی۔ اس کی آواز کہیں دور کنویں سے آتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ اماں بی اسے تسلی دے رہی تھیں اور ساتھ ساتھ دعا بھی کر رہی تھیں لیکن سمرہ کا رو رو کر برا حال ہوا جا رہا تھا اماں بی کبھی اسے پانی پلاتیں تو کبھی وہ اٹھنے کی کوشش کر رہی ہوتی کہ میں خود ڈھونڈوں گی اماں بی زبردستی بٹھائیں ایسی حالت میں تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

اعجاز ڈھونڈ رہے ہیں مل جائے گا۔ ان کے اس اطمینان پر اک لمحے کو وہ اماں بی کو خاموشی سے دیکھ گئی پھر روتے روتے اماں سے پوچھنے لگی یہ سب کیسے ہوا؟۔۔۔ اور اماں بی اسے ساری تفصیلات سے آگاہ کر رہی تھیں۔۔۔

ایم ایس خود بھی سختی سے اپنے اسٹاف سے معلوم کر رہے تھے مگر کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ اعجاز اپنے دوستوں کو فون کر چکے تھے بہت سے دوست اپنے اپنے تعلقات استعمال کرتے ہوئے ایس پی، ڈی ایس پی اور دیگر پولیس افسران کو وہاں بلا چکے تھے۔ ساری نرسز کو لائن حاضر کیا گیا تھا۔۔۔ اماں جی غور سے دیکھیں یہی ساری نرسز ہمارے یہاں کام کرتی ہیں اور ساری ہی یہاں موجود ہیں آپ سے کون بچے کو لے کر گئی تھی۔۔۔ ایم ایس اور دیگر ڈاکٹرز بھی وہاں موجود تھیں اور اب اماں سے پوچھ گچھ کر رہے تھے۔

نہیں بیٹا ان نرسوں میں سے تو کوئی بھی نہیں تھی۔۔۔ اماں بی نے اک اک کو بہت غور سے دیکھنے کے بعد اداسی سے یہی بیان دیا تھا۔

بچے کے اغوا ہونے کی رپورٹ پولیس تھانے میں درج کر دادی گئی تھی۔ سمرہ کا رو رو کر برا حال تھا وہ بار بار بے ہوش ہو جاتی تھی اک ڈاکٹر اس کی اس حالت کے پیش نظر ایم ایس کی خاص ہدایت پر اس کے کمرے میں بھیج دی گئی تھی۔ میڈیا اور پرنٹ میڈیا سے تعلق رکھنے والے جرنلسٹ مریج مصالحوں کے ساتھ خبر کو نشر اور شائع کر رہے تھے۔ اسپتال کی بدنامی ہو رہی تھی۔ اعجاز نے بہت غصہ کیا کیسے

یہ سب ہو گیا اسپتال میں ہنگامہ مچا تھا اماں یہ سب ہوا کیسے؟ اعجاز بہت دکھ سے پوچھ رہے تھے۔۔۔ کیا بتاؤں بیٹا میں تو سمر کے پاس تھی اک نرس آئی اس نے نرس کے کپڑے پہنے ہوئے تھے مجھ سے بولی آپ کے ساتھ کوئی اور ہے میں نے کہا۔۔۔

نہیں۔۔۔ تو کہنے لگی آپ بچہ مجھے دے دیں میں اوپر ڈاکٹر صاحب سے چیک آپ کروا کر لے آتی ہوں۔۔۔

میں بھی اس کے ساتھ جانے لگی تو بولی آپ پیڈنٹ کے ساتھ رہیں ڈاکٹر صاحبہ چیک آپ کے لیے راونڈ پر ہیں آتی ہوگی کوئی دوا وغیرہ منگوانی ہوگی تو آپ کی ضرورت پڑے گی۔۔۔ وہ یہ کہہ کر رونے لگیں۔۔۔

اعجاز ماں کو سنبھالتا تو کبھی بیوی کی دل جوئی کرتا۔ اماں کے پاس سوائے تسلیوں کے اب کچھ نہ تھا۔ اعجاز نے اپنے دوست احباب کے ساتھ مل کر پریس کلب کے سامنے احتجاج بھی کیا مگر سوائے اک خبر بننے کے اور کچھ بھی نہ ہوا۔ اسپتال کی بدنامی کے ساتھ ساتھ والدین کی مظلومیت کی داستان ہر زبان پر آئی ہوئی تھی۔ اماں بی اور اعجاز کا پولیس نے خاص طور پر اسپتال میں ہی بیان لیا تھا اور انہوں نے اسپتال کے ایڈمنسٹریٹر سے بھی پوچھ گچھ کی اماں بی کو افسوس تو ہو رہا تھا لیکن سرمہ کو تسلی دینے کے سوا ان کے پاس اب چارہ بھی کوئی نہیں تھا وہ اسے یہ کہہ کر ڈھارس باندھ رہی تھیں کہ تمہارے آگے اللہ رکھے دو بچے ہیں اسپتال انتظامیہ جلد سے جلد انہیں وہاں سے بھگا دینا چاہتی تھی تا کہ جلد ہی یہ معاملہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جائے اور ٹھنڈا ہو کر دب جائے تا کہ اسپتال کی کم سے کم بدنامی ہو۔۔۔

پولیس بار بار ان کے کمرے میں جا کر اک ہی بات کو کئی کئی زاویوں سے اور مختلف آفیسرز کے ذریعے معلوم کر رہی تھی اور ہر بار بیان دینے کے بعد وہ سب پہلے سے زیادہ مایوسی میں گھر جاتے تھے۔ کیونکہ دودن ہو جانے کے بعد بھی بچے کا کچھ پتہ نہیں چلا تھا اور گھر میں اشعر اور ظفر پریشان ہو گئے تھے۔ پڑوسیوں کے گھر کب تک چھوڑا جاسکتا تھا اسی لیے اب تیسرے دن شام تک وہ سرمہ کو گھر لے آئے تھے رومانہ اور طاہر کو بچے کے غائب ہونے کی اطلاع دی گئی تو طاہر اگلی ہی فلائیٹ سے کراچی آگئے تھے جبکہ رومانہ مستقل فون پر رابطے میں تھیں۔ سرمہ بھا

بھی آپ پریشان نہ ہوں۔ وہ مل جائے گا اور اللہ اس کی حفاظت کرے گا ہم سب اس کے لیے دعا کریں گے۔۔۔ آپ اپنا خیال کریں ابھی آپ بہت کمزور ہیں اگر اسی صدمے میں آپ کی زیادہ طبیعت خراب ہوگئی تو ظفر اور اشعر کا کون خیال کرے گا۔ تسلی بھرے یہ جملے رومانہ کی طرف سے سمرہ کو سننے کو ملتے تو اس کا دل بھر آتا آنسو خود بخود اس کی آنکھوں سے بہنے لگتے۔ صرف اک رومانہ ہی نہیں بلکہ اس کے میکے والے بھی اور دیگر رشتے دار محلے والے ہر کوئی انہیں تسلیاں دے رہے تھے ہر کوئی صبر کرنے کا مشورہ دیتا مگر صبر کرنا اس کے لیے کتنا مشکل کام تھا اس وقت بس وہ ہی جان سکتی تھی جس کرب اور اذیت سے وہ گزر رہی تھی اس کا اندازہ لگانا ناممکن تھا۔ وہ بس اتنا کہتی کہ اک امید سی ہے کہ شاید وہ کہیں سے واپس آجائے میں نے تو اس کا چہرہ بھی نہیں دیکھا۔۔۔ مر نے والے کا صبر آجاتا ہے لیکن کسی زندہ انسان کے کھوجانے کا صبر نہیں آتا کیونکہ دل کو اک امید سی بندھی رہتی ہے کہ جانے کب وہ آجائے اور یہی امید اندر ہی اندر ڈستی رہتی ہے جو ہمارے زخموں کو تازہ رکھتی ہے۔۔۔

سمرہ اکثر راتوں کو جاگتی رہتی اور سوچتی رہتی جب بھی اعجاز کی آنکھ کھلتی اسے سونے کا کہتے مگر کچھ دیر بعد وہ پھر بیٹھی کچھ سوچ رہی ہوتی اگر کبھی سو بھی جاتی تو کسی خواب کو دیکھ کر ڈر جاتی اور اٹھ کر چیخنے لگتی۔۔۔ میرا بچہ میرا مظہر وہ لے جا رہی ہے اسے روکو۔۔۔ اسے پکڑو۔۔۔ وہ سارا دن گم سم سی بیٹھی رہتی۔ کوئی کام کرتی تو اس میں بھی اس کا دھیان نہیں لگتا کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہو ہی جاتی۔۔۔ وہ بہت زیادہ چڑچڑی رہنے لگی تھی اکثر بات بے بات بچوں کو ڈانٹ دیتی۔ گھر بھر کا ماحول ٹینشن زدہ ہو گیا تھا بچے علیحدہ ماں کی حالت دیکھ کر کڑتے رہتے۔ لیکن کسی کے اختیار میں کچھ نہ تھا۔



اعجاز اس راز کو جاننے کے بعد اندر سے ٹوٹ چکے تھے اگر بیوی کو بتاتے تو ماں کا بھرم ٹوٹ جاتا اور اگر بیوی سے چھپاتے تو اک ماں ساری زندگی اپنے مکشودہ بیٹے کے ملنے کی آس لگائے رہتی تڑپتی رہتی انکی سمجھ سے باہر تھا کہ وہ کیا کریں۔ ہفتہ بھر بعد رومانہ اور طاہر واپس لاہور جانے والے تھے اور اس پورے ہفتے میں اعجاز نے سیدھے منہ ان دونوں سے بات بھی نہ کی تھی وہ ان کے ساتھ بیٹھ ہی نہیں رہے تھے یا تو اپنے کمرے میں بند رہتے یا پھر گھر سے ہی باہر چلے جاتے کھانا بھی کمرے میں ہی کھاتے سمرہ بار بار سمجھاتی دیکھیں وہ ہمارا سمدھیانہ

ہے آپ کی بہن ہیں انہیں بھی اتنا ہی صدمہ ہے اماں کے جانے کا جتنا آپ کو ہے انہیں تسلی تو دیں ان سے بات کریں لیکن اعجاز مسلسل خاموش تھے سمرہ اس لیے بھی رومانہ اور طاہر سے زیادہ اچھے طریقے سے پیش آ رہی تھیں کیونکہ انہیں اب بھی امید تھی کہ زورین کی شادی شفق سے ہو جائے گی اماں کو وٹے سٹے پر اعتراض تھا مگر اب تو اماں ہی نہیں رہیں تو کون اعتراض کرے گا۔۔۔ ایمین کے ساتھ ساتھ وہ بھی ان دونوں کا بہت خیال رکھ رہیں تھیں اک موقع پر جب رومانہ نے روتے ہوئے اعتراض کیا کہ اعجاز بھائی نے تو کوئی بات ہی نہیں کی ہم سے تو سب نے یہی کہا کہ وہ بہت دکھی ہیں وہ کسی سے بھی زیادہ بات نہیں کر رہے مگر حقیقت کچھ اور ہی تھی۔



چند صحافیوں کے گروپ نے تو پوری ڈاکیومنٹری فلم بنالی تھی۔ جس میں انہوں نے یہ ثابت کیا تھا کہ ڈاکٹر کا مران حمزہ سمیت دیگر کئی سرکاری افسران اور سیاسی مخالفین کے قتل میں زاہد حسین ملوث رہے ہیں ان پر مقدمہ چلا اور انہیں گرفتار کر لیا گیا تھا۔ انس سرکاری وکیل کی حیثیت سے ان کے خلاف مقدمہ لڑ رہا تھا۔ جب کہ زاہد حسین ہمیشہ کی طرح آج بھی ان تمام ثبوتوں کو مٹانے کی کوشش میں اسے بھاری رقم کی پیش کش کر رہے تھے اور جسے اس نے دھتکار دیا تھا۔۔۔ آج وہ کہہ رہے تھے تم میرے بھانجے ہو میرے بیٹے ہو میرا اتنا ساتھ نہیں دو گے اسی خوشامد میں وہ وراثت کا وہ حصہ جواب تک دبائے بیٹھے تھے وہ بھی دے چکے تھے مگر انس ٹس سے مس نہ ہوا۔ بازاروں اور سڑکوں پر مورچے نکالے جا رہے تھے بھولی عوام ثبوت ملنے کے باوجود زاہد حسین کی رہائی چاہتی تھی وہ کہتے تھے کہ ان پر جھوٹے الزامات لگائے جا رہے ہیں۔۔۔ لیکن کب تک زاہد حسین بچ سکتے تھے۔ وہ قانون کے شکنجے سے تو بچ نکلے تھے۔ اک ڈیل کے تحت ملک سے باہر جا چکے تھے لیکن موت نے انہیں اس دیار غیر میں بھی جا پکڑا۔۔۔ وہ موت سے بچ کر کہاں جا سکتے تھے۔۔۔ اک مہلک اور لاعلاج مرض نے ان کی سا ری دولت ساری طاقت کے گھمنڈ کو چکنا چور کر دیا اور وہ وقت بھی آ گیا جب وہ تڑپ تڑپ کر اس دنیا سے چلے گئے۔۔۔ عروبہ اس خاندان کی آخری وارث بچی تھی جس کے بل پر یہ سیاسی پارٹی اک بار پھر لنگڑاتے ہوئے کھڑی ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اک بار پھر اک نیا چہرہ اس ملک کی عوام کو لوٹنے کے لیے تیار تھا جس پر لوگ دل و جان سے فدا ہوئے جا رہے تھے۔۔۔ اتنی دولت اتنی طاقت ہونے کے باوجود عروبہ خود کو تنہا محسوس کر

تی ہے اور ڈرتی رہتی ہے کہ اس دولت کو حاصل کرنے کے لیے کب کون اس کی جان لے لے نہ جانے کون ہو جو آستین کا سانپ بن کر اس کے گرد گھیرا تنگ کر رہا ہو۔۔۔ بھائی دونوں ختم ہو گئے باپ بھی اس دنیا سے چلا گیا ماں ڈھنی مریضہ بن گئی وہ خود بظاہر آزاد ہے مگر خوف کی قیدی ہے اور اس کی زندگی کا اک اک پل اسی خوف کی قید میں گزر رہا ہے دولت بہت ہے پر لمحے بھر کا سکون نہیں۔



انسپکٹر داؤد کے پاس اقدام قتل کا گواہ تھا اور اسی بنیاد پر شرجیل اور مہتاب کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔۔۔ اگلے دن ہی انزلہ نے شرجیل پر دھوکے کا دعویٰ دائر کر دیا تھا۔۔۔ شملہ نے آ کر ملکہ خاتون اور نانو کو بہت باتیں سنائیں ہمارے غلوں کا آپ لوگوں نے یہ انعام دیا ہے سالوں آپ لوگوں کا خیال کیا اور اب آپ نے ان پر دھوکے کا الزام لگا کر ان پر مقدمہ کر دیا ہے وہ دونوں حیران تھیں انہیں کچھ معلوم ہی نہیں تھا۔۔۔ انزلہ کو دونوں نے بہت ڈانٹا مگر وہ خاموشی سے سب سنتی رہی آپ لوگوں کو تین دن بعد جب مقدمے کی کاروائی ہوگی سب معلوم ہو جائے گا۔۔۔ شملہ ناراض ہو کر اپنے میکے چلی گئی تھیں۔ جب کہ نانو اور ملکہ انزلہ سے بہت ناراض تھیں۔ وہ دونوں اس سے بات نہیں کر رہی تھیں۔

تین دن بعد مقدمہ چلا تو انزلہ نے سارے ثبوت اور گواہان پیش کر دئے۔ اس موقع پر انزلہ نانو اور ملکہ خاتون کو زبردستی کورٹ لے آئی تھی جب کہ وہ چلنے کو راضی نہیں تھیں۔۔۔ مگر جب اس نے کہا کہ آج میں بابا کو سچا ثابت کر دوں گی تو دونوں تیار ہو گئیں وہاں جیسے جیسے ثبوت پیش ہوتے گئے وہ دونوں حیرت سے اک دوسرے کے چہرے دیکھتی رہیں۔ انزلہ نے انس اور زورین کے ساتھ مل کر اتنے سارے ثبوت دے دئے تھے کہ جج صاحب نے چند ہی پیشیوں میں شرجیل اور مہتاب کو عمر قید اور جرمانے کی سزا سنائی تھی۔ ان کے بینک اکاؤنٹ کو سیز کر کے اس میں موجود تمام رقم انزلہ کے حوالے کرنے کا حکم بھی دے دیا تھا۔۔۔ آج انزلہ نے اپنی زندگی کا پہلا اور آخری کیس لڑا تھا بابا کو سچا ثابت کرنے کا خواب پورا ہو گیا تھا۔۔۔ اس لیے اس نے وکالت چھوڑ دی۔۔۔

شرجیل نے چلتے ہوئے ملکہ خاتون سے کہا تھا میں آپ کا بھائی ہوں۔۔۔ امی جی میں بیٹا ہوں آپ کا۔۔۔ آپ میرے ساتھ ایسے کیسے کر سکتی ہیں؟۔۔۔ انزلہ تم بیٹی ہو میری۔۔۔ شرجیل صاحب آپ کا ہم سے کوئی رشتہ

نہیں یہ ہماری غلطی تھی کہ آپ کو اپنا نام اور نہ حقیقت یہ ہے کہ باپ بھائی بیٹا صرف سگے ہی ہوتے ہیں زبانی کہہ دینے سے کوئی کسی کا باپ بھائی یا بیٹا نہیں بن جاتا اللہ کا شکر ہے کہ میری آنکھیں وقت پر کھل گئیں اور اپنے محرم پر اک نامحرم کو ترجیح دینے سے بچ گئی۔۔۔ آپ ہمارے لیے صرف نامحرم ہیں اور کچھ نہیں۔۔۔ انزلہ نے آج اپنے دل کا غبار نکال دیا تھا وہ پرسکون ہو گئی تھی۔۔۔



رومانہ واپس لاہور جانے کے لیے تیار کھڑی تھیں۔ جب انہوں نے بتایا کہ ہم جلد ہی آپ لوگوں کو بلوائیں گے۔ ہم نے زورین کا رشتہ طے کر دیا ہے اور اب چند مہینے بعد اس کی شادی کا ارادہ ہے۔۔۔ جسے سن کر سمرہ بھڑک اٹھی تھیں۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ہم تو کب سے زورین کو اپنی شفق کے لیے سوچ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔ لیکن بھابھی اماں نہیں چاہتیں تھیں کہ وٹے سٹے کی شادی ہو ان کی مجھ سے بات ہوئی تھی۔۔۔ رومانہ نے بات کو بڑی سرعت سے گھما دیا تھا سمرہ اک دم ہی بگڑ گئی تھیں۔۔۔ اماں کی بات اماں تک ہی تھی اب وہ نہیں ہیں تو آپ کو ہماری خواہش کا بھی احترام کرنا پڑے گا۔

لیکن یہ اماں کی وصیت تھی۔۔۔ رومانہ نے بات کو سنبھالنے کی کوشش کی

زندہ لوگوں کو دکھ پہنچا کر ان کی وصیت پر عمل کرو گی تم رومانہ۔۔۔

نہیں بھابھی ایسی کوئی بات نہیں اصل میں زورین کو بھی وہ لڑکی پسند ہے۔۔۔ اس کی شادی ہے تو اس کی پسند بھی تو دیکھنا پڑے گی نا۔۔۔ بحث بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔۔

لیکن شفق خاندان کی لڑکی ہے آپ کی دیکھی بھالی ہے خاندان کی لڑکی کو چھوڑ کر پرانی لڑکی کو بہو بنائیں گی آپ۔۔۔

طاہر رومانہ کی مدد کو آگے بڑھے تھے۔۔۔ سمرہ بھابی بات یہ ہے کہ جب لڑکا لڑکی راضی تو کیا کرے گا قاضی۔۔۔ ہم کیا کر سکتے ہیں زورین کو لڑکی پسند آگئی ہے اس لیے ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے آپ کو تو پتہ ہے جو بڑے آسمان پر بنتے ہیں۔۔۔ ہماری شفق بہت پیاری ہے اس کے لیے اچھے رشتوں کی کمی تھوڑی ہے کوئی نہ کوئی اچھا رشتہ اسے بھی جلد مل جائے گا۔۔۔

اعجاز جو بہت دیر سے یہ ساری بحث سن رہے تھے اک دم ہی بول پڑے آسمانوں پر تو اور بھی بہت سے فیصلے ہوتے ہیں لیکن زمین پر رہنے والے کب ان پر عمل کرتے ہیں وہ تو وہی کچھ کرتے ہیں جو ان کا دل چاہتا ہے اللہ کی رضا پر راضی نہیں ہوتے ایسے لوگ دوسروں کے حق پر ڈاکہ ڈال کر مطمئن رہتے ہیں بھلے کوئی اپنی جان سے چلا جائے لیکن انہیں صرف اپنی ہی خوشی عزیز ہوتی ہے۔۔۔

اعجاز بھائی آپ بات کو سمجھ نہیں رہے۔۔۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوتا لیکن ہم زورین کی وجہ سے مجبور ہیں۔۔۔ شفق ہمیں بھی اتنی ہی عزیز ہے جتنی ایمین ہے۔۔۔ رومانہ نے ماحول کی گرمی کو کم کرنے کی کوشش کی۔ اعجاز اک دم کھڑے ہو گئے اچھا تم راضی ہو جاتیں اگر زورین کو کوئی اعتراض نہ ہوتا۔۔۔ وہ طاہر کی طرف مدد طلب نگاہوں سے دیکھنے لگیں۔۔۔

تو ٹھیک ہے زورین کو میں راضی کرونگا اس سے کہہ دو کہ وہ شفق سے شادی کرے ورنہ اپنی بہن کو بھی آکر لے جائے۔۔۔

اعجاز کے اس جملے پر سمرابھی گھبرا گئی تھیں۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ میں بچوں کا گھر بسانے کی بات کر رہی ہوں اور آپ رشتے توڑنے کی بات کر رہے ہیں۔

رومانہ رو ہانسی سی ہو کر کہنے لگیں۔۔۔ دیکھ لیں سمرہ بھابھی ابھی تو رشتہ ہوا بھی نہیں ہے اور وٹے سٹے نے رنگ دکھانا شروع کر دیا ہے۔ اب تو یہ رشتہ میں کبھی نہیں کر سکتی۔۔۔

تم مر کر بھی یہ رشتہ نہیں کر سکتیں۔۔۔ اعجاز پورے جلال کے ساتھ گر جے تھے۔ ایمین، اشعر، ظفر، شاز، سمرہ، رومانہ، طاہر سب ہی ہل کر رہ گئے تھے۔۔۔ وہ کبھی ایسے کسی سے بات نہیں کرتے تھے۔۔۔

تم مر کر بھی یہ رشتہ نہیں کر سکتیں کیوں کہ یہ ممکن ہی نہیں۔۔۔ میں بتاؤں یا تم بتاؤ گی ان سب کو کہ یہ ممکن کیوں نہیں ہے۔۔۔

سب سوالیہ نگاہوں سے رومانہ اور طاہر کو دیکھ رہے تھے جب کہ وہ دونوں دل کے چور کو چھپانے کی پوری کوشش کر رہے تھے شاید انہیں زورین کے نکاح کا معلوم ہو گیا ہے۔۔۔ رومانہ کو خیال آیا جی آپ ٹھیک کہہ رہے

ہیں بھائی ہم سے غلطی ہوگئی ہمیں پہلے ہی بتادینا چاہئے تھا۔۔۔

غلطی۔۔۔ تم اتنی بڑی بات کو غلطی کہہ رہی ہو۔۔۔ اعجاز کا غصے سے چہرہ لال ہوئے جارہا تھا۔۔۔

جی بس کچھ مجبوری تھی اسی لیے ہمیں زورین کا نکاح خاموشی سے کرنا پڑا۔ سمر کو جیسے کرنٹ لگا تھا۔۔۔ کیا آپ نے زورین کا نکاح کر دیا اور ہمیں بتایا بھی نہیں۔۔۔

حالات ہی کچھ ایسے ہو گئے تھے کہ ہمیں خاموشی سے اس کا نکاح کرنا پڑا۔۔۔ وہ ممنعتی ہوئی وضاحت دینے کی کوشش کر رہی تھیں

نکاح کی بات نہیں کر رہا میں۔۔۔ اعجاز اک بار پھر چیخے تھے جو حقیقت ہے اس پر سے پردہ اٹھاؤ۔۔۔ روما نہ میں سب جان گیا ہوں۔۔۔ مجھے اماں مرتے وقت سب بتا گئی ہیں۔۔۔

رومانہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا۔۔۔ طاہر بھی ان کے پاس ہی آ کر کھڑے ہو گئے تھے اور انہیں سہارا دے رہے تھے کہیں صدمے سے گر ہی نہ جائیں۔۔۔

بھائی جی۔۔۔ وہ۔۔۔ اماں نے آپ کو سب بتا دیا

ہاں سب بتا دیا۔۔۔

سمرہ اور باقی سب ہونق بنے ان تینوں کے چہرے دیکھ رہے تھے کمرے میں مکمل خاموشی چھا گئی تھی رومانہ آنسوؤں سے رو رہی تھیں جب کہ طاہر بھی پسینے پسینے ہوئے جارہے تھے۔۔۔

تھوڑی دیر انتظار کے بعد سمرہ کہہ ہی اٹھیں کوئی مجھے بھی بتا دے یہ سب کیا ہو رہا ہے کیا بتا گئی ہیں اماں۔۔۔؟؟؟

بیٹھو تم۔ اعجاز نے سمرہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں صوفے پر بیٹھایا تھا۔۔۔ وہ بتا گئی ہیں کہ زورین اور شفیق کی شادی ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔

مگر کیوں؟ سمرہ مدہم سی آواز میں پوچھ رہی تھیں۔

کیونکہ زورین ہی ہمارا مظہر ہے ہمارا بیٹا۔۔۔ ہمارا کھویا ہوا بچہ

یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ مظہر زورین کیسے ہو سکتا ہے زورین تو مظہر سے کئی مہینے چھوٹا ہے۔۔۔

یہی سچ ہے بھابی کہ زورین ہی آپ کا مظہر ہے آپ کی ڈلیوری سے پہلے ہی میں کراچی کے اک ہوٹل میں آکر رک گئی تھی پھر جب اسپتال میں آپ بے ہوش تھیں تو اماں نے مجھے فون کر کے بلا لیا تھا میں ٹیکسی سے اسپتال آئی تھی اور فوراً بچہ لے کر ہوٹل واپس آگئی پھر پہلی فلائٹ سے واپس لاہور آئی۔۔۔

اس کے بعد جب طاہر مظہر کی مکشدگی پر کراچی آئے تو تب ہی ہم نے میرے امید سے ہونے کی اطلاع آپ لوگوں کو دی تھی تاکہ بعد میں آپ لوگوں کو کوئی شک نہ ہو ہم نے کئی مہینے آپ لوگوں سے یہ بات چھپائی اور پھر تین سال گزرنے کے بعد جب ہم کراچی آئے تو کسی کو گمان بھی نہ ہوا کہ وہ زورین نہیں مظہر ہے۔۔۔

تم کیا کہہ رہی ہو رومانہ۔۔۔ سمرہ کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔۔۔ میرا مظہر مل گیا۔۔۔ تم لوگوں نے مجھ سے میرا بچہ چھین کر بہت ظلم کیا ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔ میں کتنا تڑپی ہوں اپنے بچے کے لیے۔۔۔ وہ بری طرح رور رہی تھیں۔

ایمن جو یہ سب سن رہی تھی اس کے ذہن میں بھی خیال آیا اور وہ بھی پوچھ بیٹھی۔۔۔ بابا اگر زورین بھائی مظہر ہیں تو میں کون ہوں۔۔۔

کیا میں بھی آپ دونوں کی بیٹی نہیں۔۔۔ نہیں ایمن ایسا سوچنا بھی نہیں میں نے بہت تہجد کی نمازوں میں اپنی گود بھرنے کی دعائیں کیں تھیں تم ہماری ہی بیٹی ہو جب ہم زورین کو لے گئے تو دو سال بعد اللہ نے ہمیں تمہا ری نوید سنائی تھی ہر ماں باپ اپنے بچوں کے لیے دعا کرتے ہیں لیکن قبول کرنے والا بہتر جانتا ہے کہ قبولیت کب ہونی چاہیے۔ ہونی بھی چاہیے یا نہیں اس کی مصلحت سے صرف وہ ہی واقف ہے۔ اس وقت ہم چاہ کر بھی زورین کو واپس نہیں کر سکتے تھے۔ جو ہو گیا تھا وہ ہو گیا تھا اور اس راز کو ہم مرتے دم تک کبھی نہ کہتے اگر اماں یہ سب کچھ آپ لوگوں کو نہ بتاتیں۔۔۔

زورین۔۔۔ میرا مظہر ہے اسے۔۔۔ اسے تو گولی لگی ہے ناف کیسا ہے وہ؟ مجھے ابھی اس کے پاس جانا ہے سمرہ کی عجیب ہذیانی سی کیفیت ہو رہی تھی۔۔۔ مجھے ابھی جانا ہے مظہر کے پاس۔۔۔

اور پھر اگلی ہی فلائٹ سے سمرہ اعجاز رومانہ اور طاہر زورین سے ملنے لاہور آچکے تھے۔ وہ انس کے گھر گئے اور اسے لے کر واپس گھر آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ یہاں کیا قیامت گزر چکی ہے۔ گھر میں ڈکیتی مہتاب اور

شرجیل کی گرفتاری لیکن ان میں سے کسی میں بھی یہ ہمت نہ تھی کہ وہ زورین کو بتا سکے کہ وہ ہی مظہر ہے۔۔۔ سمرہ زورین کو دیکھتے ہی رونے لگیں اسے پیار سے چٹا لیا تھا اعجاز اس کے گلے لگ کر اپنے دل کا غبار آنسوؤں کی صورت نکال رہے تھے جب کہ رومانہ اور طاہر شرمندہ شرمندہ سے لگ رہے تھے۔

زورین اس راز کو جاننے کے بعد اب ان سب کے چہرے پڑھ سکتا تھا لیکن وہ بھی خاموش تھا۔۔۔ اگلے دن انزلہ گھر پر آئی تھی۔۔۔ اور سب سے اس کا تعارف ہوا کہ وہ زورین کی منکوحہ ہے۔۔۔ پھر زورین نے انزلہ کو بتایا کہ تم میرے ماما اور بابا کو تو جانتی ہی ہو یہ دونوں میری بڑی امی اور آغا جی ہیں۔۔۔ تم یہ بھی کہہ سکتی ہو کہ میرے اک نہیں دو ماں باپ ہیں میں بہت خوش نصیب ہوں کہ دو دو والدین مجھے ملے۔۔۔ یہ کہتے ہوئے اس نے ڈائری طاہر کی جانب بڑھادی۔۔۔

طاہر رو پڑے میرے بیٹے مجھے معاف کر دو ہم نے تمہارے ساتھ بہت غلط کیا۔ ہم خود غرض ہو گئے تھے۔ نہیں بابا آپ کو مجھ سے معافی مانگنے کی ضرورت ہی نہیں میں تو آپ کو اس وقت ہی معاف کر چکا ہوں جب میں چھ سال کا تھا آپ کو یاد ہے آپ نے کہا تھا کہ مجھ سے بھی غلطی ہو سکتی ہے اور میں تمہیں اس لیے نہیں بتا سکتا کہ تمہیں دکھ نہ ہو اور میں نے کہا تھا ٹھیک ہے آپ مجھے نہ بتائیں میں آپ کو ویسے ہی معاف کرتا ہوں۔۔۔ وہ بڑھ کر طاہر کے گلے لگ گیا تھا۔۔۔

لیکن میں تو آپ دونوں کو کبھی معاف نہیں کرونگی سمرہ بکھر گئی تھیں اتنے سال میری ممتا کو تڑپایا ہے آپ لوگوں نے مجھے روتا سسکتا دیکھ کر بھی آپ لوگوں کے دل نرم نہ پڑے۔۔۔ میں مرتے دم تک آپ لوگوں کو معاف نہیں کرونگی۔۔۔ وہ کہتے کہتے رو رہی تھیں۔۔۔

بڑی امی میری خاطر انہیں معاف کر دیں یہ سوچ لیں کہ میں اتنے سال آپ سے دور رہا تو یہ میرے نصیب میں لکھا جا چکا تھا اگر ان کی جگہ کوئی اور مجھے لے جاتا تو کیا اب بھی آپ مجھے دیکھ پاتیں۔۔۔ انہیں معاف کر دیں پلیز میری خاطر

اب وہ اعجاز کی طرف مڑا تھا پلیز آغا جی میری خاطر۔۔۔ وہ خاموشی سے زورین کا چہرہ دیکھنے لگے آغا جی غصے میں کہیں کوئی غلط فیصلہ نہ کر لیجئے گا غصہ شیطانی صفت

ہے جب کہ معاف کر دینا رحمانی صفت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ بیٹے کو پا کر آپ بہن بہنوں کی رشتے کو کھودیں اولاد انسان کا سب سے بڑا امتحان ہے، اچھی تربیت دینے کے لیے والدین کو اپنے کمائے اعمال پاک اور حلال رکھنے پڑتے ہیں ورنہ ان کے ضمیر پر پڑنے والے کچھڑ کے دھبے اولاد کی پرورش میں نافرمانی اور گمراہی کے داغ ڈال دیتے ہیں۔ ان سے غلطی ضرور ہوئی ہے لیکن انہوں نے میری تربیت میں کوئی کمی نہیں آنے دی اولاد بھی تو اک آزمائش ہی ہے یہ بہک گئے تھے بھٹک گئے تھے پر اب یہ لوٹ آئے ہیں انہیں معاف کر دیں اپنی زندگی کے پچیس سالوں میں پہلی بار آپ سے کچھ مانگ رہا ہوں پلیز۔۔۔۔۔

اور سمرہ نے اس کا ماتھا چوم لیا تھا ہاں میں نے معاف کیا۔ میرا مظہر مجھ مل گیا مجھے اور کیا چاہئے۔۔۔ آغا جی نے بھی سر ہلا کر معافی کا اعلان کیا تو طاہر آگے بڑھ کر ان کے گلے لگ گئے۔
رومانہ سمرہ کے گلے لگ کر اک بار پھر معافی مانگ رہی تھیں۔۔۔

کدورتوں کے سارے بادل چھٹ گئے تھے۔ فتنہ تو بہت بڑا تھا مگر اک معافی نے اس فتنے کو جڑ سے اکھیڑ پھینکا تھا۔۔۔ سب مسکرا رہے تھے سمرہ کہہ رہی تھیں تم نے بہت چلا لی اپنی اب مظہر کی شادی ہمارے گھر سے ہوگی یہ میرا بیٹا ہے۔۔۔ نہیں یہ ہم سب کا ہمارا بیٹا ہے رومانہ نے سمرہ کے میرا کو ہمارا کہہ کر سب کے دلوں میں جگہ بنا لی تھی ہم سب مل کر اس کی شادی بہت دھوم دھام سے کریں گے۔۔۔
دیکھ لیں بڑی امی! آپ ہمیشہ دعا کرتی تھیں نا کہ میں آپ کا بیٹا بن جاؤں بن گیا نا میں آپ کا بیٹا۔۔۔ سب کے چہرے کھل اٹھے تھے۔

